SohniDigest.Com

ناول

ثمرین شاہ

من درِ عشق باشما ھستم

وقتی قلم رادیدم قلم شروع بہ ضرب وشتم کرد

(میرے دل نے ایک بار پھر دھڑکنا شروع کر دیا جب سے تم کو دیکھا)

نیلم ویلی شمالی علاقوں میں سب سے خوبصورت اور دل کو ہلا دینے والے منظروں میں سے ایک ہے۔ایک وجہ تو اس کی دلکش نظارے کے ساتھ ساتھ یہاں کی روایات، لوگ، کھانے، مہمان نوازی سب کی اپنی ہی بات اور اپنی ہی خوبصورتی ہے۔تیزی سے چلتی سیاہ چمکتی آسٹن مارٹن کی راہ سنہری حویلی کی طرف تھی۔گاڑی کے سیاہ شیشہ نیچے ہوا تو سیاہ رے بین کا چشمہ اترا گیا، جہاں سبز رنگ کی آنکھیں منظر میں پیش ہوئی جو کہ امیرالڈ سٹون کی مانند لگتی مگر آغا جان کا کہنا تھا سارے پتھر پہ اس کی خوبصورت، مقابل کو چت کر دینے والی آنکھیں کے آگے کچھ بھی نہیں ہیں۔پر آج اس کی چمکتی ہری آنکھوں میں سارے رنگ جیسے غائب ہو چکے تھے جبکہ آنکھوں کے اردگرد لالی ہی بھری ہوئی تھی۔اس کا دماغ تقریباً پھٹنے کے قریب تھا، چہرے پہ پتھریلے تاثرات ابھی بھی قائم تھے اس نے موڑ کاٹا اور سنہری حویلی کے سنہرے گیٹ کے پاس پہنچا۔اس کی منزل آ گئی تھی مگر وہ منزل کے پاس جانا نہیں چاہتا تھا۔وہ چاہتا تھا یہ پل تھم جائے یا سب کچھ پیچھے چلا جائے جہاں اس کا بھائی، اس کا یار، اس کا بازو ہادی علی

خان تھا۔ ہادی کو سوچتے ہوئے صلاح الدین علی خان کی آنکھوں میں نہ چاہتے ہوئے بھی نمی آ گئی جس کو تختی سے اس نے صاف کیا اور پھر ہارن دینا شروع ہو گیا۔

"بولتے کیوں نہیں ہو۔ جب بلاتے ہو تو پورا تھانہ ہلا دیتے ہو اور جب تمہارے شور سے میں آجاتی ہوں تو بالکل خاموش۔" وہ اپنی کالی سنجیدہ آنکھیں اپنے سے تین سالہ چھوٹے بھائی ارسل پہ گاڑتے ہوئے بولی اور وہ سر جھکائے ٹیبل پہ ناخن کھرچ رہا تھا۔ اس کی حالت جیل میں ایک ہفتے رہنے کی باعث عجیب سی ہو گئی تھی اور ثمرن کو اپنے چھوٹے بھائی کو اس طرح دیکھتے ہوئے تکلیف ہوئی۔ کیا سے کیا کر دیا تھا۔ وہ جانتی تھی وہ بے قصور ہے لیکن کوئی ثبوت نہ ہونے پر وہ خاموش تھی۔

"ارسل کچھ بول بھی دو، ورنہ میں جاؤں یہاں سے۔"

"وہ ایکسیڈنٹ مجھ سے نہیں ہوا ایپی!"

"میں جانتی ہوں لیکن تمہیں کس نے کہا تھا اپنے دوست کو گاڑی دینے کو، وہ تو فرار ہو گیا پیسے والا جو ٹھہرا لیکن تمہیں کیسے نکالوں!"

"کچھ بھی کر کے نکالوں مجھے رہنے میں یہاں نہیں رہ سکتا۔" وہ رو دینے والا ہو گیا آخر تھا تو پندرہ سال کا بچہ روتا کیسے نا۔

"اچھا روتو نا، پریشان کیوں ہوتے ہو میں ہو نا تمہارے ساتھ۔"

وہ زیادہ سنجیدگی نہیں دکھا سکتی تھی۔ ابا نے بھی ایک بار اسے آ کر نہیں دیکھا تھا اماں کی طبیعت نہیں تھی کہ وہ یہاں آتی، اس نے ہمت کی اور گھر والوں کو بنا بتائے اس سے ملنے جیل آتی رہی۔

"جانتا ہوں لیکن پلیز کچھ کرو ثمر، میں ایسے نہیں رہ سکتا۔"

وحشت اس کے چہرے پہ پھیلتی جا رہی تھی۔

"میں بات کروں گی نا ان کی فیملی سے۔ دیکھو کیا ہوتا ہے سنا ہے ان کے کوئی بڑے آ رہے ہیں وہ کوئی فیصلہ کریں گے۔"

''مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا ریٹی!''

ثمرن نے اسے دیکھا اور پھر ہاتھ اس کے ہاتھوں پر دھرتے ہوئے پیار سے بولی۔

''تم فکر نہ کرو، تمہاری ریٹی ہے نا لڑتی ہو تو کیا ہوا لیکن تمہارے لیے دنیا سے بھی لڑ سکتی ہوں۔'' وہ ضبط کرتے بولی۔ وہ سب کو دلاسا دے رہی تھی مگر خود کو کیسے دیتی۔ اسے بھی کسی کی دلاسے کی ضرورت تھی لیکن فی الحال اسے وہ کندھا میسر نہیں تھا جہاں وہ اپنی سر رکھ کر روتی۔

✿......✿......✿

آغا جان خاموشی سے کھڑکی کی طرف دیکھ رہے تھے جب دروازے پہ آتا صلاح الدین رک گیا۔ وہ ہادی کے بعد سے بالکل خاموش ہو گئے تھے۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ ہنگامہ کھڑا کریں گے، اس لڑکے پہ گولیاں نچھاور کر دینے کا حکم دیں گے، لیکن اتنی خاموشی نے سب کو چپ کروا دیا تھا مگر تائی کا تو رو رو کر برا حال ہو گیا تھا۔ وہ چاہتی تھیں ان کے بیٹے کے قاتلوں کو سزا ملے اور آغا جان کی اتنی بے جا خاموشی پہ انہیں تاؤ آ گیا، سب آغا جان کے مزاج سے واقف تھے اس لیے تائی کو سنبھال رہے تھے اور آگے سے کوئی فیصلہ سنایا نہ ہی آغا جان کو کچھ بولا کہ کچھ کریں۔

''رک کیوں گئے۔ اندر آ جاؤ۔''

آغا جان کی بھاری آواز کمرے میں گونجی، پر اس بار خاصی تھکی ہوئی تھی۔ صلاح الدین کے دل کو کچھ ہوا۔ وہ آگے آیا اور دروازہ بند کرنے لگا۔ اسے معلوم تھا کچھ دیر بعد کیا قیامت برپا ہو گی۔

✿......✿......✿

میری عشق دی خیر نہ منگ

کیونکہ میرا عشق بھی مجھ سے روٹھ گیا

بابا کی بات سن کر وہ ایک دم تڑپ کر اٹھی۔

''یعنی آپ پیسے نہ ہونے کی خاطر نوری دے دیں گے۔''

وہ اپنے باپ کے سامنے پہلی بار چلائی۔ امی کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے لیکن ثمرن کے اس طرح چلانے

پر وہ ناگواری اور تیزی سے بولی۔

"ثمرن۔"

"آپ تو ایک سیکنڈ کے لیے خاموش ہو جائیں۔ ماما، بابا۔ آپ کو ہو کیا گیا ہے نوری کوئی بیس سال کی لڑکی نہیں ہے وہ بارہ سال کی بچی ہے! اور یہ شادی بھی کوئی عام شادی نہیں ہے خون بہا ہے جو ساری زندگی ایک دلدل میں دھنس جانے کی بات ہے۔ وہاں سے نکلو تو بھی زخم آپ کے وجود میں آئیں گے اور اس میں رہو گے تو اس کو سہتے سہتے مر جاؤ گے۔ گناہ بیٹا کرے اور سہے ہم بیٹیاں۔" کہتے ہوئے تو اس کا دل بیٹھ گیا اور چہرہ سرخ ہو گیا۔ بابا کا سر جھکا ہوا تھا اور امی تڑپ کر بولی۔

"میرے بیٹے نے کوئی گناہ نہیں کیا۔"

"اچھا تو پھر نوری نے گناہ کیا ہے۔ نوری بابا سے اتنی سی عمر میں گاڑی کی چابی مانگتی ہے اور پھر دوستوں کو پکڑا دیتی ہے جو دل کرے گاڑی کے ساتھ کرو میرا باپ کچھ نہیں کہے گا جو قانون میں ہے کہ اٹھارہ سال سے کم کوئی بھی گاڑی نہیں چلا سکتا تو کیوں دیتے ہیں آپ۔ بیشک گاڑی چلانے آتی ہو گی لیکن عقل کیا ان کی آپ جتنی ہے۔ بڑے سے بڑے لوگوں سے حادثے ہو جاتے ہیں تو وہ تو پھر پندرہ سال کا بچہ ہے اور کیوں نہیں کیا جرم سارا الزام ہم دوسرے پہ لگا کر اپنا دل ہلکا کر دیتے ہیں یہ نہیں پتا جرم کا گندم ہم نے بویا ہے اور پھر قدرت کیوں اگلے سے وہ بوج کٹوائے۔"

آج اس کا دل کیا پورا شہر اکٹھا کر لیں۔ وہ تو شروع سے ہی حساس دل کی تھی۔ کوئی بڑا سا بڑا واقعہ ہو جاتا تو رونے لگ جاتی یا سارا دن ڈیپریشن میں چلی جاتی اور جو اب ہوا تھا اس کا کلیجہ سوچتے ہوئے ہی پھٹ رہا تھا۔ خون بہا یہ جتنا ناولز اور فلموں میں اس کی حسین اور دلکش تصویر کھینچی جاتی ہے در حقیقت ایک ایسا زہر ہے جو جسم میں پھیلتا ہے کہ اسے کوئی دوا کوئی طریقہ نہیں نکال پاتا۔

"وہ کہتے ہیں ہم بے غیرت نہیں ہیں جو اپنے جگر کے خون کا پیسہ لیں۔ ہمیں لڑکی چاہیے ورنہ ارسل کی موت......"

بابا کے زبان لڑکھڑا گئی ثمرن نے اپنے کان بند کر دینے چاہے لیکن وہ آواز دل کے ہر کونے میں پہنچ کر

چھری کے طور پر اندر گھونپتی جا رہی تھی۔

"انہیں نوری کیوں چاہیے کوئی اور بھی لڑکی ہو سکتی ہے۔"

جب دل تکلیف سے کراہتا ہے تو وہ اپنے مرہم کے لیے کوئی حل نکالتا ہے۔ چاہے وہ بعد میں نقصان دہ ہی کیوں نا ہو۔

"تم تو اپنے تائی کے بیٹے کے ساتھ منسوب ہو جب انہیں پتا چلا تو نوری کو مانگا۔"

مرہم مل چکا تھا اور اس مرہم کی بھاری قیمت تھی مگر وہ قیمت چکانے کے لیے تیار تھی۔

"کوئی منسوب نہیں ہوئی اگر انہیں خون کے بدلے لڑکی ہی چاہیے تو وہ نور صباح نہیں ثمرن فرحاد ہو گی۔" وہ اپنا فیصلہ سنا کر تیزی سے اٹھ پڑی جبکہ اس کے ماں باپ ساکت ہو گئے کہ وہ یہ کیا کہہ کر گئی ہے۔

⁂ ...... ⁂ ...... ⁂

وہ پلین سے اترا نہیں تھا باقی اس کے کو پائلٹ، ایئر ہوسٹس سمیت اتر چکے سوائے ایک کے وہ اس سے پوچھنے آئی تھی، سر خیریت تو صلاح الدین نے دو منٹ مانگے تھے، وہ سیٹ پہ بیٹھا رہا۔ اس کی نظر سامنے شیشے کے پار مختلف پلینز کی طرف تھی، اس کی آنکھیں کافی خالی تھیں۔

کوئی آواز اس کے کانوں میں گونجی بلکہ نہیں کانوں میں نہیں پورے کوک پٹ میں گونجی تھی۔ کوئی اس کے کندھے پہ ہلکا سے ہاتھ مار رہا تھا۔ کوئی پاگلوں کی طرح ایک ایک کنٹرول کا پوچھ رہا تھا اور انہیں چھونے بھی لگا تھا وہ سب سے حسین دن تھا۔ اس کے لیے وہ جتنی پاگل اور جھلی سی تھی اس بات کا غماز تھا کہ اس کا دل اس کی روح حد درجہ صاف اور سادگی سے بھرپور ہے۔ وہ اس کو سوچتے ہوئے مسکرایا تھا پر اچانک آغا جان کی آواز اس کے کانوں میں گونج اٹھی۔

"تمہیں ان کی لڑکی سے نکاح کرنا ہو گا۔"

نکاح! وہ کیسے نکاح کر سکتا تھا۔ نکاح کا مطلب اپنا نام اور اپنے وجود کو حوالے کر دینے کا نام نہیں ہے نکاح ایسا خوبصورت بندھن ہے جس سے روح اور دل بھی سونپنا پڑتا ہے اور وہ دل کسی کو ایک سال انجانے میں ہی دے چکا ہے۔ شاید دل کو حاصل کرنے والے کو خود بھی معلوم نہیں کہ کسی کا دل اس کے پاس ہے۔

گہرا سانس لیتا ہوا وہ کھڑا ہو گیا اور حسرت سے اس جگہ کو دیکھتے ہوئے کیپ اتار کر کوک پٹ سے باہر نکل گیا۔

✿......✿......✿

"تم کیا بکواس کر رہی ہو۔" وہ چلا ہی اٹھا۔ثمرن خاموش رہی۔

"دیکھو ثمرن! دوبارہ یہ بولا تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔" رمیض چلا اٹھا۔ثمرن کسی کی اونچی آواز برداشت نہیں کر سکتی تھی کجا اتنی بدتمیزی۔

"آپ اپنی زبان کو لگام میں رکھیں۔آپ کو کوئی حق نہیں ہے مجھ سے اس لہجے میں بات کریں، جو بات کرنی تھی وہ میں نے کر دی اللہ حافظ۔" وہ سختی سے بولی۔

"بات سنو تم! میری تم سے منگنی ہوئی ہے، میری رضامندی کے بغیر تم ہوتی کون ہو فیصلہ کرنے والی۔" وہ بھی اسی کے لہجے میں بولا۔

"اچھا کوئی ثبوت ہے منگنی کا، کوئی پیپر جس میں ہماری شرعی اور قانونی منگنی کا اعلان ہو۔مسٹر رمیض! منگنی کی شریعت میں کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔نکاح ہوتا تو میں آپ کے احتجاج کو تسلیم کرتی مگر آپ کا میرے پہ کوئی حق نہیں ہے اس لیے آپ اب آزاد ہیں کسی اچھی لڑکی سے شادی کر لیجیے گا۔"

"تم کتنی گھٹیا لڑکی ہو جو اپنے منگیتر کے منہ پہ کتنی دیدہ دلیری سے کہہ رہی ہو کہ اب تم آزاد ہو جس سے چاہے مرضی شادی کرو میرا آپ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔واہ بھئی، یہ سکھایا ہے تمہارے ماں باپ نے۔" وہ انتہائی بدتمیزی سے بولا۔

یہ مردانا پر چوٹ پڑتے ہی بلبلا کیوں اٹھتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ جس کو وہ گھٹیا کہہ رہے ہیں اس نے آخر ایسا کیا کہہ دیا یا کر دیا جس سے وہ گھٹیا ہو گئی۔بس ایک انکار سے وہ مشکوک، بری، ظالم بن جاتی ہیں جبکہ کوئی حق بھی نہیں ہوتا اس رشتے میں پھر بھی وہ گنہگار ٹھہرائی جاتی ہیں یہ نہیں دیکھتے وہ ایک جان بچا رہی بلکہ ایک جانوں سمیت بہت سے جانوں پر اپنا آپ قربان کر رہی ہیں مگر کون مانے اور کون جانے۔

"ہاں تو آپ لگی ہیں۔اس گھٹیا لڑکی سے جان چھوٹ گئی آپ کی، آپ کو اچھی لڑکی مبارک ہو۔" ہر لفظ کو چبا

کر کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔ آنکھوں میں مرچیں آنے لگیں جسے اس نے سختی سے صاف کیا۔

"آپی! آپ نے کوئی بکس منگوائی تھیں۔"

ان کی کام والی ہاجرہ نے اس کے کمرے میں آتے ہوئے کہا۔ وہ مڑی تو دیکھا اس کے ہاتھ میں تین کتابیں تھیں۔ وہ سمجھ گئی کس نے بھیجی ہے۔ وہ کب رکے گا شاید وہ اب رک جائے گا، وہ نہیں جانتی تھی وہ کون ہے لیکن اس شخص سے ملنا تھا اس کو، اپنے دل کا حال بتانا تھا جو پورے سال سے اس کے ساتھ ایک مسیحا، ایک دوست ایک، استاد، ہر روپ میں اس کی زندگی میں شامل تھا مگر وہ اس کے اصل سے ناواقف تھی۔ پارسل کھولا اور فارسی کی شاعری کی کتابیں دیکھ کر اس کا دل کیا وہ انجانا شخص کاش اسے مل جاتا۔

دل بنجارہ تھا میرا تیرے بنا
میری دہلیز پہ تیرے قدم نے
میرے دل کو آباد کر دیا
(ثمرین شاہ)

وہ کتاب اٹھا کر دیکھنے لگی۔ وہ کبھی بھی اردو، انگلش بکس نہیں بھیجتا تھا ہمیشہ فارسی کی کتابیں ہوتی تھیں۔ ثمرن حیران رہ جاتی شاید بھیجنے والا کوئی ایرانی یا افغانی ہوگا۔ ان کتابوں میں اکثر رومی، حافظ کی کتابوں کے ساتھ ساتھ کچھ خوبصورت کوٹیشن ہوتی جسے وہ پڑھتے ہوئے خود ہنستی تھی۔ وہ کیا بول رہی ہے پھر ہر ایک ایک لفظ کے مطلب نکالتی۔ شروع میں تو اسے مزا آتا تھا پھر بعد میں جھنجھلاہٹ نے جگہ لے لی۔ یہ کون ہے اور آخر کیوں بھیجتا ہے اسے یہ پارسل۔ ہمیشہ اس وقت آتا تھا جب اس کے بابا گھر پہ موجود نہیں ہوتے اور قسمت ایسی تھی کہ جب آتا تو اس کی ماما بھی منظر کے سامنے نہ پائی جاتی تھی۔ جب اسے پہلی بار کتابیں ملیں اس نے انہیں بتانے کی زحمت نہ کی۔ پتا نہیں شروع سے ایڈونچر پسند تھی کیا پتا کوئی سپائی ہو جس کے پیچھے پڑ گیا ہو۔ جی ہاں اس کتاب نے اس کا بھی دماغ خراب کیا تھا لیکن بس ایک حد تک ورنہ اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی ہیرو میں۔ وہ تو خود اپنی ہیرو بنا چاہتی تھی! ابھی ابھی اس کا آڈمیشن نسٹ یونی میں انڈسٹریل ڈیزائنر کے لیے ہوا تھا پر شاید اب وہ آگے اپنی تعلیم مکمل نہ کر سکے گی۔ آنسو کی ننھی سی بوند کتاب کے صفحے پہ گری جہاں لکھا تھا۔

نیلوفرہای ایرانی سفید لیلی را ارانہ می دھند

فنجان قرمز معطر خودرا

چشم نارسیس آنیمون را نگاہ می کند

Persianlilieswill offer the White Lilly

Thier fragrant red cup

The narcissus eye will glimpse the anemone

✿......✿......✿

صلاح الدین نماز پڑھ کر تیار ہونے کے لیے جا رہا تھا جب دماغ میں جھونکے سے بات یاد آئی کہ دو دن تک تو کوئی فلائٹ ہی نہیں ہے۔ ٹینشن میں اسے بہت سی چیزیں یاد نہیں رہتی تھیں۔ ہادی ہمیشہ اسے پشتو میں کہتا۔

''لالہ ٹینشن ھو ستا سو ښځہ دہ۔''

(لالہ ٹینشن تو تمہاری بیوی ہے)

وہ اور کھسیا جاتا کہ ٹینشن اور بیوی سے کیا مراد ہے تو وہ کوئی جواب نہ دیتا۔ پھر جب ایک دن ڈیرے پہ اس نے صلاح الدین کو بتایا کہ بیویاں ہر چیز بھلا دیتی ہیں اور تیری تو بیوی محبوب بھی ہوگی اور محبوب دنیا کی ہر چیز بھلا دیتی ہے۔ صلاح الدین کے چہرے پہ مسکراہٹ آجاتیں جسے وہ دباتے ہوئے ہادی کو گھوری دکھاتا اور پھر کہتا۔

''او کابلی ستا سو محبوب دی۔

(اور کابلی تو تیری محبوب ہے۔)

اور وہ بھی وہی دگنی گھوری نوازتا پھر کہتا ہاں تو کیا بھئی کابلی محبوب ہے تو آپ کیوں جلتے ہیں، کس نے کہا تھا ہوا میں اڑنے کو اور صلاح الدین مسکرا پڑتا۔ اسے ہواؤں سے عشق تھا۔ وہ بچپن میں دیکھنا چاہتا تھا آسمانوں میں کیا ہے، ادھر سورج دیکھنے میں کیسا ہوگا، بادل کیا واقعی روئی جیسے دکھتے ہیں۔

وہ سارے خاندان میں بے حد مختلف تھا۔ اس کی ان کی طرح جاگیردارانہ سوچ نہ ہی پٹھانوں جیسا جوش

تھا۔ وہ انتہائی نرم مزاج بندہ کہ لوگ اس کی مزاجی پہ حیرت سے غوطہ زن ہو جاتے۔ کیا یہ انہیں کی ہی حویلی سے ہے جہاں ایک نہ کرنے پہ کیا سے کیا کر دیا جاتا تھا۔ لیکن صلاح الدین کو دیکھ کر ہر ایک کی تمنا ہوتی کہ کاش یہ بھی ہمارے گھر کا فرد ہوتا۔

آغا جان کو کبھی کبھی صلاح الدین کی نرم مزاجی پہ بے حد ناگواری ہوتی، پر جب بھری محفلوں میں اپنے پوتے کی تعریفیں سنتے تو فخر سے ان کا سینہ چوڑا ہو جاتا۔ اس نے کبھی انہیں شرمندہ نہیں کیا تھا اور وہ پرامید تھے کہ وہ اب بھی شرمندہ نہیں کرے گا۔ کیا واقعی میں وہ نہیں کرے گا، کیا واقعی عام مردوں کی طرح خون بہا میں آئی لڑکی کے ساتھ انتہا درجے کا ظالمانہ سلوک کرے گا۔ اسے ایک بکری کی مانند سمجھے گا جس کے گلے میں رسی باندھے کہیں بھی کھینچتا جائے گا وہ نا چاہتے ہوئے بھی کھینچی چلی جائے گی، کیا وہ بلی کی طرح ان کو کھانا زمین پہ پھینکے گا تو وہ پیٹ کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی خاطر چپ کر کے کھا لیا کرے گی، کیا وہ بھینس کی طرح باہر ٹھنڈ میں سوکھے پتوں میں سلائے گا اور وہ تب بھی خاموشی سے سو جایا کرے گی، وہ اپنے عیاشی کی خاطر کسی غیر عورت کو اپنے دل کو راحت پہنچائے گا اور وہ جانتے ہوئے بھی انجان ساری زندگی حقوق نہ حاصل کرنے پر بے زبان رہے گی کیونکہ خاموشی ہی ان کا مقدر بن جاتی ہے وہ یہاں قدم رکھنے سے پہلے اپنی زبان چھوڑ آتی ہے اور جو باغی نکلتی ہے ان کی زبان کاٹ کر پھینک دی جاتی ہے۔

وہ بستر پہ بیٹھا بالکل ساکت یہاں آئی لڑکیوں کی زندگیوں کو پندرہ سیکنڈ میں ریوائنڈ کر کے دیکھ چکا تھا اور اس ہولناک منظر کو اس وقت دیکھنا تو دشوار تھا اور یہ منظر جو اب اس پر گزرے گا، جس تصویر میں وہ ظالم اور اس کی بیوی مظلوم نا قابل برداشت تھی یہ تصویر دین کے لیے۔

صبح کی کرن اس کے کمرے میں ہلکی ہلکی آچکی تھی اور مرغے اپنی بانگ پھر سے دینے لگا۔ چڑیوں کی چہچہاٹیں، کوئے کی کائیں کائیں، پھر لوگوں کی آوازیں آنے لگیں۔ بس ایک وہ کمرے میں بالکل خاموش تھا۔ اس کا اندرونی جسم کھنڈر کی مانند تھا۔ وہ کب ایسا تھا اسے خود کی حالت سے وحشت ہوئی۔ وہ اٹھنے لگا جب دروازے پہ دستک ہوئی۔

میرے درد کو اتنا مت چھید

میرے خون کی چھینٹے تیرے وجود پہ پڑیں گے

(ثمرین شاہ)

وہ آج اپنا لیونگ سرٹیفکیٹ لینے کے لیے یونی گئی تھی سب نے اسے چھوڑنے کی وجہ پوچھی تھی لیکن اس نے اپنی شادی کا کہہ کر گویا بات ہی ختم کر دی۔ شادی کا کہتے ہوئے اس کے لبوں پہ بڑی تلخ مسکراہٹ آئی تھی۔ شادی! شادی نہیں بلکہ وہ زندان میں ایک قیدی بننے جا رہی تھی اور اس کا وقت آ گیا تھا کہ وہ ساری زندگی اس زندان میں گزارے اور وہاں موجود انسانی روپ میں حیوان کی حیوانیت بھی سہے۔

گھر والے انہیں ہمدردی اور دلاسے کے لیے کندھے میسر کیے بنا بھیج دیتے ہیں اور اپنے لخت جگر اپنے بڑھاپے کے سہارے کو سینے سے لگائے آنکھیں بند کر جاتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ کوئی اتنا تو منتظر ہوتا ہے کہ کوئی ان کے عمل نامے کو بھگتنے لگا ہے، اپنا آپ قربان کرنے لگا ہے، کوئی اتنا تو کہہ دے بیٹی رب راکھا، اللہ کے حوالے کیا تمہیں جبکہ ایسا ہوتا ہی نہیں ہے۔ نصیحتیں ہوتی ہیں اور تین لفظ پہ مشتمل نصیحتیں صبر، خاموشی، عزت! ان تین لفظوں کا پاس رکھنا ہے بس اور وہ ان تین لفظوں کا پاس رکھتے رکھتے اندر سے ختم ہو جاتی ہیں مگر ان تین لفظوں کو آخری دم تک نبھاتی ہے۔

وہ وین سے اتر کر گھر کی طرف آئی۔ اس نے دیکھا کہ ایک بلیک مرسیڈیز کھڑی ہوئی تھی اور اس کے نمبر پلیٹ پہ خان لکھا ہوا تھا۔ پڑھتے ہوئے اس کا دل رک گیا۔ سانسیں تھم سی گئیں، چہرے پہ سفیدی آ گئی یعنی موت کا فرشتہ اس کے گھر حاضر ہو چکا تھا۔

⚙......⚙......⚙

صلاح الدین نے دروازہ کھولا تو ایک دم پیچھے ہوا۔

"السلام علیکم مورے۔"

مورے بالکل خاموش تھیں۔ اپنے اس خوبرو بیٹے کو دیکھنے لگیں جس کی آنکھیں خاصی سرخ تھیں۔ جب سے ہادی کی موت واقع ہوئی صلاح الدین کی آنکھیں دن بہ دن سرخ پڑتی جا رہی تھیں۔ ان کے دل کو کچھ ہوا۔

"یہ کیا حالت بنادی ہے دین۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی صلاح الدین نے نظریں جھکا لی اور مسکرایا۔

"سو کر اٹھا ہوں نا اس لیے آپ کو عجیب لگ رہا ہوں۔ آئیں بیٹھیں۔"

اس نے دروازہ بند کیا اور زبردستی مسکرانے کی ہلکی سی کوشش کی جو کوشش پہلی باری میں ہی دم توڑ گئی۔ مورے نے اپنی کالی آنکھیں اس کی ہری آنکھوں سے ہٹا کر اس کے چہرے کو دیکھا جہاں بڑھی ہوئی شیو پھیکی رنگ سمیت ایک عجیب سی وحشت تھی۔ اتنا غم لیا تھا اس نے ہادی کی موت کا، ہاں دن ہی کتنے ہوئے ہیں لیکن انہیں کچھ عجیب لگ رہا تھا صلاح الدین کی حالت پر۔ وہ چلتی ہوئی بستر کے پاس آئیں اور صلاح الدین ان کے ساتھ بیٹھنے کے بجائے گھٹنے کے بل بیٹھتا ہوا ان کی گود میں سر رکھ چکا تھا۔ وہ اپنے سیاہ ہاتھ اس کے بالوں میں پھیرنے لگیں۔ ان کی آنکھوں سے نکلتے ہوئے آنسو صلاح الدین کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔

"پتا ہے دین، تاریخ پھر دھرائی جا رہی ہے۔"

صلاح الدین خاموش رہا۔

"میں نے سنا ہے وہ بارہ سال کی بچی ہے۔"

خاموشی!

"وہ عام سے گھرانے سے تعلق رکھتی ہے اور اس کے بھائی نے یہ سب کیا ہے۔" ان کی آواز بھاری ہو گئی اور صلاح الدین ابھی بھی خاموش تھا۔

"وہ شاید سیاہ فام بھی ہو گی۔ میرا دل پتا نہیں کیوں کہہ رہا ہے وہ ویسی ہو گی جو گیارہ سال کی مانیز ے تھی۔"

صالح الدین نے اب کی بار سر اٹھایا تو سرخ آنکھوں کے ساتھ ساتھ ناسمجھی سے اپنی ماں کو دیکھے جا رہا تھا جیسے اس نے آدھی باتیں سنی ہی نہیں۔

"بارہ سال؟"

مورے نے اپنے آنسو صاف کیے۔

"تمھیں انہوں نے نہیں بتایا کہ وہ بارہ سال کی بچی ہے اس لڑکے کی چھوٹی بہن۔"

اب صلاح الدین کو لگا کہ نیلم میں موجود تمام وادی اس کے سر پہ آ گری ہو۔ جسم میں درد اٹھا تو وہ اٹھ پڑا۔ مطلب جو مورے کہہ رہی ہے تاریخ دہرائی جائے گی تو کیا واقعی دوسری ماتیزے اِدھر قدم رکھے گی۔ غصے کی شدید لہر اس کے اندر دوڑی اور وہ چلتا ہوا باہر نکل پڑا اور مورے دہل گئی۔ اسے کیا ہوا ہے۔

میں جو ہنستا تھا ان لوگوں پہ
آج وہی لوگ مجھے پہ ہنستے ہیں
(ثمرین شاہ)

آغا جان مردان خانے پہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی مسئلے کو غور سے سن رہے تھے۔ جب صلاح الدین دندناتا ہوا اندر آیا۔ سارے لوگ وہاں موجود صلاح الدین کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے۔ یہ ایک احترام تھا اور یہ آغا جان کا حکم تھا کہ ان کے خاندان کے سپوت کو سنہری حویلی کا بادشاہ سمجھا جائے۔

"میرا دینی داذرا قرار۔"

(دین میرے دل کا سکون۔)

آغا جان جب بھی اسے دیکھتے ہمیشہ یہی کہتے۔ صلاح الدین نے کوئی ردِعمل نہیں دکھایا۔

"مجھے آپ سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔"

"خیرت ہے خانے۔" وہ اس کے لہجے پر چونک پڑے۔

"کیا مجھے چند منٹ مل سکتے ہے۔" وہ لب بھینچتے ہوئے بولا ورنہ دل کر رہا تھا چیخ چیخ کر حویلی کو ہلا کر رکھ دے۔ انہوں نے آنکھوں کے اشارے سے سب کو باہر کا رستہ دکھایا۔ سب لوگ سر ہلاتے ہوئے چل پڑے اور صلاح الدین کی نظر ہادی کی تصویر پہ تھی۔ اس نے ابھی تک اندر آتے ہوئے ایک بار بھی آغا جان کو نہیں دیکھا۔

"بولو صلاح الدین!

"جس لڑکی سے آپ میرا نکاح پڑھوانے جا رہے ہیں وہ کیا بارہ سال کی بچی ہے۔"

آغا جان سمجھ گئے وہ اب کیا کہے گا۔

"تو۔"

"تو کا کیا مطلب ہے میں نے آپ سے کچھ پوچھا ہے۔" وہ اب سرد مگر تیز لہجے میں تصویر کے بجائے زمین کو دیکھتے کہنے لگا۔

"ہاں تو اس میں اتنا پریشان کیوں ہو رہے ہو۔"

صلاح الدین نے پہلی بار انہیں دیکھا اور اس کے لبوں پہ زہریلی مسکراہٹ آئی۔

"پریشان! ہاہا پریشان۔" تمسخر ہنسی چھوٹی۔

"صلاح الدین تمہیں ہوا کیا ہے؟"

وہ اب سنجیدگی سے بولے۔ انہیں سمجھ آ گئی کس نے اسے خبر دی اور کس نے اس کے کان بھرے۔ یہ سوچتے ہی ان کا چہرہ سرخ انگارہ ہو گیا۔

"مجھے کیا ہونا ہے بھلا کٹھ پتلا تو حاضر ہے مگر یہ نہیں معلوم تماشے کے لیے اس کے ساتھ ایک بارہ سال کی معصوم بچی لائی جا رہی ہے جسے وہ اپنی درندگی کا نشانہ بنائے گا۔ اسے کچھ نہیں بس ایک جانور تصور کرے گا ایک لڑکی کی روپ میں جانور اور آوڈینس اس کے تماشے پہ تالیاں بجائیں گے۔ وہ جب اس گڈی کو اپنے پیروں تلے روندے گا تو سب کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گا اور اس سارے تماشے میں اس کٹھ پتلے کے عمل سے ہمارے خان کا سینہ فخر سے چوڑا ہو گا، دل کو ٹھنڈک ملے گی ہے نا مکمل منظر ایک اور جنریشن اس عمل کو آگے لے کر جائے گی اور یہ سائیکل ساری زندگی سے چلتا آئے گا۔" وہ تالی بجاتے ہوئے بولا اور وہ اس کی بات پہ اٹھ پڑے۔ وہ اس کڑواہٹ سے بھرپور صلاح الدین کو پہلی بار دیکھ رہے تھے۔

"خون بہا میں لڑکی چاہیے بارہ سال کی ہو یا ساٹھ سال کی۔ تم نے کون سا اس سے تعلق رکھنا ہے۔ بس تمہارے نام سے ساری زندگی اِدھر پڑی رہے گی۔" وہ نفرت سے سر جھٹک کر بولے۔

"ساٹھ کی ہو یا بارہ کی، مجھ پر فرض ہے اس کے حقوق پورے کروں۔ اگر جب کوئی تعلق ہی نہیں رکھنا تو آپ لوگ نکاح کی فارمیلٹی کیوں رکھتے ہیں۔ مذاق نہیں سمجھ لیا آپ نے اس چیز کو ڈرایکٹ ٹھکرانی رکھے لیکن خدارا ہاتھ جوڑتا ہوں ان لڑکیوں کی زندگیوں سے کھیلنا بند کر دیں۔ نہیں کرنی مجھے شادی، میں جا رہا ہوں یہاں

سے۔" وہ ہاتھ جوڑ کر کرب سے کہتا تھکی ہوئی نگاہ ان پر ڈال کر مڑا ہی تھا کہ آغا جان کی سرد آواز نے اس کے قدم روک دیئے۔

"رک جاؤ صلاح الدین۔ اگر تم نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو تم اپنے آغا جان کا مرا ہوا منہ دیکھو گے۔"

اب صلاح الدین کا دل کیا خود کو شوٹ کر دے۔ آج پہلی دفعہ اس کے دل سے یہ نکلا تھا کہ وہ ہادی کی جگہ مر چکا ہوتا یا پھر اس خاندان میں پیدا ہی نہ ہوتا اس نے مڑ کر سرخ نظروں سے آغا جان کو دیکھا، جتنا ان کا لہجہ مضبوط تھا چہرے پہ بھی اپنے فیصلے کی پختگی ظاہر ہو رہی تھی۔

"آپ کیوں کر رہے ہیں ایسا۔" وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولا۔

"تمہیں ہادی کا چہرہ نظر نہیں آتا۔ ان بے غیرتوں نے میرے زمان کے بیٹے کو کیسے بیدردی سے مارا، تمہیں اس کا خون میں لپٹا وجود جس سے کفن تک بھیگ چکا تھا نظر نہیں آتا۔"

انسان بلیک میلنگ کا حربہ ہمیشہ استعمال کرتا ہے اور خاص کر اپنوں پر تو بالکل کرتا ہے کیونکہ اس کی انا اپنے سارے رشتوں سے اہم ہوتی ہے۔ صلاح الدین تڑپ اٹھا۔

"آغا جان۔"

"بس پھر فیصلہ کرتے ہوئے ہادی کو ضرور یاد کرنا خان، ورنہ تم بھی اس کے قتل میں شامل ہو گے۔" وہ کہتے ہوئے چل پڑے اور صلاح الدین وہی ساکت کھڑا رہا۔

وہ اندر داخل ہوئی تو بابا ایک صوفے پہ سر جھکائے بیٹھے تھے اور دوسری طرف دو بندے بندوق لے کر کھڑے تھے اور ان کے سامنے بیٹھے سفید شلوار قمیض اور قیمتی بادامی شال میں ملبوس بارعب شخصیت جن کی گھنی مونچھ تلے لب بھینچے ہوئے تھے جب کہ سرخ سفید رنگت کچھ زیادہ ہی سرخ تھی اور ان کی ہری آنکھوں کے گرد بھی سرخی پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ خوبصورت تھے پر اس وقت ثمرن کو موت کا فرشتہ معلوم ہو رہے تھے۔

بابا نے سر اٹھایا اور اس کو دیکھا۔

"جی آ گئی ہے یہ۔" بابا کے لہجہ سپاٹ تھا لیکن ثمرن کو ان چار لفظوں میں گہرا درد محسوس ہوا۔ انہوں نے

گردن موڑ کر اسے دیکھا جو سفید اور کالی سٹائلش شلوار قمیض میں موجود بالوں کو اونچی پونی ٹیل بنائے ہاتھوں میں کتابیں پکڑے ان کے سامنے کھڑی تھی۔

"اتنی بے شرم لڑکی صلاح الدین کی بیوی اس سے تو بہتر وہ بارہ سال کی بچی ہے۔" وہ نفرت سے ثمرن کے لباس کو دیکھتے ہوئے بولے اور ثمرن کے دل میں آگ لگ گئی۔ پر بابا کے اشارہ کرنے پر اس نے لب سی لیے مگر وہ وہاں سے ہلی نہیں وہ اٹھ پڑے۔

"بلائے اس لڑکی کو وہ بنے گی دین کی بیوی اور اگر انہیں بھی شوق ہو رہا ہے تو میں اپنے اٹھارہ سالا پوتے ارباز خان سے اس کا نکاح پڑھوا دیتا ہوں۔ ویسے بھی خون بہا میں دو لڑکیاں بھی لے کر جائی جاتی ہیں۔" ثمرن نے انہیں دیکھا۔ اس کے ہاتھوں سے کتابیں چھوٹ گئیں آنکھوں میں سارا پانی جمع ہونے لگا۔

"نہیں نورِ صبح کہیں نہیں جائے گی اگر کسی نے جانا ہے تو وہ میں جاؤں گی اگر آپ کو لباس پہ اعتراض ہے تو میں وعدہ کرتی ہوں چادر کو اپنی زندگی کا ساتھی بنا دوں گی لیکن پلیز آپ ایسا مت کریں۔" وہ ضبط کرتے ہوئے بولی ورنہ تھوڑے ہی سیکنڈ میں وہ رو دینے والی ہو گی۔

"سنو لڑکی! مجھے بولنے والی لڑکیوں سے بھی سخت نفرت ہے بلاؤں انہیں۔"

اندر کھڑی امی کا رو رو کر برا حال ہو رہا تھا اور وہ اپنے ساتھ معصوم سی نورِ صبح کو ساتھ لگائے تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی اور نورِ صبح بالکل خاموش تھی۔ اس معصوم بچی کو پتا تھا اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے پر وہ چپ تھی۔

"نہیں بابا نہیں نور کہیں نہیں جائے گی پلیز بابا رک جائیں۔" وہ اب روتے ہوئے بولی۔

"میں نے کیا کہا ہے آپ سے نہیں تو خون کا بدلا خون۔" وہ پتھریلے لہجے میں بولے اور ثمرن کا دل رک گیا اور دماغ نے ایک سیکنڈ نہیں لگایا فیصلہ کرنے میں وہ آگے آئی اور گھٹنوں کے بل بیٹھی۔ وہ سب حیران ہو گئے۔

"پستول نکالیں اور ختم کر دیں۔ خون کا بدلہ خون ہے کریں خان صاحب کیا فرق پڑتا ہے آپ کے پوتے کے مرنے پہ آپ کو تکلیف ہوئی تھی اتنی میری موت کی تکلیف میرے ماں باپ کو ہو گی۔ چلائیں، اپنے دل کو پرسکون کر دیں۔" وہ چٹانوں جیسی سختی سے کہتی ان کے سامنے موجود تھی۔ موت اب بالکل قریب تھی اور اس نے کلمہ پڑھ کر آنکھیں بند کر دیں تھیں۔ بابا تیزی سے آئے۔

''ثمرن۔''

اس نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

''بابا! رک جائیے۔'' وہ سختی سے بولتے ہوئے ان کی طرف مڑی۔

''ماریں، ختم کردیں یا پھر مجھے ہی آپ اپنے پوتے کی بیوی بنائیں اور یہ بھول جائیں کہ آپ میری بہن یا بھائی کو ہاتھ لگائیں گے جو لڑکی اپنی جان دینے کے لیے تیار ہے وہ جان لینے میں بھی کوئی عار نہیں محسوس کرے گی۔''

آغا جان نے اس باغی لڑکی کو دیکھا۔ اس کی اتنی مضبوطی پر وہ امپریس ہوئے بنا نہ رہ سکے، پر اگلے پل ان کی آنکھوں میں غصہ اور چیلنج آ گیا۔

''چادر لو اور باہر آؤ۔''

نجانے ایسا کیا تھا ان کی آواز میں کہ بابا گھبرا گئے۔ آغا جان چل پڑے۔ ثمرن نے گہرا سانس لیتے ہوئے منہ چھپا کر رونا شروع کردیا اور بابا وہیں ساکت کھڑے رہے ان کے پاس کچھ کہنے کو نہیں بچا تھا۔

وہ دس منٹ تک روتی رہی اور پھر ضبط کر کے اٹھی، بابا کے پاس سے گزر کر کمرے میں آئی۔ امی نے اسے دیکھا تو اسے بھاگتے ہوئے اپنے ساتھ لگا کر رو پڑی جبکہ وہ بالکل خاموش تھی اس کی نظر اپنی چھوٹی بہن پہ تھی جو اس کو دیکھتے ہی رونا شروع ہوگئی تھی۔ اس نے امی کو الگ کیا۔

''مجھے چادر پہنائیے امی، روئیے نہیں، رخصت ہو رہی ہوں مر نہیں رہی۔'' وہ پتھریلے لہجے میں بولی۔ امی تڑپ اٹھی اور اسے تھپڑ لگا دیا۔

''تم نے کیوں کیا ایسا۔ اگر وہ پٹھان مار دیتا کہاں، جاتی میں اور اب آخر کیوں ثمرن، اس آدمی کو چیلنج دے دیا تم نے وہ نوری کو پھر بخش دیتے لیکن تم نے اس پٹھان فیملی کی غیرت کو للکارا ہے اور جب ان کے ہاتھ چلتے ہیں تو جسم کو کھوکھلا کر کے رکھ دیتے ہیں! کیسے سہہ پاؤ گی نازک سی تو ہو۔'' امی کے آنسو بل بل کر نکل رہے تھے۔

''ماما! تو کیا نوری سہہ پائے گی میری چھوٹی ان کے تشدد سہہ پائے گی۔ میں انیس سال کی ہوں جبکہ میری نور صبح بارہ سال کی، ہاں آپ لوگوں کو نہیں دیکھ پاؤں گی مجھے پتا ہے میرے ساتھ کیا ہوگا، پر میں نور کے ساتھ ایسا

نہیں کر سکتی! آپ تیاری کریں آپ کی بیٹی رخصت ہو رہی ہے بیشک خون بہا کے بدلے ہی سہی لیکن ہو تو رہی ہے نا آپ میرے لیے دعا کریں کہ میں صلاح الدین علی خان کے سنگ خوش رہوں مجھے دعا دیں امی۔"

آنسو بے اختیار ایک بار پھر برس پڑے جسے اس نے سختی سے صاف کیا اور آگے بڑھی، نور کے سر پہ پیار کیا۔

"آپی! پلیز مت جائیے۔"

"شش چندا۔ اب میں جا رہی ہوں نا ماما اور پاپا کا خیال رکھنا میں انہیں کبھی خوش نہیں کر پائی ان کا نام روشن نہیں کر پائی اب تمہاری ذمہ داری جانو۔" اس نے نور کے آنسو صاف کیے ایک بار پھر اپنی بہن کو پیار سے چوما۔

"بس میرا اب بی ڈاکٹر بنا ہے تمہیں کیا پتا کبھی نہ کبھی تمہیں مل جاؤ۔" اس کے نمناک لہجے نے امی کا ضبط توڑ دیا تھا۔

زندگی کو مات دیتے دیتے

زندگی نے ہی مجھے مات دے دی

صلاح الدین کو تائی اماں نے اپنے کمرے میں بلایا تھا۔ وہ تھوڑا خوش ہوا کہ وہ جو ہادی کے بعد بالکل چپ کمرے میں بند دنیا جہاں سے تعلق توڑ کر بیٹھ گئی تھیں، آج بلایا بھی تو کسے صرف صلاح الدین کو۔ وہ دروازے کے قریب پہنچا اور ہلکی سی دستک دی۔

"کون ہے؟"

تائی کی آواز پہ صلاح الدین نے اپنا بتایا

"آجاؤ اندر۔"

صلاح الدین نے دروازہ کھولا اور اس نے تائی کو دیکھا جو جائے نماز پہ بیٹھی تسبیح کے دانوں کو چھو رہی تھیں۔

"سلام تائی۔"

وہ ان کے قریب آیا۔ تائی واری صدقے ہو گئیں۔ ہادی کے بعد ان کو صلاح الدین ہی اہم تھا۔ صلاح الدین جھکا اور تائی نے اس کا ماتھے پہ بوسہ دیا۔

"خدای مو و بخنبہ۔"

(خدا تمہیں سلامت رکھے)

صلاح الدین نے ان کے ہاتھ پکڑ لیں

"کیسی ہیں آپ تائی۔"

تائی کی آنکھوں میں پانی جمع ہو گیا۔

"ایک بچے کے بنا ماں کیسی ہو سکتی ہے دین۔"

صلاح الدین کے دل کو کچھ ہوا اس نے ان کا ہاتھ تھپکا۔

"آپ ہادی کو تکلیف دے رہی ہیں تائی۔ پتا ہے نا کتنا ناراض ہو جاتا تھا جب آپ پریشان یا روتی تھیں۔"

تائی نے روتے ہوئے سر ہلایا۔

"ہاں کھانا بھی نہیں کھاتا تھا کہتا تھا مورے روئی ہیں اب تو ہر شے سے دل اچاٹ ہو گیا ہے اور کہتا تھا اس کو تو چیر کے رکھ دوں گا جو میری مورے کو تکلیف دے گا لیکن موا خود ہی تکلیف دے کر چلا گیا۔"

انہوں نے صلاح الدین کے ہاتھوں پہ اپنا سر رکھا۔

"تائی پلیز بس کریں دیکھیں اس کی روح کو تکلیف ہو گی۔" صلاح الدین نے ان کا سر تھپکا۔

"ایک وعدہ کرو گے دین مجھ سے۔ اگر تم مجھے اپنے مورے کی جگہ مانتے ہو۔"

"آپ حکم کریں تائی آپ جو بھی کہیں گی میں راضی ہوں بس آپ خود کو سنبھالے اور زندگی میں واپس آئے۔" صلاح الدین نرمی سے بولا۔

"زندگی سے تو واپس آنا مشکل ہے لیکن میری بات مان لو، تُو اس لڑکی کو اپنی بیوی نہیں مانے گا میرے قاتلوں کی لڑکی کو ہاتھ کیا نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گا سن رہے ہو نا دین۔" وہ نفرت سے بولی تھیں اور صلاح الدین کے سر پر دھماکے ہونا شروع ہو گئے۔

سنہری حویلی میں مرسیڈیز داخل ہوئی، پچھلی سیٹ پہ بیٹھی ثمرن نے آنکھیں سختی سے میچ لیں۔ اب اسے پتا تھا اس کے ساتھ کیا ہوگا وہ ہر ذلت کے لیے تیار تھی۔ چادر کا کونہ سختی سے تھامتے ہی اس کی انگلیاں سفید ہو چکی تھیں اور چہرے پہ تو منٹ کے ساتھ ساتھ پیلاہٹ بھرتی جا رہی تھی البتہ آنکھیں خاصی خشک ہو گئی تھیں۔ وہ خود کو مضبوط ثابت کر رہی تھی مگر دل ابھی بھی وہی ننھا سا ہر سختی کے لیے تیار کے باوجود کانپ رہا تھا۔

آغا جان کار سے اتر چکے تھے اور وہ بھی بیٹھی، منزل آ گئی ہے پہلے سوچا نکلے پھر لگا کیا پتا نکلتے ہی پتھراؤ نہ کرنے شروع ہو جائیں۔ اسی ڈر سے بیٹھی رہی جب گارڈ نے دروازہ کھولا۔

"بھر۔"

(نکلو)

وہ ان کے سخت لہجے پہ کانپ گئی۔ پر پھر بھی ہمت کر کے نکلی اور دیکھا وہ اسے آگے چلنے کا اشارہ کر رہے تھے۔ آغا جان سامنے کھڑے تھے وہ چلتے ہوئے ان کے پاس آئی تب تک ایک سرخ سفید رنگ کی جو کشمیری معلوم ہو رہی تھی چلتے ہوئے آغا جی کے پاس آئی اور سر کو خم دیتے ہوئے بولی۔

"سلام آغا جی۔"

آغا جی نے اشارہ کیا۔

"لے جاؤ اسے، کمرے میں مولوی کو بھیجوں گا پھر پتا ہے نا۔"

اس نے ڈرتے ہوئے انہیں پھر ملازم کو دیکھا پھر ہمت کرتی نوکرانی کے تعاقب میں آگے بڑھی۔ ڈر اتنا تھا کہ وہ کہیں نہیں دیکھ رہی تھی ورنہ اگر سنہری حویلی کو دیکھنے لگ جائے تو دنیا جہاں کو بھول جائے مگر اس کے لیے یہ جگہ کسی زندان سے کم نہیں تھی۔

"او تو تم ہو وہ لڑکی۔"

وہ چونکی۔ یہی کشمیری لڑکی تمسخر سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"بارہ سال کی لڑکی بولا تھا یہ تم جھوٹ بہت بولتا ہے جھوٹ بھی ڈھنگ کا بولا کرو۔" اس نوکرانی کے لہجے میں اتنی نفرت تھی تو گھر کے افراد اس کا کیا سلوک کریں گے وہ خاموش رہی۔ اچانک اسے جیسے ہی کمرے میں

لے کر گئی دوسری لڑکی اسی ہی عمر کی بھاگتی ہوئی آئی۔ پشتو میں کچھ بولی جو شمرن کو پلے نہ پڑی جبکہ دوسری جو اس کے ساتھ تھی وہ منہ پہ ہاتھ رکھتی اس کو چھوڑ کر بھاگی۔

میں پہلے سے ہی کتنا بے بس تھا

مجھے پہ مزید بے بسی کے زنجیر مت باندھ

''تائی یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔'' صلاح الدین کا لہجہ اب تھکا ہوا اور حیران کن بھی تھا۔

''بس میں کہہ رہی ہوں اور تو کیا اس ہادی کے قاتل کی بہن کو اپنے سینے سے لگائے گا دماغ تو نہیں خراب تیرا۔'' وہ اب چیخ پڑی۔ صلاح الدین تو بھونچکا گیا۔

''تائی۔''

''نہیں صلاح الدین تو حقوق کی بات نہیں کرے گا۔''

تائی کو سمجھ آ گئی وہ کیا کہے گا اسی لیے تو اسے مخلف تو نہیں کہا جاتا۔

''تائی پلیز۔'' وہ بے بسی سے بولا۔ تائی نے رونا شروع کر دیا۔

''تم نے مجھے کبھی اپنی ماں جیسا سمجھا ہی نہیں ہے میں تو بس ہادی کی ماں ہوں۔''

''تائی! ہادی کو انصاف ملے گا لیکن اللہ نے میرے اس لڑکی پہ حقوق پورے کرنے کو کہا ہے اور میں اس کے حقوق سے نظر نہیں چرا سکتا۔ ہاں میں سزا دلاؤں گا لیکن پورا سچ جاننے پر، ایسے ناحق کسی پہ بھی ظلم۔'' وہ کہہ رہا تھا تائی نے ٹوک دیا۔

''بس صلاح الدین تم چلے جاؤ۔''

''تائی!'' صلاح الدین نے ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر کچھ سمجھانا چاہا انہوں نے تیزی سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

''تم چلے جاؤ یہاں سے۔''

''تائی۔''

"میں نے کہا نا صلاح الدین جاؤ۔" وہ چیخ پڑی۔ صلاح الدین نے پریشانی سے انہیں دیکھا پھر اٹھ پڑا۔ کہیں مزید طبیعت نہ خراب ہو جائے ان کی۔

اس بات سے اور پھر آدھا گھنٹا بھی نہیں ہوا تھا تو حویلی میں خبر پھیل گئی تائی نے خودکشی کی ہے۔ صلاح الدین کے چاروں طبق روشن ہو گئے۔ وہ سوچ نہیں سکتا تھا اتنا شدید ردعمل وہ بھی اس کی بات کا وہ ان کے پاس بھاگا اور تیزی سے عورتوں کے گرد ہٹتا ان کو اٹھا کر لے گیا۔ پوری حویلی میں سکوت چھا گیا اور ثمرن پریشانی سے کمرے میں ایک کونے میں کھڑی رہی اب پتا نہیں کیا ہوا ہو گا جو یہاں اسے چھوڑ گئے نجانے کہاں چلے گئے۔ وہ انتظار کرتی رہی لیکن انتظار طویل ہوتا جا رہا تھا اور دل کی رفتار میں بھی وقت کے ساتھ تیزی آتی جا رہی تھی۔ ایک جگہ کھڑے ہونے سے اس کی ٹانگیں شل ہو گئیں وہ دیوار کے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئی اور اپنا سر گھٹنوں پہ ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔

⚝......⚝......⚝

صلاح الدین واپس آیا تھا۔ شکر تھا کہ تائی بچ گئی۔ سب کی رکی ہوئی سانسیں بحال ہوئیں۔ ایک تھا جس کی تھم گئی تھیں۔ وہ تھا صلاح الدین علی خان۔ تائی نے ایک بار پھر ہوش میں آتے ہی روتے ہوئے کہا اور اس کا دل پھٹ رہا تھا وہ اس لڑکی کے ساتھ ایسے کیسے کر سکتا۔ وہ جن عام مردوں پہ ہنستا تھا ان سے نفرت کا اظہار کرتا تھا آج انہی عام مردوں کی فہرست میں شامل ہو رہا تھا۔ پھر بالآخر دماغ اور دل کے جھگڑوں سے ہار کر وہ ان کی زندگی کی خاطر راضی ہو گیا کیونکہ ہادی کی شکوہ کرتی آنکھیں بار بار اس کے سامنے آتی جا رہی تھیں اور اس سے نظریں چرانا بے حد مشکل ہو گیا تھا لیکن اس نے شرط رکھی تھی کہ حویلی میں کوئی بھی شخص اسے ہاتھ نہیں لگائے گا ورنہ اگر اس کے ساتھ ظلم ہوا تو وہ برداشت نہیں کرے گا۔ سب چپ ہو گئے یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ ایک لڑکی خون بہا میں آئے اور اس کے ساتھ ظلم نہ ہو، تائی نے خوشی خوشی اس کی بات مان لی مگر اندر سے آگ بھڑک رہی تھی جو آگے جا کر ثمرن کو اپنی لپیٹ میں لینے والی تھی۔

⚝......⚝......⚝

نکاح سے فارغ ہو کر وہ اپنے کمرے میں آیا اور جلدی سے بیگ نکالا۔ اس کا دم اچانک سے گھٹنے لگا تھا۔

دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔ وہ یہاں سے جلد از جلد فرار ہونا چاہتا تھا۔ یہ کیا کر دیا اس نے وہ کسی اور کا تھا ایسے کیسے کسی دوسرے کا ہو سکتا تھا بیشک وہ تعلق نہ رکھے لیکن اس نے دو ظلم کیے تھے ایک اپنے ساتھ اور ایک اس لڑکی کے ساتھ! اور یہ دو بوجھ وہ سہہ نہیں پا رہا تھا۔ اس کا دل کر رہا تھا بچوں کی طرح روئے اتنا کہ سارے آنسو جو اس کے اندر بچے تھے وہ ختم ہو جائیں۔

یونی فارم نکال کر اس نے بیڈ پہ پھینکا تھا جب اچانک سفید رنگ کا ایئر رنگ زمین پہ گرا۔ اس پہ نظر پڑتی ہی ٹھہر گیا۔

"اُف اللہ کتنے چب رہے ہیں مجھے یہ ماموں جان یہ ممانی نے کتنے بھاری پہنا دیں۔"

وہ اتنے سے ٹاپس کو بہت زیادہ بھاری کہہ رہی تھی اس کی نظر جب اس کی ایئر رنگز پہ پڑی تھی تو ٹھہری گئی تھی وہ ایئر رنگ اس کو خوبصورت بنا رہے تھے یا وہ ان کو وہ سمجھ نہیں پایا تھا اور ابھی بھی یہ گتھی اس سے سلجھ نہیں پا رہی تھی۔ وہ ہوش میں آیا تو منظر صاف ہو گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر ایئر رنگ اٹھایا اور بند مٹھی میں قید کرتا ہوا اب پیکنگ کرنے لگا۔

✿......✿......✿

میری انتظار کی گھڑی رک سی گئی

مجھے لگا عذاب ٹل چکا ہے

مگر

عذاب تو اب شروع ہوا تھا۔

وہ اندر بیٹھی ہوئی تھی جب دروازہ دھاڑ کی آواز پہ کھلا۔ وہ ڈر کر اچھلی اس نے دیکھا وہی لڑکی کھڑی تھی۔

"چل اٹھ، حلیہ درست کر، اپنا مولوی آ رہا ہے۔ تجھ جیسی منحوس کو ہمارے صلاح الدین کی باندی بنانے۔"

اس نے بیوی بھی نہیں باندی لفظ استعمال کیا تھا اور یہ لفظ کوڑے کی طرح ثابت ہوئے تھے۔ اتنی تکلیف شاید کوڑے سے پیٹنے پر نہیں ہو گی جتنی اس لفظ کے تیر نے اس کا وجود چھلنی کر دیا۔

مشکلوں سے وہ شل ٹانگوں سمیت اٹھی کیونکہ ٹھنڈ اور ایک ہی زاویے سے بیٹھنے کے باعث ٹانگیں سن ہو گئی

تھیں۔

"اتنی ایکٹنگ کیوں کر رہی ہے جلدی اٹھ۔"

تو یہ نوکرانی کا اتنا سخت لہجہ اسے غصہ آیا تھا لیکن ضبط کر کے پی گئی تھی۔اس نے جلدی سے اٹھ کر واش روم کا پوچھا۔

"اتنی بھولی کیوں بن رہی ہو کہ میں ایک جگہ سے بھی نہیں ہلی۔ جانتی ہوں تم جیسی لڑکی کو سنہری حویلی کو غور غور سے دیکھا نہ ہونا ممکن۔"

اِدھر اس کے جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اور وہ سنہری حویلی کو دیکھتی۔

"مجھے بتا دیں کدھر ہے۔" وہ غصے کو پیتے سپاٹ لہجے میں بولی۔

"تمہاری اس باتھ روم میں بھی جانے کی اوقات نہیں ہے پر آغا جان کا حکم ہے اس لیے جاؤ وہ سامنے ہے۔"

کتنا فضول اور زیادہ بولتی تھی اگر اس کے بس میں ہوتا تو ابھی اس کی گردن مروڑ دیتی۔وہ آگے بڑھنے لگی جب اسی نوکرانی نے ایک ٹانگ آگے اس کے سامنے حائل کی وہ دیکھ نہ سکی اور اس کی ٹانگیں اس سے ٹکرائی۔وہ پھر دھڑم کر کے زمین کے بل گری۔

"او سوری دیکھ کے چلا کر ورنہ اسی طرح ٹھوکریں کھائے گی۔"

وہ حقارت سے کہتی چل پڑی اور وہ کوئی نوکرانی ہرگز نہ تھی وہ تائی کی بانجھی اور صلاح الدین کی عاشق تھی۔ اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ صلاح الدین جیسا خوبصورت ترین پائلٹ ایک عام جیسی کا ہونے جا رہا ہے گو کے وہ عام بالکل نہ تھی لیکن پٹھانوں کی نظروں میں وہ بہت ہی واجبی سی شکل والی تھی کیونکہ ان کے ہاں تو پٹھان کے کام کرنے والے بھی حد درجہ خوبصورت ہوتے ہیں تو یہ لڑکی گندمی رنگت کی ان کی بہو کیسے بنتی۔

اس کا سر بڑی زور سے لگا تھا لیکن سدا شکر سر پھٹنے سے بچ گیا تھا۔وہ درد کو اندر دباتی تیزی سے اٹھی اسے رونا نہیں تھا اسے گھبرانا بھی نہیں تھا ابھی اور بھی درد سہنے ہیں۔اس نے لب کو سختی سے دبائے۔وہ اپنے اندر کی سسکی کا گلا گھونٹ رہی تھی کہ یہ مرتے دم تک نہ آئے پر ان گرم سیال کا کیا کرتی جو اس کا چہرہ بھیگا چکے تھے۔اس نے

بے دردی سے اپنے آنسو صاف کیے اور تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھی۔

نکاح کے بعد آغا جان نے اسے کمرے میں بلایا اور وہ پانچ منٹ بعد ان کے شیش محل جیسے کمرے میں موجود تھی اور وہ بھی سر جھکائے۔ سامنے آغا جی سگار کا کش لے رہے تھے اور اس کو جانچ رہے تھے۔ واقعی میں یہ کچھ ضرورت سے زیادہ بہادر لڑکی نکلی پر وہ اب اتنے بھی مطمئن نہیں ہوئے تھے اس کا ضبط آزمانا بے حد ضروری تھا۔

"تمہیں پتا ہے میرے پوتے نے تم سے تعلق رکھنے سے انکار کر دیا ہے۔"

خاموشی۔

"وہ تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔"

خاموشی۔

"چپ کیوں ہو دکھ نہیں ہو رہا تمہیں۔"

وہ کاٹ دار لہجے میں بولے حالانکہ ان کی آواز بہت مدھم تھی، وہ اپنے خشک لبوں پر زبان پھیرتی بولی تو اس کی آواز سپاٹ تھی۔

"یہ تو مجھے پہلے سے معلوم ہے کہ میری حیثیت کیا ہے۔"

آغا جان اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

"گڈ۔ ہمیں بتانے کی ضرورت ہی نہیں پڑی کہ تمہاری حیثیت کیا ہے چلو میرے پوتے نے تو نہیں لیکن ہم نے تمہیں بہو تسلیم کیا اس لیے تم ہمارے پوری حویلی کے لیے کھانا بناؤ گی۔ وہ بھی لگ بھگ پچاس بندوں کا تمہارے پاس صرف ڈیڑھ گھنٹہ ہے اور کھانا سیدھا وقت پہ ملنا چاہیے کیونکہ میں وقت کا پابند ہوں۔"

اس کا دماغ تو بھک سے اڑ گیا۔ پچاس لوگوں کا کھانا۔ وہ بھی ڈیڑھ گھنٹے میں!

"اتنے خاموش کیوں ہو؟"

وہ ابھی ایئر پورٹ میں ہی موجود تھا آدھے گھنٹے بعد اس کی فلائٹ تھی، ایک پرائیویٹ روم کے صوفے پہ بیٹھا وہ وہ چائے کے سپ لے رہا تھا جب کسی کی آواز پہ چونکہ دیکھا تو کیپٹن عامر کو دیکھ کر اس نے پھر اپنی تھکی ہوئی نگاہیں میچ لیں۔

''کیا ہوا دین؟'' وہ اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے نرمی سے بولا۔

''ہونا کیا ہے۔'' وہ آہستگی سے کہتے ہوئے کپ رکھنے لگا۔

''دیکھو، اس حالت میں تو تمہیں پلین نہیں چلانا چاہیے خود کا بھی نقصان کرو گے اور سب کا بھی۔''

''یہ حالت تو ساری زندگی رہنی ہے تو کیا زندگی بھر نہیں چلاؤں گا۔''

جتنا وہ تھکا ہوا تھا لہجہ اتنی ہی ہارا ہوا۔

''تم بھول جاؤ اسے، اور کوشش کرو تائی کو کنوینس کرو۔''

''تائی نے خودکشی کی ہے ایک بار پھر کرے گی تو میں ان کے قتل میں شامل ہوں گا اور روز حشر ہادی کو کیا منہ دکھاؤں گا۔'' وہ جذباتی ہو رہا تھا۔

''اور پھر اس لڑکی کو کیا منہ دکھاؤ گے دین تم تائی کی خاطر جہنم خرید رہے ہو۔''

صلاح الدین نے کپ ڈسٹ بن میں پھینکا اور پھر عامر کو دیکھا۔

''مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی میں کیا کروں۔ فی الحال تو میری اس شرط سے اس لڑکی کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔''

''نام بھی پتا ہے اس لڑکی کا۔''

صلاح الدین نے نفی میں سر ہلایا وہ تو شاکڈ ہو گیا۔

''تو یہ کیسا نکاح ہوا۔'' وہ حیرت سے صلاح الدین کو تک رہا تھا۔

''سنا تھا پر یاد نہیں رہا مجھے! میرا تو اس وقت دماغ ہی نہیں کام کر رہا تھا۔'' صلاح الدین نے اپنی کنپٹی مسلی۔

''اللہ کرے جو تم نے شرط رکھی ہے وہ اس پر قائم رہیں۔''

صلاح الدین آگے سے کچھ نہیں بولا اور فلائٹ کی ٹائمنگ پر وہ اپنی کیپ اٹھاتا اٹھ پڑا۔

وہ کچن کے اندر آئی اور اسے عالیشان کچن کو دیکھ کر وہ دنگ ہوئے بغیر نہ رہ سکی وہ بھی۔ بہت ہی پرانے زمانے کا ہوگا مگر یہاں تو کسی فیشن میگزین میں مہنگے اور ماڈرن گھروں کی طرح کا ہی گھر تھا گھر تو اسے ہرگز نہیں کہا جاسکتا تھا یہ محل ہی تھا۔

وہ ماربل سے بنے کاونٹر کی طرف آئی اور اسے چھونے لگی جب کسی کی کرخت آواز پہ وہ مڑی اس نے دیکھا وہی لڑکی تھی جس کی وجہ سے ثمرن کو اب چڑ ہوگئی تھی کیا اس کے علاوہ اور کوئی گھر پہ نہیں ہے۔

''اگر تم نے دیکھ لیا ہو تو کام پہ لگ جاؤ۔''

اس کے ساتھ اور عورتیں اندر آئیں اس کو دیکھ کر چونکیں پھر اسی لڑکی سے کچھ پشتو میں کہنے لگیں تو جواب میں لڑکی نے بھی اسے زبان میں جواب دیا۔ ثمرن اپنا ٹائم نہیں ضائع کرنا چاہتی تھی اس لیے بولی۔

''آغا جان نے کھانا بنانے کا حکم دیا ہے مجھے بتائیں کہاں بنانا ہے۔'' وہ سپاٹ لہجے میں ان کو سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

''او تو یہ ہے!'' ان میں سے اب اس کو حقارت زدہ نظروں سے اُردو میں بولی۔

''پہلے تو یہ بھوکا ہوگا ہم اس کو کھانا کھلائے گا تب ہی یہ آغا جی کو روٹی کھلائے گا دیکھو رنگت کتنا پیلا ہے۔'' تب دوسری بولی

''ہاں نئی مہمان ہے ذرا ان کا سواگت تو کرو۔''

وہ زہریلی مسکراہٹ سے بولتی چل پڑی اور ثمرن نے ناسمجھی سے دیکھا جب وہ اس کے پاس آئی۔

''آؤ ہم تم کو کھانا کھلاتا ہے۔'' ایک بولتے ہوئے اس کی چادر کھینچنے لگی۔ وہ پوری کھینچتی کہ اس نے اپنے چادر پکڑ لی۔

''یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔'' وہ اونچی آواز میں بولی۔ دوسری نے ایک الٹے ہاتھ کا تھپڑ اس کے منہ پہ مارا۔ اس پٹھانی کے بھاری ہاتھ نے ثمرن کے گال تپا دیئے تھے۔

''زبان کاٹ دیں گا اگر اونچی آواز میں بولا۔''

ایک اس کا جبڑا پکڑ کر غرائی۔ ثمرن کو لگا اس کی انگلیاں اس کے جبڑے پر دھنس چکی ہیں اور جب ہٹائے گی

تو اس کا چہرے پہ کھڈے پڑ چکے ہوں گے۔اسے چپ رہنا تھا لیکن دل کہہ رہا تھا وہ کیوں کسی ایرے غیرے کی مار کھائے مارنا ہے تو آغا جی، اس کا شوہر، لڑکے کی ماں جس کا بیٹا مارا ہے وہ مارے اس نے ہاتھ بڑھا کر ان کا ہاتھ ہٹانا چاہا جبکہ وہ اور مزید طیش میں آ کر اسے تھپڑ مارنے لگی۔ثمرن نے اپنے بچاؤ کے لیے انہیں دھکا دیا وہ زور سے پیچھے کو جا کر لگی۔اس نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا جبکہ دوسری چیخ پڑی۔

''تم نے عالیہ باجی کو مارا ہے۔''

اس نے کہتے ہوئے بیلن اٹھایا اور ثمرن کے منہ پہ مارا۔وہ لڑکھڑا کر گری اس کے منہ سے خون بہنے لگا خون بہنے کے باعث اس کا سر چکرا اٹھا۔وہ گرنے لگی تو کسی نے زور سے اسے دھکا دیا اور پھر درپے در پیروں کی ضربوں کے بعد آخر میں ایک زوردار بیلن اس کی کمر پہ دے مارا۔وہ چیخ پڑی۔

''امی!''

اس کا دل کیا وہ بھاگ کر واپس چلی جائے۔زندگی اس سے کس چیز کا بدلہ لینے لگی ہے اس کی امی کہنے کے باعث دوسری نے بھی اس کے بال کھینچ کر اس کا سر اٹھایا۔

''ایک ماں کا جگر کھینچ کے تو اپنی ماں کو پکار رہی ہو۔ہمارا ہادی بھائی بھی اتنا ہی تڑپا تھا اپنی مورے کو پکار رہا تھا تو بھی درد سہے گا۔''

زور سے اس کا منہ زمین کے بل پنچا اور وہ اسی وقت بے ہوش ہو گئی۔

⁂ ...... ⁂ ...... ⁂

وہ پلین ٹیک اوور کر چکا تھا اور اب آٹو پائلٹ موڈ آن کر کے بیٹھا ہی تھا جب اچانک اس کو گھبراہٹ ہونے لگی۔پتا نہیں اسے ایسا کیوں محسوس ہو رہا تھا بادلوں کو پار کرتے اسے نجانے کیوں دھندلا پن محسوس ہو رہا تھا۔کو پائلٹ نے دیکھا تو چونک پڑے۔

''کیا ہوا صلاح الدین۔''

صلاح الدین نے ہلکی سے گردن موڑی تیزی سے نفی میں سر ہلایا اور خود کو فوکس اور کنٹرول رکھا ورنہ پتا نہیں کیوں دل بار بار گر رہا تھا۔

"ٹھیک نہیں لگ رہے جوس منگواؤں؟"

کو پائلٹ کو اس کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔ صلاح الدین نے سر ہلا کر کچھ کنٹرولز چیک کیے اور تیزی سے نیچے پڑی بوتل اٹھائی اور پینے لگ گیا۔

"کیسا محسوس کر رہے ہو۔"

صلاح الدین نے گردن موڑ کر دیکھا اور سر ہلایا۔

"اب ٹھیک ہوں۔"

"سٹریسڈ لگ رہے ہو۔"

"نہیں تو۔" وہ اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

"یار! چہرے پہ لکھا ہے تمہارے۔" واٹسن نے تیزی سے کہا

"ایم فائن واٹسن جسٹ لیٹ می کنسنٹریٹ۔" وہ اب سردمہری سے بولا تھا کہ واٹسن چپ ہو گیا۔

آغا جی ڈرائینگ روم میں آئے اور کرسی کو پیچھے کرتے بیٹھے اس سے پہلے گھر کے افراد موجود تھے۔ آغا جی کو لگا کھانا لگ گیا ہوگا لیکن خالی برتن کو دیکھ کر انہوں نے نظر اپنے بہو پر ڈالی پھر ہر ایک فرد پر

"کھانا کیا ابھی تک نہیں بنا۔"

کرخت لہجے میں وہ کہنے لگے کہ اچانک ملازم آئے اور کھانا سجانے لگے۔ سب تو نہیں لیکن تائی ریشم، سدرہ اور عالیہ کا منہ کھل گیا۔ کھانا کسی نے نہیں بنایا تھا تو پھر یہ کیسے، آغا جی کے چہرے پہ بھی حیرت تھی۔

واقعی یہ لڑکی کچھ ضرورت سے زیادہ چیلینجنگ تھی۔ جسے وہ بے حد عام سمجھ رہے تھے وہ عام ہرگز نہیں تھی سامنے پلیٹ میں دیکھا تو پٹھانوں کے کھانے سے خاصا مختلف تھا تین ڈشیں پڑی تھیں جبکہ انہوں نے صرف دو بنانے کو کہا تھا ان کو تو جیسے چپ ہی لگ گئی۔ بہرحال سر جھٹکتے ہوئے ڈشوں کو کھول کر دیکھا تو ایک میں چکن پلاؤ تھا۔ اس کی خوشبو کمرے کی فضا میں پھیل گئی پھر دوسرا کھلوایا گیا تو اچار گوشت تھا پھر تیسرے میں سوپ تھا یہ لوگ یخنی پیا کرتے تھے کیا اس لڑکی کو معلوم تھا یا کسی نے اسے کو بتایا تھا۔

"یہ کیا ہے ہم نہیں کھائے گا۔"

تائی نے منہ بنا کر کہا جبکہ اتنا مزے دار کھانے کو دیکھ کر باقی پارٹی کے منہ میں پانی آ گیا، تایا جان اب آئے تھے اور کرسی کھینچ کر بیٹھے اور کھانے کو دیکھ کر چونکے۔

"آغا جان یہ کس نے بنایا ہے!"

کھانا مختلف تھا تو سوال تو بنتا تھا۔

"یہ تمہارے ہادی کے قاتل نے بنایا ہے اور آغا جی چاہتے ہیں ہم اپنے بیٹے کے خونی کے ہاتھ کا کھائے۔"

تائی نفرت سے بولی۔ تایا جان کے چہرے پہ سختی نمودار ہو گئی اور پلیٹ کو دھکا دیتے ہوئے اٹھ پڑے کہ آغا جان نے روکا۔

"زمان خان! بیٹھ جاؤ۔"

"معاف کیجیے گا آغا جان لیکن میں بے غیرت نہیں ہوں۔ جس ہاتھ نے میرے بیٹے کا خون کیا اسی ہاتھ سے اس کا بنا بنایا کھانا کھاؤں اس سے بہتر ہے میں بھوکا مر جاؤں۔"

وہ نفرت سے کہتے ہوئے چلے گئے جبکہ تائی بھی منہ میں کچھ بڑبڑاتی اٹھ پڑی اور باقی سب آغا جان کا چہرہ دیکھنے لگے۔

"تم لوگ بھی جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔"

وہ سرد لہجے میں بولتے ہوئے کھانا کھانے لگے۔ سب ان کا منہ دیکھتے رہے کہ کیا کریں۔ ایک طرف بھوک دوسری طرف اَنا لیکن اَنا کچھ زیادہ ہی بھاری تھی کچھ کی۔ وہ اٹھ گئے جن کے لیے بھوک اہم تھی وہ بیٹھے رہے کچن کے دروازے پہ کھڑی مورے کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔ چلو جو کبھی زندگی میں اس کا ہاتھ کا پانی پینا تک گوارا نہیں کرتے تھے آج اس لڑکی کی وجہ سے آغا جان نے ان کے ہاتھ کا بنایا لقمہ کھایا جو بہت عرصہ پہلے ان کے منہ پر مار چکے تھے۔ وہ چہرہ صاف کرتی تیزی سے اس طرف گئیں جہاں ثمرن تھی۔

جہاں مجھے توڑ دینے والے حاضر ہے

تو وہاں مجھے جوڑ دینے والے بھی حاضر ہیں

آغا جان اور ثمرن کی باتیں سننے کا اتفاق ہوا تھا یا اللہ کی طرف سے ثمرن کے لیے فرشتہ بھیجنا تھا۔ وہ خود بھی نہیں جانتی تھیں۔ وہ حویلی کے گزرگاہ کی طرف چل رہی تھیں جب ان کی تسبیح کے دانے اچانک ٹوٹ گئے۔ وہ پریشان ہو گئیں۔ موتی ہر طرف پھیل گئے تو وہ انہیں جھک کر تیزی سے چننے لگیں۔ جب سارے چن لیے انہوں نے دیکھا ایک سفید موتی آغا جی کے دروازے کے قریب تھا۔ وہ ڈر گئی لیکن ہمت کرتے ہوئے پہلے ارد گرد دیکھا پھر تیزی سے بڑھی اور موتی کا دانا اٹھانے لگیں تو ان کی باتوں کی آوازیں آئیں اور جب آغا جان کا حکم سنا تو ایک منٹ کے لیے تو خاموش ہو گئی پھر انہیں جھٹکا لگا۔ انہیں معلوم تھا وہ یہ لڑکی کر سکتی ہے مگر گھر میں موجود افراد اسے بنانے دیں گے تب نا۔ کچھ سوچتے ہوئے وہ جلدی سے چلتے ہوئے اپنے کمرے کے طرف آئی اور اپنے دانوں کو چھوٹے سے رومال میں باندھا جس پہ ہلکی سے خوبصورت لیس لگی ہوئی تھی۔ انہوں نے تنہائی میں ایسے ڈھیر سارے بنائے تھے بہر حال ان کا کمرہ حویلی کے پیچھے آخر میں پایا جاتا جہاں ساتھ ہی نوکروں کا خانہ شروع ہو جاتا۔ وہ ان کے پاس گئیں۔ کھانے کی جگہ مانگنے جب سے صلاح الدین نے اپنی ماں کی اہمیت دلوائی تھی بیشک کوئی گھر کے فرد عزت کریں یا نہ کریں نوکروں نے انہیں مالکن اب تسلیم کر لیا تھا وہ جلدی سے ان کے خانے میں آئی۔ اس اوقات مرد وہاں نہیں پائے جاتے تھے تو انہیں حوصلہ ہوا انہوں نے کچھ مسالے، ہری مرچ اور چکن اپنے پیسوں سے فٹافٹ منگوانے کو کہا اور کام میں جت گئی۔ جیسے ثمرن کو نہیں انہیں حکم ملا ہو اور واقعی اتنی محنت اور محبت سے بنایا کہ کھانا ڈیڑھ گھنٹے کے اندر بن گیا اور وہ اب حکم دینے لگیں کہ انہیں کچن میں لے جائے اور خود کچن کی طرف پہلے پہنچی تا کہ دیکھ لیں اس بیچاری نے ابھی تک کیا کیا ہوگا مگر اس کا خون آلود، بے ہوش وجود زمین پہ دیکھ کر وہ دہل گئیں۔ صلاح الدین نے منع کیا تھا پھر بھی انہوں نے اس بیچاری کا حشر کر دیا۔ وہ اس کے پاس آئی تو اسے اٹھایا۔

"بیٹی بیٹی آنکھیں کھولو۔"

اب وہ بچی کو کیسے اٹھا سکتی تھیں۔ انہوں نے اٹھ کر پانی کا گلاس بھرا اور اس کی طرف آئی اور ہلکے ہلکے چھینٹے اس کے چہرے پہ مارے۔

''بچے آنکھیں کھولو چندا۔''

پانی کی ساتھ کسی نرم آواز کی پھوار ثمرن پہ برسی۔ وہ ہلکی سے آنکھیں کھول کر دوبارہ بند کر چکی تھی۔ اس کی آنکھیں کھولنے سے انکار کر رہی تھی۔ وہ یہ کہہ رہی تھی بس یہ بند ہو جائیں ورنہ وہ تشدد کے دنیا میں پھر سے داخل ہو جائے گی جبکہ اس اندھیرے میں بہت سکون تھا مگر ابھی بھی امتحان باقی تھا اس لیے جب دوبارہ چھینٹے پڑے تو اس کی آنکھیں کھل پڑیں۔ اس نے اردگرد دیکھا تو ایک سیاہ فام عورت اس پر جھکی ہوئی تھی وہ ایک دم پیچھے ہوئی اچانک درد کی لہر اس کے سر سے لے کر اس کے جسم میں پھیلی تو اس نے سسکی لی۔

''امی۔''

آنسو کی بوند خون سے جے چہرے سے پھسلتی ان کے ہاتھوں میں گری۔

''امی مجھے نکال دیں۔ کاش کاش ارسل نے بابا سے چابی نہ مانگی ہوتی۔ کاش! وہ اپنے دوستوں کو چابی نہ دیتا اور پھر میں یہاں نہ آتی میں کہاں پھنس گئی ہوں۔''

وہ رونے لگ گئی۔ مورے کو اس میں وہ محسوس ہو رہی تھیں جہاں وہ تنہا اندھیرے میں اپنی امی کو بار بار پکار رہی تھی۔ جہاں وہ بابا کو اس اندھیرے میں پکار رہی تھی کیونکہ یہ جگہ قبر کی طرح لگ رہی تھی۔ چیختے ہوئے انہیں اپنے پاس بلا رہی تھیں کہ انہیں نکالے وہ ہوش کی دنیا میں آئی آنکھیں تو ان کی بھی بھیگ چکی تھیں۔ وہ جلدی سے صاف کرتی ہوئی اس اٹھانے میں مدد کرنے لگی اور اپنے کمرے میں لے آئی اور اسے بیڈ پہ بٹھایا۔ وہ درد سے کراہی۔ اس نے اپنی کمر پہ ہاتھ رکھا۔

''الٹا لیٹو، میں مرہم لگاؤں گی۔''

ثمرن نے ان کی آواز پہ سر اٹھایا وہ اس مہربان عورت کی مہربانی پر حیران ہوئی۔

''آپ کون ہیں؟''

وہ دھیمی مگر بھاری آواز میں بولی، انہوں نے ایک کٹورا اٹھایا اور مڑ کر اسے دیکھا اور دھیمی مسکراہٹ سے بولی۔

''صلاح الدین کی ماں ہوں۔''

اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔ درد کو وہ بھول کر اس سیاہ فام عورت کو دیکھنے لگی جو کالی چادر اور نیلی شلوار قمیض میں بہت مقدس اور خوبصورت لگ رہی تھیں۔ پورے پٹھانوں کے گرد ایک وہ سیاہ فام عورت صلاح الدین کی ماں! حیرت ہی حیرت تھی۔ وہ ایک دم چونک کر انہیں دیکھنے لگی پھر اس نے لب وا کیے۔

''کیا آپ بھی خون بہا میں آئی تھیں؟''

وہ ایک چھوٹا سا کپڑا اور ایک مرہم سمیت اس کے پاس آئی۔

''تمہیں کیسے پتا چلا، میں سمجھ گئی میری رنگت کو دیکھ کر کہا ہے نا؟''۔

وہ مسکراتے ہوئے ثمرن کے پاس بیٹھی ثمرن کو شرمندگی ہوئی۔

''نہیں میرا مطلب آپ صلاح......'' وہ اس کا نام کہنے سے پہلی بار جھجک پڑی پتا نہیں کیوں؟

وہ کپڑا گیلا کر کے اس کا چہرہ صاف کرنے لگی۔ اس نے سسکی کو لبوں سے سختی سے روکے رکھا۔

''ہاں آئی تھی میں چھبیس سال پہلے میرے ابو ایک حسن پرست آدمی تھے۔ انہیں آغا جی کی بہن سے محبت ہو گئی تھیں۔ آغا جی کو جب پتا چلا کہ ایک امریکن فوٹو گرافر ایک ناجائز بچی کے باپ کو ان کی بہن سے عشق ہو گیا ہے تو انہوں نے ابو کو بہت مارا۔ وہ اس وقت نیلم کے ایک چھوٹے سے گھرانے میں سٹے کر رہے تھے میں بھی ساتھ تھی۔ مجھے سمجھ نہیں آتی اگر ابو حسن پرست تھے تو انہوں نے افریقنا عورت سے تعلق کیوں قائم کیا تو اسے جب لڑ کر مجھے ساتھ لے آئے اور میں سوچتی ہوں کہ مجھے ساتھ لے کر جانے کی وجہ کیا تھی۔ خیر میں بھی کیا بولنے لگی تمہارے لیے ہلدی کا دودھ لاتی ہوں۔''

وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں بولی جا رہی تھیں اور ثمرن انہیں سن رہی تھی کہ وہ بولتے جیسے خود رک گئیں اور کہتے ہوئے اٹھ پڑی۔ ثمرن نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا اور پھر درد کو دبائے وہ لیٹ گئی۔

✿......✿......✿

''اس لڑکی کو بلواؤ۔'' آغا جان نے اب ایک ماسی کو حکم دیا تھا اور جب وہ دوبارہ واپس آئی تو انہوں نے کہا کہ وہ لڑکی اس کمرے میں موجود نہیں ہے تو آغا جی نے تیزی سے سر اٹھایا۔

''کہاں گئی وہ! کہیں بھاگ تو نہیں گئی۔'' وہ دھاڑے۔ ملازمہ کانپ گئی۔

''پتا نہیں آغا جی۔ میں کمرے میں گئی تھی کیا پتا اِدھر ہی کہیں ہو۔'' وہ تیزی سے بولی۔

''فوراً ڈھونڈو اگر نہ ملی تو تم سب کی گردنیں اڑا دوں گا۔''

ان کی آنکھیں خون رنگ ہو گئیں۔ یہ لڑکی کچھ ضرورت سے زیادہ چالاک معلوم ہو رہی تھی۔

✿......✿......✿

''تو کدھر جا رہا ہے۔''

ابھی دو دن ہی ہوئے تھے اسے پیرس میں جب مارک اس کو پیکنگ کرتا ہوا دیکھ کر کہنے لگا۔

''آئی ڈونٹ نو مگر مجھے حویلی پہنچنا عجیب سی حالت ہو رہی ہے کہیں مورے کو کچھ نہ ہوا ہو۔''

''شی از اوکے یار۔ کبھی کچھ ہوا جب سے تم نے ان کی اہمیت دلوائی ہے۔ وہ بالکل مطمئن اور خوش باش ہیں۔''

''چلو مورے کی بے فکری کر لوں مگر کیا وہ ٹھیک ہو گی؟'' وہ سوچ رہا تھا آیا اس کی بات پہ عمل کیا ہو گا یا اس کو دھوکے میں رکھ رہے تھے۔

''ٹیک اٹ ایزی یار سب ٹھیک ہو گا ابھی تو چار دن مزید رہنا ہے۔''

''نہیں میں نہیں رہ سکتا میں بات کرتا ہوں کمپنی سے کہ واپسی کے لیے حسن کو بلا لے۔''

''بڈی، پہلے ہی تم نے کافی فلائٹس مس کی ہے۔''

صلاح الدین مڑا اور ایک دم بستر پہ بیٹھ کر چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔

''آئی نو! کمپنی بھی کہیں تنگ آ کر نہ نکال دیں۔''

''او نو روجر از یور فین۔''

(نہیں یار روجر تمہارا فین ہے)

''ہاں ہے تو صحیح۔''

''وہ کیسی ہے۔''

اس نے سر اٹھایا۔

"پلیز! اس کے بارے میں بات نہیں اب وہ بات ختم۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔

"اوکام آن دین یارشی واز یور لو۔"

صلاح الدین کا چہرہ سرخ ہوگیا۔

"لیکن وہ میری بیوی نہیں ہے۔"

"تو کیا ضروری ہے کہ جو بیوی ہے اسی سے محبت ہو۔"

"ہونا تو یہی چاہیے۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

"اس کو بولا نہیں تم نے کہ اب دوبارہ کنٹیکٹ نہیں کرو گے تم۔"

"جب اس کے پاس کتابیں نہیں آئیں گی تو وہ خود سمجھ جائے گی کہ سارے تعلق ختم۔"

"تم بہت مین ہوتے جا رہے ہو دین۔"

"یار نیچے پال سے انرجی ڈرنک منگواؤں۔ میرا حالت عجیب ہو رہی ہے۔ شاید ڈاکٹر سے چیک آپ کروانا پڑے گا۔" وہ بات بدلتے ہوئے بستر پر ڈھے ہو گیا وہ۔ فی الحال اس کو سوچنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا وہ کمزور پڑ جائے گا۔

وہ اس وقت ان کے سامنے موجود تھی۔

"اس عورت کے کمرے میں کیا کر رہی تھی۔"

آغا جی سرد لہجے میں بولے۔ ثمرن غنودگی کے باوجود ہمت سے کھڑی رہی اور اس نے سر اٹھایا تو آغا جان کو دیکھا جو راکنگ چیئر پہ جھول رہے تھے۔ چہرے پہ دنیا جہاں کی کرختگی شامل تھی وہ اس کے زخمی چہرے کی بھی پروا نہیں کر رہے تھے۔ جہاں سر پہ چوٹ کے ساتھ ہونٹوں اور گال کے گرد نیل پڑے ہوئے تھے۔ آغا جی کو پتا تھا یہ سب ہادی کی ماں کے کہنے پر ہوا تھا اور صلاح الدین نے منع بھی کیا تھا مگر اتنی مار کا تو حق بنتا تھا اس لیے اس سے پوچھا بھی نہیں بس یہ جاننا تھا کہ وہ اس عورت کے کمرے میں کیا کر رہی تھی۔

"مجھے مارا تھا انہوں نے تو آنٹی نے میری مرہم پٹی کی۔"

"آج کے لیے کافی تھی مرہم پٹی لیکن آئندہ تم اس عورت کے پاس نظر نہیں آؤ گی سمجھی۔ جاؤ میرے لیے چائے بناؤ اس کے بعد میرے کل کے کپڑے استری کر کے سیٹ کرو اور اگر فضول کہیں اِدھر اُدھر گئی تو تمہاری ٹانگیں توڑ کر تمہارے باپ کے پاس بھیج دوں گا۔"

تذلیل کے باعث اس کا چہرہ پیلا ہو گیا وہ مڑی تو اس کا دل کیا ہر ایک حویلی کے فرد کو شوٹ کر دے۔ قصور نہ تو اس کا تھا نہ ہی اس کے بھائی کا جس کا تھا وہ باہر آرام سے آزاد خوش تھا جبکہ اس کی سزا ثمرن کو کاٹنی پڑ رہی تھی آخر کیوں؟

✿......✿......✿

وہ چائے بنا چکی تھی اب اس کو کپ میں انڈیلنا تھا جب اس کی چادر سر سے پھسل کر کندھے پہ آ گئی۔ اندر داخل ہوتے تایا جی نے دیکھا اور چونک پڑے پھر ان کے چہرے پہ سختی نمودار ہوئی اور وہ دھاڑے ثمرن ڈر کر اچھلی اس کے ہاتھ سے کپ چھوٹ کر گر گیا۔ وہ مڑی تو دیکھا کوئی شخص جن کی شکل آغا جان سے ملتی وہ سرخ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ تایا زمان اس کی طرف آئے اور اس کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارا۔ وہ دہل کر رہ گئی اور ٹوٹا ہوا کپ اس کے پیروں میں چبھ گیا۔ وہ درد سے چیخنے لگی۔

"ایک تو سر پہ چادر نہیں اوپر سے اونچی آواز۔"

ایک اور تھپڑ جس سے ثمرن منہ کے بل گری۔

"ہمارے ہاں عورتیں چادر کے بغیر نہیں نظر آتیں اور تم زلفیں دکھاتی ہو۔" وہ تو جیسے پاگل ہو گئے تھے۔

"دیکھیں غلطی سے......" اس نے سنبھل کر اٹھ کر بولنا چاہا تو ان کو تو آگ لگ گئی۔

"جواب دیتی ہے خان کو جواب دیتی ہے ایک تو میرا بیٹا مار دیا اوپر سے غلطی؟"

وہ اسے ٹھوکر پہ ٹھوکر مارنے لگے اور وہ اپنے آپ کو بچانے کی خاطر اٹھنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی، ایک تو پیروں میں کپ کا ٹکڑا پھنس چکا تھا اس سے بھی اٹھا نہیں جا رہا تھا دوسرا ان کی بے رحم ٹھوکریں اسے اٹھنے نہیں دے رہی تھیں۔ جب وہ پندرہ منٹ اس کی حالت غیر کر چکے تھے تو غراتے ہوئے بولے۔

"دوبارہ مجھے تم اس جگہ نظر نہ آؤ، دفع ہو جاؤ۔"

آخری ٹھوکر اس کو مارتے ہوئے وہ اپنی چادر سنبھالتے نکل پڑے۔ان کے دل پر سکون کے چھینٹے پڑ چکے تھے اب وہ آرام سے سو سکتے تھے۔

اُف اتنی ذلت، اتنی مار۔وہ مر کیوں نہیں گئی۔ان کی بے رحم ٹھوکروں اور مار سے، وہ کیا پتھر کی بن چکی ہے شاید اس لیے کیونکہ آگے مزید ذلت کا سامنا ہونا تھا یا پھر ساری زندگی بھر ہونا تھا۔

✿.......✿.......✿

وہ اس وقت ائیر پورٹ کے بینچ میں بیٹھا اپنی فلائٹ کا انتظار کر رہا تھا آج وہ یونی فارم کے بجائے سفید ٹی شرٹ اور بلیو جینز میں ملبوس تھا۔سائڈ پہ اس کا ایک بیگ پڑا ہوا تھا اور وہ ہر دنیا سے بے نیاز کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔اچانک کسی کی گلا کھنکھارنے کی آواز پر وہ چونکا پھر اس نے سر اٹھایا اور ہزار والٹ کا جھٹکا اسے لگا۔

یہ یہاں کیا کر رہی ہے وہ اس وقت گرین شلوار قمیض میں ملبوس بال اس نے ہائی پونی میں باندھے ہوئے تھے اور ہاتھوں میں ایک کپ کافی کا پکڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم!"

"ارے کیپٹن صاحب۔شکر ہے آپ کو اس حلیہ میں دیکھا خاصے سمارٹ لگ رہے ہیں آپ۔"

وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھی۔وہ حیران ہو گیا اس نے مجھے پہچان لیا آخر کیسے نہ پہچانتی۔وہ منہ کھولے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا پھر اس کو دیکھنے لگا۔

"ام تم۔"

"ہائے اللہ حیران کیوں ہو رہے ہیں ماموں جان کے ساتھ آئی ہوں۔" وہ اب اپنے کافی کا سپ لینے لگی پھر اس کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"سوری آپ ابھی نظر آئے کیا کرتی میں بھی، خیر پی لیں۔"

وہ کپ آفر کرتے ہوئے بولی وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔

مجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔"

وہ کپ سائڈ پہ رکھتی ہوئی بولی۔صلاح الدین کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ آ گئی۔

"تم ابھی بھی اے ٹی ایم ہو۔"

"اب اے ٹی ایم نہیں رہی بہت سمجھدار ہو گئی ہوں۔" وہ نظریں پھیرتے ہوئے بولی۔ صلاح الدین کی نظر اس کی گردن کے تل پہ پڑی پھر ایک دم اس کو نظر چرانی پڑی۔

"ویسے آج بنا یونی فارم کے پلین چلائیں گے۔" وہ اب مڑتے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"نہیں آج میں فلائی نہیں کر رہا۔"

"ہائے کیوں تھک وک گئے۔" وہ منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ وہ ہنس پڑا۔

"ہاں تھک گیا ہوں میں بہت۔"

"مجھ سے زیادہ تھکے نہیں ہو گے آپ۔"

وہ اب جھٹکے سے اسے دیکھنے لگا۔ اب وہ بہت تھکی ہوئی لگ رہی تھی، آنکھوں کے کونے میں سرخی آ گئی تھی جیسے وہ ابھی تھوڑے دیر میں رونے والی تھی۔

"کیا ہوا؟"

وہ بے چین ہو گیا تھا اس نے ایک دم رونا شروع کر دیا۔ وہ بھونچکا رہ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ پکڑا۔

"رو کیوں رہی ہو؟ کیا بات ہے؟ دیکھو روتی ہوئی بہت بری لگتی ہو۔" وہ اس کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"مجھے وہ مارتے ہیں بیلن سے، جوتی سے کوئی وجہ نہیں ہوتی بس وہ مارتے ہیں۔"

"کون مارتے ہیں؟"

اب صلاح الدین کے چہرے پہ سختی آ گئی وہ بس روتی رہی۔ صلاح الدین نے اس کا چہرہ اٹھایا۔

"میں پوچھ رہا ہو کون مارتے ہیں میں اس کی کھال ادھیڑ دوں گا۔"

اس کے چہرے پہ اک امید آئی۔

"کیا آپ واقعی سب کو ماریں گے۔"

"جو بندہ تمہاری آنکھوں میں آنسو لائے گا میرے ہاتھوں سے مارا جائے گا۔" وہ سختی سے بولا

"چاہے وہ آپ کا اپنا ہی ہو۔" وہ روتے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہاں وہ چاہے میرا سب سے قریبی کیوں نہ ہو تم سے زیادہ قیمتی نہیں ہے۔"

وہ خود پہ اختیار نہ رکھ سکا اور اچانک اس کی نم پلکوں کو چھو چکا تھا۔

✿......✿......✿

وہ ہوش میں آیا۔ اس نے اردگرد دیکھا۔ کیا وہ خواب دیکھ رہا تھا، کیا وہ خواب میں اس کے پاس آئی تھی۔ وہ مزید کچھ سوچتا کہ فلائٹ کی اناؤنسمنٹ ہوگئی۔ وہ اپنی کتابیں سنبھالتا بیگ کو اٹھانے لگا جب ساتھ والے بینچ کی طرف وہ نظر آئی۔ اف یہ غلط ہے وہ اس کے سر پہ کچھ ضرورت سے زیادہ سوار ہوتی جا رہی تھی اپنے سر کو جھٹکتا ہوا وہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہونے والا تھا جہاں وہ تھی۔

✿......✿......✿

آغا جان کو چائے ٹائم پہ نہ ملی تو تھپڑ تو نہیں ملا لیکن سزا مل گئی۔ اتنی بے عزتی کے بعد اسے ان کے کل کے بجائے اگلے ہفتے تک کے کپڑے استری کرنے تھے۔ اس کے بعد وہ باہر لان میں کھڑی رہے گی۔ چاہے سردی ہو یا بارش۔ اگر اپنا کام وقت پہ نہیں کرے گی پھر اسے کڑی سے کڑی سزا ملے گی اور اس کے ساتھ یہ تین دن تک مسلسل ہو چکا تھا اور یہ تین دن قیامت سے کم نہیں تھے۔

استری کرتے کرتے اس کی نظر سامنے والے آئینے میں پڑی۔ چار دن ہوگئے تھے اور چار دن سے اس کو ایسا لگ رہا تھا جیسے صدیاں گزر گئی ہو، اسے آئینے میں اپنا عکس کسی اور کا معلوم ہو رہا تھا۔ وہ تو ایسی نہیں تھی، اس کے ہونٹوں کے گرد کبھی مسکراہٹ ہوا کرتی تھی آج نیل، زخم کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ اس کا دل کر رہا تھا ایک کونے میں بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ جائے مگر مزید تذلیل برداشت نہیں تھی تو جلدی سے استری کر کے سٹینڈ میں لگا چکی تھی۔ ہاتھ اور پیر ایک ہی جگہ کھڑے ہونے کے باعث سوج گئے تھے۔ جسم اتنے کام اور مار سے دکھ رہا تھا۔ مورے دبے ہوئے قدموں سے چل کر اس کے پاس آئی جو اس وقت اکیلی اور سوچ میں گم کپڑے استری کیے جا رہی تھی۔

"بیٹی! تم جاؤ میں یہ سب کر لیتی ہوں۔"

ثمرن نے سر اٹھایا۔
”دیکھو، تین دن سے تم کھا نہیں سکی کچھ بھی ایک دن وہ خان بھائی دوسرے دن عالیہ نے پھر آج پلوشہ نے حد کردی سالن تمہارے منہ پہ۔“
ان کو بھی اس کی حالت دیکھ کر بہت زیادہ رونا آرہا تھا۔
”آنٹی! صرف چار دن ہی تو ہوئے ہیں ابھی تو پوری زندگی پڑی ہے کسی دن آپ کو یہ موقع بھی دے دوں گی۔ویسے آغا جی تو اسی ہفتے اپنے سال کے کپڑے استری نہیں کروا رہے۔“ وہ تلخ مسکراہٹ سے سر جھکائے کہنے لگی۔
”تم تو کتنی خوبصورت ہو کیسی حالت کردی تمہاری ان ظالموں نے۔“ ان کی آواز بھرا گئی۔
”ظالم کہاں ہیں وہ تو مظلوم ہیں۔ظالم تو ہم ہیں جنہوں نے ان کے اکلوتی اولاد کو ماردیا، انہیں تو ماردینا چاہیے پھانسی دے دینی چاہیے بالکل حق پر ہیں۔“ وہ صفائی سے کہتے قمیض کو ہینگر میں لگا رہی تھی اور وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔اتنی مار وہ بھی تین دن مسلسل کی اس کو تلخ بنا رہا تھا۔
”اللہ تمہارے لیے آسانی پیدا کریں۔“ وہ اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔ان کا لہجہ بھیگا ہوا تھا۔ثمرن نے کوئی ردعمل نہیں دیا۔وہ اپنے کام میں مصروف رہی۔

تو نے مجھ سے جب ملنا ہی تھا
تو برسات میں ہی کیوں ملنا تھا

آج اس کی سزا مختلف تھی۔اس کو لیٹنے کی اجازت تھی پر لان میں، وہ بھی بنا کمبل اور بنا ہی بستر کے لیٹ سکتی تھی۔اسی وقت بارش بھی شروع ہو چکی تھی۔اس نے کچھ کہنا چاہا تھا پھر خود ہی چپ ہوگئی۔مار کھا کے ہی لیٹنا تھا اس سے اچھا تھا بنا ہی مار کے لیٹ جائے۔وہ لان میں آگئی۔لیٹنے کے بجائے ایک پلر کے قریب چھوٹی سے سیڑھیوں پہ جا کر وہ بیٹھ گئی۔وہاں اوپر چھت تھی جہاں وہ گیلی نہیں ہوسکتی تھی، حویلی کے اس کونے میں اندھیرا تھا۔وہ مطمئن ہوگئی اور اپنی ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھنے لگی جہاں کچھ نہیں نظر آرہا تھا بالکل اس کی قسمت کی طرح امی اور بابا بیشک بے سکون ہوگئے لیکن سکھ کی روٹی، بستر اپنی چھت اور مجھے کیا ملا دو کوڑی کی عزت! کھانے میں

مار، ٹھوکریں، گالیاں اُف ایسی ایسی گالیاں کہ اس کا دل چیر گیا تھا! سوچتے ہوئے اس کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔ بارش کی رفتار میں تیزی آ گئی تھی اس لیے وہ رونے لگی۔

"اللہ تعالیٰ! بہت ظلم ہو رہا ہے میرے ساتھ، میں نے آج تک کسی کی اونچی آواز برداشت نہیں کی اور تین دن میں، میں نے اتنی ذلت سہہ لی، میرا جسم ان کی مار سے سخت جان کر دے یا اس دل کو بے حسی کی چادر اوڑھ دے ورنہ بہت دشواری ہو جائے گی میرے لیے، میں جانتی ہوں میں نے خود یہ راستہ چنا ہے آپ بھی تو سوچ نا میں برداشت نہیں کر سکی تو میری بہن کیسے کر لیتی اس لیے میں نے یہ راہ اپنائی مجھے صبر دے میرے مالک۔"

بجلی اچانک چلی گئی اور اسی ہی پل گیٹ کھلا اور آسٹن مارٹن اندر داخل ہوئی۔ وہ ایک دم سے ڈر کے پیچھے ہوئی۔ اس وقت کون ہے گھر کے سارے افراد تھے سوائے کچھ مردوں کے جو شکار کے لیے گئے ہوئے تھے۔ کیا وہ ہی تو نہیں آ چکے۔ دروازہ کھلا اور کوئی فون کی لائٹ پکڑتا ہوا تیزی سے اس طرف آیا، ثمرن تو بھونچکا رہ گئی بلکہ اس کا دماغ ماؤف ہو گیا۔ اس طرح کسی نے دیکھا تو پتا نہیں کیا کرے گا۔ دل کر رہا تھا بھاگ کر مورے کے کمرے میں چلی جائے وہ بھی تو پریشان تھی اس نے آج ان سے جھوٹ بولا تھا آج وہ کمرے میں جائے گی ورنہ انہوں نے بھی اس کے پاس ٹھہر جانا تھا۔ وہ ان کو تنگ نہیں کر سکتی تھی۔ ایک وہی تو ہمدرد اور خیر خواہ تھیں اس کی۔ باقی سارے اس کو دیکھ کر کاٹ کھانے کو دوڑتے تھے، منہ پہ سختی سے ہاتھ رکھا اور اٹھنے کو تھی کہ دوسری طرف جائے جب ایک زبردست ٹکراؤ ہوا! وہ تو کچھ نہیں بولی لیکن وہ ہلکا سا کراہ اٹھا۔ ثمرن نے پلر پکڑا کیونکہ یہاں خاصا پانی آ گیا تھا اور وہ پھسلنے والی تھی۔

"کون ہے؟ سدرہ تم اٹھی ہوئی ہو اس وقت۔"

ایک مردانہ آواز اس کے پاس آئی۔ اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اس نے مڑ کر پیچھے ہونا چاہا کہ کسی کے ہاتھوں نے اس کے پیروں کو چھوا۔ صلاح الدین جو فون ڈھونڈ رہا تھا اچانک کسی کی نرم چیز کو اپنی انگلی کی پوروں میں محسوس کیا۔ شاید پیر تھے جو ایک دم کھینچے گئے تھے، پانچ منٹ میں صلاح الدین کو اپنا فون مل گیا اور وہ ٹارچ آن کرنے لگا۔ ثمرن مڑ کر جانے لگی جب صلاح الدین نے ہاتھ پکڑ کر روکا اب تو اس کا چہرہ سفید ہو گیا تھا۔ جسم ہولے ہولے جھٹکے کھانے لگا۔

''کون ہو؟ پلوشے، سدرہ؟''

بہت ہی نرم آواز تھی پھر بھی وہ مطمئن نہ ہوئی۔ ہاتھ صلاح الدین کی مضبوط گرفت سے نکلنے کو بیتاب تھے۔ صلاح الدین فلیش لائٹ اس کے سامنے کرنے لگا تو ایک منٹ کے لیے رک گیا۔ لائٹ اوپر کر کے اس نے دیکھا تو گہرا سانس لیا۔ وہ وہی تھی اس کے نظروں کے سامنے وہ یہاں بھی اس کے پاس پہنچ آئی لیکن وہ اس وقت بہت ڈری سہمی کیوں لگ رہی تھی۔ ثمرن نے اپنا منہ دوسرے ہاتھ میں چھپالیا۔

''پلیز مجھے معاف کر دیں پلیز پلیز!'' وہ رونے لگی۔ صلاح الدین نے ہاتھ ہٹایا اور وہ روتے ہوئے نظر جھکا چکی تھی۔

''بار بار مجھے بے چین کرنے کیوں آجاتی ہو تمہیں پتا ہے میں پہلے ہی کتنا پریشان ہوں۔''

اس نے سر اٹھایا اور شخص کو دیکھنے لگی لیکن فلیش اس کی آنکھوں میں پڑ رہا تھا اس لیے وہ نظر نہیں آیا۔ اس نے ہاتھ اپنے آنکھوں پہ رکھا، وہ اس شخص کی باتوں کو سوچ کر حیران ہوئی۔ یہ کون ہے بھلا۔ وہ شخص مزید قریب آیا تو وہ پیچھے ہوتے ہوئے پلر کے ساتھ جا لگی۔

''دیکھو بار بار روؤ گی تو مجھے غلط فہمی ہو جائے گی جب کہ میں جانتا ہوں تم تو مجھے بھول چکی ہو، پر مجھے تو تم عشق کے سمندر میں پھینک چکی ہو۔''

ثمرن کو خوف آگیا۔ یہ ہے کون؟ اب اس نے ہاتھ چھڑوانا چاہا مگر وہ گرفت مزید مضبوط ہوتی گئی

''چھوڑیں مجھے، چھوڑیں، میں شور مچا دوں گی۔'' وہ تیزی سے بولی۔ صلاح الدین نے جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا لیکن ایک دم رک گیا۔ اس کے آنکھوں کے سائڈ پہ نیل پڑے ہوئے تھے جبکہ چہرہ سوجا ہوا تھا۔ صلاح الدین نے انہیں چھونے چاہا لیکن وہ ہاتھ چھڑوا کر تیزی سے جانے لگی جب صلاح الدین نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

''آئندہ مت آنا میرے سامنے پلیز! میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں بہت لیکن میں مجبور ہوں۔''

صلاح الدین کو محسوس ہوا جیسے اب وہ چلی گئی اس لیے لائٹ دوسری طرف کر کے اپنے کمرے کی طرف مڑنے لگا۔ ثمرن نے مڑ کر ہلکی سے روشنی میں چلتے ہوئے شخص کو دیکھا یہ کون تھا جو اس کے قریب آرہا تھا، جو اس

سے محبت کا اظہار کر رہا تھا، اسے اپنے بازو اور ہاتھوں میں وہی لمس محسوس ہو رہا تھا اس نے جھرجھری لی اور وہیں بیٹھ گئی۔ سردی اسے بیحد لگ رہی تھی لیکن کیا کرتی یہ تو ساری زندگی کا رونا ہے۔

فجر کا وقت ہوا تو وہ چلتی ہوئی مورے کے کمرے میں آ گئی۔ وہ جانتی تھی وہ اس وقت اٹھی ہو گی اس نے دروازہ ہلکا سا بجایا۔

''آ جاؤ!''

اندر سے نرم آواز آئی۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔ مورے بستر پہ بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھی۔ اس کو دیکھا تو دہل گئیں۔ گیلا جسم، نیلا چہرہ کیا پھر اسے اس موسم میں وہ باہر کھڑی رہی وہ تیزی سے اٹھی اور اس کے پاس آئی۔

''ہائے خدا! بچی تمہیں پھر۔''

''میں کیا نماز پڑھ سکتی ہوں آنٹی!'' وہ نم لہجے میں بولی۔ اس کا جسم اتنی سردی اور بارش کے باعث ٹھنڈا ہو گیا تھا کہ مورے کو لگا وہ برف کی بن جائے گی۔ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

''مجھے کیوں نہیں بتایا آخر کیوں کر رہی ہو ثمرن ایسا! تمہاری چار پانچ دن ایسی حالت رہی تو آگے جا کر تم مر جاؤ گی۔''

وہ اپنی الماری سے کوئی کپڑے ڈھونڈ رہی تھی جو ثمرن کے ہی سائز کا ہو لیکن کوئی نہ ملے۔ انہیں پھر اس طرف جانا تھا جہاں ان کے کام والی کے کچھ ہو۔ تب تک کے لیے پھر وہ اس کے لیے نئے بنا دیں گی۔ چار دن سے وہی جوڑے میں تھی جو پہن کر وہ آئی تھی۔ وہ الماری بند کر کے مڑی اور اس کے پاس آ کر اسے لٹایا۔

''لیٹو! اُف میرے اللہ! اتنا ظلم اللہ کے غضب سے یہ نہیں ڈرتے میرے مالک رحم کر ان کے دلوں پر۔''

وہ ثمرن کے اوپر کمبل ڈالنے کے ساتھ ساتھ رضائی بھی اوڑھنے لگی۔

''اس بچی کے کپڑے اور کھانے کے لیے کچھ کرتی ہوں آنے دو دین کو سب بتاتی ہوں بہت ہو گیا۔ مار دیں گے معصوم کو۔''

وہ اس کے سر پہ پیار کر کے چلی گئی۔ کمرے کا دروازہ بند کیا، صلاح الدین نماز پڑھ چکا تھا سوچا اس وقت مورے کے پاس جائے اسے پتا تھا وہ اٹھی ہوں گی۔ جا کر مل لے۔ وہ چلتے ہوئے ان کے کمرے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھٹکھٹایا لیکن دروازہ کھل چکا تھا اس نے کھولا تو دیکھا لائٹس آن تھی جبکہ وہ بستر پہ دبکی ہوئی تھی۔ وہ بھی ڈبل کمبل میں۔ وہ پریشان ہو گیا مورے کی طبیعت نہیں خراب؟ لیکن ٹھنڈ بھی تو بہت ہے، وہ چلتا ہوا ان کے بستر کے قریب آیا اور جھکا

''مورے! ٹھیک ہے آپ۔''

ثمرن کی پشت تھی صلاح الدین کی طرف اور مورے نے اس کے سر پہ بھی دوپٹہ پہنا دیا کیونکہ سر بھی بہت ٹھنڈا ہو گیا تھا اس کا اس لیے صلاح الدین دیکھ نہیں پایا۔

''مورے! واپس آ گیا۔ آپ کے بغیر دل نہیں لگا۔''

اس نے ثمرن کے گرد بازو پھیلائے اور اس کا سر چوما۔ ثمرن نیم بے ہوشی میں تھی اس لیے محسوس نہ کر سکی صلاح الدین کو لگا اٹھ جائے گی۔ وہ صلاح الدین کی ایک مہک محسوس کر کے اٹھ جاتی تھیں لیکن آج شاید گہری نیند سوئی ہوئی تھیں۔ اس نے پھر کمبل اوپر کیا کہ ثمرن نے کروٹ لی اور وہ جھک کر مورے کے سر پہ پھر پیار کرنے لگا تھا اس کی نظر اسے ماتھے پہ پڑ گئی وہ جھٹکے سے اٹھا ایک دم دروازہ کھلا اس نے مڑ کر دیکھا مورے اندر داخل ہوئی۔ وہ ایک دم اچھل پڑی لیکن دین کو دیکھ کر بولی۔

''تم واپس آ گئے۔''

صلاح الدین نے پہلے انہیں پھر اسے دیکھا۔ اسے سمجھ نہیں آئی آخر ہو کیا رہا ہے؟

''دین! دیکھو اس بیچاری کے ساتھ تمہارے گھر والوں نے کیا کیا۔ چار دن ان کے ظلم سہتی رہی بس اور نہیں دین تم اس بچی کا حق دلواؤ۔''

اور وہ اس بچی کو ساکت نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ تو کوئی بارہ سال کی لڑکی تھی یہ!! یہ بارہ سال کی نہیں یہ تو وہ تھی جس سے وہ بے انتہا محبت کرتا تھا جس کے قرب کے لیے وہ پاگل ہو رہا تھا اور وہ جب آئی بھی تو اس کے پاس کس حال میں! جدھر وہ اس کے حقوق سے انکار کے بجائے اسے دیکھنے سے بھی انکاری ہو گیا تبھی اس کے

خواب میں ثمرن رو رہی تھی اسے بتا رہی تھی وہ اسے مارتے ہیں۔

''صلاح الدین! بارش میں باہر اس کو کہا گیا کہ وہ رہے ساری رات۔ دیکھو کیا حال ہو گیا، بھوکی چھوڑتے ہیں، جانوروں کی طرح پیٹتے ہیں، کھانے کا ایک لقمہ بھی نہیں اندر اتارنے دیا اسے اور اس کے صبر کی داد دیتی ہوں میں اور بھی بہت کچھ ہے۔ کیا بتاؤں! اس کو عالیہ نے بیلن سے مارا، پلوشہ نے اس کے منہ پہ کھانا پلیٹ سمیت پھینکا۔ اوپر سے حرا نے اس کے پیر جلا دیے، تمہارے تایا نے اس کے دوپٹہ سرکنے پر اس کو مار مار کر لہولہان کر دیا۔ آغا جی سارا دن اسے مشین سمجھ کر کام کرواتے ہیں آج اس نے پورے گھر کی صفائی کرنی ہے اب بتاؤ! کیسے یہ ننھی سی جان کرے گی، جس نے بہن کی خاطر اپنا آپ قربان کر دیا۔ بس صلاح الدین تم روکو ان ظالموں کو۔''

صلاح الدین نے بڑھ کر اپنی روتی ہوئی ماں کو اپنے ساتھ لگایا اور نظریں اس دشمن جاں پہ مرکوز کیں۔

''ابھی تک کیوں نہیں آئی۔ چوٹی پکڑ کر کے کھینچو اور لاؤ۔'' عالیہ نفرت سے ماسی سے بولی۔

''توبہ، ویسے میں سوچ رہی ہوں اس نے اسے کے بعد سے ری ایکٹ کرنا چھوڑ دیا ہے بڑی جان ہے اس میں، ماننا پڑے گا اس کو آزمانے کے لیے کچھ اور نہ کریں۔''

''آج چوبیس گھنٹے گھر کی صفائی کرے گی نا ساتھ میں مدھو مکھی جو اس کے جسم کو ڈسے گی سوچ کے ہی مزا آرہا ہے پھر اس کی چیخوں سے جو امی اور ابو سمیت آغا جان بھی اس کی کٹ لگائیں گے۔'' وہ تو ایسے خوش ہو رہی تھی جیسے کوئی فلم ریلیز ہونے والی ہے۔

''ویری گڈ۔ کب سے اپنا کام شروع کر رہے ہو ذرا مجھے بھی تو بتاؤ۔''

بھاری پتھریلی آواز پہ سب کی ہنسی کو بریک لگی جب انہوں نے سرخ چہرہ لیے کالی شلوار قمیض میں ملبوس صلاح الدین کو دیکھا تو ان کے چہرے سفید ہو گئے۔ یہ کب آیا؟

''لالہ آپ۔'' سدرہ کا تو لہجہ ہی نہیں جسم ہی کانپ اٹھا۔

''پوچھ سکتا ہوں میری غیر موجودگی میں کیا غیر انسانی سلوک ہوا ہے۔'' وہ اب مضبوط قدم اٹھاتا ان کی

طرف بڑھا اور سارے عورتیں ایک دم پیچھے ہو گئیں۔

''او ڈر کیوں رہی ہو ڈرنا تو اس کو چاہیے۔ تم لوگوں پہ ڈر تو نہیں جچ رہا۔ اب مجھے بتاؤ سیدھے سیدھے ورنہ مجھے عورتوں پہ ہاتھ اٹھانا پسند نہیں ہے لیکن تمہارے ایک جھوٹ پہ میں ہاتھ اٹھانے پہ مجبور ہو جاؤں گا۔''

وہ بہت بدلا ہوا صلاح الدین لگ رہا تھا۔ آخر محبت کا معاملہ تھا کیسے چپ رہتا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب کو چیر کے رکھ دے جس نے اس کی ثمرن کو جانور سمجھ کے پیٹا۔ مٹھیاں بھینچے سرخ آنکھیں لیے وہ ایک ایک کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

''جواب دو'' وہ دھاڑا۔ ایک دم تائی اندر داخل ہوئیں اور صلاح الدین کو دیکھ کر ان کا بھی منہ کھل گیا اور دل پہ ہاتھ گیا۔ ہائے یہ کب آیا؟ اور اگر آیا بھی تو اتنے خطرناک تیور لیے ان کو کیوں دیکھ رہا ہے۔

''دین! میرے بچے تم کب آئے؟''

تائی کی آواز پہ اس نے گردن نہیں موڑی۔ وہ ہادی کی وجہ سے مجبور تھا ان کو اب بھی عزت اور احترام دے ورنہ اس کے دل میں سب اپنا مقام کھو چکے تھے۔

''وعلیکم السلام تائی!''

وہ سرد مہری سے بولا لڑکیوں کو لگا اب تو گئے کام سے، وہ بھی ثمرن کی طرح پٹ جائے گی لیکن یہ ان کی بھول تھی ان کے سامنے صلاح الدین کھڑا تھا وہ ایک دم جذباتی ہو کر کوئی قدم نہیں اٹھاتا تھا اور نہ ہی وہ بے غیرتوں کی طرح عورتوں پہ ہاتھ اٹھا کر، بڑوں سے بدتمیزی سے بات کرتا! اگر یہ سب وہ کرنے لگ جائے تو پھر اس کے اور ان میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ وہ بدلا لے گا اور اس کے ساتھ ثمرن بھی لے گی۔ وہ نہ بھی لے تو بھی وہ اسے مجبور کر دے گا۔

''تائی! میرے کچھ دوست آ رہے ہیں تو میں چاہتا ہو عالیہ کھانا بنائے اور پلوشہ میرے روم کی صفائی کرے اور حرا میرے کپڑے استری کرے جبکہ سدرہ اب اسی وقت سب کے لیے ناشتہ بنائے گی اور اس کے پاس ہے صرف آدھا گھنٹہ، آدھے گھنٹے میں نہ بنا اور باقیوں نے بھی اپنا کام نہ کیا مائینڈ اِٹ یہ مت بھولنا کہ میں بھی اس گھر کا فرد ہوں۔'' وہ سخت لہجے میں کہتا سب کو ساکت چھوڑ کر چلا گیا اور تائی کا دماغ ماؤف ہو گیا۔ اس کو اتنی

جلدی پتا چل گیا۔

''ہائے اماں! وہ کہیں اس منحوس سے مل تو نہیں چکا۔'' سب سے پہلے آواز حرا کی نکلی تھی جبکہ تائی پریشانی سے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

مجھ کو میرا مسیحا مل گیا

لیکن مجھ کو ہی نہیں معلوم تھا

اس کی آنکھیں کھلیں مگر کھولتے وقت عجیب سی تھکن تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ میلوں سفر طے کر کے آئی ہو اور اس سفر میں جو اس کے ساتھ ہوا اس چیز نے اسے نڈھال کر دیا، نرم بستر کو دیکھتے ہی اسے یاد آیا وہ نماز پڑھنے آئی تھی پھر اچانک بے بی نے اسے بستر پہ لٹا دیا پھر وہ سو گئی تھی۔ وہ تیزی سے اٹھی لیکن جسم کے درد نے اسے دوبارہ لیٹنے پہ مجبور کر دیا مگر ڈر درد سے زیادہ حاوی تھا۔ اسے خود پہ حیرت تھی۔ وہ ڈرتی کب تھی وہ اتنی نڈر اور مضبوط تھی وہ اپنے خلاف ایک سخت نظر یا اونچی آواز برداشت کرتی تھی اور آج جانوروں کی طرح پٹ رہی ہے۔ یہ رشتے ہی آپ کو مضبوط کرتے ہیں اور یہ رشتے ہی آپ کو توڑ کے رکھ دیتے ہیں۔

''اُٹھ گئی میری چندا۔''

مورے کی نرم آواز پہ اس نے جلدی سے اپنی آنکھیں کھولیں جو نمی سے بھر چکی تھیں اور اب اس کی چہرے سے پھسل کر بالوں میں جذب ہو رہی تھی۔ وہ اس کے قریب آئی اور اس کا ماتھا چوما۔

''اٹھو۔ تمہارا ناشتہ لائی ہوں۔''

چار دن سے اس نے ایک وقت میں صرف مشکلوں سے چند نوالے لیے اور باقی مار کے علاوہ اس کا اور کیا ناشتہ تھا۔ اس بار بھی مار ہی ہو گی۔

''اٹھو، اسی کپڑے میں سو گئی ابھی ناشتہ کر کے بدلنا پھر تمہیں ہوسپٹل لے جائیں گے۔''

اس کو انہوں نے اٹھایا تو اس نے خود ہمت۔ کی اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا کمزور اور کسی کا محتاج ہونا۔ مورے نے ٹرے اس کے سامنے رکھی۔ روایتی ناشتے سے مختلف تھا یہ ناشتہ جس میں سینڈوچ، ایک ابلے انڈے کے

ساتھ ساتھ ایک جوس کا گلاس اور چائے کا کپ جو مورے اٹھا کر ٹیبل پہ رکھ چکی تھی۔ اسے لگ رہا تھا یہ کوئی خواب ہے حالانکہ یہ ناشتہ اس کے گھر میں ہمیشہ بنتا تھا۔ کوئی عام بات نہیں تھی مگر اس وقت کھلانے والا تھا اب تو کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے۔ مورے کی اس مہربانی کو دیکھ کر وہ بولی۔

"نہیں مورے۔ پلیز وہ لوگ مجھے ماریں گے۔ نہ میں نے ناشتہ بنایا نہ ہی گھر کی صفائی شروع کی۔" وہ بالکل رونے والی ہوگئی۔ مورے نے پیار سے دیکھا۔

"میرا چاند! اب تمہیں کوئی ہاتھ تو لگا کر دکھائے۔ بالکل بے فکر ہو کر کھاؤ اور ایک اور بات بتاؤں تمہیں، اگر عورت کے ساتھ اس کا مرد اس کا گھنا سایہ بن کے رہے نا دنیا کی کوئی طاقت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ چلو ابھی یہ کھاؤ اور چائے ٹھنڈی ہو جائے گی۔"

وہ حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے تو اس کا قیمہ بنا دینا ہے۔

"پلیز آنٹی! وہ بہت ماریں گے۔ میں تھک گئی ہوں، مجھ سے باہر لیٹنا برداشت نہیں ہوتا میری نمازیں بھی پوری نہیں ہو رہیں، میرا پیٹ بھوک سے بے حال ہو جاتا ہے میں چاہتی ہوں کہ کام کروں ان کی تابعداری کروں ورنہ میری زندگی جہنم بن جائے گی۔"

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کہے۔ مورے کو بہت ترس آیا اس پر پھر اسے بڑی مشکلوں سے بہلا کر زبردستی کھانا کھلایا اور سمجھایا کہ اب کوئی اسے کچھ نہیں کہے گا۔

"صلاح الدین آیا ہوا ہے اور وہ مجھ سے ملا نہیں۔"

آغا جان کو جب پتا چلا تو پہلے حیران ہو پھر انہیں شدید جھٹکا لگا کہ وہ اب تک ان سے ملا نہیں۔ کہیں اسے ثمرن کے ساتھ سلوک کا پتا تو نہیں چل گیا اور پھر ان کی گھر کی لڑکیوں کے ساتھ سخت سلوک دیکھ کر ان کی شک کی تصدیق ہوگئی۔ ان کا دل کیا اس لڑکی کی گردن کاٹ کے رکھ دیں جس نے صلاح الدین کو شکایت لگائی اور صلاح الدین کیسے ملا اس سے جبکہ اسے حکم تھا وہ اس کی شکل بھی نہیں دیکھے گا۔

"ابھی کدھر ہے وہ۔"

”رائیڈ کے لیے گئے ہوں گے صاحب ماجد کو بتا رہے تھے کہ گھوڑا تیار رکھے۔“

”ٹھیک ہے جاؤ تم۔“

وہ پر سوچ نظروں سے دیکھتے رہے پھر فوراً اٹھے۔

وہ اس کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھا ہوا تھا۔ مورے نے ابھی اسے جوس کے ساتھ دوائی کھلائی تھی ورنہ اس نے رو رو کر اپنا برا حال کیا تھا۔ مورے کو ایک منٹ کے لیے لگا وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھی ہے لیکن سدا شکر ایسا نہیں تھا اور اب وہ سو رہی تھی جبکہ اس کے ساتھ صلاح الدین بیٹھا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے خوبصورت چہرے کا کیا حال کر دیا تھا جہاں ہر وقت گلابی پن، مسکراہٹوں سے اس کا چہرہ گلنار رہتا تھا اب ایسے لگتا ہے کہ جیسے کنڈھری بھری ہو۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر ان نقش کو چھوا۔ اس میں ہلکی سی بھی جنبش نہ ہوئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس تل کو چھوا جسے وہ ہمیشہ چھونے کے لیے بیتاب تھا اور آج تو وہ حق رکھتا تھا لیکن ابھی نہیں وہ ثمرن کی رضامندی کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھائے گا۔ اس نے سیدھا ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھ دیا۔

”مجھے معاف کر دو ہر پل تمہاری خبر لینے والا اس بار تمہاری خبر نہ لے سکا، لیکن یقین جانو اگر پہلے پتا چلتا تمہارے ساتھ یہ سلوک کریں گے میں نے تمہیں یہاں سے لے جانا تھا بس ٹائمنگ غلط ہو گئی۔“ وہ کہتے ہوئے خاموش ہو گیا، مورے کے آنے کے بعد وہ ان سے اس کی بات کرنے لگا۔ مورے کا منہ کھل گیا۔

”میں اس کے سامنے ضرور آؤں گا لیکن فی الحال اس کے اندر کا ڈر اکھاڑ کر پھینکنا ہے۔“

”صلاح الدین! یہ کیا کہہ رہے ہو میں چاہتی ہوں تم اسے ساتھ لے جاؤ اور تم اسے یہاں جہنم میں پھر رہنے دو گے یعنی وہ پھر سے جانوروں جیسا سلوک کریں اس پر۔“

”پہلی بات مورے! اس کو ہاتھ تو کیا آنکھ اٹھا کر بھی تو کوئی دیکھے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا لیکن یہ کام اب اسے بھی کرنا ہے اسے ہر رشتے سے پہلے اپنے آپ سے محبت کرنی چاہیے اور وہ ایسی ہی تھی اپنے آپ سے محبت کرنے والی لیکن مجھے اب اس کو دیکھ کر ایسا لگتا ہی نہیں ہے کہ یہ وہی ہے جس سے میں نے محبت کی۔ یہ تو وہ

ڈری سہمی چپ چاپ اپنے گھر والوں کی خاطر جانوروں جیسا سلوک سہنے والی بلکہ نہیں جانور کے ساتھ بھی ایسا سلوک نہیں کیا ہوگا جس طرح اس کا انہوں نے میری غیر موجودگی میں چار دن سے کر دیا۔ اتنا تو حال کسی مجرم کا جیل میں نہیں ہوتا ہوگا جس طرح ثمرن کا کیا انہوں نے۔ یہ کیسا انصاف ہوا۔"

"تو پھر میں کیا کہہ رہی ہوں۔ اِدھر رہے گی تو کیسے ہینڈل کرو گے۔ میری مانو! اسے بس لے جاؤں یہاں سے دین، مجھ سے اس بچی کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔ مجھے خود پہ غصہ آتا ہے کہ اس کے ساتھ کیوں نہیں رہی اوپر سے تمہارا آغا جی۔" ان کو پہلی بار غصہ آیا تھا۔

"میں بزدلوں کی طرح نہیں جا سکتا اور اگر میں چلا گیا تو یہ روایت ساری زندگی چلے گی پہلے آپ کے ساتھ پھر ثمرن کے ساتھ اور اب آپ چاہتی ہیں کہ ہر وہ لڑکی جو اس گھر میں آئے اس کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوتا رہے۔ نہیں مجھے اور ثمرن کو یہیں رہ کر اس چیز کو روکنا ہے اور میری سپورٹ ثمرن کے ساتھ رہے گی لیکن اسے اپنی جنگ زیادہ لڑنی ہے کیونکہ انسان اپنی جنگ کسی کی مدد کے بغیر بہت زبردست لڑ سکتا ہے۔"

"کیوں کر رہے ہو ایسا۔"

وہ ابھی بھی اس کی لاجک نہیں سمجھ پائی تھیں۔

"آپ کو پتا ہے میں ایک پائلٹ ہوں اور میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے کیا پتا کریش وغیرہ میں مر جاؤں۔"

"دین۔" مورے تڑپ اٹھی۔

"مورے! حقیقت پسند بننا پڑے گا۔ فرض کریں میں موجود نہ ہوں تو ثمرن کو ان سب کا اکیلے مقابلہ کرنا ہے اور یہ تب ممکن ہے جب وہ ڈرنا چھوڑ دے اور اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ ان کی خدمت کریں یہ بات اسلام میں بھی ہے کہ ساس، سسر کا احترام اپنی جگہ لیکن وہ ان کی جائز اور ناجائز نہیں مان سکتی۔ اس کو شوہر کی اطاعت کا حکم ہے جو کہ میں ہوں اور میرا ہی حکم ہے وہ کسی کی نہیں سنے گی سوائے میرے۔"

وہ خاموش ہو گیا اور مورے چپ چاپ اسے دیکھ رہی تھی۔

"تائی کا کیا کرو گے۔"

”وہ سب سنبھال لوں گا میں۔آپ فکر کیوں کرتی ہیں مورے، آپ فکر نہ کریں ثمرن کو کچھ نہیں ہونے دوں گا میں۔“

وہ انہیں اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہنے لگا اور نظر بستر پہ پڑی جہاں وہ لیٹی تھی۔اس اپنی اور اس کی پہلی ملاقات یاد آ گئی۔

✿.......✿.......✿

یہ اگست کے ہی دن تھے اور یہ منظر جان ایف کنیڈی ائیر پورٹ کا تھا۔

وہ یہاں اپنے ماموں ممانی اور نانو کے پاس گرمی کی چھٹیاں منانے آئی تھی۔اس نے امی، ابا سے وعدہ لیا تھا اگر اس کے پیپر اچھے ہوئے تو وہ اسے نانو کے پاس بھیجیں گے جو امریکہ رہتی تھیں۔اماں، ابا شروع میں نیم رضامند تھے مگر جیسے ہی اس کے امتحان ختم ہوئے اس کے کاغذ پہلے سے بنے ہوئے تھے بس ٹکٹ بک کروانا تھا جو کہ ماموں نے کروا دیا۔وہ خوشی سے پاگل ہو گئی بہن بھائی کے سامنے پیکنگ کرتے انہیں چڑا رہی تھی۔

”یار! کہاں کہاں گھوموں گی سوچ سوچ کے دماغ پریشان ہو گیا ہے ویسے نوری تمہارے لیے کیا لاؤں۔“

نوری کا دماغ پہلے سے ہی خراب تھا اس کا بھی دل تھا وہ آپی کے ساتھ چھٹیاں منانے جائے لیکن امی نے جانے نہیں دیا۔

”گن لائے گا آپ۔“

”ارے کیوں؟ مجھے مارو گی۔ہائے کیسی بہن ہو دیکھنا نیکسٹ، ایچ اینڈ ایم جتنے تمہارے فیورٹ اوٹلیٹ ہے اس میں سے کچھ لے آؤں گی بس لسٹ بنا دو میرے کون سے پیسے لگنے ہیں۔ممانی اتنی اچھی ہیں خوب شاپنگ کروائیں گی۔“

”نہیں چاہیے۔اللہ کرے وہاں آپ کو کوئی مل جائے پھر یہاں تو ہرگز نہ آئے۔“

یہ بات نوری نے کہی۔

”ہائے کاش مل جائے لیکن دفع کرو ابھی تو کھیلنے کودنے کی عمر ہے مجھے سمجھ نہیں آتی میری کلاس فیلو کی توبہ یہ کوئی عمر ہے لڑکوں کے بارے میں سوچنا، شادی بیاہ، رومینس۔ویسے ہو تو کوئی ہینڈسم پائلٹ ہو۔“

"ہاں اس سے کوئی مراسی بھی شادی نہ کریں۔ ویسے آمین ثم آمین۔ نوری وہی کوئی ملے اور وہیں رہ جائے تاکہ ہماری اہمیت بھی بنے ہر وقت بس یہ سب کی لاڈلی بنی رہتی ہے۔"

"تو تم جلتے کیوں ہو جل ککڑوے۔"

"ویسے آپی پائلٹ کیوں؟"

نوری کو ثمرن کی بات یاد آئی۔

"یار بس پتا نہیں کیوں کول لگتے ہیں آئی مین پورا جہاز چلانا بھی کوئی آسان بات ہے جس میں ہزار بندے موجود ہوں اور پتا نہیں بس اچھا لگتا ہے اور دوسرا اگر میں اس سے شادی کروں تو وہ مجھے جب چاہے آرام سے پلین میں بٹھائے اڑا کر لے جائے۔ میں کوک پٹ میں بیٹھ کر ہواؤں اور بادلوں کو قریب سے دیکھوں۔ وہ مجھے آگے کا منظر دکھائے۔"

"بس بس ریئی محترمہ اپنی خواب کی دنیا سے نکلیں اور پیکنگ کریں میرے لیے اچھی سے شاپنگ کر کے آنا ورنہ ادھر ہی بیٹھی رہنا۔"

ارسل کہتا ہوا چل پڑا اور وہ اسے گھورنے لگی پھر اونچی آواز میں بولی۔

"اماں اپنے اسے نالائق بیٹے کو سمجھائیں۔ میرے سے تمیز سے بات کیا کرے اور تم مدد کرو میری لاؤ، دو یہ چپس۔" وہ چپس کا پیکٹ کھینچ کر اسے حکم دیتی بستر پہ بیٹھ گئی۔

وہ گھوڑے کو اتنا تیزی چلا رہا تھا کہ سامنے کھڑے اس کے بندے بھی گھبرا گئے آج صلاح الدین صاحب کو کیا ہوا ہے ایسے مزاج تو کبھی نہ تھے پہلے بار حویلی میں ان کی دھاڑ سنی پہلی بار سختی سے سب کے ساتھ پیش آئے اور پہلی ہی بار ناشتہ کے وقت سدرہ کے سامنے زور سے پلیٹ پھینکی اور اسے جو سنائی کہ ساری لڑکیاں تائی سمیت کانپ گئیں۔ آغا جان جو کہ کمرے میں ناشتہ کرتے تھے انہیں بعد میں پتا چلا اور تایا اور لڑکے گھر میں نہیں تھے تائی بھی اس کے غصے کو دیکھ کر گھبرا گئیں۔

"اور یہ دوپٹہ کیوں اترا ہوا ہے تمہارا گھر کے قاعدے قانون بھول گئی ہو یا میں یاد دلاؤں۔"

وہ حرا کو بولا جو دوپٹہ کبھی سر سے لیتی نہیں تھی ہاں جب آغا جان یا کوئی غیر سامنے ہوتا تو مجبوراً لے لیتی اور سب کو جھٹکا لگا صلاح الدین اتنا لبرل تھا اسے کبھی فرق نہیں پڑتا تھا اس کے لیے سب برابر اور احترام کے قابل تھے لیکن آج بالکل مختلف لگ رہا تھا۔ حرا کو غصہ تو سخت آیا لیکن تائی کی نظروں پر اسے مجبوراً لینا پڑا۔

"اور ایسا ناشتہ تو بنا دیا مگر میرا لنچ خراب ہوا مائینڈ اٹ میں لحاظ نہیں کروں گا اور تم نے کپڑے استری کیے میرے۔"

"صلاح الدین! کیا ہو گیا ہے تمہیں وہ بہنیں ہیں تمہاری یہ کام نوکروں کا ہے انہیں کرنے دو۔"

"رائٹ! کام تو نوکروں کا ہے لیکن مجھے خبر کیا ملی ہے آج کل نوکر چھٹی پہ ہیں اور آدھے یہی رہ کر موج اڑا رہے ہیں۔ وہ بھی چار پانچ دن سے ویسے یہ گھر کس نے سنبھالا آپ نے یا آپ کی بچیوں نے۔" وہ بہت تلخ لہجے میں ان سے پوچھ رہا تھا۔

"بتائیں تائی! مجھے ہر خبر تھی میری ماں کے پاس مت بھاگیے گا اور نہ ہی اس کے پاس جایئے گا۔ اس کا میرے سے تعلق نہیں ہے تو آپ سب سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"ہم نے تو اسے دیکھا بھی نہیں ہے، ہم نے اپنے گھر پہ منحوسیت تھوڑی پھیلانی ہے بس وہ بدتمیزی کرنے لگی تھوڑی سی سزا دے دی اور اب تک تو اسے کچھ نہیں کہا بس پہلے دن سنایا تھا۔"

"میں نے آپ سے پوچھا اس کے بارے میں؟" صلاح الدین ایک بار پھر بولا۔ لہجے میں بھرپور سختی تھی۔

"اگر میرا اس سے تعلق نہیں ہے تو کسی بھی فرد کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کا کوئی ذکر نہیں ہونا چاہیے اور رہی بات نوکروں کو کب چھٹی دی ہے یا تو فوراً انہیں بلائیں یا پھر ان سے کام کروائیں کیونکہ میرے اگر بہت سے کام رہ گئے تو سب کی خیر نہیں۔"

وہ کہتے ہوئے چل پڑا اور ساری لڑکیوں کا دل کیا اس ثمرن کا ریشہ ریشہ کر دیں اور وہ بے چاری بخار میں بے ہوش معلوم نہیں اس کے لیے لڑ رہا ہے اس کی ڈھال بن کر کھڑا ہے اور وہ ابھی بھی بے خبر تھی۔

"ذرا اس کو ڈھونڈو کدھر دفعان ہوئی ہے میرے خیال میں ضرور اس کوٹھی کے پاس گئی ہوگی۔ آئی ہمدرد بننے، دل تو کر رہا ہے اس کو ختم کر ڈالوں۔" وہ نفرت سے کہتے ہوئے بستر پہ بیٹھی تھی ساتھ میں حرا ان کی ٹانگیں دبا

رہی تھی۔

''یہ صلاح الدین تو آج اتنے غصے میں تھے انہیں تو کبھی غصہ ہی نہیں آیا آج اس لڑکی کی خاطر کیا لڑکی مجھ سے بھی زیادہ پیاری ہے۔''

''چپ کرو وہ ایسا شخص نہیں ہے بس ہمدردی دل میں بھری ہے اپنی ماں کی طرح ورنہ تمہارا اور اس موئی کا کیا مقابلہ تم بنو گی صلاح الدین کی دلہن۔'' وہ پیار سے دیکھتے ہوئے کہنے لگیں لیکن ان کی سوچ ابھی تک صلاح الدین کے رویے پہ مرکوز تھی۔

⁂......⁂......⁂

وہ تقریباً پندرہ منٹ سے تیز رفتاری سے گھوڑا اچلا رہا تھا۔اس نے ایک بار بھی لگام سے روکنے کی کوشش نہ کی اور نہ ہی رفتار کم کی۔اس پر جنون سوار ہو گیا تھا۔

آغا جی گراؤنڈ کی طرف آئے اور اسے دیکھنے لگے جو کافی دور تک لے گیا تھا آج انہیں ساری خبر ملی تھی اور صلاح الدین کا رویہ ان کے لیے پریشان کن تھا کیونکہ وہ ایسا کبھی نہیں تھا۔آج ایک لڑکی کے سلوک پہ اتنا ری ایکٹ! اتنا تو اس نے اپنی ماں کے وقت نہیں کیا تھا اور آج ایک ان دیکھی انجانی سی لڑکی کے لیے اتنا غصہ کچھ تو گڑبڑ تھی۔

صلاح الدین اس طرف آیا تو آغا جی کو دیکھ کر اس نے تیزی سے لگام سے گھوڑے کو روکا ورنہ گھوڑے نے سیدھا آغا جان کے کپڑے گرد سے خراب کر دینے تھے۔اس نے گھوڑا روک دیا مگر ایک بار بھی آغا جان کی طرف نہیں دیکھا۔

''خان! ناراض ہو؟'' آغا جان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔صلاح الدین کھائی سے اترا اور گھوڑے کی طرف مڑ کر اس کی پشت پہ ہاتھ پھیر کر ملازم کو اشارہ کیا کہ اب اسے لے جائے۔

''دین بات کر رہا ہوں ہم تم سے۔''

''بولیے آغا جان سن رہا ہوں میں۔''

''تم ناراض ہو؟'' وہ تصدیق چاہ رہے تھے۔

''نہیں میں نے بھلا کیوں ناراض ہونا ہے۔''

''تو آج اتنا غصہ کیوں چڑھا تھا جبکہ میرے دین کو غصہ نہیں چڑھتا۔''

''انسان ہوں غصہ آجاتا ہے۔''

وہ اپنی جینز کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا مگر وہ آغا جان کو نہیں دیکھ رہا تھا۔

''تم اس لڑکی سے ملے کیا۔''

وہ اب کی باران کی طرف دیکھنے لگا۔

''سب سے پہلی بات وہ اس لڑکی کو اب رہنے کیوں نہیں دیتے۔زندگی اس کی قید کر دی آپ نے وہ کہیں نہیں جائے گی مورے کی طرح۔اس لیے پلیز سٹاپ اٹ اِٹس اینڈ ریکویسٹ! اچھا ایک بات بتائیں ویسے ثمرن پہ ظلم کرنے سے ہادی واپس آجائے گا۔اگر ایسا ہے تو آپ اپنی پستول نکالیں اور خون کا بدلا خون کر دیں حساب برابر بٹ میں غیر انسانی سلوک ہرگز برداشت نہیں کروں گا۔''

''تو وہ خبیث کی بچی تمہارے پاس آئی تھی۔'' وہ دھاڑے۔صلاح الدین کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

''لنگویج آغا جان!'' وہ اس سے زیادہ تیزی سے بولا۔آغا جان کو جھٹکا لگا صلاح الدین فی الحال مزید کوئی بات نہیں کرنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ اس کی تربیت اسے اجازت نہیں دے رہی تھی کہ وہ بڑوں سے بدتمیزی کرے اس لیے تیزی سے چل پڑا۔

✿......✿......✿

آج اس کی امریکہ سے واپسی تھی۔اس نے ماموں سے ریکویسٹ کی تھی وہ کوک پٹ میں ان کی ساتھ بیٹھنا چاہتی ہے ماموں چونکہ کو پائلٹ تھے اس لیے اس نے اپنی خواہش کا اظہار ماموں سے کر دیا۔ماموں تو پریشان ہو گئے یہ کیسی خواہش ہے بھلا لیکن نانو نے بھی بالآخر ماموں کو منوا لیا اور وہ اب ماموں کے ساتھ ائیر پورٹ میں تھی ماموں کسی کام سے گئے تھے اس لیے وہ وی آئی پی روم میں بیٹھی ان کا انتظار کر رہی تھی جب اسے دل کیا امریکہ کی ایک چپس اور کافی کیوں نہ پی لی جائے تو وہ چلتے ہوئے کینٹین کی طرف بڑھی وہاں کوئی کسٹمر نہیں تھا۔ چلو اچھا ہے قریب آکر کافی کا کہا کہ کوئی اس کے ساتھ تیزی سے بولا۔

"بلیک کافی پلیز۔"

اس نے مڑ کر دیکھا تو رک سی گئی۔ وہ کوئی بہت لمبا بندا تھا۔ اتنا لمبا کہ اسے منہ اٹھا کر اوپر دیکھنا پڑا۔ پھر اس نے سٹبل سے بھرے خوبصورت چہرے والے پائلٹ کو گھور کر دیکھا۔

"پہلے کافی کا میں نے کہا تھا اس لیے آرڈر پہلے میرا آنا چاہیے۔" وہ پیسے نکالتے ہوئے بولی۔

"سوری مس! پہلے میں نے منگوائی تھی پھر مجھے پلین میں پہنچنا ہے۔"

"تو فلائٹ میری بھی ہے اور میں نے پہلے منگوایا تھا اس لیے میرا آرڈر پہلے۔"

"سنو میری کافی پہلے آنی چاہیے۔"

وہ کہتے ہوئے ثمرن کے دائیں طرف سے بائیں آگیا۔

"نہیں میری کافی پہلے۔"

وہ اس سے زیادہ تیزی سے بولی۔ آرڈر لینے والا پریشان ہو گیا کیونکہ دونوں کی کافی بالکل الگ تھی ایک کو زیادہ ٹائم لگتا تھا۔

"میری!"

"میری!"

"اُف کون سی بلا ہو تم کافی پیئے بغیر نہیں چلا سکتے ہوائی جہاز۔" وہ غصے سے بولی۔

"میری صحت کا میرا خیال رکھنا زیادہ ضروری ہے کیونکہ میری جان بہت سی جانوں سے جڑی ہوئی ہے۔"

ثمرن نے نیم پلیٹ میں اس کا نام دیکھا۔ صلاح الدین خان۔ تو یہ پٹھان ہے تبھی بحث کر رہا ہے۔

"بات سنو مسٹر الا دین! جا کر اپنے جن کو بولو کہ تمہیں کافی دے۔ میری کریم کافی پہلے بنے گی۔"

صلاح الدین اسے پہلی بار دیکھنے لگا۔ وہ اس وقت امیرالڈ گرین شیفون سادہ سی فراک اور تنگ پائجامے کے ساتھ ڈارک گرین دوپٹے میں ملبوس تھی۔ لائٹ براؤن بال جس میں ہلکی سی شیڈنگ ہوئی تھی اس وقت سٹریٹ کھلے ہوئے تھے۔ بہت ہی صاف، بے داغ معصوم چہرہ جو غصے سے لالی میں پھوٹا ہوا تھا اس پل صلاح الدین کو کچھ ہوا۔ دل نے جیسے زور سے دھڑکنا شروع کر دیا۔ ثمرن نے اس کی خاموشی سے فائدہ اٹھا کر تیزی

سے اشارہ کیا۔وہ بھی تیزی سے مڑا تاکہ وہ کوئی حکم نہ دیں۔

''ویسے میرے الادین کہنے سے واقعی ان میں کوئی جن تو نہیں گھس آیا۔ہیلو مسٹر الادین۔''

وہ چونکا جب اس نے چٹکی بجائی۔

''میری کافی۔'' وہ اس سے نظر ہٹا کر بولا۔وہ بندہ وہاں موجود نہیں تھا ثمرن کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''ویسے مجھے ایک منٹ کے لیے لگا تھا آپ کے اندر کوئی گھس آیا ہے۔ہائے واوے،آپ کی آنکھوں کا رنگ میرے کپڑوں کے ساتھ کتنا میچ کر رہا ہے۔''

صلاح الدین نے ایک دم حیرانگی سے دیکھا۔وہ اس کپڑے میں شرمائی للچائی والی پوٹریٹ لگنی چاہیے تھی مگر وہ تو بہت بولڈ تھی،امپریسو ویسے بھی دین امریکہ ہے یہ،وہ دل میں بولا پھر اس طرف دیکھا۔

''اب تو بغیر کافی کے چلانا پڑے گا۔''

وہ آہستہ سے کہتے ہوئے جانے لگا۔

''ارے ارے پائلٹ صاحب۔آپ کو تو غصہ آ گیا یہ لیں میری کافی آ گئی ہے یہ پی لیں۔'' اس نے اپنی کریم سے بھری کافی صلاح الدین کی طرف بڑھائی۔

''میں کافی دودھ اور چینی کے بغیر پیتا ہوں اور اس میں تو کریم ہی اتنی ہے۔''

''اچھا اپنے مزاج کے مطابق والی کافی خیر ہے پی لیا کریں اور کافی تو میٹھی اور کریم سے بھری اچھی لگتی ہے ورنہ بلیک کافی بھی کوئی کافی ہے۔یہ لیں میں اپنی دوسری منگوا لوں گی۔''

اسے کہہ نہیں سکتا تھا کہ اسے کریم کافی حد سے زیادہ بری لگتی ہے مگر اس کی معصوم سے چہرے کی خاطر مجبور ہو گیا اس نے کپ پکڑ لیا اور مسکرایا۔

''ٹھیک ہے میں آپ کی کافی پیتا ہوں آپ میری پیئے گا۔حساب برابر۔''

''ہائے اللہ میں نے مر جانا ہے ایک دفعہ ایسی ہی کو اسمجھ کر پیا تھا میں نے۔ممانی کو پتا تھا پھر تو بس پورا دن دانت برش مار کر،کبھی منٹ کبھی فلیور والی چیز کھائی تب بھی کڑواہٹ نہیں گئی میری توبہ آپ میری پیئے میں اپنے لیے منگواتی ہوں۔''

صلاح الدین ہنس پڑا۔اس نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا جواب کافی کے ساتھ کچھ اور بھی منگوا رہی تھی۔صلاح الدین اسے مزید جی بھر کر دیکھنا چاہتا تھا مگر اسے جانا تھا لیکن دل سے دعا نکلی تھی اور بڑی شدت سے نکلی تھی کہ وہ اسے دوبارہ دیکھ سکے۔

"شکر ہے اللہ کا کہ تمہارا بخار کم ہوا، ورنہ میں دین کو کہنے والی تھی کہ تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جائے۔"

"آنٹی! مجھے تو اب بہت کڑی سزا ملے گی نا۔" وہ بھاری آواز میں بولی کیونکہ اس کا گلا بھی بہت خراب ہو گیا تھا۔

"نہ میری چندا، کوئی ہاتھ تو لگائے تمہیں اور خبردار تم نے مار کھائی کسی سے اب انسان جب تک خود نہیں چاہتا کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی اس لیے اب تم ان ظالم کے ظلم نہیں سہو گی اور ان کا کوئی حق نہیں بنتا تم پر۔" وہ اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولی۔

"مگر آنٹی بے بسی اور رشتہ ایسی زنجیر ہے جو آپ کو باندھ دیتی ہے جو آپ کو ہر ایکشن کاری ایکشن کرنے سے روک دیتی ہے۔میں کبھی بھی اپنے اوپر ظلم نہ ہونے دیتی مگر اچانک ہی میرے ماں باپ کے ساتھ میرے بہن بھائی کی قیمتی جانیں نظر آتی ہیں جو میرے ہی ہاتھوں سے گنوائی جائیں گی اگر میں نے اپنے آپ سے محبت کی۔"

دروازے پہ کھڑا صلاح الدین غور سے اس کی بات سن رہا تھا۔کچھ سوچتے ہوئے اس نے دروازہ کھول دیا تھا اور اندر داخل ہوا۔ثمرن سمجھی وہ لوگ ہوں گے۔وہ ڈر گئی اور واقعی کسی مرد کو دیکھ کر پہلے تو اس کا دل بند ہونے لگا تھا پھر ٹھہر گیا تھا۔وہ ان آنکھوں کو کیسے بھول سکتی تھی جو اس کے فیورٹ کپڑوں سے ملا کرتی تھیں۔

مورے نے مڑ کر دیکھا اور مسکرائی۔

"یہ ہے میرا بیٹا اور تمہارا شوہر ثمرن صلاح الدین۔"

وہ جھٹکے سے پھر اس چہرے کو دیکھنے لگی بنا پلکیں جھپکائے۔وہ اس کا چہرہ بیشک بھول گئی تھی مگر جو اس کی آنکھیں، نام اور کام نے کیا تھا اسے ایک سیکنڈ میں سارا یاد آ گیا تھا۔وہی تو تھا پائنٹ جس کے ساتھ وہ کوک پٹ

میں بیٹھی تھی۔ وہ پلین کے اندر اپنے ماموں کے ساتھ چلنے لگی جب ایئر ہوسٹس نے روکا۔

"میم آپ کا ٹکٹ!"

وہ رک کر مڑی۔

"ساشا یہ میرے ساتھ ہے پھر بھی ثمرن ٹکٹ دکھا دوں۔"

"یہ کوک پٹ میں آپ کے ساتھ رہے گی؟"

"یس پاگلوں والی خواہش!"

"ماموں۔"

ثمرن نے انہیں ہلکی سے گھوری دکھائی۔ وہ دکھا کر اب ان کے ساتھ چل رہی تھی۔ ماموں مڑے۔

"یہ دروازہ کھولو پیچھے والی سیٹ اس میں بیٹھو اور بیلٹ کی نہ سمجھ آئے تو میرے پائلٹ سے پوچھ لینا۔"

وہ سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھی اور جا کر کوک پٹ دروازے کی طرف پہنچی۔ سامنے ایئر ہوسٹس کھڑی تھی اس نے وجہ بتائی وہ سر ہلا کر کوڈ دبانے لگی۔ اچانک دروازہ کھلا اور وہ اندر آئی۔ پائلٹ بیٹھا ہوا کافی کے سپ لے رہا تھا جب دروازہ کھلنے کی آواز پہ مڑا تو جھٹکا لگا۔

"آپ؟"

"ارے ت آپ ہیں۔ کیسے ہیں الادین پائلٹ صاحب!"

وہ چہکتے ہوئے کہہ کر صلاح الدین اور کو پائلٹ کے بیچ والی سیٹ جو کافی زیادہ نہیں لیکن پیچھے ضرور تھی بیٹھی۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں۔"

وہ حیرت سے منہ کھولے حیرت سے اسے تک رہا تھا۔ ثمرن کے چہرے پہ شرارت بھری مسکراہٹ آئی۔

"میں یہ دیکھنے آئی ہوں کہ آیا میرے پیسے ضائع ہوئے ہیں یا نہیں۔ گڈ جاب تو کیسے لگی میری کریم کافی۔"

وہ مسکرایا۔

"شوگر کے بجائے لگتا ہے شوگر کین ہی ڈال دیا ہے اس میں۔"

"اچھا ہے باڈی میں انرجی ملے گی۔ انرجی آپ کے پوری باڈی میں پروائیڈ ہو گی آپ کی باڈی تندرست

توانا رہے گی۔آپ کا بی پی لو نہیں ہوگا آرام سے پلین چلائیں گے۔"

وہ اس کو فائدے بتا رہی تھی اور صلاح الدین اپنی خواہش ایک دم پورے ہو جانے پہ حیران ہو رہا تھا۔وہ اس کو دوبارہ دیکھنے کا خواہشمند تھا تو وہ دوبارہ نظر آ گئی اس نے کبھی سوچا نہ تھا۔

"شوگر کا کیا کہیں گی آپ جو مجھے یقیناً اس کو پینے سے ہو جاتی ہے۔"

"اب اتنی بھی میٹھی نہیں ہے بس جو آپ اتنا کڑوا پیتے ہیں نا اس لیے زیادہ محسوس ہو رہا ہے۔"

"چلیں آپ جائیں ابھی میرا کو پائلٹ آ جائے گا آپ بھی اپنی سیٹ میں سیٹل ہو جائیں۔" وہ اس کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اوہو! مسٹر، کو پائلٹ میرا ماما لگدا ہے اس لیے میں تو یہیں آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھوں گی۔"

"اچھا جوک ہے مگر آپ کو اجازت نہیں ہے۔" وہ ہولے سے ہنس کر بولا۔

"نہیں مسٹر الا دین! میں اس لیے آئی ہوں کہ آپ مجھے اپنے فلائنگ کارپٹ میں اڑا کر لے جائیں۔چلیں شاباش۔"

"دیکھیں میڈم! یہ کوئی ڈزنی ورلڈ نہیں ہے جو میں آرام سے سب کچھ کر دوں۔"

"آپ سے امید بھی نہیں ہے مجھے یہ سب تو میرا پرنس چارمنگ کرے گا۔"

"اور وہ پرنس چارمنگ ہے کون؟"

صلاح الدین کو پتا نہیں کیوں ناگواری ہوئی اس کی بات سے۔

"فی الحال تو کوئی پتا نہیں خیر یہ بتائیں یہ پلین کے ہینڈل میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ پورا پلین ہی اٹھا لیتی ہے جس میں درجن بھر لوگ ہوتے ہیں واقعی میں یہ کتنی طاقتور چیز نہیں ہے۔"

وہ پہلے اس کے معصوم چہرے کو دیکھتا رہا جو اس سے سوال کر رہی تھی اور اس کی نظریں ہینڈل پر گئی۔کوئی کیا اتنا معصوم اور اتنا پیارا بھی ہو سکتا ہے۔

دروازہ کھلا وہ ایک دم گڑ بڑا گیا جلدی سے منہ موڑا۔

"السلام علیکم کیپٹن۔"

ماموں صلاح الدین کو دیکھتے ہوئے بولے۔ صلاح الدین نے ان کی طرف دیکھا تو ہلکا سا مسکرایا۔

"وعلیکم السلام سر۔"

"تم نے ابھی تک بیلٹ نہیں باندھی پاگل لڑکی کیا سوچ رہی ہو۔"

"ماموں یہ مجھے بیٹھنے نہیں دے رہے کہتے ہیں جاؤ میں نے جب آپ کا حوالہ دیا تو مسٹر بلیو نہیں کر رہے تھے۔" وہ صلاح الدین کو گھوری دکھا کر ماموں کو بولی۔

"اوہو صلاح الدین کو تم نے صحیح سے بتایا بھی نہیں ہوگا۔ صلاح الدین! یہ ہے میری بانجھی ثمرن اور اس کی خواہش تھی یہ سارا سفر میرے ساتھ کرے اور اس کو کاک پٹ دیکھنے کا بہت شوق ہے اس لیے پلیز اجازت دے دو۔"

"ماموں آپ اجازت کیوں مانگ رہے ہیں آپ کا بھی اتنا حق ہے اس پلین پر جتنا ان کا۔ بس میں نے کہہ دیا میں بیٹھوں گی ڈن کوئی روک کے دکھائے۔"

صلاح الدین نے اس کے سرخ چہرے کو دیکھا تو قہقہہ لگا کے ہنس پڑا۔ وہ اسے دیکھنے لگی اور پھر ٹوپی اس کی سر سے اٹھا لی صلاح الدین کا ایک بار پھر حیرت سے منہ کھل گیا۔ ثمرن نے خود پہن لی۔

"ماموں! کیسی لگ رہی ہوں میں بھی۔ پائلٹ ہوئی نا کیونکہ کاک پٹ میں بیٹھی ہوں ویسے بھی آپ ٹوپی کے بغیر ہی چلائیں کون سا اس میں پاور ہے۔"

"رینی ایسے نہیں کرتے واپس کرو۔"

"نہیں رہنے دیں ٹھیک ہے۔"

وہ دلچسپ مسکراہٹ سے اسے دیکھنے لگا جو بہت ہی پیاری لگ رہی تھی۔

"چلو اب بیلٹ باندھو۔" وہ کہنے لگا اور صلاح الدین کو پہلے سے پتا لگ گیا یہ سفر اس کا سب سے حسین سفر ہونے لگا ہے۔

✿......✿......✿

وہ اسے دیکھ رہا تھا اور وہ اسے دیکھ رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا یہ نظریں ایک دوسرے سے ہٹیں گی نہیں۔ بس کالی

آنکھیں ہری آنکھوں کو ہی دیکھتی جائیں گی بالآخر ثمرن کو احساس ہوا وہ صلاح الدین نہیں ہے وہ ایک بھائی ہے جس کے بھائی کا قتل ہوا ہے اور اس بھائی کا قاتل وہ ٹھہرائی گئی تھی یا شاید اسے قاتل بننا پڑا تھا اس لیے تیزی سے نظریں جھکائیں اور ڈر کے مارے چہرہ مزید جھکایا اور صلاح الدین کو اس کا یہ سب کرنا بہت شدت سے محسوس ہوا۔ وہ ایسے تو نہ تھی۔ وہ ایسی کیوں ہو گی نہیں اسے ایسا نہیں ہونا تھا۔

''مورے آپ کو عدیل بلا رہا ہے وہ شاید آپ کے کہنے پر کچھ لایا ہے مجھے نہیں دے رہا۔''

''اچھا تم آؤ میں جاتی ہوں۔'' وہ کہہ کر اٹھ پڑی کے ثمرن نے ہاتھ پکڑ لیا اس کی آنکھیں جھلملا گئیں

''پلیز مجھے اکیلا نہ چھوڑیں پلیز۔'' وہ تڑپتے ہوئے بولی تھی اور اس کے تڑپنے پر صلاح الدین کو شدید تکلیف ہوئی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا سب کو آگ لگا دے جس نے اس کی محبت کو تکلیف پہنچائی۔

''مورے آپ جائیں۔''

اس نے ثمرن کی طرف دیکھا اور ثمرن کا چہرہ خوف سے سفید پڑ گیا۔ وہ پائلٹ نہیں ایک خون آشام درندہ معلوم ہو رہا تھا جو اسے نگل لے گا۔ مورے نے اس کا چہرہ تھپتھپایا۔

''کچھ نہیں ہوتا چندا۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔''

وہ پیار سے کہتی جانے لگی اور وہ منہ پہ ہاتھ رکھے اپنی سسکی دبانے لگی۔ اتنا ڈر؟ یہ لڑکی دھڑلے سے اس کی کیپ اتڑوا کر ہنس ہنس کر بات کرتی، بحث پہ بحث کیے جاتی۔ بار بار بیچ میں تنگ کرنا اس کا خاصا تھا مگر اتنے ٹارچر نے اسے ڈرا کر رکھ دیا۔

مورے نے صلاح الدین کا کندھا تھپتھپایا۔ صلاح الدین مسکرا بھی نہ سکا تسلی والی بھی نہیں کیونکہ اس کی محبت کو توڑا تو وہ کیسے مسکراتا! دروازہ بند ہوا، ادھر ہی ثمرن کی سانسیں تھمیں، وہ لب کاٹتی ڈر کے مارے کانپ رہی تھی اور چہرہ جھکائے رونے میں مصروف ہو گئی۔ صلاح الدین اسے دیکھتا رہا۔

''رونا بند کرو!'' اس نے بڑی نرمی سے کہا تھا اور ثمرن نے ڈر کر اپنے آنسو جلدی سے صاف کیے۔ صلاح الدین اتنی تابعداری دیکھتا رہ گیا۔ اس نے گلا کھنکھارا۔

''اٹھو۔''

وہ گھبرا کر اٹھنے لگی۔صلاح الدین اس کی سائیکی چیک کر رہا تھا وہ اٹھ گئی۔

''بیٹھو۔''

وہ بیٹھ گئی۔

''اٹھو۔''

وہ پہلے حیران ہوئی پھر اٹھ پڑی۔ڈر کے ساتھ اب حیرت تھی۔

''بیٹھو۔''

وہ اس کی برداشت دیکھ رہا تھا حالانکہ یہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔مزید چار دفعہ ایسے کہا اور وہ کرتی گئی۔صلاح الدین نے گہرا سانس لیا۔

''جاؤ، جا کر چھت میں کھڑی ہو جاؤ رات تک وہی کھڑی رہنا۔''

اس کا دل چھن سے ٹوٹا واقعی میں یہ سب جیسا نکلا۔ثمرن قدم اٹھاتی آگے بڑھ کر اس کی سائڈ سے گزرنے لگی تھی جب صلاح الدین نے اس کا بازو پکڑا۔اب ثمرن کو لگا وہ مارے گا وہ بہت زیادہ مارے گا۔

''لالہ کیا وہ بہت زیادہ پیاری ہے۔''

''بہت زیادہ! اتنی کہ میں بتا نہیں سکتا اور جو غصہ اسے چڑھتا ہے شاید ہی کسی کو چڑھتا ہو۔مجھے لڑکیاں ایسی اچھی لگتی ہیں۔بہادر، اپنے آپ میں مگن لیکن ان میں معصومیت بھی ہونی چاہیے اور صاف دل کی بھی ہو۔ایسی خوبیاں میں نے اسی میں ہی پائی ہیں بس آغا جان سے بات کرلوں لیکن وہ چھوٹی بہت ہے۔''

''ہائے لالہ! کہیں تم نے بچی تو نہیں پسند کر لی۔''

''پاگل ہو وہ اٹھارہ سترہ کی ہوگی اس سے کم نہیں۔''

''ہاں پھر ٹھیک ہے! ویسے لالہ واقعی اس سے سچ میں محبت کرتے ہیں یا دل لگی۔''

صلاح الدین نے ہادی کی گردن دبوچی۔

''تیری طرح نہیں ہوں۔وہ پہلی اور آخری لڑکی ہے جو میرے دل میں بس چکی ہے۔''

''اگر ایسا ہے لالہ تو پھر اس سے سچی والی محبت کرنا اور اس کو تکلیف مت دینا کیونکہ ویسے تو مجھے بھی پتا ہے

آپ کسی کو تکلیف نہیں دیں گے لیکن ویسے کہہ رہا ہوں۔ جو محبت کرتے ہیں ان کو آزمایا بھی جاتا ہے کہ وہ ان سے کتنی محبت کرتے ہیں۔"

اور اس کو بھی آزمایا جا رہا تھا کیونکہ وہ اس سے بے انتہا محبت کرتا ہے، اس نے ثمرن کو دیکھا جو آنکھیں بھینچے اپنی مار کی لیے تیار تھی۔

"دل کر رہا ہے تمہیں اتنا ماروں، اتنا ماروں تمہاری یہ حرکتیں دیکھ کر۔ پاگل ہو تم!" وہ غصے سے بولا وہ اور زیادہ ڈر گئی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔"

آنسوؤں کی بوندیں اس کے چہرے سے پھسل کر نیچے گرنے لگی۔

"کچھ نہیں کیا؟ اتنا سب کچھ کر کے کہتی ہو کچھ نہیں کیا۔" اس نے ثمرن کا دوسرا بازو پکڑا اور اس کا چہرہ اوپر کیا ثمرن نے نظریں نیچے کر لیں۔

"میرے بھائی نے گاڑی......" وہ ایک دم سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"رونا بند کرو!" اب وہ تیزی سے کہنے لگا کہ اس نے لب دبا کر اپنی سسکی روکی۔

"اُف۔"

صلاح الدین نے تھکے ہوئے انداز میں آنکھیں بند کیں اور پھر اس نے ثمرن کے گرد بازو لپیٹ کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔ ثمرن ساکت ہو گئی اور پھر وہ اس کے سینے میں منہ دے کر روتی گئی ایک مہربان بازو نے اسے کھل کر رونے پہ مجبور کر دیا اور وہ اس کے ماتھے پہ لب رکھے کچھ نہیں بول رہا تھا بس اس کے اندر کے بوجھ کو ختم کر رہا تھا اور فی الحال یہ بہت ضروری تھا۔

⚙......⚙......⚙

"اس لڑکی کو بلاؤ!" آغا جان پر سوچ نظروں سے کھڑکی کو دیکھتے ہوئے ملازم کو بولے۔

"صاحب!"

"میں نے کیا کہا ہے!" وہ دھاڑے۔

''وہ دین لالہ نے منع کیا ہے صاحب کہ کوئی بھی اس کے پاس نہیں جائے گا۔''

''دین اس گھر کا بڑا ہے یا میں اگر تم اس لڑکی کو دو منٹ میں میرے سامنے نہ لائے میں تمہیں چیر کے رکھ دوں گا۔''

اچانک تایا اندر داخل ہوئے اور ان کے سامنے آئے۔

''یہ صلاح الدین کو کیا ہوا ہے؟ اس نے اس لڑکی کی خاطر میری بیوی اور بیٹی سے اونچی آواز میں بات کی، حرا اور باقی لڑکیوں سے کام کروایا یہ سب کیا ہے ہماری لڑکیوں پہ حکم کسی نے آج تک نہیں چلایا وہ ہوتا کون ہے۔'' وہ خاصے برہم لگ رہے تھے۔

''مجھے لگتا ہے اس نے بتایا ہوگا یا وہ خود لڑکی چال کر آئی ہوگی۔''

''میں اس لڑکی کو اب گولی سے اڑا دوں گا اگر میرے بیٹے کو مار کر یہاں راج کرنے کا سوچا۔ یہ اس کی بہت بڑی غلط فہمی ہے کتے نہ چھوڑ دیئے اس کے آگے تو میں بھی خان نہیں۔'' انہوں نے غضب ناک لہجے میں کہتے ہوئے اپنے چادر کو زور سے جھاڑ کر کندھے پہ ڈالی۔

''اور آپ اپنے پوتے کو کھلی چھوٹ نہ دیں۔ مت بھولیں وہ اس کلموہی کی بھی اولاد ہے جس نے ہمدردی کے سارے ریکارڈ توڑے ہیں۔''

''ایسے نہیں کرنا مت بھولو، دین حق اور سچ کا ساتھ دے گا چاہے اس کی جان کیوں نہ چلی جائے، اس نے کچھ مہینے پہلے ایک لڑکی کا ذکر کیا تھا جس سے وہ محبت کرتا ہے لیکن وہ لڑکی ہماری ذات سے نہیں تھی مجھے خاصا اعتراض ہوا لیکن میرا خیال ہے صلاح الدین کی توجہ اس کی طرف کرنی پڑے گی تاکہ وہ اس لڑکی کے چکروں سے پیچھے ہوئے پھر بندوبست کریں گے اور تم جذباتی مت ہو میرا ابھی پوتا کھویا ہے میری نسل کا ایک حصہ ختم ہوا ہے۔ تمہیں لگتا ہے میں ایسے چپ کر کے بیٹھ جاؤں گا۔''

انہوں نے تایا کو خوب تسلی دی اور اپنی سکیم سوچنے لگے۔

❁......❁......❁

''آج لگتا ہے سیلاب اکٹھا کرنا ہے آپ نے۔''

وہ ابھی تک اس کے سینے میں منہ دیے رو رہی تھی جب صلاح الدین شرارت سے بولا۔ وہ یک دم خاموش ہوگئی۔ من اور دل کا بوجھ ہلکا ہوا تھا خود کو پرسکون محسوس کر رہی تھی۔ پر ڈر اس پر حاوی ہو رہا تھا۔ صلاح الدین نے اسے الگ کیا اور خاموشی سے اس کو دیکھتا رہا۔

''تم تو لوگوں کو رلاتی ہو خود کب سے رونا شروع کر دیا۔''

''آپ کو میں یاد تھی۔'' وہ ہلکی آواز میں بولی وہ مسکرایا لیکن بولا کچھ نہیں۔ اس کا چہرہ صاف کیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بستر پہ لے کر گیا اور اسے بٹھا کر خود گھٹنوں کے بل بیٹھا لیکن رک گیا۔

''ایک منٹ!''

صلاح الدین نے الماری جا کر کھولی اور اور کچھ ڈھونڈ کر اس نے پائلٹ کی کیپ نکالی اور اس کی طرف مڑ کر آیا اور بیٹھنے سے پہلے اس نے ثمرن کے سر پہ پہنائی۔ ثمرن نے حیرت سے کیپ کی طرف دیکھا پھر اسے۔

''اب ٹھیک ہے!'' وہ مسکرایا۔

''اب تمہارے پاس تو پاور آ گئی ہے خبردار کسی کو اپنے اوپر ہاتھ تو کیا، آنکھ اٹھانے بھی دی ورنہ میں نے بہت مارنا ہے۔'' وہ مسکرا بھی نہ سکی اور صلاح الدین پریشان ہو گیا۔ وہ کچھ ردعمل کیوں نہیں کر رہی۔ ذرا سا مسکرا بھی دیا۔ صلاح الدین نے اس کے ہاتھ دیکھیں جو سوجے ہونے کے ساتھ ساتھ جلے ہوئے بھی تھے اور ایک ہاتھ پہ ابالے بھی پڑے ہوئے تھے جو پھٹ کر چھالے کے صورت میں بن گئے۔

''یہ کس نے کیا تھا۔'' اب اس کے لہجے میں سختی آ گئی تھی۔ ثمرن نے ہاتھوں کو دیکھا اور اپنے ہاتھ کھینچے۔

''میں کچھ پوچھ رہا ہوں اور چپ کر کے سہتی رہی۔ یاد ہے وہ مشین تمہارے ہاتھ پہ لگا تھا تم نے اس مشین کو مارنا شروع کر دیا۔ واویلہ کیا تھا اب اتنے ظلم پہ خاموش رہی۔''

وہ خاموش رہی۔

''ثمرن!'' اب وہ اونچی آواز میں بولا۔

''اب آپ بھی ماریں مجھے! سب نے مارا اب آپ کیوں نہیں مار رہے ہے آپ کا بھائی مرا ہے۔'' وہ تیزی سے کہنے لگی۔ صلاح الدین کو اس کا دماغی توازن ٹھیک نہیں لگا۔

”میں پوچھ کچھ رہا ہوں تم بول کچھ رہی ہو بتاؤ کس نے کیا؟“

”بس روٹی پکاتے ہوئے جل گیا۔“ وہ اس کی اتنی اونچی آواز پہ ڈر گئی تھی اس لیے ڈرتے ہوئے بولی ۔صلاح الدین نے تحمل سے لب دبائے اور پھر دکھ بھری نظروں سے اس کے خوبصورت چھوٹے ہاتھوں کا حشر دیکھا۔اس سے رہا نہ گیا اور اس کے زخموں پہ اپنے لب رکھ دیئے اور ثمرن کو جھٹکا لگا۔

”یہ کیا کر رہے ہیں؟“ اس نے اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا لیکن صلاح الدین نے موقع ہی نہیں دیا اور آخری بار اس کا ہاتھ چوم کر کہا۔

”ثمرن! یہ آخری بار دیکھ رہا ہوں میں، اگر ایسا دوبارہ ہوا تو میں نے ظلم کرنے والے کا حشر کر دینا ہے مگر مار کھانے والے کو بھی نہیں چھوڑوں گا میں۔“

دروازہ اچانک کھلا۔وہ مڑا، دیکھا، مورے اندر داخل ہوئیں۔ہاتھوں میں شاپر تھا اس طرح ان دونوں کو دیکھ کر مسکرائی۔

”بیٹی! آؤ تمہارے کپڑے آئے ہیں دو دن کا کہا تھا بچی نے پانچ دن میں بنا دیئے بھلا کریں اس کا آؤ کیا حالت بنائی ہوئی ہے صلاح الدین، باہر جاؤ تم۔“

”ویسے مورے ثمرن کو میری ضرورت پڑ سکتی ہے کیا خیال ادھر ہی نہ رک جاؤں۔“

ثمرن کا منہ کھل گیا۔اس قدر بے باکی۔صلاح الدین اس کی حالت دیکھ کر ہنس پڑا۔مورے نے اتنا دھیان سے نہیں سنا تھا اور صلاح الدین نے انہیں سنانا بھی نہیں تھا۔وہ اٹھ گیا لیکن اٹھنے سے پہلے اس کا گال تھپتھپانے لگا۔وہ ڈر گئی ایسا لگ رہا تھا وہ اسے تھپڑ مارے گا صلاح الدین نے افسوس بھری نظروں سے اسے دیکھا پھر سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔

❁......❁......❁

وہ باہر نکل کر کوریڈور کی طرف جانے لگا جب اسے آغا جان کا ملازم چلتا ہوا اس طرف آیا۔اس کے ماتھے پہ بل آ گئے کوئی بھی یہاں نہیں آتا تھا سوائے صلاح الدین کے۔صلاح ایک دم رکتے ہوئے اس کے سامنے آ گیا ۔ملازم ڈر گیا۔

"کدھر جا رہے ہو؟" سخت بھاری لہجہ جو کبھی استعمال میں نہیں آیا تھا لیکن محبت کی خاطر اپنانا پڑ رہا تھا، وہ ڈر گیا لیکن خاموش رہا۔

"کچھ پوچھا ہے میں نے تم سے؟" مزید سخت لہجہ۔

"وہ آغا جان کا حکم۔"

"کیسا حکم۔ اگر ان کا یہ حکم ہے کہ اس لڑکی کو بلایا جائے تو پلیز ابھی آپ واپس تشریف لے جائیں۔ وہ اب کسی کی سامنے نہیں آئے گی۔ یہ میرا حکم ہے۔"

"پر صاحب انہوں نے۔" وہ گھبرائے لہجے میں بول رہا تھا جب صلاح الدین نے ٹوکا۔

"میں کیا کہہ رہا ہوں۔ جائیں آپ، اس کا اگر کسی بھی حق ہے تو وہ صرف میرا باقی کسی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کہہ دو اگر پھر ان کے کہنے پہ آپ یہاں آئے میں آپ کی عمر کا بھی لحاظ نہیں کروں گا۔" وہ کہتے ہوئے چل پڑا اور اپنے اعصاب ڈھیلے کیے۔ وہ کب ایسا تھا اس کے گھر والے مجبور کر رہے تھے وہ ایسا بنے لیکن ان کی غلط فہمی تھی وہ عورت کے معاملے میں سخت گیر انسان بنے وہ کبھی نہیں بن سکتا تھا جتنی وہ عزت کرتا تھا شاید ہی اس دنیا میں کوئی کرتا ہو۔ وہ چلتا ہوا آیا جہاں اسامہ اور ارباز بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ اس کے چھوٹے چچا کے بیٹے تھے۔ چچا اور چچی کی ڈیتھ کسی کار حادثے میں پانچ سال پہلے ہوگئی تھی۔ وہ تو اس دنیا میں نہیں رہے لیکن ان کے دو بیٹے اس حویلی کے حوالے کر کے چلے گئے۔ وہ ان کے ساتھ نہیں رہتے تھے کیونکہ انہیں ان کا ماحول اب سخت ناپسند تھا کیونکہ یہ ہر پٹھان سے بے حد مختلف تھے۔ اتنے جابر اتنے ظالم۔ وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے اس لیے شہر کے ہو کر رہ گئے مگر اب چونکہ ان کی وفات کے بعد دونوں بچوں کو یہاں آنا پڑ گیا۔ وہ مسکراتا ہوا ان دونوں کے پاس آیا اور اکیس سالا اسامہ کے ساتھ بیٹھا جو لیپ ٹاپ میں اپنی اسائنمنٹ بنا رہا تھا جبکہ اٹھارہ سالا ارباز کھڑا اسائڈ پہ لگا ایرو بورڈ پہ تیر نشانے پہ پھینکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تمہاری یونی ورسٹی کب سے سٹارٹ ہو رہی ہے؟" صلاح الدین اسامہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔ اسامہ کو ناگواری ہوئی وہ کبھی بھی صلاح الدین کو نہیں پسند کرتا تھا۔ اس کی جو گھر میں دین کی حیثیت تھی وہ اس کی نہیں تھی اس لیے حسد کی آگ میں وہ ہمیشہ صلاح الدین سے جلا کرتا تھا اور اس سے دور دور ہی رہتا کیونکہ آغا جان کی جو

ٹھنڈک تھی۔ وہ صلاح دین اور ہادی کے لیے تھے اس کے لیے اور ارباز کے لیے نہیں۔

"دو ہفتے بعد۔" نہ چاہتے ہوئے بھی اسے بولنا پڑا پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"میں نے اسے حرا کی بچی کو مارنا ہے۔"

صلاح الدین، ارباز کی بات پر مسکرایا۔

"کیا کیا اب اس نے تمہارے ساتھ بازی صاحب۔"

"کرنا کیا ہے میرے تیر گھما دیئے اگر مارنے ہی تھے اس پر تو جلدی سے واپس لوٹا دیتی۔"

صلاح الدین کی مسکراہٹ یک دم غائب ہوئی۔

"کیا مطلب؟"

"اس نے پہلے مجھے کہا کہ میرا کوئی دشمن ہے اسے سبق سکھانا ہے، پھر اس نے مجھے کہا میں تیر نشانے پہ لگاتا ہوں تو مجھے سکھا دو میں نے سکھا دیا لیکن منع بھی کیا کہ کسی کو نہ مارنا پھر جب اس نے کہا کہ مجھے دو تین دے دو وہ بہت تنگ کرتا ہے، جوش میں، میں نے اسے تقریباً کافی سارے دے دیئے اب۔"

صلاح الدین تیزی سے اٹھا اور کمرے کی طرف بڑھا۔

مورے اس کے گیلے بال تولیے سے نکال کر اسے نرم کارپٹ پہ بٹھاتی پیچھے کو آئی اور کنگھی اٹھاتے ہوئے اس کے بالوں کو سائڈ پہ کرنے لگی جب اس کے گردن سے تھوڑا نیچے انہوں نے گہرا زخم دیکھا۔ ان کا دل دہل گیا چونکہ قمیض کا گلا پیچھے سے کافی گہرا تھا اس لیے زخم نظر آ گیا تب ہی بار بار ثمرن منع کر رہی تھی کہ وہ خود کر لے گی اور اس کے چہرے کے تاثرات کافی تکلیف دہ ہوتے جا رہے تھے۔ انہیں لگا یہ جسم کے درد کے باعث ہے مگر اتنے زخم پر اتنا سہنا ثمرن کو سمجھ آ گئی اس نے جلدی سے بال سائڈ پہ کیے۔

"آنٹی! میں کر لوں گی آپ رہنے دیں۔"

اتنے ظلم پر بھی چپ اتنا تو وہ بھی چپ نہیں رہی تھی اور یہاں اتنا بے زبان ہونا اسے ذرا ترس نہیں آیا اپنے اوپر ایک بار تو آواز اٹھا کر دیکھتی۔ ثمرن نے جلدی سے دوپٹہ اٹھا کر اپنے سر پہ کیا ایک دم دروازے پہ دستک ہوئی وہ ڈر گئی۔

''مورے دروازے کھولیں!''

صلاح الدین کی تیز آواز پر ثمرن کا تو حلق سوکھ گیا تھا جبکہ مورے تیزی سے اٹھی اور دروازہ کھولا اور آنسو سے بھری آنکھوں سے صلاح الدین کو دیکھا۔

''مورے۔کیا ثمرن کے جسم پہ کوئی تیر استعمال کیا گیا ہے۔''

ثمرن کا منہ کھل گیا۔اسے کیسے پتا چلا وہ تین دن پہلے کی رات کو کپڑے دھو کر آئی،اب کپڑے سکھا کر مڑی تھی جب اسے لگا کوئی چیز اس کے کپڑے کو چھوئی ہے اس نے اپنا وہم سمجھا۔کپڑے سٹینڈ سے گر گئے تھے جب وہ جھکی تھی۔اچانک اس کے گردن سے نیچے بڑی زور سے اندر کوئی چیز گھسی تھی اور پھر اس کی چیخیں تھیں جسے اس نے سختی سے دبایا کہ رات کے وقت کوئی اٹھ نہ پڑے۔اس کی چادر اتر چکی تھی اس لیے تیر آرام سے گھس گیا ورنہ چادر نے اسے بچا لینا تھا وہ درد سے تڑپ رہی تھی۔اس کے چیخیں نکل رہی تھیں لیکن وہ بار بار سختی سے دبائے جا رہی تھی جبکہ غنودگی اس پر غالب ہو رہی تھی۔اس نے جلدی سے پیچھے سے چھوٹے سے تیر کو نکالا اور پھر بس جو درد تھا اس نے جسم کو ہلا کے رکھ دیا اور وہ وہیں بے ہوش ہو گئی۔صبح بھی اس کو مار پڑی تھی اس بات پہ وہ چھت پہ کیوں سوئی ہوئی تھی انہوں نے اس کی گردن پہ جمے خون کی بھی پروا نہ کی اور اسے مارتے چلے گئے لیکن اسے سہنا تھا اپنے گھر والوں کے لیے۔

''مورے۔''

''اس کی گردن کے پیچھے......''

مورے سے کچھ بولا نہ گیا اور وہ روتی چلی گئی صلاح الدین اب اسے دیکھنے لگا۔ثمرن نے سختی سے دوپٹہ اپنے گرد کیا۔تکلیف اب بھی شدید ہو رہی تھی لیکن اس نے پین کلر کچن سے لے لی تھی مگر ایک دوا سے کہاں اثر ہونا تھا۔وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا وہ ایک دم پیچھے ہوتی گئی اور نفی میں سر ہلاتی رہی۔

''پلیز مجھے کچھ نہیں ہوا۔''

وہ اس کا بازو پکڑ کر اسے تیزی سے موڑ کر دوپٹہ اتارنے لگا۔

''صلاح......''

اس کو تکلیف ہو رہی تھی۔ صلاح الدین نے اس کے بال پیچھے کر کے دیکھا تو اس کا چہرہ سفید ہو گیا۔

''حرا نے کہا تھا مجھے کسی دشمن پہ استعمال کرنے ہیں۔''

اس بات پہ صلاح الدین کا چہرہ سرخ ہو گیا جب کہ کنپٹی کی رگیں تن گئی تھیں۔ مٹھیاں بھینچے وہ اس کی خوبصورت گردن کے نیچے زخم دیکھ رہا تھا جو چھوٹا سا سوراخ کر چکا تھا اور وہ سہہ رہی تھی وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے نکلا۔

''دین!''

وہ ڈر گئی۔

✿......✿......✿

جب پلین بادلوں میں پہنچا تو اس سے پہلے جو اس کا دل بچوں کی طرح سہا ہوا تھا اب وہ چہکتے ہوئے واؤ کہہ رہی تھی۔ وہ اپنی بیلٹ کھولنے لگی جب صلاح الدین نے منع کیا۔

''محترمہ! ٹک کے بیٹھئے آپ سیدھا پیچھے جا کر گریں گی۔''

''ماموں! دیکھیں یہ روک رہے ہیں مجھے!''

ثمرن نے گھور کر صلاح الدین کو دیکھا۔

''ثمرن صحیح کہہ رہا ہے اس کی توجہ مت خراب کرو۔''

اب اس نے وہی گھوری اب ماموں کو دکھائی۔

''ویسے واقعی آپ دونوں کے ہاتھ میں پاور ہے ایک منٹ کے لیے تو میرا دل بیٹھ گیا تھا اب تو گئی ثمرن۔''

وہ اپنے دل پہ ہاتھ رکھ رہی تھی۔

''محترمہ! جتنی آپ نے چیخیں ماری ہیں اس سے یقیناً ہم سب نے اللہ کو پیارا ہو جانا تھا۔''

''توبہ ایسی باتیں تو نہ کریں ابھی بھی ہم ہواؤں میں۔''

صلاح الدین کو پلین تھوڑا نیچے کیا پھر اس کی چیخ۔

''ثمرن۔''

ماموں نے ٹوکا۔ثمرن نے ہاتھ بڑھا کر زور سے صلاح الدین کے کندھے پہ ہاتھ مارا۔

''ماموں!انہوں نے کیا حرکت کی وہ نہیں دیکھ رہے ہیں۔''

''اس نے تمہیں تنگ کرنے کے لیے نہیں کیا وہ بیلنس کر رہا ہے۔''

''کوئی نہیں جان بوجھ کر کیا مجھے تنگ کرے گا اس کو میں جوتے لگاؤں گی۔''

صلاح الدین کو ہنسی آئی۔

''آپ زیادہ کھی کھی نہ کریں آپ کی ہی بات ہو رہی ہے۔''

''سر!یہ آپ کی بانجھی کوے کھا کر پیدا ہوئی تھی۔''

ماموں ہنس پڑے اور وہ دانت پیستے ہوئے اسے کچھ کہنے ہی والی تھی جب دروازہ کھولا اور ایئر ہوسٹس اندر داخل ہوئی۔

Everythingis under control

''کنٹرول باتیں کر رہے ہیں یہ صاحب دیکھنا آپ لوگ چند منٹوں کے مہمان ہیں ہنس بھی رہے ہیں جبکہ پائلٹ کو فوکس رکھنا چاہیے۔''

''ثمرن!''

''ماموں!بس کریں بار بار ثمرن ثمرن۔''

وہ تنگ آ گئی۔

''سب کچھ کنٹرول میں ہے۔''

صلاح الدین گلا کھنکھار کر بولا۔

''کلمہ پڑھ لو سارے۔''

وہ اونچی آواز میں بڑبڑائی۔صلاح الدین کے چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔

''یہ کچھ نظر نہیں آ رہا تو آپ چلا کیسے رہے ہیں۔''

وہ بادلوں کی جھرمٹ کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔اسے سبکی محسوس ہوئی۔

”میں نے کچھ پوچھا ہے۔“

”اور ہمیں سنائی نہیں دیا۔“

”آپ سے پوچھا بھی نہیں ہے۔“

ثمرن کہنے لگی صلاح الدین ہنس پڑا۔

”آپ خود کہہ رہی تھی ہمیں فوکس کرنا چاہیے ہم فوکس کر رہے ہیں۔“

”ماموں! میں کیا آپ کی جگہ آجاؤں مجھے بادلوں کو قریب سے دیکھنا۔“

”اتنا کیا قریب سے دیکھنا باہر ہی چلی جاؤ پھر اور میڈم یہ کوئی ریموٹ کنٹرول والی پلین نہیں کیوں آپ مروانے پہ تلی ہے۔“

”ماموں! ان سے کہہ دیں چپ ہو جائے ورنہ میں نے ان کا سر پھاڑ دینا ہے۔“

وہ تیزی سے بولی۔

”چپ کر کے بیٹھو ثمرن ورنہ میں باہر بھیج دوں گا۔“

ماموں اب سنجیدگی سے کہنے لگے۔ اسے مجبوراً چپ ہونا پڑا اور صلاح الدین مسکراہٹ دبائے دوبارہ اپنے سسٹم کو دیکھنے لگا۔

❋......❋......❋

”وہ پاوڈر لانا جس سے ریش پڑ جاتے ہیں۔ کسی کو نہ پتا چلے اور ہاں ہو سکے تو زہر لے آنا اگر موقع ملے تو اسی وقت مار دوں گی خیر جلدی جاؤ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونی چاہیے۔“

وہ مالٹے کے پیس منہ میں ڈالتے ہوئے اسے ہدایت دے رہی تھی اور مڑی تھی تو صلاح الدین کو دیکھ کر اس کا چہرہ سفید ہو گیا اور وہ ڈر کر اچھل پڑی۔

”دین بھائی۔“

یہ اس کی کہنے کی دیر تھی اور دین بھائی کا پہلی بار اٹھتا ہوئے ہاتھ نے اسے زمین کے بل گرایا۔ وہ منہ کے بل گری تھی صلاح الدین نے اپنے مٹھیاں بھینچ لیں اسے خود پہ بھی غصہ آیا تھا لیکن ثمرن کے زخم ہر چیز پہ حاوی

ہو گئے تھے۔

''بھائی۔'' وہ مڑی اور اس نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا۔ صلاح الدین کا ہاتھ پڑنے سے گال جل اٹھے تھے۔

''مت کہو مجھے بھائی تم میں ذرا بھی انسانیت نہیں رہی، کیوں کیا تم نے ایسا؟'' وہ دھاڑ اٹھا۔ باقی سب شور کی آواز سے باہر آئے۔ حرا کو نیچے گرے ہوئے جبکہ صلاح الدین کو کھڑے اسے پر دھاڑتے ہوئے پایا۔

''میں نے کیا کیا ہے آپ نے مجھے کیوں مارا۔''

''ثمرن نے پھر کیا کیا تھا۔ کیوں تم نے اسے تیر مارا''

سب کے منہ کھل گئے اور حرا کا تو چہرہ ہی پیلا ہو گیا تھا۔

''حرا۔'' ارباز صدمے سے بولا۔ وہ یہ سوچ نہیں سکتا تھا وہ اس حد تک جائے گی۔

''اگر اسے کہیں اور لگ جاتا تو میں کیا کرتا تمہیں بھی میں وہی تیر گھساؤں پھر درد کا اندازہ ہو گا۔''

''ارباز!'' وہ اونچی آواز میں اسے بلانے لگا۔ حرا ڈر گئی۔

''نن۔ نہیں بھائی آپ کیوں بھول رہے ہیں میں آپ کی اور ہادی لالہ کی بہن ہوں۔'' وہ بالکل رونے والی ہو گئی۔

''بھولا نہیں تھا میں کسی کو لیکن تم لوگوں نے ساری حدیں پار کر دی ہیں اور ایک بات یاد رکھنا میری۔ اگر کسی نے بھی اسے ہاتھ لگانے کی کوشش کی وہ ساری زندگی بنا ہاتھ پیر گزارنے کے لیے تیار ہو جائے اگر خون کا بدلہ خون ہے تو پھر ظلم کا بدلہ بھی ظلم ہی ہو گا۔''

تائی کو کسی نے خبر دی کہ دین نے حرا کو تھپڑ مارا تو وہ دہل کر باہر نکلی تھی۔ ان کی پھولوں جیسی بچی کو کسی نے پھولوں کی چھڑی تک نہیں ماری تھی اور دین نے تھپڑ! وہ باہر آئی اور دین غصے سے اندر آ رہا تھا۔

''دین!''

صلاح الدین غصے سے انہیں اگنور کرتا آگے بڑھا، تائی اس کی پیچھے بھاگی۔

''تم نے میری بیٹی کو کیوں مارا دین! کیا کیا تھا اس بے چاری نے، تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا۔''

صلاح الدین رک گیا لیکن مڑا نہیں۔

"یہ اگر آپ کسی اور کی بیٹی کو تھپڑ مارنے سے ہزار بار پہلے سوچتیں تو آج یہ تھپڑ آپ کی بیٹی کو نہ پڑا ہوتا، اپنی بیٹی کو روکیں، آج میرا تھپڑ پڑا ہے کل دنیا کے تھپڑ کھائے گی۔"

وہ اتنا کہتے ہوئے آگے بڑھ گیا اور تائی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ وہ تیزی سے باہر آئی جہاں اسامہ، حرا کو اٹھا کر اپنے ساتھ لگا کر سنبھال رہا تھا جو بچوں کی طرح بلک رہی تھی۔ ارباز کی بھی نیچر صلاح الدین جیسی تھی اس لیے اسے حرا سے کوئی ہمدردی نہیں ہوئی۔ ہمدردی کی حق دار صرف وہی تھی۔

❁......❁......❁

"یہ کتنا دور ہے پاکستان بھلا آ ہی نہیں رہا۔"

وہ اب بوری سیٹ میں بیٹھی ہوئی تھی۔ کم سے کم پیسنجر سیٹ میں ٹی وی تو تھی اور سروس کا بھی فائدہ اٹھایا جاتا تھا کچھ کھا لیتی لیکن یہاں بادلوں اور دو سڑے ہوئے پائلٹس کو کیا دیکھتی۔

"ابھی سے بور ہو گئی۔" یہ بات صلاح الدین نے شرارت سے کی تھی۔

"نہیں! میں کہاں سے بور مگر آپ کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگانے دے رہے اور میرے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں اور یہاں تو کوئی ٹی وی نہیں ہے۔"

ماموں ابھی واش روم کے لیے گئے تھے اور صلاح الدین آٹو پائلٹ موڈ آن کرنے والا تھا جب ثمرن کی بات پہ رک گیا۔

"ویسے آپ کے ہاتھ تھک نہیں جاتے ہاتھ اٹھا بھی نہیں سکتے اگر آپ کے چہرے پہ سر پہ خارش محسوس ہو تب کیا کرتے ہوں گے۔"

صلاح الدین پہلے حیرت سے سنتا رہا پھر اپنے قہقہے پہ قابو نہ پا سکا۔

"ارے ہنسے نہیں۔ پلین کنٹرول میں نہیں رہے گا۔"

وہ اس کے ہنسنے پہ ڈر گئی۔

"ویسے سوچنے والی بات کی ہے آپ نے میرے ذہن میں کیوں نہیں آئی۔"

"ہیں! آپ کو اچینگ نہیں ہوتی۔"

"نہیں بھئی مجھے اچھینگ نہیں ہوتی میں فلائی کرنے سے پہلے بھرپور تیاری کرتا ہوں تاکہ مسئلہ نہ ہو۔"

"اور اگر نیند آجائے......؟"

وہ تو پورا انٹرویو لینے بیٹھی تھی۔

"اب انسان میرے خیال سے بارہ گھنٹے سے زیادہ سو نہیں سکتا۔"

"ہاں۔مجھ سے بھی زیادہ سویا نہیں جاتا۔کمر دکھ جاتی ہے پتا نہیں لوگ کیسے سو جاتے ہیں بارہ گھنٹے آپ کے لیے پھر ٹھیک ہیں اور کھانا؟"

"کھانا! میں کھانا اتنا نہیں کھاتا بس سیلڈ اور کافی۔"

"ہائے اللہ۔زندہ پھر کیسے ہیں! ایک کڑوی کالی رنگ کی کافی اوپر سے سلاد پتے بس۔"

"ہاں جی بس۔"

تبھی یہ بہت سمارٹ ہے ثمرن نے دل میں کہا۔وہ کھڑی ہوگئی۔

"ارے کہاں جا رہی ہو۔" ایک دم اس کے منہ سے نکلا۔

"بھوک کو یاد کرتے ہوئے بھوک سے پاگل ہوگئی ہوں اس لیے میں تو ذرا پیٹ پوجا کر آؤں۔یہ لیں ماموں بھی آگئے۔"

وہ مڑ کر چلی گئی اور صلاح الدین پیچھے بھی نہیں دیکھ سکتا تھا کیونکہ اس کے ماموں موجود تھے۔سر جھٹکتے ہوئے مسکرا پڑا وہ اس کے جانے پر اتنا پریشان کیوں ہو گیا وہ بھی پہلی ملاقات میں۔

✿......✿......✿

مورے اسے ڈیٹول لگانا چاہ رہی تھی لیکن وہ منع کر رہی تھی۔مورے نے اسے سمجھانا چاہا لیکن وہ میں ٹھیک ہوں کہہ کر اپنے سر پہ دوپٹہ رکھ کر بیٹھ گئی۔

"دیکھو چندا! تھوڑی سی جلن ہوگئی بس اوپر سے اتنا گہرا زخم ہے میں ابھی صلاح الدین کو کہتی ہوں تمہیں ہوسپٹل لے جائے۔"

"نہیں پلیز انہیں بار بار نہ بلائیں۔"

وہ پریشان ہوتی جارہی تھی۔دروازہ کھلا اور صلاح الدین اندر آیا۔

"شکر ہے تم آگئے میں تو پریشان ہوگئی۔یہ لڑکی اپنے زخم نہیں دکھا رہی مجھے۔"

صلاح الدین نے اسے دیکھا۔ثمرن اس کے دیکھنے پر سر جھکا چکی تھی۔

"دین!میں ذرا گرم دودھ لاتی ہوں تم ہی اسے سنبھالو۔"

وہ اس کو بوتل پکڑاتے ہوئے چل پڑی اور اس نے دروازے کو دیکھا پھر اسے، جو سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔

"ان کو تو نہ یہ سزا غلط منتخب کی ہے تمہیں نہ سیدھا کڑوی کافی اور سلاد پتے کھلاتے تب کچھ مزا آتا یہ جو حربے آزمارہے ہیں اس سے محترمہ کو کیا ہونا ہے بس مر، ور جائے گی لیکن زبان سے کچھ نہیں کہے گی۔" وہ اب طنز کر رہا تھا۔اتنا تو حق بنتا تھا۔وہ خاموش رہی۔

"خاموشی کا روزہ رکھنے سے کوئی ثواب نہیں ملتا ثمرن میڈم!" وہ اسے دیکھتے ہوئے غصے سے کہہ رہا تھا اسے اس پر نہیں اس کی خاموشی پہ بے حد غصہ آرہا تھا۔

"دوپٹہ اتاریں۔"

وہ اب آنسو سے بھری آنکھیں اٹھانے لگی اور اسے دیکھا جو بول تو غصے سے رہا تھا لیکن چہرے پہ نرمی کے آثار تھے۔

"مجھے مت دیکھیں جو کہا ہے وہ کریں۔"

"میں ٹھیک ہوں۔"

"وہ تو اچھی طرح سے نظر آرہا ہے مجھے شوہر کا حکم نہیں ماننا بس ساری دنیا کی جائز اور ناجائز سننی ہے جو کہہ رہا ہوں وہ کریں۔"

اس نے کانپتے ہاتھوں سے دوپٹہ اتارا۔صلاح الدین نے تو صرف اس وقت زخم پہ غور کیا تھا اب دیکھا تو جگہ جگہ نیل بھی پڑے ہوئے تھے۔اسے بہت تکلیف ہوئی اتنا تشدد، اس کا دل کر رہا تھا ان سب کو پولیس کے حوالے کرنے سے پہلے حشر کر ڈالے۔پر ان اثر و رسوخ والے لوگوں کو کسی نے کیا حراست میں لینا تھا۔

"میں خود کر لیتی ہوں۔"

وہ اس سے کاٹن اور بوتل لینا چاہ رہی تھی لیکن صلاح الدین نے ہاتھ پیچھے کر لیے اور سائڈ پہ انہیں رکھ کر اس کے بال پیچھے کرنے لگا۔ وہ اس کے ہاتھوں کے لمس سے ڈر گئی۔ وہ آگے ہو رہی تھی صلاح الدین نے اس کے بازو پکڑ کر خود سے قریب کیا اور اس کے زخموں کو دیکھنے لگا اور اس کی آنکھوں میں اتنا دکھ بڑھتا جا رہا تھا اور ثمرن کا ڈر ڈر کر برا حال ہو رہا تھا۔ اس نے ثمرن کے نم ہوتے بالوں پہ اپنا سر ٹکا لیا۔

"تم کیوں ہو گئی ہو ایسی۔ تم وہ تو نہ رہی پلیز واپس آجاؤ۔"

صلاح الدین کے لہجے میں گہرا دکھ تھا جبکہ ثمرن ساکت بیٹھی رہی تھی یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ صلاح الدین اپنے تاثرات چھپانا چاہتا تھا۔ وہ اس کی حالت دیکھ کر بالکل رونے والا ہو گیا تھا۔ ہاں مرد روتے ہیں کیوں نہیں روتے وہ ظاہر نہیں کرتے مگر روتے ضرور ہیں کیونکہ اگر ان کی محبت یا پیارے کو تکلیف دی جائے تو انہیں بھی گہری تکلیف ہوتی ہے۔ اس نے ثمرن کے گرد بازو پھیلا کر مزید اسے خود سے قریب کر لیا اور ثمرن تکلیف بھلائے صلاح الدین کی سانسیں محسوس کر رہی تھی بس کمرے خاموش دو فرد خاموش صرف۔ ان کے دھڑکتے دل ہی خالی سنائی دے رہے تھے۔

✡.........✡.........✡

کچھ گھنٹوں کا سٹے قطر میں ہونا تھا اس لیے وہ اب قطر پہنچ گئے تھے۔ صلاح الدین نے اسے یہاں سے جانے کا کہا تھا لیکن اس نے کہا تھا وہ بیٹھی رہے گی۔ صلاح الدین نے کہا وہ ڈر جائے گی لیکن وہ ڈٹی رہی مگر جیسے پلین نیچے لینڈ کرنے لگا اور جو ثمرن کی چیخیں تھی جس سے مردے بھی اٹھ جاتے یہ صلاح الدین کا کہنا تھا اور جب پلین رک گیا تو ثمرن کا والیوم مدھم ہوا۔ ماموں نے مڑ کر ثمرن کو گھورا اور صلاح الدین کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا اس کا پیٹ دکھنے لگا تھا۔

"ہائے میں بچ گئی۔"

جب اسے یقین ہو گیا کہ پلین رک گیا تو دل پہ ہاتھ رکھ کر گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

"یا اللہ! تیرا لاکھ لاکھ شکر۔ میں شکرانے کے نفل پڑھوں گی پہنچ گئے پاکستان۔" وہ لمبے لمبے سانس لیتے

ہوئے بولی۔

''نہیں ابھی پاکستان نے آپ کی ہولناک چیخیں سنی ہیں۔'' وہ ہنستے ہوئے بولا۔

ثمرن نے غصے سے کیپ اتار کر اسے ماری۔

''ثمرن! یہ آخری بار ہے توبہ بہت تنگ کیا ہے اور ایسے کرتے ہیں سوری بولو۔''

ماموں ہلکے سے ڈپٹتے ہوئے بولے۔ ثمرن نے صلاح الدین کو گھورا جو اسے دیکھ رہا تھا مڑ کر اس کی چمکتی ہوئی گرین امیرالڈ سٹون آنکھوں میں کچھ انوکھا پن تھا جس سے وہ گھبرا گئی اس لیے کیپ پیچھے کرتے ہوئے بولی

''یہ میں ہرگز نہیں دوں گی بہت مذاق بنایا ہے میرا آپ نے بس اب سے یہ میری ہے ویسے اب تو میں بھی پائلٹ بن گئی ہوں۔ ہے نا ماموں۔''

''جی بالکل۔'' صلاح الدین ہنستے ہوئے بولا۔

''آپ بیچ میں کیوں بول رہے ہیں۔ ماموں دیکھیں، خوامخواہ فری ہو رہا ہے یہ خان زادہ۔''

اُف یہ لڑکی تو کسی سپارک کی طرح اس کے دل میں پھوٹتی جا رہی تھی بہت انوکھی تھی مگر بہت پیاری۔ اس گرین سوٹ اور اسی کی ہی کیپ پہنے کوئی صلاح الدین کے دل سے پوچھتا کہ حور پری بھی اس کے آگے کچھ نہیں ہو گی۔ اسے تھوڑی دیر رکنا تھا جبکہ ماموں اٹھ پڑے تھے اور وہ اٹھ کر ماموں کی سیٹ پہ آ گئی اور ایک ایک چیز کو دیکھنے لگی۔ اس نے yoke کو پکڑا اور اسے ہلانے لگی انداز خاصا بچوں والا تھا جیسے بچے کسی گاڑی کے ساتھ کھیلنے لگ جاتے ہیں۔ صلاح الدین دلچسپی سے دیکھ رہا تھا اسے۔ ایک دم وہ رکی۔

''ایک منٹ۔''

وہ اٹھی اور سامنے ایک بورڈ سے اپنا بیگ نکلا اور اس میں سے کیم نکالا اور صلاح الدین کو پکڑایا۔

''کیپٹن صاحب! ذرا میری فوٹو لیں۔ اچھی سی لیجیے گا کہ میں اصلی والی پائلٹ لگوں۔''

وہ کہتے ہوئے دوبارہ اس پوزیشن میں آ گئی اور یوک کو تھاما۔ صلاح الدین ہنس پڑا اور فوکس کر کے اس کی فوٹو کھینچی

''ایک اور۔''

"اب اس جگہ کی۔"

"اب آپ اٹھیں اور میری پیچھے سے لیں۔"

"اب ایسے۔"

کوئی چالیس فوٹو ہو چکے تھے۔اس میں سے ثمرن کو دس ہی پسند آئیں۔

"بیٹر۔"

صلاح الدین نے اسے کیم پکڑایا

"شکریہ۔"

"شکریہ نہیں میرے ساتھ ائیر پورٹ کے کسی اچھے ریسٹورنٹ سے کھانا کھائیں گی اور مجھے اپنے ٹائپ کا کھانا کھلائیں گی تب شکریہ پورا ہوگا۔"

ثمرن نے اپنا بیگ پکڑا اور ٹوپی پہنی۔

"ہاں اگر بل آپ دیں۔"

"آپ کے ماموں کو اعتراض نہ ہو۔"

"ماموں کو کیا ہونا ہے وہ اتنے لبرل ہیں کہ کیا بتاؤں اور ویسے بھی وہ سو جائیں گے پرائیویٹ روم میں ممانی بتاتی تھیں اور میں بور ہو کر کیا کروں گی اچھا ہے ویسے آپ تھک نہیں گئے۔"

صلاح الدین نے اپنے پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے اور نفی میں سر ہلایا۔

"سونا از ناٹ مائی تھنگ بس پوری ہے نیند۔"

"پھر ٹھیک ہے مجھے کچھ پرفیوم بھی لینے ہیں۔"

وہ کہتے ہوئے چل پڑی اور صلاح الدین مسکرا کر اس کے پیچھے آیا۔

⁂......⁂......⁂

"بس کر میری بچی۔نہ رو، آتا ہے تمہارا باپ اور دادا بتاتی ہوں اسے۔"

وہ حرا کو اپنے ساتھ لگائی غصے سے بولی جبکہ حرا بچوں کی طرح رو رہی تھی۔دوسری طرف آغا جان کو پتا چلا کہ

صلاح الدین نے سختی سے منع کیا ہے وہ خاموش ہو گئے انہیں فی الحال حرا کا نہیں پتا چلا کیونکہ وہ مردان خانے میں موجود تھے اور اس وقت کسی کو بھی اجازت نہیں تھی کے وہ یہاں آئے۔

"ٹھیک ہے! جاؤ۔"

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولے۔ صلاح الدین کی ہمدردی کچھ زیادہ نہیں تھی کچھ تو گڑ بڑ تھی مگر وہ اس لڑکی کو نہیں چھوڑیں گے جس کی وجہ سے ان کے پوتے نے ان کی نافرمانی کی اور وہ کسی بھی حد تک چلے جائیں گے۔ اب بات انا سے اوپر گزر چکی تھی۔

وہ اب ہٹ کر اس کی بینڈیج کرنے لگا تھا۔ بالکل چپ کر کے وہ بھی خاموش تھی بلکہ خاموش نہیں تھی شاکڈ میں تھی صلاح الدین کا اتنا زیادہ ریکایکشن وہ بھی ایک خون بہا والی کے لیے ایسا بھی کبھی ہوا ہے وہ سارے درد ساری جلن بھلا بیٹھی تھی۔ بس سوچ تھی صرف صلاح الدین، وین بینڈیج کر کے اسے موڑنے لگا۔ وہ مڑی اور اسے دیکھنے لگی۔ صلاح الدین نے اس کا پیلا زرد چہرہ دیکھا۔ جہاں نیل کے ساتھ کہیں کہیں زخم بھی موجود تھے۔ اس نے ثمرن کے نم بال چھوئے اور پھر دوپٹہ اٹھا کر اس کا سر چھپا دیا کہ اسے سردی نہ لگ جائے۔ اس وقت وہ نیلے رنگ کی گرم شلوار قمیض میں تھی جس کے آگے خوبصورت کڑھائی ہوئی تھی، پر وہ اس میں پہلے کی طرح کھلی ہوئی تو نہیں مگر بہتر لگ رہی تھی۔ صلاح الدین نے بڑھ کر اسے خود سے قریب کر کے اپنے ساتھ لگایا اور اس کا سر چوما اور کہنے لگا۔

تو قلب من را گرفتہ ای

(تم نے میرا دل لے لیا ہے)

یہ بات اس نے فارسی میں کہی تھی اور ثمرن کو پتا نہیں چلا یہ کتابیں بھیجنے والا بھی وہی ہے اور اس نے کہا کیا ہے۔ وہ اب جھک کر اس کی آنکھیں چوم چکا تھا جو سوجی ہوئی تھیں۔

چشمان شما مرا دیوانہ می کند

(تمہاری آنکھیں مجھے دیوانہ کرتی ہیں۔)

وہ بالکل تھک گئی تھی۔ اسے لگا وہ پشتو میں کچھ کہہ رہا ہے مگر وہ پشتو بہت کم بولتا تھا اس کو فارسی بہت پسند تھی اور اسے اس پر عبور بھی حاصل تھا۔ تب دروازہ کھلا اور مورے آئی تو وہ ایک دم پیچھے ہوئی۔ صلاح الدین مسکرا پڑا۔

''مورے! آپ اسے دودھ پلائیں میں اس کے لیے میڈیسن لاتا ہوں۔''

وہ اس کا گال تھپک کر بولا جو بالکل چپ تھی۔ پتا نہیں کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا بالکل جھٹکا دینے والی فیلنگ تھی اور صلاح الدین کا پیار بھی بہت شاک کر دینے والا تھا۔ وہ سب سے بے حد مختلف تھا۔ اٹھنے سے پہلے اس نے کچھ سرگوشی میں کہا تھا۔

شما در خون من برای ہمیشہ

(تم میرے خون میں بس چکی ہو ہمیشہ کے لیے)

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی

''تم ہی پلاؤ تو بہت نخرے کرے گی۔''

''کر کے تو دکھائیں میڈم کا حشر کر دوں گا۔'' وہ مصنوعی غصے سے بولا۔

ثمرن نے تب بھی کوئی رسپونڈ نہیں کیا سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی رہی صلاح الدین لب دبائے پر سوچ نظریں اس پہ گاڑے کچھ سوچنے لگا اور اٹھ پڑا۔

''آپ پلائیں میں آتا ہوں۔'' وہ یہ کہتے ہوئے کمرے سے نکل پڑا اور ثمرن اس کی پشت کو دیکھتے ہوئے اچانک مورے کی نظر خود پہ پڑتے ہی سر جھکا چکی تھی۔

⚙......⚙......⚙

وہ اس وقت دوہا ائیر پورٹ میں اس کے ساتھ چل رہی تھی۔ ماموں تو واقعی آرام کرنے کے لیے پرائیویٹ روم میں چلے گئے تھے کیونکہ سٹے آٹھ گھنٹے کا تھا اور ثمرن کے پاس آٹھ گھنٹے انجوائمنٹ کے تھے۔ وہ ہر ایک چیز کو کیمرے میں قید کیے ساری یادیں اپنے ساتھ لے کر جا رہی تھی اور صلاح الدین اپنے چشم سے اسے کیمرے کی طرح کیپچر کر رہا تھا۔

جب وہ تصویروں سے فارغ ہوئی تو صلاح الدین کی موجودگی کا بھی احساس ہوا وہ تو پتا نہیں اپنی دنیا میں کھو ہی جاتی تھی۔ایسی عجیب عادت پہ امی ڈانٹا کرتی تھی اور واقعی اسے شرمندگی ہوئی۔

”ویسے یہ ائیر پورٹ تو بہت خوبصورت ہے۔“

”ہاں، ہے تو سہی۔“ وہ مسکرا کر بولا۔وہ کچھ زیادہ ہی نہیں مسکراتا تھا۔

”آپ کو پتا ہے آپ آج کے دن تقریباً چالیس بار مسکرائے ہیں بلکہ یہ سمائل آپ کے چہرے سے ہٹی نہیں ہے۔“

وہ اس کی عجیب بات پہ ہنس پڑا۔وہ واقعی کبھی زندگی میں اتنا ہنسا یا مسکرایا بھی نہیں ہوگا جتنا کہ آج! وجہ بہت ہی خوبصورت تھی یہ بات وہ دل میں دبا گیا لیکن آنکھوں کی گستاخی کو کون روکتا جو اس کے دلکش نقوش کا پہرہ کر رہی تھی۔

”ویسے آپ کو نہ پلین کے کھانے کا کچھ نظام بدلنا چاہیے۔یہ کیا دیتے ہیں ایسا لگتا ہے جیسے ہم پلین میں نہیں کسی ہوسپٹل روم میں داخل ہو چکے ہیں اور ہمیں ایسا کھانا دیا جاتا ہے جیسے ہم پیسنجر نہیں مریض ہیں۔“

”ایک دن کی تو بات ہوتی ہے اور ویسے بھی پائلٹ ہوں ہیڈ آف ائیر لائن نہیں۔“ وہ مزے سے بولا۔

”ایک دن! ایک دن میں ایسا کھانا کھانے سے کوئی مر بھی سکتا ہے۔“

صلاح الدین نے اسے حیرت سے دیکھا۔ثمرن کو لگا کچھ زیادہ ہی ہو گیا ہے۔

”میرا مطلب ہے ایسا کھانا کھانے سے دل خراب ہو سکتا ہے اور دل خراب ہونے سے بندہ مر بھی سکتا کیونکہ آپ کا دل آپ کے پورے جسم کا نظام سنبھالتا ہے۔“

وہ اپنے قہقہے کو روک نہیں سکا۔

”کون سی کلاس میں ہو۔“

جب وہ کھل کر ہنس پڑا تو پھر بولا۔ثمرن نے گھورا اسے اپنے مذاق بنے پر بہت غصہ آیا۔

”فرسٹ ائیر کے اگزامز دیئے ہیں اب سیکنڈ ائیر میں جاؤں گی۔“

”ارے اتنی چھوٹی سی اور اتنی بڑی کلاس میں، میں تو سیون ایٹتھ کلاس کی سمجھ رہا تھا۔“

"ہاں تو انکل الادین! صاحب آپ خود بڈھے ہیں اس لیے بچی لگوں گی اتنی مشکلوں سے ان کلاسوں سے گزر کر بڑی ہوئی ہوں اور آپ مجھے بچی کہہ رہے ہیں۔" وہ بگڑ کر بولی۔

"ارے عورتوں کو تو شوق ہوتا ہے ان کو کوئی ینگ کہے۔ یہ تو الٹا ہی حساب ہے۔"

"ہاں تو وہ کوئی اور ہوگی میں ایک ہی پیس ہوں دنیا میں بالکل اور جنرل۔"

"ہاں وہ تو لگ رہا ہے آپ جیسی ملی بھی نہیں اب تک۔"

"ملے گی بھی نہیں۔ خیر آ کے Gucci کے سٹور میں چلتے ہیں ویسے پتا ہے اس کی فیگ ہوا میں باتیں کرتی ہیں گوچی سے یاد آیا آپ نے وہ گانا سنا، گوچی گینگ اُف اللہ اتنا مزے کا ہے میں آپ کو کیا بتاؤں۔" وہ بول رہی تو اور وہ ساری دنیا کو سائڈ پہ رکھے اسے ہی سنے جا رہا تھا۔

❂......❂......❂

وہ باہر جا رہا تھا جب آغا جان کی آواز پہ اپنے بڑھتے قدم روک دیے۔

"کمرے میں آؤ میرے۔"

"معذرت کے ساتھ آغا جان فی الحال میں کسی کام سے جا رہا ہوں۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔

"میں نے کیا کہا ہے دین۔" وہ سنجیدگی سے بولے۔

"میں جانتا ہوں آپ کیا کہیں گے اور میرا جواب آپ کو بھی پتا ہے۔"

وہ ابھی تک آغا جان کی طرف نہیں مڑا تھا۔

"دین! تمہاری جرأت کیسے ہوئی کہ تم میری پوتی پہ ہاتھ اٹھاتے۔"

وہ اب سختی پہ آ گئے تھے۔

"ہاتھ تو بہت عام چیز ہے جو اس نے معصوم سی لڑکی کے ساتھ کیا میرے بس میں ہوتا تو اس کے ہاتھ بھی کاٹ ڈالتا۔" وہ پتھریلے لہجے میں بولا۔

"دین۔" وہ دھاڑے۔ "اگر تم اس لڑکی کی خاطر ایسی حرکتیں کرتے رہو گے تو میں اس لڑکی کی ہی جان لے لوں گا۔ سارے فساد کی جڑ وہی ہے اور خان زادے ہوں تم مت بھولو۔ جلدی سے اس لڑکی کا نام بتاؤ جس سے تم

محبت کرتے ہو ورنہ تمہارا نکاح میں حرا سے کرواؤں گا۔"

وہ یہ کیا کہہ گئے تھے۔انہوں نے ذرا بھی نہیں سوچا کہ وہ کیا کہہ چکے تھے۔صلاح الدین کو لگا اگر وہ اسے خنجر مار دیتے اتنی تکلیف نہ ہوتی جتنی ان کے باتوں سے ہوئی تھی۔صحیح کہتے ہیں زخم تو بھر جاتے ہیں لیکن لفظوں کے زخم کبھی نہیں بھرتے۔

وہ مڑا اور ان کے سامنے آیا۔اس کی آنکھیں سرخ تھی جبکہ چہرے پہ زمانے بھر کی سختی آ گئی تھی مگر وہ بولا تو دھیمے اور سرد لہجے میں۔

"میں تو ہرگز نہیں بھولا کہ میں خان ہوں مگر مجھے لگتا ہے آپ سب بھول گئے ہیں، کیونکہ آپ کے علاوہ کوئی بھی خان اتنا بے رحم اتنا سنگدل نہیں ہوگا جتنا کے آپ۔خان کا نام میں نے نہیں آپ لوگوں کی دقیانوس سوچ، انا پرستی نے خراب کیا ہے اور لوگ جو آپ کا نام لیتے ہیں، آپ کو اپنے آنکھوں میں بٹھاتے ہیں تو آپ سمجھتے ہیں وہ آپ کی عزت کرتے ہیں تو یہ آپ کی بہت بڑی غلط فہمی ہے آغا جان۔لوگ آپ سے ڈرتے ہیں کہ آپ ان کی جان، مال، عزت نہ چھین لیں کیونکہ ان کی نظروں میں آپ یہ تینوں کام کر چکے ہیں۔اب بات کرتے ہیں اس لڑکی کی یعنی کہ صلاح الدین علی خان کی منکوحہ ثمرن! مارنا چاہتے ہیں آپ اسے شوق سے ماریں لیکن مارنے سے پہلے گولی کا نشانہ آپ کے پوتے کے دل میں ہونا چاہیے اور حرا سے کیا کسی سے بھی شادی نہیں کر سکتا بیشک چار شادیاں جائز ہیں لیکن میری ڈکشنری میں ایک ہی شادی جائز ہے اور وہ بھی ثمرن سے ہو چکی ہے اور اس نے مجھے مکمل کر دیا ہے۔آپ کو اسے بہو تسلیم کرنا ہے تو ٹھیک ہے نہیں کرنا تبھی کوئی مسئلہ نہیں لیکن اگر اس پہ ظلم کرنے کا ارادہ ہے تو آئی ایم سوری میں اب اس جہنم میں مزید نہیں رکھوں گا۔"

آغا جان کا چہرہ سرخ ہو گیا جبکہ آنکھیں جلنے لگیں۔صلاح الدین نے انہیں آئینہ دکھایا تھا اور وہ آئینہ ان سے برداشت نہیں ہوا تو ایک زوردار تھپڑ صلاح الدین کو مارا۔ارباز اور اسامہ اندر داخل ہوئے اور انہوں نے یہ دیکھ لیا۔ارباز کے چہرے پہ صدمہ آ گیا جبکہ اسامہ کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ۔وہ یہ سوچ نہیں سکتا تھا کہ آغا جان اپنے لاڈلے پوتے کو کبھی تھپڑ ماریں گے۔صلاح الدین نے اپنا جبڑا پکڑا۔اسے کوئی دکھ کچھ محسوس نہیں ہوا تھا بلکہ وہ بالکل خاموش سپاٹ تاثرات لیے ان کو دیکھ رہا تھا۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتے صلاح الدین تیزی سے

وہاں سے چلا گیا اور اپنے کمرے میں آیا اور بیگ پیک کرنے لگا۔اس نے فیصلہ کر لیا تھا اور اسے اب کوئی نہیں روک سکتا تھا۔

"دیکھا یہ بیگ کتنا مہنگا اور ہے بھی اتنا چھوٹا سا میں کہتی ہوں کہ اتنے میں تو بیگز کی فیکٹری کھول لوں اسے خریدنے سے بہتر ہے۔"

وہ چھوٹا سا اپنے کپڑوں سے میچنگ کرتا بیگ دکھا رہی تھی اور پھر اسے رکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"ویسے اچھا ہے لے سکتی ہو۔"

صلاح الدین کو وہ بیگ اچھا لگا تھا۔

"میں کوئی نہیں لے رہی بل گیٹس کی اولاد تھوڑی ہوں۔"

"اللہ اتنے پیارے شوز"

وہ سلور کلر کے ہیلز جو دور سے ہی اپنی چمک دکھا رہی تھی اس کی طرف بڑھی اور اسے دیکھنے لگی۔

"اُف کتنے پیارے ہیں۔"

صلاح الدین ویسے ہی شاپس کو دیکھنے لگا۔اس نے مورے کے لیے کچھ لینا تھا فی الحال وہ باقی کے لیے کچھ نہ کچھ لے لیا کرتا تھا لیکن مورے کے لیے کچھ بہت ہی خوبصورت سی چیز ہوں جو وہ استعمال کریں اس نے دیکھا بے اختیار نظر خوبصورت سے سفید اصلی والے موتیوں سے بنے کلچ پہ پڑے جس کے اوپر پہ ایک شیشے سے بنا ایک گلاب تھا صلاح الدین کو بہت اچھا لگا۔اس نے سامنے کھڑی لڑکی کو اس کو پیک کروانے کو کہا اور ثمرن کو جو گرین بیگ پسند آیا تھا وہ بھی پھر وہ اس کی طرف آیا جو حسرت سے ہر چیز کو دیکھ رہی تھی۔صلاح الدین کی آواز پہ مڑی پھر بولی۔

"چلیں! یاد آیا پرفیوم لینا تھا مجھے۔"

"ہاں چلو۔"

وہ وہ مڑا تو کریڈٹ کارڈ دیا پھر دو بڑے بڑے بیگ اٹھائے۔ثمرن کا منہ کھل گیا اس نے شاپنگ بھی کر

لی۔ یہ پائلٹ تو کچھ زیادہ ہی امیر تھا۔ صلاح الدین مڑا تو اس نے اپنے حیرت سے کھلتے ہوئے منہ کو تیزی سے بند کیا۔

''اگر آپ مائینڈ نہ کریں تو آپ یہ پکڑ سکتی ہیں۔'' وہ اسے بیگ پکڑاتے ہوئے بولا۔

''آپ کے ہاتھ ٹوٹے ہوئے ہیں۔'' وہ گھور کر بولی غصہ آیا۔ یہ خرید سکتا ہے وہ نہیں۔

''ارے نہیں ویسے ہی کہا میرے ہاتھوں میں درد ہو رہا ہے اچھا رہنے دیں۔''

''اب شرمندہ نہ کریں۔'' وہ پکڑتے ہوئے بولی۔ وہ اپنی مسکراہٹ دبانے لگا۔

دروازہ پہ دستک ہوئی۔ مورے نے جا کر دروازہ کھولا تو تائی دھکا دے کر اندر آئی۔ ثمرن بیٹھی ہوئی تھی ان کو دیکھتے ہوئے ڈر کر اٹھی۔

''ارے بھابی!'' تائی نے بڑھ کر ثمرن کو تھپڑ مارنے شروع کر دیے۔

''کمینی ڈائن! پہلے میرا بیٹا چھینا، پھر میری بیٹی کا حق چھینا۔ اب میرے دین کو دور کر رہی ہے۔ میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔''

وہ اب اس کا گلا دبا رہی تھی اور مورے پیچھے سے انہیں کھینچ رہی تھی۔

''بھابی چھوڑیں اسے۔ چھوڑیں۔''

ثمرن کو تکلیف ہو رہی تھی اس کی آنکھوں میں پانی جمع ہو کر باہر آنے لگا۔ وہ اپنے آپ کو بچانے کے لیے چیخ بھی نہیں سکتی تھی۔ مورے تیزی سے صلاح الدین کو بلانے لگی کہ حرا اندر آئی اور انہیں کھینچتے ہوئے باہر نکالنے لگی۔

''ارے کیا کر رہے ہو۔''

''چاچی جی! مورے کو ڈسٹرب نہ کریں۔''

وہ باہر نکال کر اب اندر گھسی اور دروازہ بند کرنے لگی۔ مورے بھونچکا گئی اور دروازہ پیٹنے لگی۔ ''کھولو دروازہ۔''

صلاح الدین پیکنگ آدھی کر کے انہیں تیار ہونے کی خبر دینے آیا تھا کہ مورے کو دروازہ پیٹتے ہوئے پایا۔

''مورے!''

وہ بھاگا۔انہوں نے دین کو دیکھا تو چیخیں۔

''وہ ماردیں گے بچی کو۔دین! ثمرن مر جائے گی۔''

اور دین نے دروازے کو توڑنا شروع کر دیا۔اندر کھڑی حرا ڈر گئی۔

''مورے!''

وہ تیزی سے ماں کے پاس آئی۔جو ثمرن کو تقریباً مارنے والی تھی جب دروازہ ٹوٹا اور دین اندر داخل ہوا تب بھی تائی کو ہوش نہ آیا۔

''میرے بیٹے کو مارا تم بھی مرو گی۔''

اس نے بڑھتے ہوئے انہیں تیزی سے پکڑا اور زور سے ہٹایا۔اس چکر میں تائی دیوار کو جا کر لگی۔ثمرن نے اپنے گردن کو پکڑا جہاں سے زخم چھڑ جانے کے باعث اب خون نکلنے لگا تھا۔وہ کھانسنے لگی۔آنکھوں میں گرم سیال بہنے لگا۔صلاح الدین نے اسے سیدھا کیا۔

''ثمرن! آنکھیں کھولو! ریئی!'' وہ اس کا چہرہ تھامتے ہوئے بولا اور بال ہٹانے لگا۔وہ اس کو نہیں دیکھ رہی تھی صلاح الدین نے اسے اٹھالیا اور بولا۔

''مورے چلیں!''

وہ کہتا ہوا اسے لے گیا اور مورے کھڑی ہی انہیں دیکھنے لگی جو اس کے ساتھ کیا کرنے والے تھے۔وہ سیڑھیوں سے اترا اور آواز دینے لگا۔

''دلنواز! جلدی سے میرا بیگ لاؤ۔''

وہ کہہ کر چل پڑا۔سب حیرت سے اسے جاتا ہوا دیکھنے لگے اور وہ انہیں اگنور کرتا ہوا باہر آگیا اور اپنے کار کی طرف پہنچا۔دروازہ کھول کر اسے بٹھایا، اس کا دوپٹہ ٹھیک کیا اور اس کے چہرے کی طرف دیکھا جو اپنے گردن کو پکڑیں لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔

"پانی دوں۔"

وہ سائڈ بورڈ سے پانی کی بوتل نکالتے ہوئے بولا۔ مورے اپنی چادر سنبھالتی ہوئے باہر آئی۔

"دین! ٹھیک ہے نا بچی۔"

دین نے اسے پانی کی بوتل پلانی چاہی وہ نفی میں سر ہلاتی رہی۔

"پانی پیو! میری جان نکالنے کا ارادہ ہے۔" وہ تیزی سے بولا۔ اس نے بوتل پکڑی اور گھونٹ لینے لگی۔

"مورے! آپ بیٹھیں آپ کا سامان آجائے گا۔"

"دفع کرو سامان کو۔ اسے ہوسپٹل لے کر چلو۔"

"میں ٹھیک ہوں۔" وہ انہیں پریشان دیکھتا ہوا پا کر بامشکل ہی بول پائی۔

"اگر تم نے پھر بولا کہ میں ٹھیک ہوں تو الٹے ہاتھ کا تھپڑ پڑے گا یہ سب تمہاری "میں ٹھیک ہوں۔" کی وجہ سے ہوا ہے۔" وہ غصے سے بولا۔

"دین۔" مورے نے اسے ڈپٹا۔ وہ اسے گھور کر دروازہ بند کرتا ہوا مورے کے لیے دروازہ کھولا اور انہیں بٹھایا تب تک دین کا سامان آ گیا تھا اور دین نے ڈگی کھولی اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پہ آیا اور اسے دیکھا جو سر جھکائے بوتل کو تھامے رو رہی تھی اور وہ اب مورے کی پروا کیے بنا اس کے کانوں میں سرگوشی کرنے لگا۔

"رونا بند کرو! مورے کا بھی لحاظ نہیں کروں گا میں۔"

اس کے لہجے میں کچھ ایسا تھا جس سے وہ اپنے آنکھیں جلدی سے صاف کرنے لگی اور دین نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے کار ریورس کرنے لگا۔

⁂......⁂......⁂

"آپ کو کوئی پسند کیوں نہیں آرہا۔"

وہ اسے تقریباً دس پرفیوم دکھا چکی تھی لیکن مجال ہے ثمرن کو کوئی پسند آئے۔ صلاح الدین اسے دیکھ رہا تھا جو ہر ایک پرفیوم کو اپنی کلائی پہ سپرے کر کے سونگھ رہی تھی پھر برے برے منہ بنا کر رکھ دیتی۔ صلاح الدین اس کی ہر ادا پہ مسکرا اٹھتا۔

"یہاں تو کوئی اچھا نہیں ہے اتنی تیز اوڈ ل تو امی نے لگانے نہیں دینی دوسرا بابا کو الرجی ہے آف چلیں۔"

"ایک منٹ۔میں مدد کرسکتا ہوں۔"

"ایکسکیوزمی آپ کے پاس

LAUTREOUDbyMaisonLancome

ہے۔"

"یس سر۔"

وہ دوسری طرف بڑھی۔

"یہ کون سے نام کا منگوایا ہے۔"

"فرنچ پرفیوم کی کمپنی ہے مگر خوشبو خالص عرب۔"

"اچھا! پر بہت زیادہ مہنگا ہوگا۔"

"ایک تو آپ کو ہر چیز میں پرائس کی کیوں فکر لاحق ہوتی ہے۔"

"آپ کی طرح اندھا دھند پیسہ تو نہیں ہے۔" وہ بگڑ کر بولی۔وہ کچھ کہنے والا تھا جب وہ پرفیوم لے آئی۔

صلاح الدین نے ان سے ڈبہ لیا اور اسے پکڑایا۔

"آپ چیک کریں پھر بتایئے گا کہ کیسا ہے۔"

وہ دین کے ہاتھوں سے پرفیوم لے کر چیک کرنے لگی جبکہ وہ اس کی آنکھوں میں ایک الگ رنگ دیکھ کر چونک پڑی تھی یہ ایسے کیوں دیکھ رہا ہے؟ صلاح الدین فوراً نظر پھیر چکا تھا کہ میڈم اس کے دل کا حال نہ جان لے۔

❁......❁......❁

وہ انہیں اسلام آباد میں اپنے ایک فلیٹ لے آیا تھا جسے وہ اپنے استعمال میں تب لاتا تھا جب اسے نیلم نہیں جانا ہوتا۔پورے سفر میں وہ خاموش رہی اور مورے دعا کرتے کرتے اس کا چہرہ پھونک رہی تھی۔صلاح الدین نے سارے راستے اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا ہاں کبھی موڑ کاٹنا ہوتا تو چھوڑ لیتا پھر پکڑ لیتا۔یہ ایک یقین دلانا تھا کہ

وہ اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔

پہلے تو وہ جاگتی رہی پھر تھکن اور درد کے باعث سوگئی تھی۔ بیچ راستے میں وہ رکے بھی تھے مگر وہ اٹھ نہ سکی تھی۔ وہ بہت زیادہ تھک گئی تھی اس کے جسم میں جان نہیں تھی کہ وہ اٹھ سکتی۔ صلاح الدین نے اسے جگانے کی کوشش بھی کی تھی مگر وہ اٹھنے سے انکاری تھی، مورے نے منع کردیا لیکن وہ چاہ رہا تھا کچھ کھا تو لے۔ انہوں نے کہا جب اٹھے گی تو دغ دینا۔ اس طرح نہ وہ اٹھی نہ ہی صلاح الدین نے کچھ کھایا۔ اب وہ تقریباً منزل کے قریب پہنچ گئے تھے تب ثمرن ہلکا سا کسمائی۔ صلاح الدین نے چونک کر دیکھا۔

"موشم۔" اس نے بے اختیار کہا اور پھر اچانک کچھ یاد پڑتے ہوئے مسکرایا

"یہ آپ نے کیا کہا ہے مجھے۔"

"کچھ نہیں!"

"ہائے کہیں پشتو میں گالی تو نہیں دیں۔"

"نہیں بھئی! ایسا کیوں سوچ رہی ہیں اور ویسے بھی اس کا مطلب mouseMousy۔"

"اچھا۔"

وہ شیک پہ رہی تھی اچانک پھر رکی پھر ایک دم سر اٹھا کر دیکھا۔ صلاح الدین تیزی سے اٹھا۔

"الادین صاحب!! میں آپ کا سر پھاڑ دوں گی۔" وہ شیک پکڑتے ہوئے پیچھے بھاگی۔

اس نے ثمرن کو دیکھا جو مندی مندی آنکھوں سے ونڈو کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے کسی کی نظریں اپنے اوپر محسوس کیں اور پھر اپنے ہاتھوں کو دیکھا جو صلاح الدین کے ہاتھوں میں قید تھا۔ صلاح الدین نے مڑ کر دیکھا مورے سو چکی تھیں۔ ثمرن نے اپنا ہاتھ ہٹانا چاہا لیکن صلاح الدین نے گرفت مضبوط کی۔

"کچھ زیادہ نہیں سوگئی تھی طبیعت ٹھیک ہے تمہاری۔"

وہ اس کی انگلیوں کو چھو رہا تھا۔ جو سوجی ہوئی تھیں۔ وہ خاموش رہی۔

"میں نے پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہوں گا موشم! چپ کے روزے سے ثواب نہیں ملے گا بولو وہ سب کچھ جو تم ایک ہفتے سے اپنے اندر دبائے ہوئی ہو۔" وہ اب اس کا ہاتھ کو اٹھا کر چومتے ہوئے بولا۔ ثمرن نے آنکھیں

بند کرلیں پھر دوبارہ کھولیں تو صلاح الدین کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''کیا میں اپنا گھر باہر سے دیکھ سکتی ہوں۔''

پتا نہیں کیا تھا اس لہجے میں جس سے صلاح الدین کو دکھ ہوا تھا۔وہ زبردستی مسکراتے ہوئے بازو اٹھا کر اس کے گرد پھیلاتے اسے ساتھ لگا کر اس کی کنپٹی چومتے ہوئے بولا۔

''گھر کیا گھر والوں سے ملوانے بھی لے کر جاؤں گا۔تم وہاں ان کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا لیکن ابھی نہیں تمہاری حالت دیکھ کر پریشان ہو جائیں گے۔کہیں گے ہماری پیاری سی بیٹی کا کیا حال کر دیا ہے فی الحال بتاؤ بھوک لگ رہی ہے۔''

وہ اب بازو ہٹا کر سٹیرنگ کو تھامے اس سے پوچھ رہا تھا۔ثمرن نے نفی میں سر ہلایا۔

''بولو بھی۔''

''مجھے بھوک نہیں ہے۔''

صلاح الدین نے تھک کر اپنی آنکھیں بند کیں وہ کیا کرے لیکن انسان کا دماغی توازن جب ہل جائے تو سنبھلنے میں وقت لگتا ہے اس لیے خود کو تسلی دیتے ہوئے وہ ڈرائیو کرتے ہوئے فلیٹ کے قریب آ گیا۔

''مورے۔''

اس نے ہلکی سی آواز میں کہا لیکن مورے نے کوئی جواب نہ دیا۔مورے کو دو بار پکارنے کے بعد بالآخر وہ اٹھ گئیں۔انہوں نے اپنے آنکھوں کو مسلا اور پھر ثمرن کو دیکھا جو سیٹ سے سر ٹکائے شیشے کو سپاٹ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

''بچی اٹھی۔''

''جی اٹھ گئی آپ کی گونگی بیٹی۔''

صلاح الدین طنزیہ انداز میں کہتے ہوئے کار پارکنگ ایریا میں لے گیا۔

''دین! پہلے ہی اس کی حالت عجیب ہے اوپر سے تم۔''

''یہ اپنے اوپر اٹھتا ہوا ہاتھ روک سکتی تھی لیکن نہیں مار کھانی ہے انعام ملنا ہے اسے۔''

وہ یہ جان بوجھ کے ایسا کر رہا تھا کہ وہ ری ایکٹ کرے گی لیکن محترمہ پہلے والی ثمرن نہیں رہی تھی۔ وہ بالکل بدل گئی تھی اور صلاح الدین کو اس کا بدلاؤ سخت زہر لگ رہا تھا۔

''چندا! طبیعت ٹھیک ہے نا تمہاری۔''

''میں ٹھیک ہوں۔''

صلاح الدین نے کار کی چابی نکالتے ہوئے ثمرن کی آواز میں بولنے کی کوشش کی اچانک ثمرن کے چہرے پہ ہلکی مسکراہٹ آئی مگر پھر غائب۔

وہ کار سے اترا اور مورے کا دروازہ کھولا۔ ثمرن نے بھی دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی مگر ہاتھوں میں لگتا تھا جان ختم ہوگئی ہے۔ صلاح الدین اس کی طرف آیا اور دروازہ کھولا اور اپنا ہاتھ آگے کیا۔ ثمرن نے اٹھنا چاہا کہ صلاح الدین نے اسے بازوؤں میں اٹھالیا۔ ثمرن کا منہ کھل گیا وہ دروازہ ٹانگوں سے بند کرتا اپنی چابی آٹو میٹک بٹن سے لاک کرتا مڑا۔ مورے کھڑی ہوئی تھی۔ اس بات پہ زیادہ دھیان نہیں دیا لیکن ثمرن کی حالت عجیب ہوگئی تھی۔ صلاح الدین چلتا ہوا لفٹ کی طرف آیا اور مورے کو بٹن دبانے کو کہا تو مورے نے جلدی سے دبایا اور وہ ویٹ کرنے لگے۔

''مجھے نیچے اتار دیں۔'' وہ دھیمی سے آواز میں بولی۔

''مجھے سنائی نہیں دیا۔''

ثمرن نے مورے کو دیکھا جو منہ میں کچھ نہ کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ ان کی طرف دھیان نہیں تھا۔

''آپ پلیز مجھے اتار دیں۔'' اس نے پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

صلاح الدین نے اسے دیکھا جو پریشان نظر آ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں ہرن کی طرح سہمی ہوئی تھیں جیسے ہر طرف شکاری ہی اس کے گرد تھے۔ لفٹ کھل گئی۔ وہ اندر داخل ہوئے صد شکر خالی تھی ورنہ بندوں کو دیکھ کر ثمرن کی جان جاتی۔ دین نے سیون فلور کا بٹن دبایا اور لفٹ چلنے لگی اور وہ اسے بے بسی سے دیکھنے لگی۔ صلاح الدین نے اسے دیکھا تو گھوری دکھانے لگا کہ اب بس بھی کرو!

وہ کلائی سے خوشبو سونگھنے لگی۔ پہلا لفظ اس کی زبان سے نکلا تھا۔

''واؤ۔''

''واؤ......واؤ۔آپ کا ہر چیز میں ٹیسٹ واقعی بہت زبردست ہے۔''

''تھینک یو۔'' وہ سر کو خم دیتے ہوئے بولا۔

''میں تو دو لوں گی۔''

''اوکے۔''

جب وہ کاونٹر سے بل ادا کرنے لگی تو صلاح الدین نے منع کیا۔ وہ نہ نہ کرتے رہ گئی کہ صلاح الدین نے بل پے کر کے اسے دیا۔

''میں یہ نہیں لے رہی۔ یہ اب آپ نے خرید لیا ہے۔''

''اچھا تو اسے گفٹ سمجھئے۔''

''میں کسی اجنبی سے بھلا گفٹ کیوں لوں۔''

وہ دیکھتا رہا پھر مسکراہٹ دبائی جس سے اس کا ڈمپل نمودار ہو گیا۔

''اتنی دیر سے اجنبی کے ساتھ گھوم رہی ہیں، باتیں کر رہی ہیں اب گفٹ کے وقت اجنبی یاد آ گیا۔ خیر اینی ویز، آپ ہماری کوک پٹ میں مہمان رہی ہیں اسی کا ہی گفٹ سمجھ لیں۔''

وہ پہلے دیکھتی رہی پھر خوشی سے لے لیا۔ ''شکریہ یلاادین صاحب۔''

''اُف! صاحب تو نہ بلاؤ اتنا بھی انکل نہیں ہوں پانچ سال بڑا ہوں میں۔''

''پھر بھی پانچ سال بڑا ہونا بہت بڑی بات ہے۔ امی تو کہتی ہیں ایک دن بھی بڑا ہو، اسے ریسپیکٹ دو آپ تو پھر بھی اتنے بڑے ہیں۔''

''خیر آپ کو چوہے نہیں دوڑ رہے تھے۔'' وہ بازو سینے پہ باندھے بولا۔

''ہاں دوڑ رہے ہیں میں تو اسے چکر میں بھول گئی تھی۔''

کھانے کھا کر جب سونے کو وقت آیا تو صلاح الدین نے کہا ثمرن اب اس کے ساتھ ہو گی مورے نے خاموشی سے صلاح الدین کو اشارہ کیا تو صلاح الدین ان کے ساتھ سائڈ میں آیا۔

''وہ گھبرا جائے گی فی الحال میرے ساتھ رہنے دو۔ میں جانتی ہوں تمہارا حق ہے مگر اس بچی کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جا رہی۔''

''مورے! آپ پریشان کیوں ہو رہی ہیں۔ اگر وہ ابھی میرے قریب نہیں آئے گی تو اجنبیت کی دیوار ہمارے گرد حائل ہو جائے گی اور یہ دیوار کبھی نہیں ٹوٹے گی اس لیے کہہ رہا ہوں میرا وعدہ ہے آپ سے وہ بہت جلدی ٹھیک ہو گی اور پھر جو آپ میڈم کے مزاج دیکھیں گی تو آپ دنگ رہ جائیں گی۔''

مورے نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

''کیا مطلب؟۔''

''موشی موشم یہی ہے۔''

مورے کا منہ کھل گیا۔ صلاح الدین نے بڑھ کر ان کے ماتھے پہ پیار کیا اور شب بخیر کہہ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ ثمرن جو واش روم سے باہر نکلی تھی صلاح الدین کو دیکھ کر اس نے پھر نظر جھکا لی اور چلتے ہوئے بستر کی طرف آئی۔

''تم نہ مجھے روبوٹ لگتی ہو یا پھر کوئی زومبی۔ میڈیسن کھائی جو میں نے تمہیں دی۔'' وہ کہتے ہوئے اس کے پاس آیا اور ساتھ بیٹھا۔ وہ مزید کھسکی اور سر اثبات میں ہلایا۔

''زبان بھی اللہ نے دی ہے کچھ تو بولو۔'' وہ پورا کا پورا اس کی طرف مڑا اور بولا ''اچھا خیر! کیا تمہیں میں یاد تھا۔ مجھے کیسی بھولی ہو گی آخر ایک دن کے دوست تھے ہم۔''

خاموشی!

''نیند آ رہی ہے۔''

نفی میں سر ہلایا گیا۔

''گڈ۔ مجھے بھی نہیں۔ چلو باتیں کرو مجھ سے۔''

ثمرن نے آنکھیں اٹھا کر صلاح الدین کی سرخ آنکھیں اور تھکے ہوئے چہرے کو دیکھا جو اتنے گھنٹے سے ڈرائیو کرنے کے باوجود بھی اس کی خاطر کہہ رہا تھا کہ اسے نیند نہیں آ رہی۔ اچانک ثمرن کو ترس آیا وہ کیوں اس کی خاطر ایسا کر رہا ہے۔

"امی نے یہی کہا ہے کہ جا کر سب کی مار کھانا۔ ان کی خدمتیں کرنا بس شوہر کی کچھ نہ سننا۔"

وہ اب جھلا گیا تھا۔

"آپ سو جائیں۔"

"مجھے نیند نہیں آ رہی۔ بات کرنا چاہتا ہوں تم سے۔ کیسی لڑکی ہو جو کہہ رہا ہوں وہ سن نہیں رہی۔"

وہ ایک دم سے رونے لگی کہ صلاح الدین کو سمجھ نہیں آئی آخر ہوا کیا ہے وہ بس منہ چھپا کر کھل کر رونے میں مصروف تھی۔ صلاح الدین اس کے قریب آیا اور اس کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا وہ مزید رونے لگی۔

"میری وجہ سے آپ اپنی فیملی سے دور ہوئے اب وہ میرے بھائی کو مار دیں گے یا میری فیملی کو نقصان پہنچا دیں گے۔"

وہ اس کا ڈر اس کی خاموشی ایک منٹ میں سمجھ چکا تھا۔

"اگر ایسا ہوا تو میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

وہ روتی جا رہی تھی اور صلاح الدین پیار سے ہولے ہولے اس کا سر تھپک رہا تھا۔

"وہ کچھ نہیں کہیں گے، میں کہہ رہا ہوں نا تو رونے کا کیا فائدہ۔"

ثمرن نے اپنا چہرہ اٹھایا اور اپنے گیلے گال ہاتھوں کی پشت سے صاف کرنے لگی۔

"آپ کو نہیں پتا۔ ابھی میں سو جاؤں تو سویرے ہی خبر ملے کہ انہوں نے میرے بھائی کو مار دیا ہے! پھر میرے اتنے صبر کا کیا فائدہ ہوگا۔"

وہ کھل کر اپنے دل کا حال بتا رہی تھی۔ صلاح الدین نے اس کا چہرہ تھاما اور انگلیوں سے اس کے آنسو صاف کیے۔

"میری طرف دیکھو! موشم۔"

ثمرن نے اس کی ہری آنکھوں میں دیکھا۔

''جب تک میں زندہ ہوں نا کوئی تمہیں اور تمہاری فیملی کو نقصان نہیں پہنچائے گا سمجھی اور آج کے بعد سے مجھے تم مظلومیت کی چادر پہنے نظر نہ آؤ۔ تم وہ سٹرانگ بولڈ ثمرن ہو جو کسی سے گھبراتی نہیں ہے سمجھی۔''

وہ اسے پیار کرتے ہوئے بولا۔ ثمرن نے تھکے ہوئے انداز میں اس کے سینے پہ سر رکھ دیا۔

''اب بتاؤ! الادین صاحب یاد ہیں۔''

وہ روتے ہوئے مسکرا پڑی۔

''اور آپ کو موشم ابھی تک یاد ہے۔''

صلاح الدین ہنس پڑا۔

''وہ کتابیں آپ بھیجا کرتے تھے۔''

صلاح الدین نے اس کے ماتھے پہ اپنی محبت کی مہر ثبت کی۔

''تو محترمہ کو پتا چل گیا۔''

وہ جھک کر شرارت سے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

''آپ کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا۔ جو انسان پرفیوم وہ بھی اتنے مہنگے والا گفٹ کے طور پہ دے سکتا ہے، جو گوچی کے بیگ میں سے صرف موتیوں والے بیگ والا سامان اٹھاتا ہے جبکہ دوسرا بیگ بھول جاتا ہے جو میں نے پسند کیا تھا تو وہ کتابیں کیوں نہیں بھیج سکتا۔'' وہ بہت ہی دھیمی آواز میں کہے جا رہی تھی کہ صلاح الدین بمشکل ہی سن پایا۔

''آپ کو پتا ہے آپ کی شادی میری چھوٹی بہن سے ہونے والی تھی۔''

''پر ثمرن میڈم اپنے الادین صاحب کسی کو کیوں دیتی وہ تو صرف ان کا ہے۔ تبھی میڈم نے میرے سے شادی کرنے کا کہا۔'' وہ ہنستے ہوئے بولا۔

''ہنس لیں آپ۔ میرے لیے قیامت سے کم دن نہیں تھا۔'' وہ اب الگ ہوتے ہوئے بولی۔ دین نے اسے گھورا اور اسے پھر کھینچ کر اپنے ساتھ لگا یا۔

"الگ ہونے کو کسی نے کہا تھا کیا تائی اماں نے یا آغا جان نے؟"

وہ اب اس پہ طنز کر رہا تھا وہ پھر چپ تھی۔

صلاح الدین نے سوچا آج کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔زیادہ تنگ نہ کرے وہ خود بھی بہت تھک گیا تھا اس لیے گال اس کے سر پہ رکھ کر اسے کچھ کہا۔

زن زیبا من تورا دوست دارم

My beautiful wife I love you

"آپ نے پھر مجھے پشتو میں کچھ کہا۔"

"یار تمہیں یہ کیوں لگتا ہے کہ میں تمہاری برائی پشتو میں کروں گا اور میں پشتو تو بولتا نہیں ہوں۔" وہ اب اس کے بال سہلا رہا تھا۔وہ کچھ نہیں نہ بولی۔

"میرا دل کر رہا ہے پلین میں تمہیں بٹھا کر صحیح قسم کا مزا چکھاؤں۔بولتی کیوں نہیں ہو۔"

اس نے ہلکی سے چپت ثمرن کے سر پہ لگائی۔وہ اس سے الگ ہوگئی۔

"آپ سو جائیں۔میں نماز پڑھ لوں۔"

وہ اپنا چہرہ صاف کرنے لگی۔

"ٹھیک ہے پڑھ کر آجانا میں تمہارا انتظار کروں گا۔"

وہ مسکرا کر کہتا ہوا اب اٹھ کر بیڈ کے دوسری طرف گیا اور لیٹنے کی تیاری کرنے لگا۔وہ اسے دیکھنے لگی جو اَب کمبل اٹھا کر لیٹنے لگا تھا۔اسے دیکھا تو سوالیہ نظریں اٹھائے اس کے دیکھنے کی وجہ پوچھنے لگا۔

"کچھ کہنا ہے؟"

ثمرن چونک پڑی پھر نفی میں سر ہلایا۔

"تو جاؤ جلدی سے اور بیٹھ کر پڑھنا ٹھیک ہے۔"

وہ اب لیٹ چکا تھا اور ثمرن اسے دیکھ کر اٹھ پڑی تھی۔

"یہ ائیرپورٹ توختم ہی ہوگیا، ابھی تو صرف تین گھنٹے ہوئے ہیں جبکہ چھ گھنٹے مزید انتظار کرنا ہے۔"

وہ شیک پکڑے اس کی پیچھے بھاگی تھی جب اس نے اسے موشم کہا تھا۔اب وہ لمبے لمبے سانس لے کر شیک کا سپ لیتے اس سے بولی۔

"اب میرے خیال سے زیادہ نہیں ہوگیا کہیں بیٹھ جاتے ہیں۔"

وہ اپنے جیکٹ کے بٹن کھولتے ہوئے بولا۔صاف پتا لگ رہا تھا وہ تھک گیا ہے جبکہ وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔

"الادین!ایک ریکوسٹ تھی آپ سے۔"

"بولیں۔"

وہ اس کو دیکھ رہا تھا جو پر سوچ نظروں سے باہر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جہاں سے قطر انٹر ہونے کا راستہ تھا وہ سمجھ گیا کہ محترمہ کے کیا ارادے ہیں اور یہ ارادے خاصے خطرناک تھے۔

"نہیں۔"

تنبیہہ نظریں۔

"لیں۔"

مسکراتے لب۔

وہ چلنے لگی کہ دین نے اسے روکا۔

"تم پاگل ہو۔"وہ اس کی راہ میں حائل ہوا۔

"آپ کو پتا ہے یہ صرف آپ کو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر باہر گھومنے کی اجازت دے سکتے ہیں اس کے بعد ائیرپورٹ سے باہر جانے نہیں دیں گے۔ابھی صرف چھ گھنٹے رہتے ہیں اور ایک اور مزے کی بات فلائٹ بھی مس ہونے کا ڈر نہیں ہے کیونکہ پائلٹ جی تو میرے ساتھ ہیں۔"وہ مزے سے اس کے کندھے پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔صلاح الدین ہنس پڑا۔

You are unbelievable

”مجھے پتا ہے اب چلیں، مجھے دوہا دیکھنا ہے سامان کو آفس میں چھوڑ کر آتے ہیں واپس آ کر لے لیں گے۔“

”ٹھیک ہے۔“

”اچھا چلیں نا دیر کر دیں گے مجھے قطر دیکھنا ہے۔“ وہ بیحد پر جوشی سے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہنے لگی جبکہ وہ مسکرا اٹھا۔

”دوہا ہے میڈم۔“

”ہاں وہی۔“ سر جھٹکتے ہوئے کہا گیا۔

❂......❂......❂

”وہ بڑے آرام سے اس لڑکی کو لے گیا، آپ سے بدتمیزی کی میری بیٹی کو تھپڑ مارا اور آپ چپ چاپ کر کے بیٹھے ہیں کیا ہو گیا ہے آپ کو آغا جان۔“

تایا سخت غصے میں کہتے ان کے کمرے میں چکر کاٹ رہے تھے جبکہ آغا جان راکنگ چیئر پہ خاموشی سے جھولتے ایک ہی تصویر کو اپنے نظروں میں مقید کیے کچھ سوچ رہے تھے۔ سامنے لگی صلاح الدین اور ہادی کی تصویر تھی جو کالے شلوار قمیض میں ملبوس ایک دوسرے کے کندھے پہ بازو پھیلائے کھڑے خونی رشتے کے درمیان بے انتہا محبت کی مثال قائم کر رہے تھے۔ اس وقت ان کی لڑائی بھی بڑی زبردست ہو گئی تھی۔ موقع ہادی کی سب سے بڑی بہن رامین کی شادی کا تھا جو اَب نیو یارک میں رہتی ہے۔ وہ ہادی کے میت کو بھی نہ دیکھ سکی وجہ، وہ امید سے تھی اور اس کے کچھ دن رہ گئے تھے، دونوں کی صرف چھ منٹ کی لڑائی تھی۔ وہ یہ تھی کہ دونوں قرآن پاک رامین کے سر کے اوپر رخصتی کی وقت رکھنا چاہتے تھے کیونکہ دونوں کو رامین بہت پیاری تھی۔ وہ تھی ان سے بڑی مگر بھائی اس کے ساتھ برتاؤ ایسے کرتے جیسے بہت چھوٹی ہو وہ اب دونوں لڑ رہے تھے کہ رامین بیچ میں آ گئی اور دونوں کو سنانے لگی کہ دونوں ہی مل کر پکڑ نا، اس میں لڑنے کی کون سی بات ہے اور دونوں جذباتی ہو گئے اور اسے اپنے ساتھ لگا کر دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ کتنی پرفیکٹ فیملی تھی۔ کوئی غم جیسے ان کو چھو کے نہیں گذرا تھا۔ یہ سب ہنگامے، یہ سب مار دھاڑ ہیٹک باہر ہوتی تھی لیکن اتنا سب کچھ اب ان کے گھر میں ہو رہا تھا۔ آغا جان کی نظر دیوار پہ لگی اپنی سنہری حویلی کے ایک ایک فرد کی طرف تھی جہاں مسکراہٹ چہرے سے ہٹتی نہ

تھی مگر ہادی کی موت نے سب کچھ بدل دیا تھا اور یہی چیز ان کے دل کو ٹھیس پہنچا رہی تھی۔ ایک دم کوئی بات ان کے دماغ میں گھسی اور ان کو سمجھ آ گئی۔ اَنا کو قائم رکھنا تھا کیونکہ سارے رشتوں میں اب بھی اَنا بھاری تھی۔

۞.......۞.......۞

اذان کی آواز پہ صلاح الدین کی آنکھ کھلی۔ اس نے اردگرد دیکھا۔ کمرا تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اس لیے اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھانا چاہا جب اسے محسوس ہوا کہ کوئی اور بھی بستر میں موجود ہے یہ بات سوچ کر وہ مسکرا پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر لیمپ آن کرنا چاہا، پر اس کی گھڑی نیچے گر گئی۔ آواز اتنی زیادہ اونچی نہ تھی لیکن ثمرن ڈر کر اٹھ گئی۔ صلاح الدین نے تکیہ سے فون نکالا جبکہ اس کی سہمی ہوئی آواز اور تیزی سے سانس لینے پر بولا۔

"کیا ہوا؟"

"اندھیرا کیوں ہے؟" اس کے تیز لہجے میں بے پناہ وحشت تھی۔

"امی۔"

وہ بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔ صلاح الدین نے جلدی سے لیمپ آن کیا اور اس کو دیکھا جس کا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا جبکہ چہرہ پسینے سے بھیگ چکا تھا۔ بھیگ تو اس کی آنکھیں بھی گئی تھیں جنہیں وہ ہاتھوں کی پشت سے صاف کرنے لگیں۔

"موشم۔"

اس نے اس کا بازو پکڑا لیکن وہ ڈر کر اچھلی پھر اچانک صلاح الدین کو دیکھ کر تھوڑی پرسکون ہو گئی اور منہ پہ ہاتھ پھیرنے لگی۔ صلاح الدین نے گھڑی اٹھائی اور سائڈ ٹیبل پہ رکھ کر اس کی طرف آیا جو اب بیڈ کے کنارے پہنچ گئی تھی۔ دین نے اس کا بازو اپنی گرفت میں لیا اور ہلکا سا کھینچا۔

"کوئی نہیں یار، ڈر جاتا ہے بندہ اس میں رونے کی کون سی بات ہے۔"

"آپ نے کہا تھا آپ لائٹ نہیں بند کریں گے آپ نے کیوں بند کی۔" وہ بھرائی آواز میں بولی۔

"آئیم سوری! اصل میں بیچ میں بجلی چلی گئی تھی پھر جب دوبارہ آئی تو لائٹ آن ہونے سے تمہاری آنکھ

کھلنے لگی تھی۔ میں جاگا ہوا تھا تمہاری نیند ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا۔" وہ اسے ساتھ لگا کر اس کو تھپک کر بڑے پیار سے بولا۔

"آپ ماریں گے تو نہیں۔"

وہ اب ڈر گئی تھی۔ وہ بھی تو ان کے خاندان فرد تھا۔ صلاح الدین نے سوچا بہت ٹائم لگے گا اس کو ٹھیک ہونے میں۔

"ہاں بہت زیادہ ماروں گا۔"

اس کے کہنے کی دیر تھی اور وہ گھٹ گھٹ کر رونے لگی۔

"اگر پرانی والی ثمرن کو پتا چلے کہ وہ سال بعد ایسی ہو جائے گی اس نے تو اسی وقت اپنے آپ کو شوٹ کر لینا تھا۔ اتنی ڈرپوک ہو تمہیں یاد ہے جب تم نے اس لڑکے کی کتنی پٹائی کی تھی میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اُف اتنی بہادر لڑکی اب اس بہادر لڑکی کو دیکھو جو اندھیرے تک سے ڈرتی ہے۔"

ثمرن کو واقعی اپنے آپ سے شرمندگی محسوس ہوئی۔ وہ کب تھی ایسی۔ صلاح الدین بالکل صحیح کہہ رہا ہے اگر وہ سال پہلے جان لیتی اس کا کیا حال ہونا ہے اور وہ آگے سے بے بس ہو جائے گی تو اس نے یقیناً خود کو شوٹ کر دینا تھا مگر وقت ایک ریت کی مانند بند مٹھی سے نکل چکا تھا جسے وہ چاہ کر بھی روک سکتی تھی نہ ہی واپس لا سکتی تھی۔

"اِدھر دیکھو۔" اس نے ثمرن کا چہرہ اٹھایا۔

"اب دوبارہ ڈری تو پہلے تو بہت ڈانٹوں گا بعد میں اتنا پیار کروں گا اتنا پیار کروں گا میرے پیار کی شدتوں سے گھبرا جاؤ گی اور کہو گی مجھے مار لیتے تو زیادہ بہتر تھا۔"

ثمرن کا چہرہ سرخ ہو گیا اتنا کہ صلاح الدین کو لگا سارا خون اس کے چہرے پہ سمٹ آیا ہو مگر جو بھی تھا منظر بے حد دلنشین تھا۔ اس نے ثمرن کے سر پہ اپنی محبت کی شدت چھوڑی اور پھر بولا۔

شما آفتاب من ہستی

وماہ نور عزیزم

کہ روح من راز یا تر می کند

you are my sunshine

And my moon light darling

That brightens my soul

''یہ آپ مجھے ایسے دیکھ کر کیا کہتے ہیں۔''

وہ آج کہے بغیر نہ رہ سکی تھی۔صلاح الدین ہنس پڑا اور اپنا سر ہولے سے اس کے ساتھ ٹکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''یہ تم خود ڈھونڈو کہ میں کیا بولتا ہوں۔فی الحال نماز پڑھ لیں دیر ہو رہی ہے۔''

ثمرن نے سر اثبات میں ہلایا۔صلاح الدین نے مسکرا کر اس کے گال چھوئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ گیا۔

✿......✿......✿

''ٹیکسی نہ لے لیں؟''

وہ دونوں اب ائیر پورٹ سے باہر نکل چکے تھے جب صلاح الدین اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''ٹیکسی سے کیا ہوگا پیسے لگیں گے۔چھوڑیں پیدل چلتے ہیں۔'' وہ مزے سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میڈم چھ گھنٹے ہیں چھبیس گھنٹے نہیں۔''

''اللہ! بار بار نہ بولیں میں پھر اداس ہو جاؤں گی۔چلیں ٹھیک ہے لیکن اچھی سی جگہ چھوڑ کر پھر پیدل چلنا ہے مجھے۔''

''ٹھیک ہے۔''

وہ اس کے مان جانے پر مسکرا کر کیب منگوانے لگا۔

✿......✿......✿

وہ نماز پڑھنے کے بعد سو نہیں سکی تھی البتہ صلاح الدین بہت زیادہ تھکا ہوا تھا۔وہ سو پڑا تھا اور وہ اس کے

ساتھ لیٹی اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ بالکل نہیں بدلا تھا ویسا ہی تھا بے انتہا پرکشش، وہی میٹھا لب ولہجہ، عمل میں بے پناہ اچھا اور کھرا بس فرق اس کی چہرے پہ بچی سٹبل (شیو) پہ آیا تھا جو اسے مزید پرکشش بنا رہی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے اسے چھونا چاہا لیکن ڈر کے مارے نہ کر سکی۔ ویسے وہ کچھ کہے گا تو نہیں تو وہ ڈر کیوں رہی ہے اتنا اچھا تو ہے اگر اسے غصہ آ گیا اور اگر اس نے تھپڑ مارا تو۔ اسے عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ بستر سے اٹھ گئی، دوپٹہ سنبھالتی وہ باہر نکل آئی اس نے دروازہ آہستہ سے بند کیا اور مڑی، لاؤنج میں اس وقت خاموشی چھائی ہوئی تھی مگر کمرہ ہلکا سا گرم تھا، مطلب کوئی موجود تھا اس نے دیکھا کچن میں مورے ناشتہ بنا رہی تھیں آہٹ پہ انہوں نے اپنا چہرہ موڑا تو ثمرن کو دیکھ کر مسکرائی ثمرن نے آہستہ آواز میں انہیں سلام کیا۔

”وعلیکم السلام۔ جاگ گیا میرا بچہ۔ نیند نہیں آ رہی تھی کیا؟“

وہ آگے چل کر ان کے پاس آئی اور نفی میں سر ہلایا۔

”چلو کیا ناشتہ کرو گی، تمہیں تو پتا ہے فجر کے بعد سے مجھے بھوک لگنے لگ جاتی ہے عادی ہوں اس لیے نیند نہ آنے کے باعث سوچا کچھ بنا دوں۔“

”آپ ہٹیں میں کر دیتی ہوں۔“

ثمرن کو ڈر تھا کہیں صلاح الدین کو پتا لگے وہ مارنا نہ شروع کر دیں۔

”ارے ہو گیا۔ میرا کیا ہے بس بریڈ اور دودھ کا ایک گلاس۔ تم بتاؤ کیا کھانا ہے۔“ وہ پیار سے اسے دیکھتے ہوئے بولی ں

”نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔“ اس نے جھجکتے ہوئے کہا۔

”ارے ایسے کیسے نہیں، ایک کام کرتے ہیں، دین کو بھی اٹھا لیتے ہیں بیشک ناشتہ کر کے سو جائے ٹھیک ہے۔“

”نہیں میں انہیں بعد میں بنا دوں گی ابھی وہ تھکے ہوئے ہیں۔“ وہ تیزی سے بولی ابھی تو سویا تھا۔ ایسے کیسے اٹھا دیتی۔

”اچھا تم اس سے پوچھنا بلکہ بندے کو زبردستی کرنی چاہیے، رکو تم یہ پکڑو دودھ زیادہ ضروری ہے میں اپنا بناتی

ہوں۔"

"آنٹی! آپ کھائیں۔" وہ منمنائی، اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔انہوں نے اسے ٹوکا۔

"پہلے تو میں صلاح الدین کی ماں ہوں تو میں چاہتی ہوں تم مجھے مورے بلاؤ نہیں تو امی بھی بول سکتی ہو۔ دوسرا ماں ہوں، ماں کو بھی کہا ہے آپ نے امی میرا تو مت بنائیں آپ اپنا کھائیں۔"

وہ ان کے کہنے پر تھوڑا سا شرمندہ ہوگئی اور خاموشی سے دودھ کا گلاس اٹھالیا۔

"ایک بات پوچھوں بیٹی۔"

مورے کے دماغ میں کچھ آیا تھا تو پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔ وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی پھر بولی۔

"جی آنٹی۔ میرا مطلب مورے۔"

وہ مسکرائیں۔

"صلاح الدین کا پتا ہے وہ کیا کرتا ہے۔"

یہ عجیب سا سوال تھا کم سے کم اسے ضرور لگا تھا۔

"جی۔"

"ارے میاں ہے تمہارا، کچھ تو معلوم ہوگا اس کے بارے میں۔"

"پائلٹ ہیں وہ۔"

"ارے واہ، تمہیں تو پتا ہے اچھی بات ہے، پلین وغیرہ میں کبھی بیٹھی ہو۔"

اس کو اپنا ٹرپ یاد آگیا وہ دن کیسے بھول سکتی تھی۔ اس نے سر ہلایا۔

"پڑھائی کیا کرتی ہو۔"

اب وہ اس کو سوچوں سے نکال کر ادھر ادھر کی باتیں کر رہی تھیں اور وہ انہیں بڑی نرمی اور ٹھہر ٹھہر کے جواب دیں رہی تھی۔

Souq waqif کے پرانے اور ٹریڈیشنل بازار پہ اس نے ٹیکسی روکی۔ راستے میں وہ بولتی رہی کہ روک

دیں لیکن وہ چاہتا تھا۔ وہ اسے تھوڑا بہت تو گھما دیں۔

"اگر دیر ہوگئی تو۔"

اسے اب پریشانی ہوگئی۔ یہ کافی دور لے آیا تھا۔

"آپ نے خود ہی کہا تھا کہ فلائٹ مس ہو جانے کا ڈر نہیں ہے کیونکہ پائلٹ ساتھ ہے۔"

وہ اتر کر اسے کہنے لگا۔

"وہ تو ہے پر پھر بھی میں چاہتی ہوں وہاں کم سے کم آدھے گھنٹے پہلے پہنچے ہو۔"

"صرف ساڑھے پانچ گھنٹے رہتے ہیں۔ چلیں۔" وہ اس ٹوکتے ہوئے گھڑی پہ نظر جمائے بولا۔ وہ سر ہلا کر اس بازار کو دیکھنے لگی۔

"واؤ" وہ تیزی سے گھوم کر اپنا تکیہ کلام "واؤ" بولنے لگی۔

"مجھے لگتا ہے میں کسی بہت ہی پرانے زمانے میں آگئی ہوں۔ قدیم عمارتوں کی نیچے چھوٹے سے بازار میں چلتے پھرتے ڈھیر سارے لوگ آپ کا جادوئی قالین ویسے بہت فٹ نہیں الادین صاحب مجھے انہیں کے زمانے میں لے گئے۔ اب آگے بڑھوں گی تو سفید رنگ کا بڑا سا محل ہوگا۔"

"آپ ڈزنی کی بہت بڑی فین معلوم ہوتی ہیں۔"

وہ مسکرا کر اس کو دیکھنے لگا۔ اسے اچھا لگا تھا وہ اتنی معصوم سی اور اس کی خواہشات بچوں جیسی ورنہ آج کل کی لڑکیاں وہ اسے اپنی کزنز یاد آئی جنہیں ڈرامہ گوسپ، اور بہت سی فضول فلمز اور گانے کو شوقین پایا اور اسے دیکھو انہیں کی عمر میں بچوں والی فینٹسی۔

"ویسے آپ کا نام صلاح الدین کس نے رکھا تھا وہ جو ایک لیڈر تھے صلاح الدین ایوبی ان سے انسپائرڈ ہو کر رکھا۔"

وہ مسکرایا اور بیچ رش میں اسے سائڈ پہ کیا۔

"ہاں کچھ ایسا ہی ہے میرے آغا جان نے ان کا ہی قصہ سننے کے بعد رکھا تھا ورنہ میں ایک مہینے سے بنا نام کے رہا تھا۔ وہ میرا کچھ ڈفرنٹ کچھ یونیق نام سوچ رہے تھے۔" آغا جان کے ذکر پہ اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"یہ آغا صاحب کون ہیں۔ مجھے ایک بات تو بتائیں آپ کہیں پرنس تو نہیں ہیں میں کوئی آپ کو عام سے شخص سمجھوں پتا چلے یہ کوئی شہزادہ نکلا۔"

صلاح الدین کو لگا تھا اس نے ہنس ہنس کر پاگل ہو جانا ہے۔ اتنا وہ کبھی زندگی میں نہیں ہنسا تھا جتنا کے آج۔

"آپ کو کیسے پتا چلا۔" وہ شرارت سے بولا۔

ثمرن قالین پہ نظریں جمائے ان کے نقش کو گھور رہی تھی تب اچانک اس کے کہنے پر تیزی سے چہرہ موڑا صلاح کی آنکھوں میں شرارت دیکھ بھی نہ پائی۔

"آپ سچ میں......"

وہ مسکراہٹ کو بمشکل دباتا سر ہلانے لگا۔ ثمرن نے منہ پہ ہاتھ رکھا۔

"گوش آپ واقعی پرنس ہیں۔"

صلاح الدین سے ہنسی روکنا محال ہو گیا جس کے باعث اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"اللہ! میں ایک پرنس کے ساتھ ہوں میں کہیں بے ہوش نہ ہو جاؤں۔" وہ شاکڈ سے اپنا سر تھامنے لگی۔ وہ اب کھل کر ہنس پڑا کہ ارد گرد کے لوگ متوجہ ہوئے۔

"اُف بہت ہی بھولی ہیں آپ۔ ہر کسی کی باتوں میں آجاتی ہیں بس آج سے آپ موشم۔"

اس کی شرارت پر اس کی چھوٹی سے چمکتی ہوئی پیشانی پہ بل آئے اور وہ اب اسے گھور کر زور سے مکا مارنے لگی۔

"موشم کہیں گے تو آپ کا چہرہ بگاڑ دوں گی۔"

"موشم۔"

وہ کہتے ہوئے تیزی سے چل پڑا وہ بھاگنے لگی کہ کسی چور نے اس سے بیگ جلدی سے لیا۔ وہ تیزی سے مڑی اور جلدی سے اپنے بیگ کے سٹریپ پکڑے وہ بندہ بھاگنے والا تھا کہ فوراً بیگ کھینچنے پر اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور منہ کے بل گرا۔ صلاح الدین بھی تیزی سے پیچھے مڑا۔ ثمرن چلتے ہوئے آئی اور اپنی ہیل اتار کر اسے مارنے لگی صلاح الدین کا منہ کھل گیا۔

”بیگ چھوڑو میرا۔“ وہ غرائی تھی۔ وہ تو جیسے اس کے جلال پہ حیران رہ گیا جبکہ چور تیزی سے عربی زبان میں کچھ کہہ رہا تھا۔ صلاح الدین نے اسے روکا اور تحمل سے کہنے لگا۔

”ٹھیک ہے بیگ مل گیا۔ چلو۔“

مگر ثمرن اپنا باؤ چھڑوا کر اسے ٹھوکر مارنے لگی اور پھر غصے سے لوگوں کو دیکھا۔

”آپ کے ملک میں ایک چوری کرتا ہے تو آپ اس کے ساتھ کچھ نہیں کرتے۔ ماریں اس کو۔“

”موشم چھوڑ دو۔“

”ارے ایسے کیسے چھوڑ دوں۔ آج میرے پہ معاف کر دیا اس کے ہوش ٹھکانے نہ لگائے گئے تو یہ کل بھی یہی کرے گا۔“ وہ غصے میں اپنے بال سیدھے کرنی لگی اور دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے بولی۔

”کوئی گناہ کرتا ہے تو ہمارا فرض ہے اسے ہاتھ سے روکیں، نہیں تو پھر زبان سے اگر وہ پھر بھی نہیں سنتا تو اس کے حال پہ چھوڑ دیں مگر پھر بھی پہلا کام تو کریں۔“

وہ اس کی بات پر جیسے کھو گیا تھا۔ لوگوں نے اس چور کو اٹھا کر تو لگائی۔ ساتھ میں پولیس کو حوالے کرنے کا فیصلہ کیا جبکہ ثمرن سائڈ پہ ہو کر جوتا پہننے لگی۔ ایک عورت جو جولیری کی دکان میں بیٹھی ہوئی تھی اس کے پاس آئی۔

”تم ٹھیک ہو؟“ انہوں نے عربی میں کہا تھا۔ ثمرن سمجھ گئی تھی، مسکرائی اور سر ہلایا۔

”جمیلہ۔“ وہ اس کے سوہنے مکھڑے کو دیکھتے ہوئے بولی۔

(خوبصورت)

”نہیں میرا نام ثمرن ہے۔“

”وہ تمہیں خوبصورت کہہ رہی ہے۔ تم ٹھیک ہو ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔“

وہ لاکھ لبرل صحیح مگر تھا تو ایک پٹھان اور اسے اچھا نہیں لگا تھا اس طرح کا برتاؤ۔

”ماء۔“

(پانی)

"یہ کیا کہہ رہی ہے۔"

"پانی دوں تمہیں۔" وہ اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولا۔اس نے مسکرا کر سر ہلایا اور جولیری دیکھنے لگی اس کی نظر بے اختیار امیرالڈ نیکلس پر گئی۔

"یہ میرے کپڑوں سے کتنا میچ کر رہا ہے اور آپ کی آنکھوں سے بھی۔"

صلاح الدین نے دیکھا واقعی نیکلس کا رنگ اس کے آنکھوں کے عکس سے ملتا تھا۔

"ویسے ایک بات بولوں تو آپ خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوئیے گا آپ کی آنکھوں کا رنگ بہت پیارا ہے۔"

وہ جولیری کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی جبکہ صلاح الدین کا دل پھولوں کی طرح کھل اٹھا۔وہ اسے بھی کہنا چاہتا تھا اس کی آنکھیں اسے دیوانہ کرتی ہیں۔تھیں تو کالی مگر صلاح الدین کو چمکتا ہوا سیاہ موتی سے کم نہیں لگتا تھا۔

✿.......✿.......✿

صلاح الدین اٹھ گیا تھا اور ثمرن اس کے دروازہ کھلنے پر فوراً کچن میں آ گئی۔مورے سے باتیں کرتی رہی تھی۔مورے نمازِ چاشت پڑھنے چلی گئیں اب وہی اس کا ناشتہ بنائے گی۔صلاح الدین چل کر لاؤنج میں آیا اور صوفے پہ بیٹھنے لگا جب کچن میں ثمرن نظر آئی۔وہ مسکرا کر چل کر اس کے پاس آیا ثمرن کا پتی ڈالتا ہوا ہاتھ کانپ اٹھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

وہ اس کے پیچھے آیا اور اسے اپنے گھیرے میں لیا اور اس کے بالوں میں منہ چھپا لیا۔وہ مزید گھبرا گئی۔وہ اتنا گھبرا کیوں رہی تھی۔

"واؤ! ایک دن میں نارمل ہوگئی یہ تو اچھی بات ہے، کیا بنا رہی ہو۔"

وہ اب چہرہ اس کے گال کے قریب لے آیا۔وہ ایک دم ڈر کر پیچھے ہوئی، صلاح الدین حیران ہوگیا۔

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں، دودھ لینا تھا۔"

وہ اس کے حیران کن تاثرات سے پریشان ہوگئی تبھی تیزی سے بولی تھی۔صلاح الدین نے چلتے ہوئے

اس کا چہرہ تھاما اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ ثمرن اس کی آنکھوں کی تاب نہ لا سکی اور چہرہ جھکا لیا۔

"ڈرتی کیوں ہو تم مجھ سے، جب تمہارے پاس آتا ہوں کبھی تمہیں مارا یا ڈانٹا۔"

اس کی آنکھوں سے پانی نکلنے لگا جسے صلاح الدین نے اپنے ہونٹوں سے چنا۔

"ڈرنا چھوڑ دو! اور بس کرو مجھے اپنی موشم دو سیکنڈ میں واپس چاہیے یہ لڑکی مجھے ذرا بھی نہیں پسند، ناشتہ بناؤ میں آتا ہوں۔" وہ اسے پیار کر کے مڑ گیا جبکہ وہ آج پورے ہفتے میں پہلی بار کھل کر مسکرائی تھی۔

"موشم۔"

بے اختیار کہنے پر اس کا سر اٹھا تو وہ کھڑا ہوا تھا۔

شاہ زادہ بی گناہ من عاشقت ہستم

(میری بھولی سی پرنس تم سے بہت پیار کرتا ہوں)

"آپ کیا کہتے ہیں۔"

وہ بالآخر مسکرا کر بول پڑی۔

⁂......⁂......⁂

"مجھے اس سفید گھوڑے پہ سفر کرنا بہت پیارا ہے۔"

وہ اب اتنا گھوم چکے تھے بالآخر اس کی نظر گھوڑے پہ پڑی اور چلتے ہوئے اس کے پاس آئی۔

"میرے پاس تین گھوڑے ہیں اور دو تو پرشین ہیں۔"

"آپ لگتا ہے افغانی ہیں۔ اتنی او بزیشن پرشین پر سے۔"

وہ مسکرایا۔

"ایک گھوڑا جس کا نام چشم ہے بہت سفید ہے بالکل چمکتے موتی کی طرح۔ میں خود ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ میلا نہ پڑ جائے۔"

وہ اپنی پسندیدہ گھوڑے کو یاد کرتے ہوئے کہنے لگا۔ کافی عرصہ ہو گیا تھا اس پر سواری کیے ہوئے۔

"مجھے رائڈ لینی ہے۔" وہ اس کو سوچوں کی دنیا سے نکالتی ہوئی بولی۔

''ہورس رائیڈنگ آتی ہے۔''

''نہیں، ایک دفعہ کرنے لگی تھی لیکن وہ گھوڑا اتنے غصے سے دیکھ رہا تھا مجھے۔ مجھے لگا جیسے ہی میں بیٹھوں گی میں بس پھر اللہ کو پیاری۔''

وہ مسکرا پڑا۔

''آؤ میں سکھاتا ہوں۔''

''سچ میں۔'' وہ معصومیت سے اسے دیکھنے لگی۔ صلاح الدین نے گھڑی دیکھی۔

''ابھی صرف تین گھنٹے باقی ہیں تو چلو اس کے بعد صرف سمندر۔''

وہ گھوڑے لے چکا تھا اور تیزی سے چڑھا۔ اس نے دیکھا، وہ ڈر رہی تھی اس نے ہاتھ آگے کیا وہ اسے تھام چکی تھی اور صلاح الدین نے خود سے وعدہ کرلیا تھا وہ یہ ہاتھ کبھی نہیں چھوڑے گا۔

❁.......❁.......❁

آغا جان اسامہ کے کمرے میں آئے۔ وہ تو انہیں دیکھتے ہی نہال ہو گیا اسے آغا جان سے بہت محبت تھی وہ چاہتا تھا وہ اس سے اسی طرح برتاؤ کریں جیسے وہ صلاح الدین اور ہادی سے کرتے تھے مگر دوری کے باعث وہ کبھی اسامہ کے قریب نہیں آئے تھے جبکہ ابراز کی طبیعت ہی ایسی تھی کہ وہ سب کا لاڈلا خود بہ خود بن گیا جبکہ اسامہ بالکل الگ تھلگ رہنے والا سرد مزاج کا حامل شخص کسی کے قریب نہ آسکا مگر اس کا دل بھی کرتا تھا وہ بھی سب کی طرح گھل مل کر رہے، سب کے ساتھ ہنسی خوشی سے گھومے، پورے شغل لگائے مگر وہ یہ سب چاہ کر بھی نہیں کرسکتا تھا۔

''خان ٹھیک ہو۔'' آغا جان نے اس کے کندھے پہ پیار سے تھپکی دی۔

''مجھے اچھا لگا آپ آئے آغا جان۔'' اس کے لہجے میں جوش تھا۔

''ہو آیا کرو کمرے میں میرے، تم تو بہت مصروف ہو گئے ہو۔'' وہ صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بولے جبکہ وہ کیا کہتا اس کے لیے تو ان کے لیے ٹائم ہی کب تھا جو آتا۔

''اسامہ خان! ایک بات میری مان سکتے ہو۔'' آغا جان کا لہجہ بہت نرم تھا۔

”جی بولیں آغا جان! آپ حکم کریں۔“

”ہادی اس دنیا میں نہیں رہا، دین نے میرا مان نہیں رکھا اور ارباز میں بھی دین والی خصوصیت ہے میری امید اب صرف تم ہی ہو خان۔“ وہ بولے۔ اسامہ نے انہیں ناسمجھی سے دیکھا۔

”میں جو کہوں گا تم وہ کرو گے نا، میں جانتا ہوں تم صلاح الدین بہت مختلف ہو اس لیے تو اسی امید پہ آیا ہوں کہ تم مجھے شرمندہ نہیں کرو گے۔“

وہ تھوڑے سے دکھی نظر آئے اسامہ گھٹنے کے بل بیٹھا اور ان کے گھٹنے پہ ہاتھ رکھا۔

”آپ بے فکر ہو جائیں۔ آپ میری جان بھی مانگیں گے میں سر جھکا کر راضی ہو جاؤں گا۔“

آغا جان کی چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ آئی اور اس کے سر پہ پیار کیا۔ اسامہ کا دل خوشی سے پاگل ہو گیا وہ اپنی اہمیت بنا لے گا اب صلاح الدین کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

”تم اس قاتل کی چھوٹی بہن کو اپنے نکاح میں لاؤ گے۔ اسے حق دینا اس چیز پر میں پابندی نہیں لگاؤں گا مگر تمہیں کیا کرنا ہے مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ سمجھ گئے نا بول مجھے بھرپور امید ہے تم مجھے انکار نہیں کرو گے۔“

اسامہ ایک منٹ کے لیے ساکت ہو گیا، یہ کیا کہہ رہے ہیں دل تو جیسے تھم سا گیا تھا۔

”صلاح الدین بھول گیا وہ کیا ہے لیکن تم مت بولنا میں یقین سے کہہ سکتا ہوں تم مجھے مایوس نہیں کرو گے کل تم میرے ساتھ چلنا ٹھیک ہے۔“ وہ اس کا کندھا تھپتھپا کر اٹھ پڑے اور اسامہ کو لگا وہ بے زبان ہو گیا ہے۔

”بہت اچھا لگا آپ سے مل کر۔“

وہ اس کے ساتھ کھڑی نیلے سمندر کو دیکھ رہی تھی اور اس کے ساتھ چلتے ہوئے گیلی ریت کو اپنے پیروں میں محسوس کرتے ہوئے بولی۔

”ویسے اگر میری امی کو پتا چلے میں نے نو گھنٹے ایک سٹرینجر کے ساتھ گزارے ہیں تو وہ تو بے ہوش ہو جائیں گی اور کہیں آپ کو پکڑ کر میرے ساتھ نکاح کروا دیں گی۔“

اس نے اپنی زبان بے اختیار روکی۔ دین جو اسے دیکھ رہا تھا اس کی بات پر دلکشی سے ہنس پڑا۔

”تو پھر اپنی امی کو جلدی سے بتائیں۔“

”کیا۔“

وہ گڑبڑا گیا۔

”مذاق کر رہا تھا۔“

”شکر تھا مذاق ہے ورنہ یہ ہل میرے ہاتھوں میں ہی ہے دیکھا نہیں تھا آپ نے۔“

وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔

”مجھ معصوم کو مت مارنا پلیز میں نے ابھی پلین چلانا ہے۔“

”اچھا الادین! مجھے آپ بھی پلین چلانا سکھائیں گے۔“ وہ اچانک کچھ سوچتے ہوئے ہاتھ کو پیچھے کرتے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو پیوست کرتے اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولی۔

”آپ مجھ سے دوبارہ ملنا چاہتی ہیں۔“ وہ حیران ہوا تھا۔ کیسے نہ ہوتا یہ بات کم سے کم اس سے توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔

”ہاں کیوں آپ نہیں چاہتے۔“

وہ معصومیت سے اسے دیکھتے ہوئے لگی کہ صلاح الدین کا دل بے اختیار دھڑک اٹھا۔ وہ اس کے صاف بے داغ چہرے سے کو دیکھتے ہی بے اختیار نظر پھیر چکا تھا کہ یہ اندر پلتے جذبات کہیں چہرے اور آنکھوں میں نہ پھیلنا شروع ہو جائیں ورنہ جس بھروسے سے وہ اس کے ساتھ آئی تھی ان جذبوں کو دیکھ کر اس کا بھروسہ ٹوٹ جائے گا۔

”میری خواہش ہے کہ میں دوبارہ یہاں آؤں، بہت خوبصورت ہے یہ جگہ۔“

وہ اداس سی مسکراہٹ لیے سمندر کے سامنے ڈوبتا ہوا سورج دیکھتے اداسی سے ہی کہنے لگی۔ وہ اتنا اداس کیوں تھی ایسے جذبات ایک ہی دن میں اتنی شدت کیوں لے رہے تھے۔

”میری بھی یہی خواہش ہے۔“

وہ بھی اسی کیفیت کا شکار تھا جبھی اس اداس منظر کو دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔

''ہائے الادین ہم رک نہیں سکتے۔''

وہ بچوں کی طرح آخری فوٹو کلک کرتے ہوئے بولی۔اس کے سب انداز بے اختیارانہ تھا صلاح الدین بھی سنجیدگی سے دیکھتے بولا۔

''اگر تم چاہو تو موشم۔''

وہ یہ احساس جو اس کے دل میں تھے وہ زبان پہ لانا چاہتا تھا مگر جو پوزیشن اس وقت اس کی تھی اس میں وہ اس سادی سی لڑکی کی طرح بے اختیار نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ ایک میچور اور بے حد سمجھدار آدمی تھا۔وہ کبھی بھی کسی لڑکی کے ساتھ اس طرح فری نہیں ہوا تھا نہ ہی اس کی نیچر میں شوخ اور لاابالے ہونے کا خاصا تھا۔وہ تو کبھی اپنی کزن سے بھی ہنس کر بات نہیں کرتا تھا باہر کی لڑکیوں کی تو دور کی بات ،اسے کسی چیز کی الرجی نہیں تھی بس اس کی ماں کی تربیت کی وجہ سے وہ ایسا تھا مگر آج اس دیکھنے میں نازک سی اور اندر سے فولاد جتنی مضبوط لڑکی نے اسے بری طرح اپنی طرف کھینچا تھا کیا تھا جس وہ اپنی ساری حد بندیاں توڑتا جارہا تھا جو اس پر لاگو تھیں۔

''زندگی رکنے کا نام نہیں ہے ثمرن چلنے کا نام ہے اور انسان ساری زندگی سفر کرتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اچھے پلوں میں اس کا وقت تھم جائے جبکہ برے پلوں سے وہ بھاگ کے ہی بھاگنا چاہتا ہے۔حقیقت میں برا پل زیادہ لگ رہا ہوتا جبکہ خوش کن پل چھوٹا حالانکہ دونوں کا وقت ایک جیسا ہوتا ہے۔بس خوشی میں وقت کو جیسے بھول جاتے ہیں اور پتا بھی نہیں چلتا کہ کب کا یہ پل گزر بھی گیا جبکہ برے وقت میں ہمیں ہمیشہ وقت کی پڑی رہتی ہے تو وقت جیسے سلو ہو جاتا ہے۔اس لیے وقت چاہے جیسا بھی ہو دونوں کو ایک جیسا جیو تو زندگی بڑی حسین لگے گی اور اگر ایک ہی منزل پہ رک گئے تو سفر کا جیسے اختتام ہو جائے گا۔اس سفر کے اختتام کو اینڈ آف دی لائف کہتے ہیں اور اُردو میں ''موت۔'' تو اداس مت ہو زندگی اسی چلنے کا نام ہے۔''

وہ اتنی لمبی بات اس کے چہرے پہ چھائی ہوئی اداسی کو دور کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔پتا نہیں وہ اس کی اداسی دور کرتے ہوئے بولا تھا یا شاید اپنی زیادہ تر اپنی کیونکہ وہ اپنے دل میں پلتی نئی کیفیت پر پریشان ہو گیا تھا۔وہ اس کو سنتے ہوئے جیسے سرہلانے لگی۔

''ہاں بات تو بالکل ٹھیک کہی آپ نے لیکن کیا کریں ہم بشر کو بھی پسند ہمیشہ اچھی چیز آتی ہے کبھی آپ نے سنا ہے کسی سے کہ برا پل میرا سب سے یادگار پل تھا مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔''

اس کی جو بات تھی وہ خاصے پتے کی تھی۔

''نہیں، یہ نہیں کہہ رہا ہوں میرا مطلب یہ تھا کہ خوش پل کو انعام کے طور پہ جانے اور برے پل کو آزمائش کے طور پہ ان دونوں پلوں سے کچھ نہ کچھ سیکھیں۔ یہ تھوڑی کہہ رہا ہوں کہ کوئی پریشانی کسی وقت آجائے، اللہ نہ کرے تو ہنسنے ہی شروع ہو جائیں ویسے آپ جیسی لڑکی کا بھروسہ نہیں۔ یہ نہ ہو ابھی اسی طرح پاگلوں والی حرکتیں کرنے لگ جائیں، کھلکھلانا شروع کر دیں بعد میں کہیں یہ سب الادین صاحب نے کہا تھا۔'' وہ سنجیدگی سے کہتے کہتے بے اختیار خاصے شوخ لہجے میں بولا تھا۔ ثمرن کا منہ کھل گیا۔ پھر گھور کر تیزی سے اس کو مارنے کے لیے بڑھی مگر وہ ہنستے ہوئے بھاگ اٹھا تھا اور سمندر کی لہریں ریت پہ ان کے نقش ہوتے ہوئے قدموں کو مٹا رہا تھا، دل کی بات جیسے دل میں ہی رہ جاتی تھی مگر قسمت شاید ایسا نہیں چاہتی تھی وہ اس کی دل کی حالت کو عیاں کرنا چاہتی تھی اور ان کے دوبارہ ملنے کا وقت شروع ہو چکا تھا۔

✿......✿......✿

وہ اس کے لیے ناشتہ بنا کر رکھتے ہوئے جانے لگی جب دین نے اس کا بازو پکڑ لیا کیونکہ وہ مڑ کر جانے لگی تھی۔

''ناشتہ کیا تم نے؟''

وہ نرمی سے اس سے پوچھ رہا تھا۔ اس نے سر ہلایا صلاح الدین نے اسے اپنے پاس بٹھایا اور اس کی پیشانی چومتے ہوئے اسے میڈیسن پکڑائی اور ساتھ میں پانی کا گلاس تھمایا۔

''لو پین ریلیف ہے۔''

ثمرن نے گلاس اپنے ہاتھوں میں بمشکل پکڑا جبکہ صلاح الدین ٹرے میں سجے ناشتے کی طرف متوجہ ہوا۔

''یہ ناشتہ میرے لیے سب سے زیادہ قیمتی ہے کیونکہ یہ تم نے بنایا ہے ویسے اس کی ضرورت نہیں تھی ابھی تمہارے ہاتھ بھی ٹھیک نہیں ہوئے۔''

وہ اب اس کے ہاتھ پکڑ چکا تھا اور جوس پینے لگا۔ وہ گلاس رکھ چکی تھی۔

''وہ آنٹی نماز پڑھ رہی تھی۔'' وہ اتنا ہی بول پائی اور چہرہ جھکا چکی تھی۔

''اینی ویز، یہ میری موشم نے بنایا میں تو بہت خوش ہوں مگر آج کے بعد مت بنانا، کم سے کم جب تک یہ تمہارے خوبصورت ہاتھ ٹھیک نہیں ہو جاتے۔''

وہ ابھی تک خاموش تھی۔ صلاح الدین نے گہرا سانس لیا اور پھر ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

''ویسے تمہارے پاس قطر کی پکچرز ہیں اور میری کیپ بھی؟''

وہ چائے کا سپ لیتے ہوئے اچانک کچھ یاد آنے پر بولا اور وہ کچھ سوچ کر مسکرائی۔

''ہے نا میں نے وہ نوری کے ساتھ مل کر میگزین سی بنائی اور میں نے اپنی انلارج فوٹو بھی رکھی ہے جس میں کوک پٹ میں بیٹھی تھی وہ آپ نے ہی تصویر لی تھی ماما بھی تھی کسی پروفیشنل نے لی ہے۔''

وہ بولتے بولتے رک گئی کیونکہ ہری آنکھیں بڑی دلچسپی سے اس کے گرد طواف کر رہی تھیں۔ وہ بے اختیار جھینپ گئی۔

''بولو چپ کیوں ہو گئی۔'' وہ مسکرا کر بولا۔

''گھر ہے اور گھر تو میں جا نہیں سکتی۔''

یہ بولتے ہوئے اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔

''یار اتنا پانی کہاں سے لاتی ہو کہیں ٹینکی فٹ نہیں کروائی دماغ کے اندر۔''

وہ شرارت سے بولا جبکہ وہ سر جھکا کر اپنے آنسو اندر پینے لگی۔

''بڑے افسوس کی بات ہے موشی کیوں رو رہی ہو۔ کیا اتنا برا ہوں میں، مارتا ہوں میں تمہیں۔''

وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے قریب لا چکا تھا اور کپ سائڈ پہ رکھتے ہوئے اس کی طرف جھکتے ہوئے بولا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

''لیکن تمہارے رونے سے تو لگ رہا ہے اتنا ظالم ہوں کہ مار مار کے تمہارا حشر کر چکا ہوں جبکہ میری فیملی اچھی ہے بزدل لوگ ان کے وقت تو تمیں مار خان بنی ہوئی تھی میڈم بس میرے وقت میں چوہیا! روتی بسورتی

اس لیے نام موشم نہیں رکھا اب سائل کرو سائل۔"

وہ اس کی طرف مزید جھکتے ہوئے بولا وہ پیچھے ہوتی گئی کہ صلاح الدین نے اسے گدگدانا شروع کر دیا۔

"دین!!۔"

اس کی بے اختیار حرکت پر اس کی ہنسی فوراً چھوٹ گئی۔

"ایسے تو تم نے ماننا نہیں تھا یہی کرنا پڑے گا۔"

وہ اسے ہلکا سا گدگدا رہا تھا۔

"الادین، پلیز چھوڑیں۔"

وہ ہنسنے لگی صلاح الدین کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا پھر اس نے یک دم چھوٹی سی شرارت کی اور ثمرن کی آنکھیں پھٹ سے کھل گئیں اور دروازہ کھلا، ثمرن نے جلدی سے اسے سائڈ پہ کیا اور سیدھی ہوئی مورے چلتے ہوئے یہاں آئی اور مسکرائی۔

"اٹھ گئے میرے چاند، ارے چندا تمہیں کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے اتنی لال کیوں ہو رہی ہو۔"

وہ ثمرن کا لال دھواں لیتا ہوا چہرہ دیکھ کر پریشان ہوگئیں جبکہ صلاح الدین کے چہرے پہ محظوظ مسکراہٹ آ گئی۔

"محترمہ کے ساتھ شرارت کی تھی تبھی ہنس رہی ہیں۔"

اور وہ صلاح الدین کو منہ کھولے دیکھتی رہی۔ کیسے ڈھٹائی سے ماں کے سامنے بول پڑا تھا۔ مورے کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔

"اچھا تم ہنسی تھی تبھی سانس اتنا پھول رہا ہے۔"

اور صلاح الدین پانی کا سپ لیتے ہوئے ان کی سادہ گوئی پر کھل کر ہنسنے لگا جبکہ ثمرن اسے گھور کر دیکھتے ہوئے اٹھ پڑی تھی۔

⁂......⁂......⁂

آغا جان جہاں اپنے پلان پہ بے انتہا خوش تھے اِدھر سے ایک نئی مصیبت ان کی بڑی بہن ردا خانم سنہری

حویلی آرہی تھیں۔وہ پہلی خاتون تھیں جن سے آغا جان ڈرتے بھی تھے اور ان کے ہر فیصلے کا احترام کرتے تھے۔ انہیں کی وجہ سے خان کی حویلی میں عورتوں کی اتنی اہمیت حاصل تھی۔صلاح الدین کی ماں کو بھی حیثیت انہیں کی وجہ سے ملی اور لڑکیوں کو پڑھنے اور ہر قسم کی آزادی کی اجازت کی بھی وجہ وہ تھیں اور ساری زمین جائیداد بھی ابھی تک انہیں کے نام تھی آغا جان تو بس نام کے آغا جان تھے۔اصل رعب تو ردا خانم کا تھا اور جب ان کی شادی منیر خان جو منسٹر تھا اس سے ہوئی ان کی اہمیت دگنی ہوگئی،انہیں نفرت تھی ان مردوں سے جو عورتوں کو حقیر سمجھتے تھے ان کی نظروں میں تو وہ مرد ہی نہیں تھے اور آغا جان کو بڑے سے لے کر چھوٹے،مالکن سے لے کر نوکر تک کی عورت کو اس کا حق ملنا چاہئے اور اگر کسی کو انصاف نہ ملا اور اس کے ساتھ ظلم ہوا تو پھر اس کے انجام سے وہ سب بڑی اچھی طرح واقف ہیں کیونکہ ان کا خاندان پولیس،ملٹری سے بھرا پڑا ہوا تھا۔اب مسئلہ یہ تھا وہ کینیڈا سے یہاں آرہی تھیں اپنے بھائی کے گھر رہنے اور آغا جان اپنی ہٹلر فیمنیسٹ بہن کی آمد پر خاصے پریشان ہوگئے۔اب تو وہ اس بچی کے ساتھ کچھ نہیں کرسکتے تھے بہرحال جب تک وہ جاتی نہیں تب تک تو کچھ نہیں کہیں گے اور اس لڑکی کو لانے سے پہلے وہ حویلی میں حکم جاری کرچکے تھے اور ردا خانم کا نام سن کر سب کو گویا سانپ سونگھ گیا۔آغا جان نے ایک دن کا گیپ دے کر اگلے دن جانے کا فیصلہ کیا اور یہ طے پایا کہ اسامہ ان کے مظفر آباد والے فارم ہاؤس میں رہے گا اور پھر جو چاہے وہ کرے اسے کوئی فرق نہیں پڑنے والا تھا۔

اسامہ بہت خاموش ہوگیا تھا آج اس لڑکی نے آجانا تھا جو اس کو کہنے کو تو بیوی بننے جارہی تھی مگر وہ ایک کھلونا تھی جس کے ساتھ اس نے کھیلنا تھا اور بڑی بے دردی سے کھیلنا تھا اس نے چھت پہ چلتے ہوئے پاکٹ سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور سگریٹ نکال کر منہ میں رکھا پھر بڑی ہی بے دلی سے لائٹر جلا کر سگریٹ کے گہرے گہرے کش لینے لگا اور نیچے سرخ آنکھوں سے ڈوبتے ہوئے سورج کو دیکھ رہا تھا۔اس ڈوبتے سورج میں پھیلتی ہوئی وہ خون آشام درندہ بن جائے گا اور اس لڑکی کو اپنی درندگی کا نشانہ بنائے گا۔ضمیر اپنا کام بخوبی کررہا تھا اس کے دل کو کچوکے لگا رہا تھا کیونکہ ابھی ضمیر مرا نہیں تھا۔

❁......❁......❁

"نہیں!میں اب بالکل نہیں مانوں گی۔آپ میری ایک بچی کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں جبکہ میں دوسری ہرگز

نہیں دوں گی ہمارا قصور بھی نہیں تھا پھر بھی میں نے اپنی پھول سی بچی آپ کے حوالے کی۔"

انہوں نے جب آغا جان کی بات سنی تو ان کا دماغ بھک سے اڑ گیا اور بابا تو خاموش رہے جبکہ ممتا تڑپی تھی اس لیے امی بولنے پر مجبور ہو گئی تھیں۔

"ہم ونی میں اپنے ساتھ دو لڑکیاں لے کر جاتے ہیں۔" آغا جان سرد لہجے میں بولے۔

"تو آپ کو پہلے لے جانا چاہیے تھا اور میں اب بھی کہوں گی میرے بیٹے کا کوئی قصور نہیں ہے۔ سارا قصور اس کے دوست کا تھا۔ اسے کچھ کیوں نہیں کہتے میرے ہی بچوں کے پیچھے پڑ گئے آپ۔"

امی کا ضبط ٹوٹ گیا تھا۔ وہ نہیں برداشت کر سکتی تھیں۔ سب سے زیادہ دکھ اس بات کا تھا کہ ثمرن کی قربانی ضائع گئی۔

"آپ اپنی بیٹی کو بلا دیں ورنہ آپ کے پاس کچھ نہیں بچے گا۔"

"میں نہیں دے سکتی اپنی بچی۔"

ان کا دل تڑپ رہا تھا۔

"پہلے بھی تو دینی والی تھی اب آپ کو کیا ہوا ہے۔"

وہ خاموش ہو گئیں۔

"اپنے بیٹے کی اگر آپ زندگی چاہتی ہیں تو اپنی بیٹی کو ابھی میرے حوالے کریں اور میں یہ آخری بار کہہ رہا ہوں۔"

"آج ہی فلائٹ کیوں ہے؟"

وہ تیار ہو کر باہر نکلا تھا جب اس کی کال آ گئی اور اب اس کی دوست کی بات سن کر وہ بے چینی سے بولا۔

"یار! اب کوئی کیپٹن اوکے نہیں کر رہا تھا یہ فلائٹ چنتے پتا نہیں سب نے ہی چھٹیاں لے لیں۔ تمہیں ہی آنا پڑے گا۔"

"ہاں دو دن کیسے رہوں گا۔"

وہ بڑبڑایا اور دروازہ کھول کر جس دشمن جاں کا سوچ رہا تھا وہی تھی اور ابھی اسی سوٹ میں تھی جسے تھوڑی دیر پہلے صلاح الدین نے دیا تھا اور زبردستی کہا تھا پہنو امیرالڈ گرین اور بلیک کا مبنیشن جس پہ ہلکا سا نیٹ اور موتیوں کا کام ہوا تھا۔بال اس نے فرنچ ناٹ میں کیے وہ اپنی تمام تر خوبصورتی مگر کمزوری سمیت اس کے سامنے موجود تھی۔

''اب تو بہت زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔'' وہ جیسے کھو گیا تھا اور اسی کھوئے ہوئے لہجے میں بولا۔

''تو کیا کہہ رہا ہے دین شام کو ریڈی رہنا۔''

''ٹھیک ہے۔'' اس نے بے دلی سے کہتے ہوئے فون بیڈ پہ پھینکا اور اس کے پاس آیا۔

''تم سے کس نے کہا تھا کے بال باندھ کر آتی۔'' وہ اس کے چوٹی کو پکڑتے ہوئے بولا۔وہ ڈر گئی۔

''میں نے نہیں کیے وہ مورے نے کہا تھا م، میں آگے سے کیا کہتی۔''

صلاح الدین نے سینے پہ بازو باندھ کر دلچسپی سے دیکھا۔

''میں پریشان ہوں اور موشم تمہیں اپنی ہی پڑی ہے سب کتنے مطلبی ہو میرا تو کوئی سوچتا نہیں ہے۔'' اس کی کہنی کی دیر تھی اور ثمرن کو شرمندگی ہوئی۔

''نہیں، میرا وہ بھی مطلب نہیں تھا......''

صلاح الدین نے اس کی بات ادھوری چھوڑ کر اسے اپنے ساتھ لگایا اور زور سے اسے بھینچا۔

I'm gonna miss you moosham

وہ لب اس کے پیشانی پہ رکھتے ہوئے بڑبڑایا ثمرن ڈر گئی۔

''آپ کہاں جا رہے ہیں۔''

صلاح الدین کو اس کے لہجے میں جیسے کسی کو کھونے کا بڑی شدت سے ڈر محسوس ہوا تھا۔

''ہاں جا رہا ہوں میری تو قدر ہی نہیں کرتا کوئی۔''

وہ اب سے تنگ کرنے کی ٹھان چکا تھا۔دیکھے تو سہی کرتی کیا ہے۔

''دین پلیز، کہیں مت جائیں، میں اکیلی رہ جاؤں گی۔'' وہ اس سے الگ ہوتے ایک دم وحشت زدہ

ہوتے ہوئے بولی۔

”میرے پاس آتی نہیں ہو، کچھ کہتا ہوں تو میڈم کی ایسی حالت ہو جاتی ہے جیسے میں قصائی ہوں اور تم کوئی قربانی کا بکرا تو میں کیا کروں گا۔“

”آئیم سوری دین، پلیز مجھے چھوڑ کر نہ جائیں۔“ وہ بالکل رونے والی ہوگئی۔ صلاح الدین کو بہت ہنسی آئی۔

”اگر تمہیں وہ چورد یکھ لے تم ایک مرد سے وہ بھی اپنے شوہر اور اس کے سسرالی سے ڈر رہی ہو اور ان کی اتنی سی بات پر رونے لگی ہو تو اس نے ہنس ہنس کر پاگل ہو جانا ہے کہ یہ وہی لڑکی ہے جس نے بھرے مجمع میں مارا تھا اور کیا مارا تھا کہ میں پٹھان خود حیران ہو گیا۔ تم مادر بزرگ خانم سے مل لیتی تو تم ان کی فیورٹ ہوتی اور تمہارا ساتھ یہ سب ہوتا بھی نا۔“

وہ ان کو سوچتے ہوئے ہنس پڑا کاش وہ آجاتیں۔

”وہ کون ہیں؟“ وہ اب اس کی ہر بات کا جواب دینا چاہتی تھی کیونکہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے۔

”آغا جان کی بڑی بہن ہیں اور قسم سے بالکل لگتی نہیں ہیں ایک تو وہ ابھی بھی ماشاءاللہ سے جوان اور خوبصورت ہیں دوسرا فیمنسٹ اگر کوئی ہے صحیح والا تو وہ ہماری خانم ہیں بہت محبت ہے انہوں لڑکیوں سے لڑکوں کو تو منہ ہی نہیں لگاتیں۔ بس ان کا ایک ہی لاڈلا ہے اسامہ باقی ہم نے تو پیار سب سے لے لیا تھا اسامہ پہ تو وہ جان چھڑکتی تھیں پھر اس کے بعد ان کی فیورٹ گھر کی لڑکیاں تھیں۔“

”واقعی میں۔“

وہ حیران ہوئی تھی اتنے سخت ماحول والے گھر میں ایسا بھی ہوتا ہے۔ صلاح الدین نے اس کی حیران کن آنکھوں کو دیکھا تو انہیں پیار کیے بنا نہ رہ سکا۔

چشمان شما باعث می شود قلب من سریعتر شود

Your eyes makes my heart beat faster

بھرپور شدت لہجے سے فارسی میں وہ اس کی تعریف کرنے لگا کہ وہ نہ جانتے ہوئے بھی سرخ پڑ جاتی کیونکہ

اس کی ہری آنکھیں سب کہانی بتا دیتی تھیں

"یہ آپ کیا کہتے ہیں۔" وہ سر اٹھاتے ہوئے بولی تھی۔

"خود ڈھونڈو میں اب تیاری کرلوں میری امسٹرڈم کی فلائٹ ہے رات کو۔" وہ اسے چھوڑتے ہوئے مڑا تھا۔

"آپ کیوں جا رہے ہیں۔"

"روزی روٹی کماؤں گا تو تمہارا خیال رکھ سکوں گا۔" وہ الماری کھول کر اپنا بیگ نکالتے ہوئے شرارت سے اس کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"صبح واپس آجائیں گے۔"

وہ بے چینی سے اس کی طرف آئی۔

"جھلی! صبح کیسے آسکتا ہوں امریکہ میں جب ہم دونوں ساتھ تھے تو ہمیں پاکستان پہنچتے ہوئے ایک دن لگ گیا تھا اور میں جاؤں گا، وہاں ایک دن رکوں گا پھر دو دن بعد واپس آجاؤں گا تب تک تم اور مورے انجوائے کرنا۔"

"اگر وہ لوگ آگئے۔"

ایک خوف تھا جو دین کو لگ رہا تھا اس کا بہت دیر سے ختم ہونا ہے۔

"تمہارا ایمان مضبوط نہیں ہے موشم۔ اگر ہوتا تو تم کسی سے بھی نہیں ڈرتی سوائے اللہ کے۔"

وہ اب خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ڈرنا چھوڑ دو، واپس آؤں تو مجھے اپنی موشم واپس چاہیے۔ اچھا ہے پسیس مل گی خود کو ان دو دن کے اندر اندر سنبھالوں مجھے وہی لڑکی چاہیے جس سے میں ایک سال سے بے انتہا عشق کرتا ہوں محبت بھی نہیں عشق۔ ہیو یو گاٹ داٹ۔"

وہ حیرت سے اس شخص کو دیکھنے لگی۔ اس شخص نے اس میں ایسا کیا دیکھا تھا جو اس سے عشق کر بیٹھا تھا۔ وہ چلتے ہوئے اس کے پاس آئی اور اس کی پشت سے لگ گئی اور اس کے گرد بازو پھیلائے اور اپنے آنسو سے بھری

آنکھوں سے اس نے آہستہ آہستہ کچھ کہنے کی کوشش کی تھی۔

من

در

عشق

با

شما

هستم

صلاح الدین ٹھہر گیا۔

"میں نے صحیح کہا ہے کہ نہیں الادین صاحب۔"

صلاح الدین مڑا اور اس کو دیکھا اور اس پر جھک گیا اور اسے کہا۔

من در عشق باشما هستم

(مجھے تم سے محبت ہو گئی)

کالی رینج روور سنہری حویلی کے اندر داخل ہوئی سب ان کے استقبال میں کھڑے ہوئے تھے۔ دروازہ کھلا اور سب سے پہلے بلال اُترا اور دوسری طرف آ کر اس نے دروازہ کھولا اور ہاتھ آگے کیا۔ ایک بے انتہا گریس فل اور خوبصورت بزرگ اتری۔ وہ اس وقت نیوی بلیو شلوار قمیض میں ملبوس کے ساتھ ڈراک گرے شال اپنے گرد لپیٹے ہلکے سے گرے بالوں والی اور نیلی آنکھوں سمیت پٹھانوں والی نقوش کی حامل وہ آغا جان کی بڑی بہن ردا خانم تھیں جو اپنی گردن پہ پہنا موتی کے نیکلس کو ٹھیک کرتی شان سے چل کر ان کے پاس آئیں۔

"صبح بخیر خانم جان۔"

سب سے پہلے تائی اماں بڑی خوشی سے آگے بڑھی اور ان سے ملی۔

"کیسے ہو ریشم! ہادی پر صرف صبر کر سکتے ہیں میری جان۔" وہ پیار کرتے ہوئے بولی تائی کی آنکھوں میں

آنسو آ گئے۔

''صبر نہیں آتا خانم جان۔وہ میرے جگر کا ٹکڑا کھا گئے ظالم۔'' وہ خود پہ قابو نہ رکھ سکی اور پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

''صبر صبر، رو نہیں مجھے سب سے ملنے دو۔''

''بالی۔'' وہ مڑی اور بلال کو دیکھتے ہوئے کہنے لگیں۔

''جی دادی۔''

''ذرا وہ سپیشل سامان نکالنا۔''

وہ سر ہلا کر مڑا۔

''خان کہاں ہے اور دین، اسامہ اور ارباز۔'' وہ ساری لڑکیوں سے مل کر ان کا پوچھنے لگی۔

''خانم جان! آغا جان شہر گئے ہوئے ہیں اسامہ بھی ان کے ساتھ ہی ہے اور ارباز کا اگزام تھا دین کو رہنے دیں۔''

''کیوں کیا ہوا۔'' وہ ان کے ساتھ چلتے ہوئے حیرت سے بولی

''دین نے ہم سے سارے تعلق توڑ دیئے ایک لڑکی کی خاطر۔''

''کیا؟'' انہوں نے حیرت اور خاصی اونچی آواز میں کہا۔

اسامہ سٹیرنگ کو سختی سے تھامے خاصی ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا جبکہ اس کے ساتھ اس کی بیوی۔ یہ سوچتے ہوئے اسامہ کی نسیں پھٹنے کے قریب تھیں کہ اس نے ایک بچی سے شادی کر لی۔

آغا جان نے کہا تھا وہ فارم ہاؤس کے لیے نکل پڑا جو مظفر آباد میں واقع تھا اور اس کا ایسا حشر کر دیں اور ایسا ڈرا دیں کل وہ جب اسے اپنے ساتھ لائے تو وہ بالکل گونگی ہو جائے۔

اسامہ سر ہلاتے ہوئے بے انتہا نفرت سے اس بارہ سال کی لڑکی کو دیکھتے ہوئے اپنی مرسڈیز جی ویگین آڑ کی طرف بڑھا اور وہ بالکل گھبراتے ہوئے اپنے ہاتھ مروڑنے لگی، اس کی کالی خوبصورت موٹی آنکھیں کبھی ادھر

کبھی اُدھر دیکھی جا رہی تھیں۔اس نے جامنی رنگ کی فراک پہنا ہوا تھا جو اپنی دوست کی پارٹی میں جانے لگی تھی

اسے کیا پتا تھا کہ وہ کسی کی بیوی بن جائے گی۔شادی کے مطلب سے بھی وہ اتنے صحیح طرح سے واقف نہیں تھی

جب نکاح ہونے لگا تو آغا جان کے حکم سے امی نے روتے ہوئے ثمرن کا ہی کالا دوپٹہ اسے پہنا دیا۔

''امی، مجھے نہیں جانا،ابو۔''

وہ بچی رونے لگی تھی اور ان کا کلیجہ پھٹنے کے قریب تھا۔

''میری جان مت رو بہادر بننا ہے تم نے اور تم کون سا اکیلی ہو آپی ہے نا تمہارے ساتھ رونا نہیں میری بچی

کچھ کہیں تو آپی کو بتا دینا۔دیکھنا آپی آپ کو کچھ نہیں ہونے دیں گی۔''

جھوٹی تسلی سے اس کے معصوم جسم کو گھیرے میں لیے دلاسا دے رہے تھے۔

''ابو یہ زیادتی ہے رنجی کا صبر نہیں آیا تھا اب نوری۔''

ارسل بہت پریشان تھا۔

''تم چپ کروں میری نظروں سے دور ہو جاؤ آج میری دوسری بیٹی مجھ سے جدا ہو رہی ہے اللہ کبھی تمہیں

سکھ نہ دے میری دو بچیاں چھین لیں مجھ سے۔''

وہ نوری کو لگائے غصے سے بول رہی تھی۔ارسل شرمندہ ہو گیا کاش وہ ایسا نہ کرتا تو آج اس کی بہنوں کا

مستقبل تباہ نہ ہوتا یہی چیز اس کو ساری زندگی پاگل کرتی رہے گی اسے یقین تھا۔

''تمہیں انویٹیشن دینا ہو گا جانے کا جاؤ۔''

وہ دھاڑے۔نوری ڈر گئی اور رونے والی ہو گئی پھر دل میں سوچا آپی کو بتاؤں گی۔آپی کے پاس جانا ہے امی

نے کہا تھا۔

''کون سی کار میں جانا ہے۔''وہ خود کو تسلی دیتے ہوئے بولی۔

''وہ سامنے تمہارا شوہر کھڑا ہے اب جلدی دفع ہو ورنہ کھال ادھیڑ دوں گا۔''وہ پوری ممکن کوشش کر رہے تھے

کہ وہ ابھی سے ڈر جائے مگر ان کی سب سے بڑی غلط فہمی تھی۔

''میں پولیس کو بتاؤں گی اگر آپ نے ایسا کیا انکل۔''

وہ تھوڑی سی بہادری سے بولی۔ وہ کیوں ڈرے وہ کسی سے نہیں ڈری وہ بھری لاڈلی سب کو فٹافٹ جواب دیتی تھی کیسے چپ رہتی۔ ان بہنوں میں یہی خصوصیت تھی۔ وہ بہت کم ڈرا کرتی تھیں اور بولڈ انتہا کی تھیں بچی کیا بڑے آغا جان مڑتے ہوئے رک گئے اور حیرت سے اسے دیکھنے لگے جو سرخ آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی لیکن تھوڑا ڈر بھی اس کے چہرے پہ آیا تھا۔ بچی تھی آخر!

''گستاخ۔''

وہ اس مارنے لگے تھے کہ وہ جلدی سے بھاگتے ہوئے گاڑی کی طرف آئی اس کا دوپٹہ اتر گیا تھا اور اسامہ سگریٹ کے کش لینے لگا۔ وہ انتظار کر رہا تھا مگر وہ آ ہی نہیں رہی تھی۔ اسے بے پناہ غصہ آ رہا تھا۔ اس نے ہارن بجانا شروع کر دیا نوری نے دروازہ کھولا مگر دروازہ خاصا بھاری تھا اس نے بجانا شروع کر دیا اسامہ چونکا۔ اس نے دیکھا تو وہی بچی اسے مشکلوں سے کھولنے کی کوشش کر رہی تھی اس نے تیزی سے دروازہ کھولا۔ وہ اب بڑی مشکلوں سے چڑھنے لگی۔

''آپ میری مدد کر سکتے ہیں۔''

امی نے منع کیا تھا اگر اس نے اسامہ کو بھائی کہا۔ وہ پھر کہہ رہی تھی کچھ مت کہنا اسے اور اگر وہ تمہیں کچھ کہے تو شور کرنے لگ جانا۔

''خود چڑھو!'' وہ غصے سے بولا

اس نے ہمت کی مگر اس سے ہو نہیں رہا تھا۔ اسامہ نے تیزی سے اس کا بازو پکڑا اور کھینچا کہ وہ درد سے چیخ پڑی۔

''امی۔''

''آواز نیچی رکھو۔'' وہ دھاڑا

''آپ مجھ پہ چیخیں نہیں میں پولیس کو بلا لوں گی میرے ارشد بھائی آپ کو ماریں گے۔'' وہ آنسو اور غصے سے کہنے لگی

''کیا کہا تم نے۔'' اسامہ کو پہلے حیرت ہوئی پھر غصے سے بولا۔

http://sohnidigest.com

"آپ ڈانٹ کیوں رہے ہیں مجھے، میں نے اور آپی نے تو کچھ نہیں کیا ڈانٹ تو بھائی کو پڑنی چاہیے تھی آپ بھی ان انکل کی طرح گندے ہیں۔"

اسامہ کو دل کیا الٹے ہاتھ کا تھپڑ اسے لگائے مگر کچھ روک رہا تھا اسے۔

"دروازہ بند کرو۔"

"وہ بہت دور ہے مجھ سے بند نہیں ہو رہا اور آپ نے میرے بازو میں درد کر دیا۔"

کیا پٹاخہ بچی تھی اسامہ نے اس کی طرف آ کر بہت ہی غصے سے دروازہ بند کیا۔ اس کی نظر نور کی آئی پوڈ کی طرف بھری جسے اس نے سختی سے تھاما ہوا تھا۔

"یہ کیا اِدھر دوں۔" وہ تیز لہجے میں بولتا اس سے لینے لگا کہ نور صبح نے ہاتھ پیچھے کیا

"نہیں یہ نہیں دوں گی۔"

"کیوں نہیں دو گی دیکھو لڑکی، میرے سے مار نہ کھا لینا۔" وہ انگلی اٹھاتے ہوئے سرخ لہجے میں بولا۔

"یہ فون نہیں ہے یہ میرا آئی پوڈ ہے اس میں امی، بابا کی آوازیں آئیں گی ریکارڈ میں سنوں گی تو انہیں مس نہیں کروں گی اور روؤں گی نہیں تو پھر آپ سب مجھے ماریں گے نہیں۔" وہ معصومیت سے بولی ایک منٹ کے لیے اسامہ ٹھہر گیا۔ اور پھر اس نے اس کے آئی پوڈ کو دیکھا جس کے ساتھ ہیڈ فون بھی لگے ہوئے تھے۔ اس نے چھیننا چاہا تھا مگر کچھ تھا جو اسے بری طرح روک رہا تھا۔

"آواز نہیں نکالو گی۔" وہ سختی سے کہہ کر گاڑی ریورس کرنے لگا۔

"تھینک یو۔"

وہ اسے دیکھ کر کہنے لگی وہ ایک دم خاموش ہو گیا اور سگرٹ باہر پھینکا۔ اس کی نیلی آنکھوں میں عجیب سا کرب تھا۔

❁......❁......❁

وہ اس کے کوٹ کے بٹن بند کر رہی تھی جبکہ صلاح الدین نے اسے اپنی کیپ پہنائی۔

"کھانا ٹائم پہ کھانا، میڈ میں نے منگوا دی ہے، دونوں کو کوئی ضرورت نہیں ہے کام کرنے کی۔ میڈسن میں

نے باکس میں رکھ دی ہیں۔اسے دیکھ لینا، باہر جانا ہے تو یہ لیں میڈم چابی حاضر ہے۔گھومو پھرو، شاپنگ کرو، چیک بھی رکھ دیا کریڈٹ کارڈ بھی ہے سب کچھ بس میں نہیں موجود یہ سب سے بڑی کمی ہے ویسے بتاؤ تمہارے لیے کیا لاؤں؟۔" وہ جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔ثمرن نے اس کا نام کی پلیٹ کو ٹھیک کیا۔

"الادین۔"

"جی الادین کی موشم۔"

"ویسے الادین کی جسمین ہوتی ہے موشم نہیں۔" وہ تھوڑا مسکرا کر بولی۔

"جو بھی ہو لیکن تم موشم ہو وہ نام تو نہیں بدلنے والا۔اگر امی ابو کے گھر جانا چاہتی ہو تو ضرور جاؤ مگر میرا دل تھا میرے ساتھ چلتی۔"

"آپ کو کیسے پتا۔"

دین نے اسے پیار کیا۔

"دل کو دل سے راہ ہوتی ہے میری جان۔" وہ مڑ کر شیشے میں ٹائی ٹھیک کر رہا تھا۔ثمرن نے اس کے بازو پہ سر رکھ دیا۔

"آپ بہت اچھے ہیں دین۔"

دین مسکرایا۔

"یاد آیا تمہارے کتنے سمسٹر ہوئے ہیں۔"

ثمرن چونک پڑی۔

"دو۔"

"او کے جا کر یونی میں ری ایڈمیشن کرواؤ تم۔"

"دین مجھ سے نہیں ہو پائے گا۔"

"مار کھاؤ گی اگر انڈسٹرل ڈیزائن نہیں ہوتا تو کچھ اور کرو مگر مجھے پڑھی لکھی لڑکی چاہیے بس! ایک کام کرو اکنامکس میں گھس جاؤ۔" وہ شرارت سے بولا۔

"اللہ صلاح الدین اکنامکس سے اچھا ہے میں آپ سے مار کھالوں۔"

وہ ہنس پڑا۔

"چلو اس بارے میں ڈسکس کرتے ہیں بعد میں اپنے الادین کو گڈ بائی بولو۔" وہ مسکرا کر مڑا اور اسے دیکھنے لگا۔

"گڈ بائی۔"

وہ معصومیت سے دیکھنے لگی اور نرمی سے کہا۔ صلاح الدین نے سوچا اس جیسا معصوم بندہ واقعی کوئی نہیں ہوسکتا۔

"تم اپنے شوہر کو گڈ بائی بول رہی ہو کہ کسی ایسے ہی عام سے بندے کو۔" صلاح الدین نے گھوری دکھائی۔

"آپ نے کہا گڈ بائی بولو تو میں نے وہی کہا۔"

"یا اللہ مجھے صبر دے۔" اس نے کہتے ہوئے ثمرن کی کمر پکڑی اور پھر ثمرن پچھتائی ایسے گڈ بائی بول کر۔

✿......✿......✿

وہ خاموشی سے مگر سرد تاثرات لیے ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا جبکہ وہ کبھی اسے کبھی کھڑکی کو دیکھ رہی تھی جب خاموشی برداشت نہ ہوئی تو بول پڑی۔

"آپی کے پاس کب تک پہنچیں گے۔"

اسامہ چونکا، اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جو اس کے جواب کی منتظر تھی۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور پھر ڈرائیونگ میں مصروف ہوگیا۔

"آپ سے کچھ پوچھا ہے؟"

"اور میں تمہیں جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا۔"

وہ تیز و تند لہجے میں اس کی بولتی بند کروانا چاہتا تھا مگر وہ کہاں چپ ہونے والی تھی۔

"تو پھر میں کس سے پوچھوں، گاڑی میں آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔" وہ اس کی سختی کو خاطر میں لائے بغیر بولی۔

"تو پھر اپنا منہ بند رکھو۔" وہ جبڑے بھینچے ہوئے بولا۔

"آپ یہ بات آرام سے بھی کہہ سکتے ہیں جس طرح آپ میرے ساتھ بات کرتے ہیں یقیناً آپی کے ساتھ تو اور برا کرتے ہوں گے۔"

"تمہاری آپی۔" وہ تمسخرانہ انداز میں سر جھٹکتے ہوئے بولا۔

"اسامہ! آپ گاڑی روک دیں تاکہ میں کسی سے پوچھ لوں۔"

دوسرا جھٹکا جو اسامہ خان کو لگا تھا نور صبح سے۔ اس نے ایک دم بریک لگائی اور رک کر اسے دیکھا جو شیشہ نیچے کر کے کسی کو آواز دینے لگی۔ یہاں مری شروع ہو چکا تھا اور کارپٹس لگائے کھڑے آدمی جو بیچ راستے میں پائے جاتے تھے ان سے کچھ کہنے لگی کہ اسامہ نے اس کا بازو دبوچا اور زور سے کھینچا۔ وہ مضبوط گرفت پر کراہا اٹھی۔

"اوچ۔"

اسامہ نے اپنی سائڈ سے شیشہ سے بٹن دبا کر اس کا شیشہ بند کیا۔

"مجھے کیا کہا ہے تم نے۔" وہ دھاڑا تھا۔

"اسامہ! آپ میرا ہاتھ چھوڑیں ورنہ میں چلاؤں گی۔"

وہ گھورتے ہوئے زور سے اپنا بازو چھڑوانے لگی۔ اسامہ اسے رکھ کر لگانا چاہتا تھا لیکن اس بولڈ لڑکی! بچی تو وہ کہیں سے نہیں لگ رہی تھی یہ تو بہت مختلف بلا تھی ایک اس کی بہن جو ہر مظلومیت سہنے والی جس نے اپنے اوپر سہتے ظلم پر بھی بے زبان رہی اور جتنا ظلم ہوا اس نے چپ چاپ کر کے قسمت کا کڑوا گھونٹ سمجھ کر پی لیا اور صلاح الدین نہ آتا تو یقیناً اس کی خاموشی اور صبر نے اسے مار دینا تھا اور جبکہ یہ آخر یہ کیا چیز تھی۔

"پہلی بات، خبردار مجھے اسامہ کہا تو! خان کہو مجھے، دوسرا چلا کر دکھاؤ زبان گدی سے کھینچ لوں گا میں تمہاری۔" وہ اس کا بازو چھوڑ کر غرایا تھا۔

"آپ کا نام کیا ہے پہلے وہ آپ ڈیسائڈ کر لیں کیونکہ قاری صاحب نے آپ کا نام اسامہ بولا تھا دوسرا ماما نے مجھے آپ کو بھائی بولنے سے منع کیا کیونکہ آپ میرے ہزبنڈ ہیں اور تیسرا آپ نے اگر ایسا کیا تو میں ارشد

بھائی کو بلا دوں گی۔"

وہ جیسے ٹھہر گیا تھا۔ یہ لڑکی نہ اپنے اکیلے ہونے پر رو رہی ہے نہ ہی کوئی خوف اس کے چہرے پر موجود ہے اس کی وجہ آخر کیا ہے؟

نوری کو رونا آ رہا تھا مگر آپی نے ایک دفعہ کہا تھا۔

"میری طرح کبھی نہ بننا اور ویسے بھی تم میری طرح ہو بھی نہیں ہمیشہ ایسے ہی مضبوط اور نڈر رہنا۔ ہاں بچوں کی طرح رو لینا چپکے چپکے یا خالی ماما، بابا کے سامنے اگر کسی اور کے سامنے روئی میری جان تو تم انہیں کمزور نظر آؤ گی پھر پتا ہے نا کیا ہوگا۔"

ثمرن نے نجانے کیوں جاتے ہوئے اس آخری دفعہ ماتھے پہ پیار کرتے ہوئے کہا تھا اور یہ بات نوری کو سمجھ آ گئی تھی جتنی وہ چھوٹی سی لگتی تھی اتنی ہی وہ سمجھدار تھی اس کے ہر عمل میں میچورٹی پائی جاتی۔

"آپی! اگر انہوں نے مجھے مارا تو میں کیا کروں گی۔"

وہ اپنی ہر بات آئی پوڈ کی نوٹ میں لکھا کرتی تھی یہ بھی اس نے انگلش میں لکھا تھا تا کہ وہ ان سے اس بارے میں جواب جان سکے۔ پھر اس نے اپنے آنکھیں ہاتھوں سے مسلیں کہیں یہ شخص اس کے آنسو نہ دیکھ لے۔

تائی روتے ہوئے سارا واقعہ بتانے لگی۔ خانم کا منہ حیرت سے کھل گیا جتنی ساری ہمدردی تھی تائی کے لیے وہ ہوا میں اڑ گئی۔

"بس۔"

وہ چیخ ہی پڑی ان کے اس انداز پہ سب ہی دنگ رہ گئے تائی کو تو باقاعدہ خود آ گیا۔

"افسوس، صد افسوس تم لوگوں پر، تم جیسے جاہلوں پر تف ہے غضب خدا کا خون بہا کس کے کہنے پر یہ بے ہودہ کام ہوا۔" تائی کا چہرہ خائف کے باعث سرخ ہو گیا۔

"تو کیا اپنے بیٹے کی خون کی قیمت وصول کرتے بے غیرت بن جاتے۔" وہ جذباتی ہو گئیں اور اپنی زبان کو

لگام بھی نہیں دی۔

"زبان کو سنبھالو اپنی، تم بھول رہی ہو تم کس کے سامنے بیٹھی ہو۔ نہ تم لوگ قیمت وصول کرتے نہ ہی ان کی بیٹی لے کر آتے، اف میرے مالک میرے پیچھے یہ سب ہونا تھا تو میں یہاں سے نہ جاتی میرے اصول تو بھول گئے سب۔ آنے دوں اس خان کو دو کوڑی کا رکھ دیا ہے، کدھر ہے وہ بچی اسلام تو صرف تم لوگوں کے دوپٹے تک کا رہ گیا ہے بس! ادر گزر نہیں کرنا جو فضول کام دل کو بھلے لگے وہ کرو صرف! حرا، جا کر اس لڑکی کو میرے سامنے لاؤ میں بھی تو دیکھوں کیا حشر کیا ہے خون بہا میں آئی لڑکی اور اس کے ساتھ ظلم نہ ہو ناممکن سی بات ہے کیوں خانزادی۔" وہ طنز سے تائی کو دیکھنے لگی۔

"وہ یہاں نہیں ہے مادر بزرگ خانم۔" ارباز بولا، تائی نے ارباز کو گھور کر دیکھا کہ کہیں یہ پول نہ کھول دیں۔

"تو کہاں ہے! جہاں ہمارے جانوروں کا ٹھکانہ ہے وہاں رکھا ہوگا۔" وہ اب سخت لہجے میں باز پرس کر رہی تھیں۔ ان کی سختی واقعی صحیح معنوں میں سختی تھی کہ اگلا بندہ ان سے بات کرتے وقت سو بار سوچے۔

"دین بھائی انہیں اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔" یہ بھی جواب ارباز نے دیا تھا۔ سب کی نظریں اس پر مرکوز تھیں اس نے کندھے اچکائے کہ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔

"خانم جان، آپ چھوڑیں اب وہ ڈائن چلی گئی ہے آپ ہادی کا سوچیں۔"

"کیوں سوچوں میں ہادی کو کیوں ہادی اللہ کی امانت ہے اس رب کا جب دل کرے اپنی چیز کو اس دنیا میں بھیجے اور اپنے پاس بلا لے۔ دکھ ہوتا ہے میں جانتی ہوں بہت زیادہ لیکن کیا یہ سب کرنے سے ہادی واپس آئے گا؟ اگر آتا ہے تو پھر لاؤ سامنے لاؤ میں بھی کھل کر ظلم کروں، ہاتھیوں جیسی جسامت کے ساتھ ہاتھیوں جیسی موٹی عقل بھی تم نے لے لی یہ مجھے آج معلوم ہوا اتنا بیٹے کا غم ہوتا تو کھانا پینا سونا سب کچھ چھوڑتے لیکن نہیں دنیا ہے اس میں بہرحال گزارنی تو ہے تو پھر اس انسان کو کیوں نہیں بخشتے جس کا کوئی قصور بھی نہیں تھا۔"

وہ بہت زیادہ غصے میں تھیں۔ بلال نے آگے بڑھ کر نوکر سے پانی منگوایا تھا۔ خانم کو اب بڑھ کر پکڑا رہا تھا انہوں نے اپنے پھولی ہوئی سانسوں سمیت گلاس لیا اور ہونٹوں سے لگایا۔

"جزاک اللہ!" وہ تین گھونٹ وقفے سے لے کر بلال کو دیتے ہوئے بولی۔

"بلال کو دیکھ رہی ہو اس کے ماں باپ یعنی میرا بیٹا شکیل کا قتل کر دیا گیا تھا امریکہ میں، کیونکہ ایک تو مسلمان تھے دوسرا پٹھان! کیا ہم وہاں گئے، کیا ہم نے سزا دلوانے کی کوشش کی، میں جانتی ہوں وہاں ناممکن سی بات ہے پر میں نے اپنا اکلوتا بیٹا کھویا تھا۔ پھر میرے پاس تین پوتے پوتیاں تھیں۔ وہ بھی چھوٹے چھوٹے سے ان کو دیکھ کر میرا کلیجہ پھٹنے کے قریب ہوتا لیکن درگزر کر دیا۔ سارے انصاف اللہ پر چھوڑ دیئے۔ ہمیں اللہ کے کام میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ بیشک انصاف کرنے والا وہی ہے مگر ان نام کے مسلمانوں کو میں کیا کہوں تم لوگوں سے بہتر انگریز ہیں جن کو یہ بات سمجھاؤ تو وہ اسلام قبول کر لیں۔" وہ اپنے منہ پہ ہاتھ پھیرتے سخت غضب ناک لگ رہی تھی ساروں کی دعا تھی کہ یہ عدالت اب ختم ہو جائے۔

"ارباز! تم ذرا میرے کمرے میں آؤ۔"

وہ اٹھتے ہوئے ان کو دیکھے بنا چل پڑیں۔ ارباز بھی تیزی سے ان کے ساتھ چل پڑا کہ کہیں تائی اس کو کچا نہ چبا جائیں کیونکہ مسلسل ان کی خشمگیں نظریں اسی پر تھیں۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

وہ تھک گئی تھی تو سیٹ کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے بولی۔ اسامہ نے موڑ کاٹا اسے سگریٹ کی شدید طلب ہو رہی تھی، سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ اپنی سرخ آنکھوں کو بار بار بند کرتا اپنے اندر ایک عجیب سی وحشت محسوس کر رہا تھا۔

"اسامہ۔" وہ اس کی توجہ ہٹاتے ہوئے کہنے لگی۔

"کیا مسئلہ ہے منہ نہیں بند رکھ سکتی اپنا۔" وہ اس کو دیکھے بنا تیز لہجے میں بولا تھا۔ سٹیرنگ پہ گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

"غصہ بعد میں کر لیجیے گا۔ صبح سے ماما نے چائے بسکٹ دیئے تھے اور اب میرا بھوک سے برا حال ہو رہا ہے میرا۔"

وہ اب بہت پریشان لگ رہی تھی۔ بھوک سے واقعی اس کے معدے میں چوہے دوڑ رہے تھے۔

"تو میں کیا کروں گا۔" بے حسی سے بھرپور نظریں اور کاٹ دار لہجہ اچھالا گیا۔

"آپ میرے ہزبنڈ ہیں!"

ایک تو اس کے منہ سے اتنا عجیب لگ رہا تھا۔ یہ کہنا اسامہ کو غصے کے بجائے عجیب سی جھنجھلاہٹ ہوئی۔

"جیسے میرے بابا میری ماما کے ہزبنڈ ہیں بابا ہم سب کے لیے اتنا کچھ لاتے ہیں چپس بسکٹ، کپڑے کھانا، بکس اور کبھی کبھی باہر لے جاتے ہیں تو آپ کو بھی میرے لیے چیزیں لے کر دینی چاہئیں فی الحال تو کھانا ہی کھلا دیں۔" وہ بڑی ہی نرمی اور سمجھداری سے کہتی جا رہی تھی اور منہ پہ آئی لٹوں کو بار بار کانوں کے پیچھے کرتے وہ اسامہ کو بری لگ رہی تھی۔

"منہ بند رکھو اپنا۔" وہ صرف اتنا ہی کہہ سکا تھا اور کیا کہتا کون سا اس بندری پر اثر ہونا تب۔

"میں رکھوں گی اگر آپ مجھے کچھ لے دیں کھانے کے لیے۔"

اسامہ نے کار کو تیزی سے بریک لگائی اور تیزی سے دروازہ کھول کر اترا اور دھڑم کر کے زور سے دروازے کو بند کیا وہ ایک دم اچھل پڑی۔

"توبہ فضول آدمی بس ایک بات کر رہا ہے منہ بند رکھو، ماروں گا مجھے نہیں کرنی شادی آپی صحیح کہتی تھیں، ماں باپ زبردستی کروائیں گے اور کروا دی سب برے ہیں اور میری دوستوں کو پتا چلے گا تو وہ ہنسیں گی مجھ پر ابھی تو بچی تھی میں۔"

اسے رونا آ رہا تھا۔

"ماما، بابا آپ نے اچھا نہیں کیا ابھی تو میں نے باہر کے ملک دیکھنے تھے کیوں مجھے بھیج دیا اس کے ساتھ۔"

وہ اب ہچکی لیتے ہوئے رو پڑی۔

"یہ بھی تو اچھا ہوا سکول سے جان چھوٹی اب روز روز نہیں اٹھنا پڑے گا۔" روتے ہوئے ایک دم چونکی۔

ایک دم سے یہ بات اس کے ذہن میں آئی۔ یک دم خوشی کی لہر اس کے اندر دوڑی عجیب سے خواہشیں تھیں اس کی بھی، باہر گھومنا پھرنا، خوب انجوائے کرنا، گھر میں تو کبھی نہ ٹکنا اور ہمیشہ یہی مشن تھا سکول کو آگ لگا دینا یا چھٹی

کرنے کے بہانے ڈھونڈنا پھر سارا دن وڈیوز، آرٹ اینڈ کرافٹ کا کام کیا جانا ٹی وی دیکھنا ڈھیر سارے ہاٹ فلیمنگ چیٹوز کے ساتھ جوس کے ڈبے خالی کرنا وہ دونوں بہنیں ایسی ہی تھیں۔ ایک ہی جیسی مگر مزاج دونوں کے بالکل مختلف تھے بالکل بھی میل نہیں کھاتے تھے۔ وہ اندر آیا شاپر پھینک کر اس کی گود میں پھینکا اور سگریٹ کو ہونٹوں سے نکال کر بولا تو اس کی دھواں صبح کے چہرے پر پڑا تو وہ کھانستے ہوئے پیچھے ہوئی۔

''اگر اب تم نے کچھ بولا تو میں تمہارا وہ حشر کروں گا کہ تمہیں امی نانی سب یاد آجائیں گی۔''

اس نے کھانس کر تیزی سے سگریٹ اس کے منہ سے نکال کر شیشے کے باہر پھینکی۔

''خود تو مریں گے مجھے بھی ماریں گے پر میں ابھی بہت سارا جینا چاہتی ہوں۔ آپ کو پتا بھی ہے اس سے پھیپھڑے کالے ہو جاتے ہیں اور اپنے لپس دیکھیں، کتنے پرپل ہو گئے ہیں ایسا لگتا ہے جیسے انک پی ہوئی ہو۔''

اس نے منہ بگاڑ کر فوراً شاپر کھولا، اس میں کے ایف سی کا برگر اور جوس کے ساتھ فرائز تھے پہلے چپس کے ساتھ انصاف کرنے کی ٹھان کر محترمہ نے کھانا شروع کر دیا، اسامہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس کے ساتھ کیا کرے اس نے بہت بڑی جرأت کی تھی ایک عدد تھپڑ جھاڑ ہی دے۔ وہ ارادے سے اس پر ہاتھ اٹھانے لگا کہ صبح نے اسے چپس آفر کیے۔

''آپ کا بہت شکریہ، یہ لیں۔'' ہاتھ ہوا میں رہ گیا اور صبح اسے نہیں دیکھ رہی تھی وہ ایک ہاتھ میں اسے چپس دیئے۔ شاپر میں تقریباً منہ گھسائے ہوئے کہہ رہی تھی۔ اسامہ کے دل کو کچھ ہوا اس کے چھوٹے معصوم سے ہاتھوں میں پکڑا ڈبہ بھی بے حد چھوٹا لگ رہا تھا اور وہ اب اس کے گالوں کو دیکھنے لگا۔ اتنے چھوٹے سرخ گالوں پہ وہ کیا تھپڑ امار سکتا ہے۔ اس نے ہاتھ تیزی سے گرا کر اس کا ہاتھ پرے کیے۔

''خود کھاؤ اور میرا سر مت کھاؤ۔'' سرد لہجے میں کہتا وہ اگنیشن سے چابی گھماتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کرنے لگا کہ وہ بلا کی حاضر جواب بول اٹھی۔

''پاگل ہوں، اتنی فضول گندی چیز کھاؤں زومی تھوڑی ہوں میں تو چکن کھاؤں گی۔ یم۔'' وہ مزے سے بولی اور وہ غصے سے صرف اپنی آنکھیں گھما سکا۔

❁......❁......❁

وہ لوگ صبح کو گھسیٹ رہے تھے۔ بالوں سے اور اس کو لاتوں اور گھونسوں کی بارش کرنے لگے وہ پاگلوں کی طرح ان سے مار کھاتے ہوئے چیخ رہی تھی مگر ان کو اس پر ذرا بھی رحم نہیں آ رہا تھا اس کے وہ اسے زور سے زمین میں پٹخ کر اس پر پتھراؤ کرنے لگے اور وہ آپی آپی کہہ کر ثمرن کو پکار رہی تھی۔ اس کا چہرہ اور جسم لہولہان کر دیا گیا لیکن کوئی اسے بچانے کے لیے نہیں آیا تھا اور ثمرن چیخ چیخ کر انہیں روک رہی تھی کسی نے تیزاب کی بوتل اٹھائی تو اس کی دلخراش چیخ حویلی میں گونجی۔

"نوری۔"

وہ تیزی سے اٹھی۔ چہرہ حسب معمول پسینے سے بھر گیا اور سانسیں پھولنے لگیں جبکہ حلق سوکھ چکا تھا۔ اس نے مڑ کر دیکھا بستر خالی تھا، نظر بے اختیار لیمپ کے ساتھ صلاح الدین کی تصویر پر گئی۔ اسے صلاح الدین کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی تین دن سے وہ بے حد آرام سے سو جاتی تھی وجہ صلاح الدین کا ساتھ تھا اب وہ ہی نہیں موجود تو نیند اچانک پھر سے اس پر حرام ہو گئی۔

ہاتھ بے اختیار ٹیبل پہ فون پر گئے اور اسے اٹھایا اور کال ملانے لگی دو بار ملانے پر کال اٹھائی نہیں گئی جب وہ تیسری بار ملانے لگی دین کا خود اچانک آ گیا۔

"موشم؟"

صلاح الدین کی سوئی ہوئی آواز پہ اس نے رونا شروع کر دیا کہ صلاح الدین کا سویا ہوا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"کیا ہوا موشم سب ٹھیک ہے نا؟ موشی رو کیوں رہی ہو کچھ بتاؤ۔" وہ تیزی سے بستر سے اٹھتے پریشانی سے بولا۔

"دد، دین نوری۔" وہ ہچکی لیتے ہوئے بولی۔

"موشم! میری جان نکالو گی، بولو ہوا کیا ہے؟ سب ٹھیک ہے مورے کو فون دو۔" وہ اب واقعی بہت زیادہ ٹینز ہو گیا۔

"دین! وہ لوگ نوری کو مارنے والے تھے اس کا چہرہ خوبصورت چہرہ خراب کرنے والے تھے۔" وہ ایک

ایک لفظ پر زور دیتے ایک بار پھر سے رونا شروع ہو گئی۔

"میرا دل کر رہا ہے تمہارا گلا دبا دوں، لڑکی کیا ہو گیا ہے کبھی تو اپنے شوہر کو سکون بخشو۔" وہ بے بسی سے کہنے لگا تھا۔

"دین! میرا دل گھبرا رہا ہے، آپ پلیز آجائیں۔" وہ فون کو دوسرے کان سے لگاتے ہوئے ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کرنے لگی۔

"بس ایک دن کی بات ہے میری جان میں پھر آجاؤں گا۔" وہ اب اپنے اعصاب ڈھیلا کرتا نرمی سے بولا۔

"آپ ابھی کیوں نہیں آسکتے۔" اس کی نرم آواز پر اس کا رونا تھوڑا کم ہوا۔

"ایک منٹ، رونا بند کرو پاگل لڑکی۔" وہ اب خاصے غصے سے بولا وہ ایک دم چپ ہو گئی۔

"رکھو فون۔"

وہ کہہ کر فون بند کر چکا تھا۔ ثمرن کا منہ کھل گیا اس کے دل کو ٹھیس پہنچی، وہ کتنا بدتمیز ہے ایک تو وہ اتنی پریشان ہے دوسرا وہ اسے جلد ہی تنگ آکر فون بند کر چکا تھا۔ وہ گھٹنے میں سر رکھ کر رونے لگی۔ تقریباً چالیس منٹ بعد دوبارہ فون بجا، اس نے دیکھا دین کا تھا غصے سے فون بند کرنا چاہا مگر پھر سوچتے ہوئے اٹھا کر کانوں سے لگایا۔

"کیوں کیا ہے فون! نہ کرتے نیند خراب ہو رہی تھی آپ کی۔" وہ غصے سے بولی۔

"موشم بعد میں غصہ کرنا باہر میکڈونلز والا کھڑا ہے اس سے آرڈر ریسیو کرو، پیمنٹ میں کر چکا ہوں۔"

"کیا؟" وہ حیرت سے اس کی بات سنتے ہوئے بولی۔

"جو کہہ رہا ہوں وہ کرو مجال ہے جو کبھی تم میری سن لو۔" جھلاتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ۔" اسے سمجھ نہیں آئی کہ کیا کہے۔

"فون رکھو اور جا کر ریسیو کرو۔" فون بند ہو چکا تھا۔

وہ اپنا دوپٹہ اٹھا کر دبے دبے قدموں سے باہر آئی۔ کہیں مورے نا جاگ جائے اس نے بڑھ کر دروازہ کھولا اور ڈلیوری مین کھڑا ہوا تھا اس نے جلدی سے لیا اور کنفرم کیا کہ صلاح الدین نے پیمنٹ کر لی۔ انہوں نے سر

اثبات میں ہلایا تو وہ جلدی سے پیکٹ لے کر کمرے میں آئی، بیڈ پہ بیٹھی اور فون کی ٹیون بجی۔اس کا میسج آیا تھا فون اٹھا کر اس نے انباکس کھولا فارسی میں میسج اسے پلے نہیں پڑا۔آئی لو یو کا اظہار بھی اس نے صلاح الدین کی ڈیسک پہ پڑی گیلی گرافی کی کلیکشن میں یہ لکھا ہوا تھا تب بڑی مشکلوں سے بول پائی۔

وہ جلدی سے اسے کال ملانے لگی جب واٹس ایپ پہ وڈیو کالنگ ہونے لگی اس نے اٹھایا اور دین کی سوئی ہوئی مگر خوبصورت شکل کو دیکھ کر شرن کو وہ بستر پہ لیٹا ہوا پایا آنکھیں اس کی بمشکل کھل رہی تھیں مگر پھر بھی اس کی خاطر وہ اٹھ کر اس سے بات کر رہا تھا۔

''ہائے میری بیوٹیفل موشم! اُف میری آنکھوں کا حشر کر دیا ہے تم نے۔''اس کے لہجے میں بھرپور خماری تھی۔

''صلاح الدین! وہ نوری کو کچھ۔''وہ پھر سے رونے والی ہو گئی۔

''کچھ نہیں ہو گا وہ لے کر جائیں گے اسے نہ ہی کچھ کہیں گے۔''

''نہیں مجھے لگ رہا ہے وہ میری بہن کا ایک بار پھر مطالبہ کریں گے۔''

''کیسی باتیں کر رہی ہو یہ بات ممکن سی نہیں ہے ہمارے گھر اسامہ اور ارباز جو دونوں ہی بہت مختلف ہیں اسامہ تو بھاگتا ہے لڑکیوں سے اور وہ شادی کرے گا زچی سے بکسٹ جوک آف دی ائیر اور رہی ارباز کی بات تو اسے تو شادی کے نام سے الرجی ہے!! ان پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں ہو گا۔چاچا ان کے نام کچھ زمینیں کر چکے تھے اور آغا جان ان سے اتنا کلوز نہیں ہے اگر ہوتے تو میرے انکار سے سیدھا اسامہ کے پاس جاتے اور تم پھر......''

وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا اور اپنی سوچ کو سر جھٹکنے لگا۔کیا بکواس کر رہا تھا۔

''بہرحال کوئی چانس نہیں ہے بے فکر رہو اور ٹھنڈا کرو گی لڑکی آج تمہاری وش لسٹ میں سے تمہارا لور تمہارے لیے رات کے ٹائم میکڈونلڈز منگوائے! آئی مین گولز۔''وہ خوشگوار لہجے میں کہتے ہوئے اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر چکا تھا۔اسے اس کی باتیں یاد تھیں۔

''آئیم سوری آپ کافی تھکے ہوئے لگ رہے آپ کو تنگ کیا۔''

''مجھے تو آپ تب تنگ کرتی ہیں جب آپ روتی دھوتی ہیں، فضول کا ڈرتی ہیں پلیز موشم واپس آجاؤ مجھے اس لڑکی سے بے پناہ عشق ہے جو مجھے الادین کہتی تھی جو کسی سے نہیں ڈرتی جو زندگی کو کھل کر جیتی تھی جیسے اس کا یہ

پل آخری ہو جس کے چہرے پہ بیک وقت گھوری اور مسکراہٹ کے علاوہ کیوٹ کیوٹ ایکسپریشنس ہوا کرتے تھے یہ کیا مظلوم سی ڈرپوک سی واپس آؤ تو مجھے ویسے ہی چاہیے۔"

"مطلب آپ کو بس میرا ایک ہی روپ پسند تھا۔"

وہ اب شیک اٹھا کر سٹرا لبوں سے لگاتے ہوئے بولی۔

"وہی تو تھا تمہارا اصل روپ خیر میری آنکھیں درد ہو رہی ہیں سویٹ ہارٹ صبح دس بجے کال کروں گا تمہیں ایک ریکویسٹ کل بلیو کلر پہننا۔"

وہ کیوں؟ وہ کہنا چاہتی تھی مگر جو وہ کہہ رہا تھا تو اسے ماننے میں کیا حرج تھا۔

"تھینک یو صلاح الدین۔"

"یور ویلکم موشم۔"

وہ اسے فلائنگ کس دے کر فون بند کر چکا تھا اور اس نے فون رکھ کر اپنے اندر پھیلتی آسودگی کو بڑی شدت سے محسوس کیا تھا۔

۞......۞......۞

"ہمم، کچھ پتا ہے وہ لوگ کہاں ہیں؟"

ردا خانم پانی کے گھونٹ پیتے ہوئے فائلز پہ نظر جمائے بولیں جو انہیں ارباز نے لا کر دیں کیونکہ ان کے فیملی کا بزنس وہیں رہ کر سنبھالتی تھیں جو فروٹس، گندم، ڈرائی فروٹس پر مشتمل تھا وہ ہر چھ مہینے بعد آتیں اور سارے نظام پر ایک دو ہفتے نظر رکھ کر پھر واپس چلی جاتیں۔

"دین بھائی سنا ہے امسٹرڈم ہیں شاید انہیں بھی لے گئے ہوں۔" وہ ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے دین کے بارے میں بتا رہا تھا۔

"اچھا بات کرنے کی کوشش کرو اس سے، اگر رابطہ ہوتا ہے تو میری اس سے بات کرواؤ، پریشان کیا ہے بچے کو اس خان کو تو جوتے لگانے کی کسر رہ گئی ہے وہ بھی اس عمر میں۔"

بلال کے چہرے پہ ان کی اس بات پہ کھل کر مسکراہٹ آ گئی۔

''یہ کیا گندم اس سے مہینے اتنی کم مقدار میں آخر کیوں؟ اب بزنس میں بھی یہ سب۔''

ان کے ماتھے پہ بل آئے اور سختی سے ارباز کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگیں۔

''پتا نہیں مادر بزرگ گندم والے کی ذمہ داری تایا کی تھی اور اگر ہادی بھائی زندہ ہوتے تو ڈیوز کا بھی مسئلہ نہ ہوتا اور نہ ہی گندم کی ایکسپورٹس میں گڑبڑ ہوتی۔'' وہ گڑبڑا کر بولا۔

''سمجھ سکتی ہوں لیکن یہ بڑے اس چکروں میں نہ پڑتے تو آج غریبوں کی رزق میں کمی نہ آتی خیر، ارباز اسامہ کیا کر رہا ہے اور کہاں ہے۔'' وہ فائلز پہ نظر جما کر کرسی پہ آرام سے ٹیک لگا کر بولیں۔

''مادر بزرگ اسامہ بھائی کی یونی میں کوئی کام ہے تو وہ کچھ دن شہر میں رہیں گے۔''

''ٹھیک ہے دین کا پتا کرو اور تم کیوں کھڑے ہو بیٹھو چندا۔'' وہ پیار سے اپنے پوتے کو دیکھتے ہوئے بولیں وہ مسکرا کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

''بس کردیں دادو، اب تو انجوائے کریں کن چکروں میں پڑ گئی ہیں۔'' وہ بلال کی بات پر مسکرا کر پیار سے اس کے بال سہلانے لگی۔

''یہ ڈفر کچھ نہیں کر سکتے مجھے ہی کرنا پڑتا ہے بس کچھ دن پھر ساری ذمہ داری تمہارے پر، ٹھیک ہے۔''

''مجھے کن چکروں میں گھسا رہی ہیں۔'' وہ جھنجلا کر بولتے ہوئے ہنس پڑا۔

''ویسے دین نے بالکل اچھا کیا وہ واقعی مختلف نکلا ان سب سے جو باتوں کے ساتھ عمل کرنا بھی جانتا ہے۔'' وہ دین کو سوچتے ہوئے خاصی متاثر نظر آرہی تھیں۔ بلال نے سر ہلایا واقعی اس نے ثابت کردیا وہ اپنے لفظوں کا پکا انسان ہے۔

''ویسے دادو، اسامہ اور ارباز بھی تو بے حد مختلف ہیں جبکہ اسامہ میں تو آپ کی جان ہے۔''

بلال نے اسامہ کا ذکر کر کے ان کو اداس کردیا کیسے وہ اسامہ کو بھول سکتی تھیں۔

''بس دعا ہے میرے خان ارباز اور اسامہ کو ایسا نہ بنادیں۔'' وہ ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے بولی۔

⁂......⁂......⁂

''میں کیا پیچھے چلی جاؤں مجھے نیند آرہی ہے۔''

وہ اب کھانے سے فارغ ہو کر شاپر کو نیچے رکھ کر اسامہ کو دیکھ کر کہنے لگی۔ اسامہ نے ان سنی کرتے ہوئے موڑ کاٹا۔

''اسامہ۔'' اس نے اس کا بازو ہلایا۔ اسامہ نے ہاتھ جھٹکا۔

''تمہیں ٹٹ کھانی ہے کیا کہا تھا میں نے خان کہو مجھے۔'' وہ غصے سے مڑ کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

''نہیں ابھی کھانے سے پیٹ بھر چکا ہے میرا! ٹٹ نہیں کھانی ہاں اگر راستے میں کٹ کیٹ لے دیں تو اچھا ہوگا۔'' وہ مزے سے مسکرا کر اس کو زہر لگی تھی۔

''او گاڈ کہاں پھنس گیا ہوں۔'' سر پکڑنے کا دل کر رہا تھا مگر اس وقت ہاتھ سٹیئرنگ کو تھامے ہوئے تھے۔

''آپ کو ان گندے انکل کی بات نہیں سننی چاہیے تھی۔ دیکھا آپ بھی پریشان ہو گئے اس لیے کہتے ہیں بڑوں کی فضول بات نہیں ماننی چاہیے۔''

وہ ٹشو سے ہاتھ صاف کر کے آرام سے اپنی ہی لگی ہوئی تھی۔ اسامہ نے الٹے ہاتھ سے اس کا بازو اپنی گرفت میں لیا اور تقریباً دھاڑا۔

''آغا جان کے بارے میں ایک بار پھر کہا تو میں تمہیں باہر پھینکنے میں دیر نہیں لگاؤں گا۔ سمجھی۔''

''تو پھر میں ارشد بھائی۔'' گھور کر جواب دیا گیا۔

''تو جیل وہ ارشد میں کسی سے نہیں ڈرتا۔''

وہ واقعی خطرناک لگ رہا تھا۔ ایک منٹ کے لیے تو صبح بھی کانپ اٹھی مگر وہ کیوں ڈرے اللہ ہے نا اس کے ساتھ۔ امی نے کہا تھا تو وہ خود کو مطمئن کیا کہ ایک دم اسامہ کا فون بج اٹھا اس کو زور سے چھوڑا کہ صبح کا سر زور سے شیشے میں لگا۔

''اُف۔'' اس نے اپنے سر کو تھام کر مڑ کر گھورتے ہوئے اسامہ کو دیکھا اور اپنے دانت زور سے بھینچے۔

''کیا ہے؟۔''

ارباز کو فون دیکھ کر اپنے آواز میں ناگواری کو بھی نہ چھپا سکا۔

''بندہ سلام کا جواب دے دیتا ہے۔'' ارباز نرمی سے بولا۔

''السلام علیکم! کہو کیا کہنا ہے۔'' اس کی نرمی پر وہ تھوڑا سا شرمندہ ہوا مگر لہجے کو ہنوز برقرار رکھا۔

''مادر بزرگ آ گئی ہیں۔''

وہ چونکا۔

''کس وقت۔''

''بس صبح صبح۔''

''اچھا۔''

''ماحول پہ سختی چھا گئی آپ کتنے چالاک ہیں بھاگ آئے میرا تو برا حال ہو گیا۔ اُف دنیا جہاں کے کام میرے سر پہ آ گئے، بھائی مجھے نکالیں یہاں سے۔''

''میں کون سا سکون میں ہوں میرے سر پہ یہ آفت آ ٹپکی جو ڈرتی بھی نہیں ہے۔''

''کب تک آئیں گے۔'' وہ منمنایا۔

''آج ہی تو گیا ہوں ہفتے تک آؤں گا۔ رکھو اپنا خیال رکھنا۔''

''ہائے بھائی کتنے ظالم ہیں۔ رکھتا ہوں۔''

''کس کا فون تھا۔''

وہ اب ٹانگیں اوپر کر کے اسے دیکھنے لگی اور پونی اُتار دی۔ اسامہ نے دیکھا کہ لمبے بال پورے آبشار کی طرح پھیل گئے تھے اس نے ایک نظر انہیں دیکھا اور پھر بولا۔

''تمہیں میں نے کیا کہا تھا۔''

سختی دوبارہ لہجے میں آ گئی تھی۔

''آپ نے جو بھی کہا تھا اسامہ مگر مجھے واش روم جانا ہے۔''

اسامہ نے جبڑے بھینچ لیے اور پھر اس کو دیکھا جو آئے پوڈ پہ نظر جما رہی تھی اسامہ نے اس سے فوراً کھینچا اور اپنی جیب میں رکھا۔

"میرا آئی پوڈ۔" وہ چلائی۔

"منہ بند رکھو اپنا، میں اگر تمہیں کچھ نہیں کہہ رہا اس کا یہ مطلب نہیں ہے تم میری خاموشی کا ناجائز فائدہ اٹھاؤ۔"

وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا صبح کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔

"میرا آئی پوڈ دو۔" وہ اب غصے سے بولی تھی۔ اس کی کوئی چیز چھینتا تھا تو اسے بہت غصہ آتا تھا۔

"تم تمیز سے بات کرو۔" وہ دھاڑا۔

"نہیں کروں گی آپ میرے پاپا نہیں لگے ہوئے جو آپ سے تمیز سے بات کروں۔"

"شوہر ہوں میں تمہارا!! اور اگر ایک اور لفظ بولا تو زبان کاٹ کے رکھ دوں گا۔"

"کاٹ کے دکھائیں ایک تو کچھ ہوتا نہیں ہے بڑی بڑی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔" وہ بھی کہاں رکنے والی تھی۔

"تمہیں تو میں بتاتا ہوں۔" مٹھیاں بھینچ گئیں۔

"بعد میں بتایئے گا پلیز میرا آئی پوڈ دے دیں۔"

وہ ہاتھ آگے کر کے اسے بولی اس کے چہرے سے پتا لگ رہا تھا اگر وہ نہیں دے گا تو وہ اس کے بال کھینچنے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگائے گی۔

"تم بھول رہی ہو کہ تم کس چیز کے لیے میرے پاس لائی گئی ہو تمہاری حد میں بتاؤں۔" اس کے سرد لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ وہ سمجھ نہ سکی اس کے سر سے ساری باتیں گزری تھیں۔

"بعد میں اچھا آئی پوڈ بیشک اپنے پاس رکھیں، میرے ساتھ یہ سامنے والے گھر چلیں گے مجھے واش روم جانا ہے۔"

جسے وہ اپنا محافظ سمجھ کر اپنے ساتھ لے کر جانے کا کہہ رہی تھی وہ تو کچھ اور سوچ کر بیٹھا ہوا تھا۔ اس لڑکی نے واقعی حد کر دی تھی اور وہ اسے اپنی حد بتائے گا۔

ثمرن سو نہیں سکی تھی۔ وہ جاگ کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو گئی کیونکہ دل کا بوجھ جو اللہ کی بارگاہ میں ہلکا ہوتا ہے وہ اور کہیں بھی نہیں ہو سکتا۔ وہ بیٹھی اب سلام پھیر کر اپنی بہن کے لیے دعا کر رہی تھی۔ وہ جانتی تھی صلاح الدین صحیح کہہ رہا ہے مگر پھر بھی اس کا دل بے چین تھا وہ اپنی معصوم گڑیا کے لیے تو سب کچھ سہہ رہی تھی ورنہ وہ اپنی اوپر کسی کی سخت نگاہ نہیں برداشت کرتی تھی کجا کہ مار مگر قربانی دینی پڑتی ہے بیشک اس میں آپ فنا کیوں نہ ہو جائیں۔

"اللہ میری بہن اور میری فیملی کو اپنے حفاظ وامان میں رکھنا جو میں نے خواب دیکھا ہے اسے پلیز خواب ہی رکھیے گا میں سب کچھ برداشت کر سکتی ہوں اللہ مگر میری بہن پہ ایک کھروچ نہیں اسی کی خاطر تو اپنا سب کچھ داؤ پہ لگا دیا تھا میری قربانی رائیگاں مت کیجیے گا۔ پلیز، اسے پر ہر قسم کی شیطانی نگاہوں سے محفوظ رکھنا آمین۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہہ کر سجدے میں جھک گئی اور اسی کے یہ دعا عرش تک پہنچ گئی تھی اور بیشک اللہ کو اپنے بندے کے آنسو پسند ہیں۔

⁂ ...... ⁂ ...... ⁂

وہ ایک چھوٹا سا ہوٹل تھا جہاں راستے میں لوگ ٹھہرا کرتے تھے۔ اسامہ ہر چیز کے لئے تیار تھا اور جب وہ آغا جان کو بتائے گا تو وہ فخر سے اس کو اپنے سینے سے لگا لیں گے پھر صلاح الدین کی کوئی اہمیت نہیں رہے گی۔ وہ ان کی نظروں میں ایک خان ہوگا۔ اس کے اندر جیسے اس وقت انسانیت مر چکی تھی اور ایک خون آشام درندے کے سوا کچھ نہیں تھا۔ وہ اس کی معصومیت کو ختم کر دے گا ہاں وہ کرے گا ایسا، صبح نے ہاتھ آگے کیا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"میرا آئی پوڈ دے دیں پلیز!!۔"

کتنی معصومیت تھی اس کے چہرے پر، کیسا نور تھا جسے وہ کچھ پلوں میں ہی سیاہی میں بدل دے گا۔ وہ کچھ کہے بغیر اس کو اس کی چیز اسے دے چکا تھا اور دروازہ چابی سے کھولا اور اندر آیا۔ وہ تھینک یو بولی۔ صبح کو عادت تھی ہر بات پر شکریہ ادا کرنا۔ اسامہ کے دل کو کچھ ہوا مگر حیوانیت غالب ہو رہی تھی وہ واش روم کی طرف جانے لگی جب اس نے صبح کا دوپٹہ پکڑا اور اسے کھینچا وہ زور سے زمین کے بل گری۔

"امی۔"

اسے بڑی زور سے لگی تھی۔وہ اب اس کے دوپٹے کو کھینچ کر اپنی جوتی سے روندنے لگا اور اس وقت چہرے پہ دنیا جہاں کی نفرت موجود تھی۔

"اسامہ! یہ کیا بدتمیزی ہے۔"

وہ گھورنے لگی مگر اس کے چہرے کو دیکھ کر گھبرا گئی۔عورت چاہے چھوٹی سی بچی ہو یا بڑے عمر کی ضعیف عورت وہ اپنے اوپر اٹھنے والی مرد کی نگاہ کو خوب سمجھ جاتی تھی اور صبح اتنی چالاک تھی آخر۔اسے کیوں نہ سمجھ آتی، زمانے میں بدلتی ہوئے ٹیکنالوجی نے بچوں کو اتنا سمجھدار کر دیا تھا کہ وہ ہر ایک بات کی باریکی کو اچھی طرح جان لیتے تھے۔

"آپ نے اگر مجھے مارا تو میں ارشد بھائی کو بلا لوں گی۔" وہ ڈر ضرور رہی تھی مگر اس کا لہجہ بے پناہ مضبوط تھا۔اسامہ نے اسے چپ کرانے کے لیے ہاتھ اٹھایا تھا مگر اس کی ماں کی چیختی ہوئی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔

"اللہ کا واسطہ ہے خان رحم کریں مجھ پر، میں آپ کی بچے کی ماں ہوں رحم کریں۔"

ماں کی سسکتی ہوئی آواز جیسے صبح کے لیے فرشتہ ثابت ہوئی تھی۔وہ ٹھہر گیا تھا کمرے میں خاموشی ایسی پھیل گئی تھی جیسے موت کا سکوت چھا گیا ہو۔

"آپ بہت اچھے ہیں اسامہ، آپ ان گندے انکل کی بات مت سنیں۔" صبح ہمت سے بولنے کی کوشش کرتے اٹھی مگر وہ بچی تھی گھبرا گئی۔آنسو بالآخر باہر آ گئے تھے کوئی بھی اس کے دل کا حال اس وقت نہیں جان سکتا تھا کہ کتنی وحشت ہے۔

"تم عورتیں جوتی کے برابر ہو میرے لیے، تم عورتیں ہم مردوں کے پیروں تلے روندے جانے کے لیے بنی ہو۔"

پگلا ہوا سیسہ اسامہ کو اپنے کانوں میں محسوس ہوا۔پھر اس کی نظر سامنے آئینے میں اپنے وجود پہ پڑی اور اسے اپنے وجود سے گھن محسوس ہوئی۔ضمیر زندہ تھا اور ضمیر سب چیزوں پر بھاری پڑتا جا رہا تھا۔وہ اس پہ ہاتھ

اٹھانے لگا تھا لیکن رک گیا اس کے سامنے نورِ صبح نہیں بلکہ اس کی ماں کی تھی جو اس کے باپ سے تھپڑ کھانے لگی۔ ان کے چہرے میں بھی ویسے ہی وحشت تھی جتنی اس بارہ سال کی بچی میں تھی۔

''اپنی شکل گم کرو، زہر لگنے لگی ہو۔''

اسے لگا اس کا باپ اس کے آس پاس چلا رہا ہو، اس کی ماں کو پیٹ رہا اور وہ خوف سے بستر کے نیچے چھپا اپنی ماں کی سسکیاں اور آہیں بخوبی سن رہا تھا اور انہیں سہہ رہا تھا۔ اسے اپنے باپ سے گھن محسوس ہوئی تھی اور اب خود سے بھی ہو رہی تھی۔ صلاح الدین تو بہت خوبصورت اور بہت اچھا تھا۔ وہ واقعی بہت اچھا تھا جبکہ وہ بھی سب کی طرح نکلا، عام سا مرد نکلا، نہیں عام سے بھی بے حد گرا ہوا مرد۔

وہ ہاتھ نیچے گرا چکا تھا اور زمین کے بل بیٹھ گیا۔ چہرہ چھپاتے ہی پھوٹ کے رونے لگا۔ وہ ایسا نہیں کرسکتا وہ اس بچی پہ کبھی مر کر بھی ظلم نہیں کرسکتا جبکہ ڈری سہمی نور اس کو روتے ہوئے دیکھ کر حیران ہو گئی۔

''اسامہ۔''

''میں اتنا گھٹیا نہیں ہوسکتا، میں نہیں ہوں ایسا، امی نہیں ہوں میں ایسا، میں عورت کی عزت کرنے والا ہوں، میں بابا جیسا نہیں ہوں۔ مجھے دین بھائی جیسا بننا تھا مگر میرا حسد ان کی طرح بننے سے روکتا تھا۔ وہ بہت اچھے ہیں، بہت زیادہ، ان جیسا واقعی کوئی نہیں ہوسکتا۔'' وہ خود سے بڑبڑا رہا تھا۔

وہ اس چھ فٹ اونچے مرد کو روتے ہوئے دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ اس کمرے میں سوائے اس کی سسکیوں کے اور کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔

❁......❁......❁

اس نے سوچا نوری کو کال کرے، امی ابا کو وہ صلاح الدین کے ساتھ آ کر سرپرائز دینا چاہتی تھی مگر بہن کو پہلے سے خبر ہو، اس نے بال کانوں کے پیچھے کر کے اس کو میسج کرنے لگی تھی کہ دین کی کال آ گئی اس نے فوراً اٹھایا۔

''السلام علیکم موشی کیسی ہو۔ سو گئی تھی۔'' وہ ایک دم ہشاش بشاش لہجے میں بولا۔ ثمرن مسکرائی۔

''آپ کا پلان فیل ہو گیا کیونکہ کھانے سے مجھے جتنی تھوڑی بہت نیند آ رہی تھی وہ بھی آپ کی وجہ سے اڑ

گئی۔" وہ نارمل لہجے میں کہنے لگی۔

"ظاہر ہے پائلٹ ہوں جہاز اڑا سکتا ہوں تو اپنی بیوی کی نیند نہیں۔" وہ مزے سے بولا۔ وہ شرم سے مسکرا پڑی۔

"کیا کر رہے ہیں آپ۔"

"کچھ نہیں، حویلی کی خبر لوں ذرا، ہو کیا رہا ہے۔" ایک دم جیسے وہ خاموش ہو گئی تھی۔

"موشی! اگر تم سچ میں تم ان کے نام تک سے بھی کانپی تو میں تم سے بات نہیں کروں گا۔" صلاح الدین اس کی خاموشی کو بھانپ چکا تھا۔

"تمہیں ٹھیک نامادر بزرگ کر سکتی ہیں۔" جب اس نے جواب نہیں دیا تو دین کو بولنا پڑا۔

"نن، نہیں دین۔" وہ اس کی دھمکی پر ڈر گئی تھی جبھی تیزی سے بولی۔

"جھلی! مورے فون نہیں اٹھا رہی فون دو گی انہیں۔"

"آپ بات تو کریں گے نا مجھ سے۔"

سمجھی کہیں وہ ناراض ہو گیا ہے۔

"ہاں اگر محترمہ موشم ہوئی نہ کہ ڈرپوک جھلی ثمرن۔" صلاح الدین تیزی سے بولا۔

"الادین صاحب! ڈرپوک نہیں ہوں۔" وہ ایک دم تیزی سے بولی پھر خود ہی اپنے اس پرانے لہجے پر حیران ہو گئی۔

"کیا کہا؟ یہ واقعی میری موشم بات کر رہی ہے۔" وہ حیران کن لہجے میں اس سے تصدیق چاہ رہا تھا۔

"میں مورے کو دیتی ہوں آپ ان سے بات کریں۔" وہ جلدی سے مورے کو دیکھتے ہوئے بولی۔ وہ خود حیران تھی اپنے آپ پر صلاح الدین نے واقعی پانچ دنوں میں کمال دکھایا تھا۔

✿......✿......✿

وہ رو رہا تھا اور وہ اب حیرت سے اسے تک رہی تھی۔

"ارے آپ روئیں تو نہیں۔" وہ اب اس کے پاس آئی۔

"میں ارشد بھائی کو نہیں بلاؤں گی پولیس بھی آپ کو نہیں پکڑے گی اب تو چپ ہو جائیں۔" وہ جیسے اس کے رونے پر یہ نتیجہ نکال سکی تھی جبھی نرمی اور بے حد سمجھداری سے بولی۔

"تم اپنی بکواس بند کرو گی۔"

وہ اب دھاڑا تھا۔اس نے منہ بنالیا۔اسامہ کا چہرہ گیلا ہو گیا تھا اور اس کی نیلی آنکھیں جھلملا گئی تھیں اور کافی زیادہ چمک رہی تھیں۔اس نے کچھ سوچتے ہوئے اپنا آئی پوڈ دیکھا جو سائیڈ پہ گر گیا تھا پھر اس کی طرف بڑھتے ہوئے اٹھایا۔اور سونگ پلے کیا جبھی بھی وہ سیڈ ہوتی تو میوزک لگایا کرتی تھی اس سے اس کا دل بہل جاتا تھا۔

Snow White کا the dwarf yodel song لگا دیا یہ بہت ہی بچکانہ حرکت تھی لیکن لگایا بھی تو ایک بچی نے ہی تھا\ جب ثمرن یا ان میں سے کوئی روتا تو یہ لگا دیتے اس کے بعد ہنس ہنس کر وہ لوٹ پوٹ ہوتے تھے اسامہ نے سر اٹھا کر دیکھا\

"اب دیکھنا آپ ہنس پڑیں گے۔ویسے آپ کی نا اس لال رنگ والے اینگری ڈفراف سے شکل ملتی ہے ہر وقت ناک پہ غصہ رہتا ہے۔"

وہ اس کے پاس آئی اور اپنا دوپٹہ اٹھایا۔

"یہ آئی پوڈ پکڑیں ایک سیکنڈ۔"

اس نے اسے پکڑنے کو کہا۔اسامہ نے خاموشی سے اسے دیکھا۔

"اوہو پکڑیں تو سہی پھر بتاتی ہوں۔"

"میں واش روم جا رہی ہوں آپ تب تک گانا سنیں،خود کو ریلیکس کریں میرے سامنے تو رو لیا باقیوں کے سامنے روئیں گے تو لوگ آپ کا مذاق اڑائیں گے آپ اچھے ہیں کیونکہ آپ نے مجھے مارا بھی نہیں ورنہ میری امی کہہ رہی تھی ایسے لڑکے بہت مارتے ہیں اور آپ نے مجھے برگر بھی لا کر دیا آج کل تو کوئی ٹافی بھی نہیں دیتا آپ برے نہیں ہیں۔اپنے آپ کو مت کہیے ٹھیک ہے۔"

وہ اسے اپنا فون پکڑا کر چلی گئی اور اسامہ اس کی پشت کو نم آنکھیں سے دیکھتا رہ گیا۔وہ کیا تھی کوئی بچی تھی یا پھر ایک دانش ور لڑکی جو اس کو آئینہ دکھا کر چل پڑی۔اس نے اس کے آئی پوڈ کو دیکھا اس کے دل کو کچھ ہوا یہ کیا

کر دیا اس نے یہ لڑکی اس چیز کی مستحق نہیں تھی، اسے اپنا آپ اور برا لگ رہا تھا۔

آغا جی گھر پہنچے تو انہیں خبر ہوئی ان کی بہن پہنچ گئی ہیں۔ان کے کمرے میں آنے میں ذرا دیر بھی نہیں لگائی اور اب وہ دستک دے رہے تھے کیونکہ اس طرح بلا دھڑک وہ ان کے کمرے میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔

''آ جاؤ۔''

ان کی آواز پر آغا جی نے فوراً دروازہ کھولا، دیکھا تو وہ جائے نماز بچھا رہی تھیں جب انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی کو آتے ہوئے دیکھا تو ان کے ماتھے پہ بل پڑ گئے۔

''بخیر مشرہ خور۔''

وہ مسکرا کر آگے آئے خانم نے ہاتھوں سے انہیں آگے آنے سے روکا۔

''تمہیں کسی نے اجازت دی ہے آگے آنے کی۔''

وہی سخت لہجہ جو وہ مردوں پہ استعمال کیا کرتی تھیں۔

''مشرہ خور کیا ہوا سب خیریت تو ہے۔'' وہ چونک پڑے۔

''تمہیں تو میں بتاؤں گی، دین کہاں ہے؟''

''دین؟''

''ہاں دین! اور اگر تم نے منہ سے جھوٹ بولا خان تو کھڑے ہونے کے قابل نہیں رہو گے۔میری عمر سے یہ مت سمجھ لینا کہ میں کمزور اور بے بس ہو گئی ہوں۔''

''خور، کوئی بات ہوئی ہے ہم سے کوئی غلطی۔''

''غلطی، اگر خان تو نے غلطی کہی تو پھر میری جوتی ہو گی اور تمہارا سر۔گناہ کیا ہے، میری تربیت کا تو نے یہ صلہ دیا ہے اور کدھر ہے تمہاری اولاد۔'' وہ دھاڑی تھی کہ آغا جان کا سر جھک گیا تھا۔

''میرے بزنس کے ساتھ ساتھ میری عزت جو میں نے برسوں سے بنائی ہے اس کو بھی مٹی میں ملاؤ گے تم! یہ جو عزت اور نام ملا ہے مت بھولو یہ تمہیں میری وجہ سے ملا ہے۔''

وہ خاموش تھے۔

"اپنی اس طاقت پہ اتنا مت اکڑو خان ورنہ منہ کی کھاؤ گے۔" وہ سخت سے سخت الفاظ کہے جا رہی تھیں اور وہ خاموش تھے کیونکہ خاموشی ان کی مجبوری تھی۔ تایا بھی خبر ملتے ہی فوراً ان کمرے پہنچے۔ خانم کی نظر اس پہ پڑی اور ان کی ایسی نظریں تھیں تایا جان بھی ٹھہر گئیں۔ وہ سوچ رہے تھے اندر آئے یا پھر بھاگ جائیں لیکن چونکہ خان کسی سے نہیں ڈرتے تو ہمت کر کے آگے بڑھے۔

"خیر خانم۔"

"او بھئی چھوٹے خان تمہاری ہی کمی تھی۔" وہ طنزیہ مسکراہٹ اچھالتے ہوئے بولیں اور تایا جی سمجھ گئے اب ان کے طنز سے اللہ ہی بچائے۔

✿......✿......✿

وہ ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ اس کی نظر سوئی ہوئی صبح پہ پڑی۔ ابھی اتنا بول بول کر اچانک وہ جمائی لے رہی تھی پھر اس نے کہا کہ اگر پہنچ جائے تو اسے اٹھا لیجیے گا اتنی بہادر بچی اس نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔ اس کی نظروں میں جوانی میں آئی ایسی کئی لڑکیاں جو اس کی عمر اور اسے بھی چھوٹی تھیں جن کے چہرے پہ خوف، وحشت، بات بات پہ رونا کچھ تو شاکڈ سے بالکل خاموش ہو جاتی تھیں مگر اس پر تو فی الحال ایسے کوئی اثرات نہیں آئے تھے۔ اس کی بڑی بہن کو دیکھ لیا جائے جو اس سے پانچ چھ سال بڑی تھی کیسی حالت ہو گئی تھی۔ ایک بار بھی اس لڑکی نے احتجاج کیا ہو، بہت فرق تھا بہنوں میں بہت زیادہ اور وہ اس لڑکی کی اس بہادری پر داد دے رہا تھا جو اس کے ساتھ بنا کسی ڈر اور خوف کے سفر کر رہی تھی۔ گو کہ اس کا وہ شوہر تھا مگر جو وہ کرنے جا رہا تھا جس اس سے اس کی معصومیت چھن جاتی۔ اس نے سگریٹ ہونٹوں میں دبایا اور لائٹر جیب سے نکالنے لگا جب اسے بیپ کی آواز آئی۔ اس نے وہم سمجھا لیکن جب بیپ کی آواز بار بار سنائی دینے لگی اس نے فون چیک کیا مگر اس کی رنگ ٹون کچھ اور تھی۔ اس نے صبح کے ہاتھ میں پڑا آئی پوڈ دیکھا وہ بھی آف تھا۔

پھر یہ کہاں سے سنائی دے رہا تھا اس نے سگریٹ منہ سے نکال کر سائیڈ پہ کار روکی اور پھر اس چیک کیا۔ آواز تو صبح کے پاس سے آ رہی تھی، تفصیل سے چیک کرنے کے بعد پتا چلا صبح میڈم کے پاس فون بھی ہے جوان

کی فراک کی جیب میں موجود تھا یعنی ارشد بھائی کی دھمکی ایویں نہیں تھی۔ یہ لڑکی شاید اور کچھ بھی لائی ہو گی۔

"اُف اسامہ خان یہ کس سے پالا پڑ گیا تمہارا۔" وہ خود سے کہتے ہوئے اب کار دوبارہ سٹارٹ کرنے لگا مگر کار سٹارٹ نہ ہوئی۔

"اسے کیا ہوا؟"

اب وہ دوبارہ سٹارٹ کر رہا تھا لیکن کار نے مزید چلنے سے ہار مان لی تھی۔

"ڈیم اٹ۔" اسامہ نے زور سے سٹیئرنگ پہ ہاتھ مارا کہ صبح جو سو رہی تھی اٹھ پڑی۔

"اُف سونے دیں۔" وہ مندی مندی آنکھیں کھول کر غصے اور نیند کے ملے جلے تاثرات سے اسے کہنے لگی تھی۔

"اِدھر میری کار خراب ہو گئی ہے اور تم کہہ رہی ہو سونے دیں۔ اب اس بھرے جنگل میں کون گاڑی ٹھیک کرے گا، تم۔" پر اس کی سن کون رہا تھا۔ اس نے پھر ٹرائی کیا مگر گاڑی نے آوازیں نکالنے کے سوا کچھ نہیں کیا۔ اسے بے انتہا غصہ آ گیا۔ اسامہ کی عادت تھی کہ وہ چھوٹی باتوں پہ بہت زیادہ غصہ ہو جایا کرتا تھا۔

"اچھا آپ بھی سو جائیں صبح دیکھ لیں گے۔" وہ مزے سے کہتی ٹانگیں مزید اوپر کرتی شیشے کے ساتھ ٹیک لگا چکی تھی۔ اسامہ اسے دیکھتا رہا پھر اس کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑا۔

"اٹھو۔"

"کیا ہے۔" وہ چڑتے ہوئے بولی۔ اس کی جو نیند خراب کرتا تھا اس کو تو وہ کچا چبا جاتی تھی۔

"میری کار خراب ہو گئی ہے۔"

"تو میں کیا آپ کو مکینک نظر آتی ہوں جو بار بار بول رہے ہیں۔ مجھے اٹھایا کیوں؟" ایک دم چیختے ہوئے وہ بولی۔

"ایک بات تو بتاؤ تمہارے پاس کوئی فون ہے۔" اسامہ تیزی سے بولا تھا۔ اسے یاد آیا تھا وہ ایک دم گڑبڑا گئی لیکن بنا ڈرے بولی۔

"ہاں ہے اور وہ میں بالکل نہیں دوں گی۔"

وہ اس کے سچ بولنے پہ حیران ہو گیا۔

''اِدھر لاؤ دو مجھے، تم بالکل بھول گئی ہو میں کون ہوں۔'' وہ سختی سے بولا تھا۔ ساری ہمدردی جیسے منٹوں میں غائب ہو گئی تھی فطرت کا مارا بیچارا۔

''آپ کے پاس اتنا مہنگا آئی فون ایکس ہے میرا آئی فون فور کا کیا کریں گے۔''

وہ چہرے پہ آئے بالوں کو پیچھے کرنے لگی۔

''میں نے فون استعمال نہیں کرنا۔'' وہ اب تحمل سے بولا تھا ورنہ دل تو پھر بھی کر رہا تھا اس کو ایک دو تو لگائے کیسی لڑکی ہے۔

''تو پھر کیا کریں گے اس کو چائے میں تو ڈبونے سے رہے اب مجھے بہت نیند آرہی ہے آپ نے پھر سگریٹ پی اللہ جی مجھے بچا لیجیے گا پلیز ورنہ یہ تو چاہتے ہیں میں مروں، ائیر فریشنر ہے۔''

اس نے شیشہ نیچے کرنا چاہا لیکن بٹن سے کچھ ہو ہی نہ رہا تھا۔

''یہ کھل کیوں نہیں رہا؟''

وہ بار بار بٹن کو دبانے لگی

''چھوڑو خراب کرو گی اسے۔''

اس نے صبح کا ہاتھ جھٹکا۔

''اُف کیا پتھر جیسے ہاتھ ہیں اور اتنے رف کریم لگایا کریں۔'' وہ اپنے ہاتھ سہلانے لگی۔

''یہ کھل کیوں نہ رہا آپ کی بو سے میں بے ہوش ہو جاؤں گی اور پھر ارشد بھائی۔''

''اگر تم مزید کچھ آگے سے بولی تو تمہارے ارشد بھائی کے سامنے تمہیں گولی سے اڑا دوں گا۔''

وہ اس کے جلال کو پہلے دیکھتی رہی پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تھیٹر نہیں مار سکے گولی ماریں گے مجھے، اب تو یقین ہو گیا ہے آپ نے مکھی بھی نہیں ماری ہو گی۔ ہی ہی۔''

''اویو'' وہ انگلی اٹھا کر اس کے آگے جھکا۔ ''تم بھول رہی ہو کچھ میں کیا چیز ہوں۔'' بار بار دہرایا ہوا جملہ صبح کو چڑانے پر مجبور کر رہا تھا مگر وہ کیوں چڑی وہ اسے چڑا گئی۔

''آپ چیز نہیں ہیں اسامہ، آپ انسان ہیں اور وہ بھی رونددو۔''

وہ ہنس پڑی تھی اور اسامہ اپنے بال کھینچ لینا چاہتا تھا اسے اٹھا کر وہ بہت پچھتایا تھا۔

''دیکھا وہی پھولی ہوئی ناک اس اینگری کی طرح۔ ہاہاہاہا۔ زیادہ غصہ مت کریں ناک اتنا موٹا ہو جائے گا ایک دن آپی بھی غصے میں تھی ان کا ناک کا کیا بتاؤں۔''

وہ بولنے لگی اور وہ غصے سے گاڑی سے اتر گیا کہ وہ پوری رات اس کی بکواس نہیں سن سکتا تھا۔

''اُف اٹیوڈ کتنا ہے یار اب اس نے اٹھا دیا مجھے بھوک لگنے لگی ہے۔''

جب کار کا مسئلہ حل کر کے وہ سیدھا اندر آیا، دیکھا تو مس صاحبہ دنیا سے بیگانی خواب خرگوش کی مزے لے رہی تھی، اسامہ نے اس چھوٹی چڑیل کو دیکھا جو آج تقریباً اس کا دو لیٹر خون چوس چکی تھی۔ وہ بہت تھک گیا تھا لیکن وہ جلد از جلد فارم ہاؤس پہنچنا چاہتا تھا کیونکہ وہ مزید اپنا خون نہیں جلا سکتا تھا۔

✿.......✿.......✿

''کوئی بھی فون نہیں اٹھا رہا۔ نہ امی، نہ بابا نہ ہی نوری کہاں غائب ہو گئے ہیں۔''

آج صلاح الدین نے واپس آنا تھا اور وہ دو دن سے مسلسل انہیں کال ملائے جا رہی تھی لیکن کسی نے بھی فون نہیں اٹھایا۔ وہ باہر آئی دیکھا مورے ماسی سے صفائی کروا رہی تھیں۔ اسے دیکھ کر کھل کر مسکرائی۔

''ابھی سے تیار ہو گئی اچھا کیا آخر نئی نویلی دلہن کو ایسے ہی لگنا چاہیے۔''

وہ جھینپ گئی۔

''مورے! میرے گھر والوں میں سے کوئی بھی فون نہیں اٹھا رہا، مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔''

''تم اپنا فون لائی تھی؟'' وہ اس کو دیکھ کر پوچھنے لگیں۔

''نہیں مورے، یہ تو دین کا فون ہے۔'' وہ ایک دم کہہ کر لب دبا گئی تھی۔ مورے کے سامنے دین بولنا اسے عجیب لگا۔ مورے مسکرا پڑی۔ وہ سمجھ گئی اس کی جھجک اور اس کے پاس آئی اور اس کا گال تھپتھپا کر خوش رہو کہا۔

''گھر کے نمبر پہ ڈائل کیا بیٹی؟''

''گھر کا نمبر کہہ رہے ہیں بند ہو گیا ہے باقی کی تو سمجھ سکتی ہوں مگر نوری کیوں نہیں اٹھا رہی۔ پتا نہیں عجیب سی

گھبراہٹ ہو رہی ہے۔"

"ارے چندا، فکر کیوں کرتی ہو! ہو سکتا ہے تمہارے امی ابو نے تمہاری وجہ سے نمبر نہ تبدیل کر لیے ہوں۔"

"میری وجہ سے۔" ان کے کہنے پر وہ حیرت میں مبتلا ہوئی۔

"جانو لوگ فون کرنے لگ جاتے ہیں چسکے کے لیے، مصنوعی ہمدری بانٹنے کے چکر میں گرما گرم خبر سنتے ہیں اور اسے پھیلاتے ہیں یہی تو ان کی زندگی میں تفریح ہے۔" ان کے کہنے پر ان نے تائیدی انداز میں اپنا سر ہلایا۔

"شاید آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں واقعی امی ابا میری وجہ سے سائڈ پہ ہو گئے ہیں کوئی بات نہیں میں اور صلاح الدین جائیں گے نا ان سب کے پاس تو پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ پر امید لہجے میں کہنے لگی وہ پھر مسکرا پڑی۔ دین نے واقعی صحیح کہا تھا وہ بہت بھولی ہے مگر بے حد صاف دل کی۔

"ہاں میری جان چلو کھانے کو دیکھو میں تمہیں دین کی پسند بتاتی ہوں۔" وہ اس کو اپنے ساتھ کچن کی طرف لے کر گئی۔

✿......✿......✿

وہ رات کے بارہ بجے بالآخر پہنچ گیا تھا۔ اس نے ہارن بجایا کئی بار بجانے سے بھی نوری کی نیند میں خلل نہیں پڑا کیونکہ اس کی نیند گہری ہو چکی تھی۔

دروازہ پورے دس منٹ بعد کھولا گیا۔ دیکھا تو گل شیر خان نے دروازہ کھولا جو گھر کی دیکھ بھال کرتا تھا، اسامہ اپنی کار بہت بڑے پارکنگ ایریا کی طرف لے کر جانے کے بجائے سامنے بڑے بڑے پلر کے قریب لے گیا اور گاڑی روک دی۔

"اٹھو" اس نے مڑتے ہوئے خاصی اونچی آواز میں صبح سے کہا مگر صبح نے کوئی رسپونس نہیں دیا۔

"میں نے کچھ کہا ہے اٹھو۔"

"اُف۔"

گل شیر بھاگتے ہوئے آیا اور دروازہ کھولا۔

"سلام اسامہ لالہ! معاف کرنا ہم لیٹ ہو گیا تھا۔" وہ اپنے دیر سے آنے پر شرمندہ تھا۔

"کوئی بات نہیں کمرے وغیرہ تو کھلوا دیئے تھے۔" اس نے مڑ کر اترتے ہوئے کہا۔ گل شیر نے دروازہ بند کیا۔

"لالہ کمرہ کیا ہم نے تو پورا گھر کھول دیا ہے آپ بے فکر رہو۔"

"ٹھیک ہے تم سامان نکالو، میں جا رہا ہوں۔"

"صاحب کھانا کھائے گا آپ، لگا دوں۔" گل شیر کو یاد آیا تو مڑ کر بولا۔ اسامہ کو یاد پڑا آج واقعی اس نے ایک لقمہ بھی صبح سے اپنے اندر نہیں اتارا تھا۔

"نہیں رہنے دو بس ایک کافی بنا کر میرے کمرے میں لا دو۔"

اس نے نور کی سائڈ کا دروازہ کھولا۔

"اٹھو۔"

"بات سنو پہنچ چکے ہیں ہم۔"

مگر وہ اتنی گہری نیند سوئی ہوئی تھی اسامہ اسے دیکھتا رہا پھر جھنجھوڑنے لگا۔

"اوسونے دو۔" بڑبڑا کر وہ پھر نیند کی وادی میں چلی گئی۔

"توبہ، اسے اٹھایا تو اس وقت بھی میرا سر کھائے گی۔" اس نے کچھ سوچتے ہوئے بازو میں اسے اٹھایا اور دروازہ بند کر کے اندر کی طرف بڑھا۔ لاؤنج میں کافی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

"ایک تو یہ لائٹ آن کیوں نہیں کرتا۔" وہ غصہ سے کہتے ہوئے اوپر سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور اپنے کمرے کے بجائے اسے ساتھ والے کمرہ جو کہ ارباز کا تھا اس میں لے گیا۔ اندھیرے میں وہ لائٹ آن کیے بغیر اسے بستر پہ لٹا چکا تھا اور اس پر بنا کمبل ڈالے واپس مڑنے لگا کہ ٹھہر گیا۔ اس نے لائٹ آن کی اور مڑتے ہی کمبل اس پر ڈالنے لگا۔ وہ اسے دیکھتا گیا پھر گہرا سانس لے کر مڑ گیا۔

✿......✿......✿

وہ اب تایا کی اتنی بے عزتی کرنے کے بعد گہرا سانس لیتے ہوئے تھکے ہوئے انداز میں بستر کے قریب

بیٹھی تھی۔

''تمہیں شرم سے مر جانا چاہیے خان۔ مجھے تو تمہیں خان بھی نہیں کہنا چاہیے اس زمانے میں بھی یہی طور طریقے اپنائے ہوئے ہیں تم لوگوں نے، جانور بھی تم لوگ سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔''

وہ خاموش تھے۔

''بولتے کیوں نہیں ہو زبان کیوں بند ہوگئی۔ میرے سامنے بھی اکڑ دکھاؤ آخر عورت ہوں تم مرد عورتوں کے سامنے بہادری دکھاتے ہو اور خود کو شیر سمجھتے ہو۔ نام شیر ہے تمہارا مگر حرکتیں گیدڑوں جیسی۔ اس گھر میں صرف ایک ہی مرد ہے صلاح الدین ورنہ میرے سے اس نے بھی جوتی کھائی تھی۔''

''خانم! بات ہادی کی تھی ایسے کیسے چپ ہو جاتے۔'' تایا منمنائے۔ اتنی تذلیل پر ان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

''تم تو اپنا منہ بند رکھو ورنہ یہ جوتی پڑے گی۔ یہ مت سمجھنا میں کسی کا لحاظ کروں گی۔ ہادی کی موت ایسی لکھی تھی جو کہ ہم میں سے کوئی نہیں روک سکتا تھا اور اس لڑکی کے بھائی نے گولی تھوڑی ماری تھی ایکسیڈنٹ ہوا تھا جان بوجھ کے تھوڑی کیا، مگر نہیں جاہل اکٹھے ہوئے ہیں۔ حویلی سے باہر پھینکنے کا دل کرتا ہے۔''

ان کا جلال قابل دید تھا۔

''اب جاؤ یہاں سے میری نماز بھی گزر رہی ہے، تم سب کو سیدھا کرتی ہوں۔ میں پہلے تو سوچ رہی تھی صرف ہفتے میں سب کچھ دیکھ کر واپس چلی جاؤں گی مگر یہاں تو نظام ہی الٹ ہو گیا۔ اب کم سے کم تم سب جب تک سیدھے نہیں ہو جاتے میں نے یہاں سے ایک قدم نہیں ہلنا اور میرے خلاف کسی نے بھی کوئی سازش کی تو اپنے انجام خود ہی سوچ لے۔''

وہ سخت نگاہوں سے دیکھتی نماز شروع کر چکی تھی۔ تایا نے غصے سے اپنے باپ کو دیکھا جو کہ ان سے ڈرتے تھے۔ آغا جان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو اسے جانے کا کہا۔ وہ پہلے دیکھتے رہے پھر سر کو خم دیتے ہوئے مڑ پڑے جبکہ وہ وہیں اپنے بڑی بہن کی نماز ختم ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ وہ اگر ایسے بدتمیزی دکھائیں گے تو یہ جتنی تھوڑی بہت سلطنت ملی ہے اس سے بھی ہاتھ دھو کر بیٹھیں گے۔

وہ کھانا بنا چکی تھی۔موورے نے زیادہ بنانے بھی نہیں دیا تھا کیونکہ ابھی بھی اس میں کمزوری تھی اور جسم میں زخم بھی فی الحال نہیں بھرے تھے۔صرف صلاح الدین کا من پسند لزانیا اور پلاؤ بنا دیا جس پہ اتنا جتن بھی نہیں کرنا پڑا تھا۔موورے ماسی کے ساتھ کریم کے ذریعے کچھ سامان لینے گئی تھیں۔بتایا نہیں تھا کہ کہاں جا رہے ہیں اور نہ ہی ثمرن نے تفصیل پوچھی تھی۔وہ اب تیار تھی، کھانا بن چکا تھا اس لیے سوچا کہ صلاح الدین کے لئے کوئی کپڑے نکال دے۔وہ کمرے کی طرف بڑھی اور الماری کھولی اسے کمرے کی عجیب خاموشی سے گھبراہٹ ہو رہی تھی سوچا جب تک کمرے میں ہے کمرے میں آوازیں آتی رہیں۔اس نے ٹی وی آن کر دیا اور الماری کی طرف بڑھی۔ٹی وی میں کسی نیوز چینل کی آواز آنے لگی۔وہ اب تھوڑی مطمئن ہو گئی۔وہ دین کے لیے کیمل رنگ کی شلوار قمیض نکال رہی تھی جب اس کا سکون ایک پل میں ہی غارت ہو گیا۔

”قطر ائیرویز سے اسلام آباد آنے والی فلائٹ موسم کی تبدیلی کی باعث بچ نہ پائی اور پلین مارگلہ کے پہاڑ سے ٹکرا گیا۔ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ پلین......

اس کا سانس اکھڑنے لگا۔دین بھی تو قطر ائیرویز میں تھا۔اس کا دین نہیں رہا اس دنیا میں، ابھی تو آیا تھا اس کے پاس۔یہ کیا کیا اللہ نے، کیسی آزمائش میں ڈال دیا۔اس اس نے ہینگر سے تھامی اس کی قمیض کو دیکھا۔

”میں واپس آؤں تو مجھے پرانی والی موشم چاہیے ورنہ مجھ سے بات مت کرنا۔“ دین کی آوازیں ہر طرف آ رہی تھیں۔آنسو بے اختیار ہو گئے۔دل کی دھڑکن جیسے رک سی گئی تھی۔

”الا دین! اتنی بب۔بڑی۔س۔س۔سزا۔“

اس نے ٹی وی کی طرف نہیں دیکھا لیکن اس کے کان میں گرم سیسہ نیوز والے انڈیل رہے تھے۔اس نے نفی میں تیزی سے سر ہلا کر ریموٹ اٹھایا اور بند کیا۔

”نہیں، دین کو کچھ نہیں ہوگا وہ بالکل سلامت ہوں گے۔ایسے کیسے جائیں گے ابھی تو میں ٹھیک ہو رہی تھی، میرے ہاتھ کا کھانا کھائیں گے، مجھ سے بات کریں گے، ڈھیر سارا پیار ابھی کریں گے، موشم بھی بولیں گے، نہیں دین واپس آئیں گے ضرور آئیں گے۔“

اس نے قمیض کو اپنے ساتھ بھینچ لیا تھا اور صلاح الدین کی خوشبو کو محسوس کر کے یقین دہانی کروا رہی تھی کہ

نہیں دین زندہ ہے اور دین واپس آئے گا۔ یہ جھوٹی بکواس خبریں بنا تصدیق کیے بتانے لگ جاتے ہیں، جتنا وہ سسکیوں کو دبا رہی تھی اتنی ہی اس کے چیخیں نکلنے لگیں اور پھر پورا اپارٹمنٹ اس کی چیخوں سے بھر گیا تھا۔

وہ کافی کے سپ لے رہا تھا اور ساتھ میں سگریٹ سے اپنی اندر کی وحشت کو باہر نکالنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔ وہ کبھی بھی حویلی میں گھر والوں کے سامنے نہیں پیتا تھا یہ تو اس کی تنہائیوں کی ساتھی تھی اور وہ ہر ایک کش سے اڑتے دھوئے دھویں کی بدولت ماضی میں کھو جاتا تھا مگر آج ماضی سے ہٹ کر وہ سوچ رہا تھا کہ وہ آج کیا کرنے جا رہا تھا۔

اگر اس کی ماں کی آواز اس کی قدموں کی زنجیر نہ بنتی تو وہ آج کیسے سر اٹھا پاتا، ساری زندگی ضمیر نے اس پر کوڑے برسانے تھے اور آخرت میں جب وہ اپنی ماں کے نام سے پکارا جاتا اور پھر اپنی ماں کو کیا منہ دکھاتا جس نے اسے نصیحت کی تھی۔

"اسامہ! عورت جتنی بھی مضبوط کیوں نہ ہو مگر مرد کی محبت پہ نازک آبگینے کی طرح ہوتی ہے۔ چاہے وہ باپ کی محبت ہو، بھائی کی، شوہر کی یا بیٹے کی وہ اسے کمزور بنا دیتی ہے۔ ان کی محبتوں کی خاطر اپنا آپ مٹا دیتی ہے بدلے میں کیا چاہیے ہوتا صرف عزت، محبت بیشک نہ دیں عزت بہت ضروری ہے اس کے بغیر عورت بالکل خالی ہے اور میں کچھ نہیں چاہتی بس میرا سی ایک اچھا باپ، ایک اچھا شوہر، ایک اچھا بیٹا اور بھائی بنے اور عورت کی عزت کو اپنی پہلی اولیت سمجھنا بس مجھے اور کچھ نہیں چاہیے تم سے۔"

دھوئے میں ماں کا عکس غائب ہو گیا تھا اور وہ حال میں واپس لوٹا۔ اس نے سامنے پڑی اپنی امی کی تصویر دیکھی، جو کتنی پیاری تھی، کتنی خوبصورت تھی مگر باپ نے انہیں ان کی ہر چیز سے محروم کر کے تباہ و برباد کر دیا۔

وہ خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا جب کال بیل پہ چونکا، دیکھا تو اس کی یونی فیلوز رنور کی کال تھی۔ اف ایک تو اس لڑکی کو آرام نہیں ہے پروجیکٹ کے بارے میں اسے ہمیشہ رات ہی کیوں یاد آتا ہے۔ فی الحال وہ اب سونا چاہتا تھا فون بند کر کے وہ اپنے بستر کی طرف آیا لیکن وہ جانتا تھا نیند ہمیشہ کی طرح اس پر مہربان نہیں ہوگی۔

”فون تو کر دیا تھا تم نے گھر والوں کو۔“

اسد کار موڑتے ہوئے بولا۔ دین فون پہ ارباز کو ٹیکسٹ کر رہا تھا کیونکہ وہ بھی بہت پریشانی سے پانچ بار کال کر چکا تھا اور اب ٹرائی مار تھا تو فون نہیں اٹھا رہا تھا تو میسج کرنا پڑا۔

”یار لکھا تو تھا ہماری فلائٹ پہنچ گئی تھی پہلے اور وہ ہولینڈ کی فلائٹ تھی۔ مجھے نہیں لگتا پریشان ہونا چاہیے مورے کی ابھی تک کال نہیں آئی اور نہ ہی موشم کی تو وہ ضرور بے فکر ہوں گے یا انہیں اب تک خبر نہیں ملی ہوگی۔ اچھا ہے خوامخواہ انہوں نے پاگل ہو جانا تھا۔“

”اللہ کا شکر ہے مگر ان بیچارے کے گھر والوں پہ کیا بیتی ہوگی۔“

”بس اللہ صبر دے خود بھی خبر نہیں ہوتی کیا سے کیا ہو جائے خوف ہی آ جاتا ہے۔“ دین جھنجھلا کر ثمرن کو کال ملا رہا تھا اور ثمرن دیوانوں کی طرح دین کو کال ملا رہی تھی لیکن نمبر بزی، وہ پاگل ہو رہی تھی۔

”پلیز دین! ثمرن مر جائے گی پلیز اٹھائیں نا ایک بار آپ کی آواز سننا چاہتی ہوں مجھے آپ کی منہ سے موشم سننا ہے۔“

وہ بار بار ٹرائی کر کے اپنا سر تھام چکی تھی۔ ٹی وی اس نے آن نہیں کیا تھا۔ اگر اس میں دین کی موت کی تصدیق ہو جائے گی تو اس کی سانسیں رک جائیں گی اور اب تک اس کی سانسیں قائم تھیں۔ مطلب دین زندہ ہے ابھی بھی وہ پرامید تھی۔

مورے کو راستے میں ٹریفک کے باعث دیر ہو گئی تھی اور وہ بھی دونوں کو کال ملا رہی تھی لیکن دونوں کے نمبر بند جا رہے تھے۔

”اللہ خیر کرے دین کو تو اب تک پہنچ جانا تھا۔ اٹھا کیوں نہیں رہا اور ثمرن بھی نہیں کال اٹھا رہی۔“ وہ پریشانی سے بولیں۔

دین اپنے دوست سے مل کر کار سے اپنا بیگ اٹھانے لگا۔

اور وہ صوفے پہ بیٹھی رو رو کر پاگل ہو رہی تھی۔ کوئی بھی فون نہیں اٹھا رہا تھا سب اسے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

"آپی۔"

نوری ڈر کر اٹھ گئی۔اس نے دیکھا کمرے میں گھپ اندھیرا تھا اور اس نے خود کو نرم بستر پہ پایا۔وہ جلدی سے اٹھی۔

"میں کب یہاں آئی اس کا مطلب ہے میں گھر آ گئی آپی سے مل سکتی ہوں آپی آپی۔"

وہ تیزی سے اندھیرے میں اٹھی اور دروازہ ڈھونڈنے لگی۔

"کمرے میں وہ اینگری مین تو نہیں۔"

اس نے فون مشکلوں سے فراک کی اندرونی جیب سے نکالا اور ٹارچ آن کر کے وہ ہر طرف دیکھنے لگی تو یہ کسی لڑکے کا کمرہ لگ رہا تھا۔مطلب گیٹار بیڈ کے بیچ میں پنچنگ بیگ لٹکا ہوا تھا اس نے بٹن تلاش کر کے لائٹ آن کی اور مڑ کر کمرے کو جائزہ لیا۔سامنے دیوار پہ خوبصورت کیلیگرافی سے لکھا تھا

"ارباز خان۔"

"یہ کس کا کمرہ ہے؟"

اس نے مڑ کر ایک انلارج تصویر دیکھی جس میں اسامہ بلیو شلوار قمیض میں وہی سڑی ہوئی شکل بنائے ہوئے کھڑا تھا جبکہ اس کے ساتھ اسی شکل جیسا جس کی آنکھیں بلیو کے بجائے گرین تھیں مگر براؤن شلوار قمیض میں اسامہ کے کندھے پہ بازو پھیلا کر کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"لگتا ہے اس کا بھائی ہے۔کتنا جولی لگ رہا ہے مطلب یہ تو سچ والا واقعی کریلا ہے میرے ساتھ ان کا رویہ نہیں ہے ایسا۔"

اس نے منہ بنایا اور پھر تیزی سے کچھ یاد آیا۔

"آپی!ہاں آپی ہوں گی میں ان سے ملوں گی۔"

وہ کمرے کا دروازہ کھول کر باہر کی طرف بڑھی۔اس وقت صبح کے آٹھ بج رہے تھے اور وہ اس بڑے سے گھر میں انہیں پکارنے لگی تھی کہ وہ ابھی باہر نکلے گی اور اسے اپنے ساتھ لگائے گی اور وہ انہیں پیار سے کہے گی۔

"میری گڈو رانی۔"

وہ ثمرن کو پیار سے گڈورانی کہا کرتی تھی جب بہت پیار آیا کرتا تھا۔

❁......❁......❁

دین دروازے پہ آیا اور بیل بجائی۔ثمرن روتے روتے بے ہوش ہو چکی تھی دین کتنی بار بیل بجاتا رہا نیچے اس کی گاڑی بھی کھڑی تھی مطلب وہ گھر پر ہی تھے۔اس نے فون نکالا اور گھر کے نمبر پہ کال ملانے لگا لیکن کوئی رسپونڈ نہیں۔

''اُف ہو کیا رہا ہے اتنی غیر ذمہ دارنہ حرکت۔''

وہ پریشان ہو گیا اور چابی جیب سے نکال کر گھماتے ہوئے دروازہ کھولا اور اندر آیا

''موشی، مورے۔''

وہ اندر کی طرف بڑھا۔اندر عجیب سی خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔اس کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔وہ بیگ چھوڑ کر اندر کی طرف بڑھا اور دروازے کو کھلا پایا تو ٹھہر گیا۔

''موشم۔''

پہلے تو وہ شاکڈ ہو گیا اور پھر دل جیسے ڈوبنے کے قریب تھا۔ثمرن فرش پر اس کی قمیض پکڑے بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔وہ بھاگتے ہوئے اس کے پاس آیا۔

''موشم!! ثمرن۔''اس نے اس کو اٹھا کر بیڈ پہ لیٹایا اور اس کا چہرہ تھپتھپایا۔اس کا چہرہ سوجا ہوا تھا اور چہرے پہ آنسو کی لکیریں تھیں۔صلاح الدین پاگل ہونے کو تھا۔

''مورے کہاں ہیں! مورے مورے۔''اس نے اونچی آواز میں کہا۔وہ کہاں چلی گئیں۔وہ تیزی سے سامنے پڑی باٹل واٹر کو اٹھا کر اس پر چھینٹے مارنے لگا۔

''موشم! خدا کے لئے آنکھیں کھولو۔''

وہ اس کے ہاتھ پکڑ رہا تھا جو ٹھنڈے ہو گئے تھے۔

''د دین آپ۔کک کہیں نہیں گئے۔''وہ بے ربط الفاظ سے کہنے لگی۔

''آنکھیں کھولو میں پاگل ہو جاؤں گا۔''کیسا بے قرار لہجہ تھا۔

ثمرن کو ہوش آرہا تھا مگر ڈر تھا اگر وہ آنکھ کھولے گی تو وہ غائب ہوگا۔ وہ چلا گیا ہے وہ مر گیا ہے ارد گرد یہی الفاظ چیخ رہے تھے دل سسک رہا تھا۔

''دین۔''

''دین کی قلب، آنکھیں کھولو۔''

وہ اس کے قریب آیا اور اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔ اس کے ٹھنڈے چہرے کو گرم کر رہا تھا۔

''پلیز میں بالکل ٹھیک ہوں۔''

''آپ چلے جائیں گے۔''

''موشم! اگر تم نے دو سیکنڈ میں آنکھیں نہ کھولیں تو میں واقعی چلا جاؤں گا۔''

وہ جیسے مڑنے کو ہو رہا تھا ثمرن نے بمشکل اپنی پلکوں کو اٹھایا۔ آنکھیں خوف کھا رہی تھیں۔ وہ روک رہی تھیں مگر دل امید دلا رہا تھا وہ یہی ہے آنکھوں کا عکس نمکین پانیوں کے باعث دھندلا ہو گیا تھا مگر جیسے ہی نظارہ صاف ہوا امیر اللہ آنکھوں نے رکتی دھڑکنوں کو ایک بار پھر چلانا شروع کر دیا۔ اٹکی ہوئی جان میں جیسے جان واپس آ گئی تھی، سانسیں جو ٹھہری تھیں چل پڑی تھیں اور اسے آج پتا چلا تھا دین سے جسم کا نہیں روح کا رشتہ تھا دل جیسے ایک ہو چکے تھے۔ وہ اقرار کر چکی تھی۔ دین نے اس کی سیاہ موتی جیسی آنکھیں دیکھیں تو اس کی بھی بے قرار دل کو سکون مل گیا اسے اپنے ساتھ لگائے وہ ہولے ہولے اسے تھپکنے لگا۔

''دین! اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو میں مر جاتی۔''

وہ اس کے ساتھ لگی رو رہی تھی اور صلاح الدین شدت سے اپنے محبت کی مہر اس کے پیشانی پر چھوڑ رہا تھا۔

''میرا دل کر رہا ہے تمہیں آغا جی کے پاس لے جا کے تمہارے عقل ٹھکانے لگاؤں۔ جھلی بیوقوف، بندریا۔''

وہ غصے میں جو دماغ میں آیا کہتا گیا۔

''کیا کہا آپ نے۔'' وہ اب اس سے الگ ہوتے ہوئے گھورتے ہوئے بولی۔

''بولوں گا میرے خیال ہے بندریاں میں بھی اتنی عقل ہو گی ٹی وی بھی خبر کیا سنی یہ بھی نہ جانا کہ فلائٹ آئی کہاں سے ہے مگر میں تو بھول گیا تھا جسے یہ نہیں معلوم کہ فلائٹ آٹو پائلٹ پہ ہوتی ہے اور مجھ سے پوچھتی ہے کہ

اتنی دیر سے کیسے تھامے ہوئے ہیں۔"

اور ثمرن کا منہ کھل گیا۔

"تو وہ سب ڈرامہ تھا۔"

"تو اور میں بس تمہیں بیوقوف بنانے کی خاطر ہینڈل کو تھامے رہا اور ایک اور وجہ بھی تھی ہاتھ مچل رہے تھے تمہارے خوبصورت گال، بال اور سپیشلی وہ ائیر رنگز کو چھوئیں اس لیے یہ وجہ بھی تھی۔"

وہ بھرپور شرارت سے بولا۔اس کا منہ کھل گیا۔اس نے بڑھ کر صلاح الدین کے بال بگاڑنا شروع کر دیئے اور سینے پہ خوب مکے برسائے اور صلاح الدین دل وجان سے اس کی مار کھانے کے لیے تیار تھا کیونکہ وہ آہستہ آہستہ نارمل ہوتی جا رہی تھی۔

✿......✿......✿

وہ پورا گھر دیکھ چکی تھی، کوئی نہیں تھا کچن میں کسی کی آواز آئی۔

"شاید آپی وہاں ہوگی۔آپی۔"

وہ چلتے ہوئے کچن میں آئی دیکھا تو وہاں کوئی اٹھارہ سال کا نوجوان لڑکا کچن میں ناشتہ بنانے میں مصروف تھا۔نور صبح کی آواز سن کر بے اختیار مڑا اور گڑبڑا گیا۔

"جی بی بی۔"

نوری نے گھورا۔

"میری آپی کہاں ہے؟۔"

"کک کون آپی؟"

"ثمرن آپی؟۔"

"بی بی ہم نہیں جانتا۔"

"وہ بڈھے انکل کہاں ہیں اور اسامہ؟"

وہ سینے پہ ہاتھ باندھے پورے کچن کا جائزہ لے رہی تھی جو بہت ہی بڑا تھا اور ہر چیز لکڑی سے بنی ہوئی تھی

جس پہ چمکتی نئی پالش صاف صاف معلوم ہو رہی تھی۔

"اسامہ لالہ تو اوپر سو رہے ہیں ہم اب ان کا ناشتہ بنا رہا ہے۔ آپ ہم کو بتاؤ آپ کیا کھائے گا۔"

"میں وہاں نہیں آ گئی جہاں سب رہتے ہیں آپی اور صلاح۔"

"آپ دین لالہ کی بات کر رہی ہیں وہ تو جہاز اڑاتا ہے اب تو بہت عرصہ ہو گیا ہے ان سے ملے ہوئے۔"

نوری چونک پڑی۔

"وہ پائلٹ ہیں؟"

"اوہو جی ہم سب ان کو کپتان بلاتا۔"

"اٹس کیپٹن۔"

نوری نے بڑھ کر سیب اٹھایا اور آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"نہیں وہ تو فوج میں نہیں ہوتا۔"

نوری کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی یعنی آپی کی خواہش پوری ہو گئی مگر الادین بھائی زیادہ اچھے تھے انہوں نے آپی کو گفٹس لے کر دیئے تھے، آپی کو گھوڑے پہ بھی بٹھایا تھا اور ان کو سیر بھی کروائی تھی پر کیا کہہ سکتے ہیں اب تو وہ کسی اور کی بیوی بن چکی ہیں۔

"میرے لیے چیز سینڈوچ بنا دیں گے۔"

"آپ بھی کھاتا ہے؟" وہ حیرت سے مڑا۔ نوری بڑھ کر سٹول پہ بیٹھ چکی تھی۔

"کیا کھاتا ہے؟"

"اسامہ بھائی کو پنیر سینڈوچ بہت پسند ہے اور اس کے ساتھ وہ اورنج جوس پیتا ہے۔"

"مجھے بھی دے دو وہ کون سے کمرے میں ہیں۔"

گل شیر ایک بار پھر حیرت سے مڑا۔

"آپ کے کمرے کے تو ساتھ ہے بی بی۔"

"مجھے نوری بلاؤ میں بڈھی آنٹی تھوڑی ہوں۔"

"آپ کو کیسے؟......"

وہ سٹول سے اتری اور کہتے ہوئے اس کی سنے بغیر اوپر کی طرف بڑھی۔

٭......٭......٭

وہ سویا ہوا تھا جب دروازے پہ زوردار دستک ہوئی۔ وہ مندی مندی آنکھیں کھولے پہلے اپنا وہم سمجھتا رہا اس نے کروٹ بدلی تو دروازہ دستک روکنے کا نام نہیں لے رہا تھا اسامہ کو غصہ آیا۔

"گیٹ لاسٹ۔" وہ چیخ کر کہتے ہوئے تکیہ اپنے منہ پر رکھ چکا تھا۔

"دروازہ کھولو۔" نوری نے زور سے دستک کی اور وہ کرتی رہی جب تک وہ اٹھ نہیں جاتا۔ اسامہ طیش میں آ کر تکیہ پھینک کر اٹھا اور دروازے کو کھولا اور اس چھوٹی چڑیل کو دیکھا جسے ذرا آرام نہیں تھا۔

"کیا تکلیف ہے؟" وہ دھاڑا تھا۔

"یہ مجھے کہاں لے آئے ہو، یہاں میری آپی نہیں ہے۔" وہ بھی غصے سے بولی چھوٹی سفید پیشانی پہ بل پڑ گئے۔

"تم اتنی دیر سے اس لیے دروازہ پیٹ رہی تھی کہ تمہاری وہ منحوس آپی نہیں ملی۔"

نورِ صبح کو ایک دم غصہ آ گیا۔

"کیا کہا آپی منحوس ہے اگر میری بہن کے لیے آپ نے ایک لفظ کہا تو میں۔"

نوری کو تو جلال آ گیا اس کے بہن کو اگر کچھ کہے تو بس اس کی خیر نہیں طیش تو اسامہ کو بھی آ گیا۔

"تو میں کیا؟......اتنی چھوٹی چونٹی کی طرح ہو جسے ایک منٹ میں پیروں سے مسل دیا جائے۔"

وہ نہ صرف بولا تھا بلکہ اشارے سے بھی اسے سمجھاتا ہوا بولا۔ نور نے سر اٹھا کر اسے اونچے لمبے لڑکے کو دیکھا جو کہنے کو اس کا شوہر تھا اور اس کے دل سے یہ پہلی بات نکلی تھی امی بابا بہت برے ہیں انہیں میری ذرا پروا نہیں تھی پھینک دیا کسی کو دے کر۔ (بچوں کی سائیکی)

"ہاتھی اور چونٹی کی کہانی سنی ہے آپ نے۔"

جس نے کمر پہ دو ہاتھ رکھے ہوئے تھے ایک دم اس کی بات پر رکا

"مجھے چوٹی کہتے ہے نا آپ ابھی بتاتی ہوں آپ کو۔"

وہ کہتے ہوئے مڑ گئی اور نیچے کی طرف بڑھی اور اسامہ پہلے اسے دیکھتا رہا پھر غصے سے دروازہ پھٹک کر بند کیا اس کا دل کر رہا تھا اس چھوٹی کو اٹھا کر زمین پہ پٹخ دے۔ وہ واش روم کی طرف بڑھا۔

⁂ ...... ⁂ ...... ⁂

"مجھے آغا جان پہ غصہ آ رہا ہے دو کوڑی کا نہیں چھوڑا ان کی بہن نے، خود بھی ان کی سنتے رہے مجھے بھی کھڑا کر دیا سنانے کے لیے۔"

تایا کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا اور تائی کا خود کا چہرہ بھی سرخ ہوا تھا۔

"میں نے کہا کہ میرا بیٹا مرا ہے تو بجائے افسوس کرنے کے کہنے لگیں سب کے بچے مرتے ہیں میں نے بھی اپنا بیٹا کھویا ہے۔ ہونہہ، میں سمجھی تھی میرا دکھ سمجھیں گی اور دین کو بلا کر اس لڑکی کو پیس کے رکھ دیں گی لیکن نہیں انہوں نے تو ہمیں ذلیل کرنا شروع کر دیا کہ ہم ظالم ہیں۔ بھلا بتاؤ کیا ظلم کیا ہے میرے جسم کے حصے کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کہتے ہیں ہم ظالم ہیں۔ بھئی ٹھیک ہے۔"

تائی کے آنکھوں میں پھر آنسو آ گئے۔ تایا نرم پڑ گئے۔

"او ہو مت رو، میں کل آغا جان سے بات کرتا ہوں اور اسامہ کی خبر لیتے ہیں کہ اس نے اس کا کام تمام کیا ہے کہ نہیں۔ کم سے کم روح کو تو ٹھنڈک مل جائے۔ صلاح الدین نے تو ہماری ناک کٹوا دی بس اللہ اسامہ کو عقل دے اور اب تک اس کو دو کوڑی کا کر چکا ہو۔" تایا نفرت سے کہتے ہوئے سگار سلگانے لگے جبکہ ان کو یہ نہیں پتا تھا کہ اسامہ کے بجائے نور صبح اس کا جینا حرام کرنے لگی ہے۔

⁂ ...... ⁂ ...... ⁂

"خدا کا شکر ہے میرا بیٹا صحیح سلامت واپس آ گیا مگر مجھے اس حادثے میں لوگوں کا افسوس ہو رہا ہے۔ کیا بیتی ہو گی ان سے جڑے ہوئے رشتوں پر، اللہ صبر دے۔"

"آمین۔" صلاح الدین چائے کے سپ لے رہا تھا ان کے کہنے پر بولا۔

"ویسے یہ موشم کدھر ہے؟"

"نماز پڑھ رہی ہے۔" وہ اس کے بال سنوار کر کہنے لگیں۔

"ابھی تو پڑھی تھی اس نے عیشاء کی۔ اب کون سی۔" وہ ٹی وی سے نظریں ہٹا کر مڑ کر کمرے کو دیکھنے لگا۔ جہاں ہلکا سا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

"پڑھنے دو اسے۔ پہلے بیچاری کی کیا حالت ہوگئی ہے۔ اس کی حالت دیکھ کر تو میرا دل بیٹھ گیا۔ شرمندگی ہوئی اسے ایسے چھوڑنا نہیں چاہیے تھا۔" وہ شرمندگی سے بولیں۔ صلاح الدین نے انہیں اپنے ساتھ لگایا اور سر پہ پیار کیا۔

"آپ پریشان تو نہ ہوں مورے۔ اچھا تھا اس کے اندر جمع غبار بالآخر پھٹ پڑا اس طرح مجھے اندازہ بھی ہوگیا وہ مجھ سے کتنی محبت کرتی ہے۔ اب تو وہ مجھے بالکل نارمل لگ رہی ہے۔"

"مجھے بہت فکر ہے اس کی۔ وہ نارمل کے بجائے مجھے خاصی چپ لگ رہی تھی۔"

"تھوڑا شاکڈ ہوجاتا ہے بندہ لیکن آپ سے کھانے پہ بھی بات کی ہے کیا ہوا مورے میرے نہیں خیال آپ کو اس بات کی پریشانی ہے۔"

"مجھے پتا نہیں کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا جیسے کچھ بہت کچھ ہو چکا ہے اور ہم اس سے بے خبر ہیں۔ میں نے خواب میں اسامہ کو دیکھا۔"

اب صلاح الدین ٹھہر گیا۔

"اسامہ؟"

"ہاں اسامہ، وہ ایک چھوٹی سے گڑیا کو توڑ رہا تھا اور بڑی ہی بے دردی اور نفرت سے توڑ رہا تھا میرے دل میں خوف آگیا ہے۔" وہ اس سے الگ ہوتے ہوئے آہستہ سے کہنے لگیں۔ اب یہ بات ثمرن کو تو نہیں بتا سکتی تھیں۔ دل کی بات ہمیشہ اپنے بیٹے سے کرتی تھیں۔

"آپ نے کچھ زیادہ ہی سوچا ہوگا اسامہ کو اس لیے۔" وہ انہیں تسلی دیتے ہوئے کپ سائڈ پہ رکھتے ہوئے بولا۔

"شاید ایسا ہی ہو مگر پتا نہیں مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے بہت کچھ ہو چکا ہے اور ہم اس سے بالکل ہی بے

خبریں ہیں۔"

صلاح الدین نے ان کا ہاتھ چوم کر اسے ہولے سے تھپکا۔

"کچھ نہیں ہوا، اگر ہوتا تو پتا چل جاتا ارباز سے میری بات چیت ہے مادر بزرگ آ گئی ہیں۔"

اس کی بات پہ مورے کے چہرے پہ بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"اچھا وہ آ گئی ہیں تو تم ان سے بات کرونا۔"

"ابھی فی الحال نہیں، وہ حویلی آنے کی ڈیمانڈ کریں گی جو کہ میں نہیں جانا چاہتا اور رہی بات ابھی ثمرن کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہوئی اور میں اس طرح اسے چھوڑ کر جا سکتا ہوں نہ لے کر جا سکتا ہوں۔" وہ کہنے لگا جب ثمرن کمرے سے باہر آئی اس کے باہر آنے پر وین بے اختیار مڑا۔

"تمہیں اسامہ نے بلایا ہے۔"

نوری فوراً کچن میں آئی۔ وہ اب ٹرے سجا رہا تھا۔

"اسامہ لالہ نے بلایا ہے ہاں ناشتہ بن چکا ہے ابھی لایا آپ کا بھی بن گیا۔"

"ٹھیک ہے جاؤ۔" وہ جانے لگا تو نوری نے روکا۔

"بات سنو۔"

"جی بی بی۔"

"نوری۔" وہ تیزی سے کہنے لگی۔ "تم یہ اِدھر رکھو اسے کچھ چاہیے تھا وہ نیچے کھائے گا۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔"

وہ ٹرے کاونٹر پہ رکھ کر چلا گیا اب نوری نے تیزی سے جوس دیکھا تو اس کے چہرے پہ بے اختیار مسکراہٹ آئی۔ اس نے سامنے پڑا سالٹ پڑا دیکھا اور اٹھایا۔

"اسامہ خان اب تمہیں پتا چلے گا اب یہ چونٹی کیا کرتی ہے۔"

"جی لالہ۔"

"ناشتہ لے آئے۔" وہ اب تیار ہو کر سپرے کر رہا تھا جب گل شیر اندر آیا۔

"وہ بی بی......"

"کیا بی بی جلدی کرو بلکہ ایک کام کرو ناشتہ تیار ہے۔"

"جی لالہ جی، نیچے پڑا ہے۔"

"اچھا تم بستر ٹھیک کرو، میں نیچے جاتا ہوں۔"

وہ اپنا لیپ ٹاپ نکال رہا تھا نوری نے اس کا کہنا سنا اور جلدی سے سیڑھیوں سے اتری مگر آخری دو والے میں بڑے احتیاط سے کیونکہ وہاں وہ تیل گرا چکی تھی۔ اسامہ جانے والا تھا جب فون بیل پہ رک گیا آغا جان کی کال تھی وہ باہر نہیں سن سکتا تھا۔

"گل۔"

جو بستر اٹھیک کر رہا تھا رک گیا۔

"جی۔"

"تم نیچے جاؤ بعد میں کر لینا۔"

"مگر۔"

"جاؤ۔" وہ سختی سے بولا اور کال سننے لگا۔

"توبہ، کاش دین لالہ ساتھ ہوتے مٹھاس ہی مٹھاس ان کے لہجے میں ہوتی ہے اور انہوں نے مرچیں ہی چبائی ہوتی ہیں۔" وہ کہتے ہوئے نیچے اترا لیکن بیچارے کے نصیب میں لکھا تھا اس کا پیر پھسلا اور دھڑام کر کے گرا۔

"او مر گیا۔ ہائے۔" وہ چیخا۔ اسامہ بات کرتے ہوئے رکا اور نوری سینڈوچ کھاتے ہوئے رکی۔

"آغا جان میں بات کرتا ہوں آپ سے نیچے لگتا ہے کچھ ہوا ہے۔"

وہ باہر کی طرف بڑھا جبکہ نوری خود کچن سے باہر آئی تو اسامہ کے بجائے بیچارے گل شیر کو کمر اور سر پکڑے ہوئے دیکھا تو اس نے منہ پہ ہاتھ رکھا۔

"گل شیر۔" اسامہ پریشانی سے بھاگا۔

"تو تو گئی نوری! نہیں میں اس چکی (Chucky) سے نہیں ڈروں گی۔" وہ کہہ کر جلدی سے کچن کی طرف مڑی۔

صلاح الدین رات کو پیاس کی خاطر اٹھا تو دیکھا وہ اٹھی ہوئی تھی اور کسی سوچ میں گم تھی۔ لائٹ میں چونکہ وہ ڈرتی تھی اس لیے وہ بند نہیں کرتا تھا۔ وہ اس کی خاطر ہر چیز پر کمپرومائز کرنے کے لیے تیار تھا۔

"موشی۔"

ثمرن نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"آپ اٹھ گئے۔"

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں بس بار بار نوری کا خیال آ رہا تھا۔"

"اُف تین دن سے کبھی نوری کبھی اسامہ۔" وہ اب تنگ آ گیا تھا۔ کیا کرتا، وہ حیرت سے دیکھنے لگی۔

"اسامہ؟"

اس نے دیکھا تھا لیکن اس کا کہاں سے ذکر؟۔

"کچھ نہیں مورے ٹینشن میں ہیں اسامہ کے لیے دراصل ایک راز کی بات بتاؤں، اسامہ گھر میں کسی سے بھی بات نہیں کرتا سوائے مورے کے۔"

وہ اٹھ بیٹھا۔

"اچھا! مگر آپ کی مورے کو تو میں نے کسی بھی فرد سے اچھی طریقے سے بات کرتے نہیں دیکھا بلکہ ان کے پاس تو کوئی بھی نہیں آتا۔" وہ اس کی طرف دیکھ کر بولی۔ اسامہ کو وہ دن میں دیکھ چکی تھی اور وہ بہت خاموش سا لڑکا جو اس سے کچھ سال بڑا ہوگا بہت ہی سنجیدہ اور کافی سخت مزاج کا دکھتا تھا۔ وہ تو شاید اپنوں سے بھی کم بات کرتا تھا مورے سے تعجب کی بات ہے۔

”تمہارے وقت میں وہ مورے کے پاس نہیں آیا تھا۔ اصل میں اسامہ کو ایک پرابلم ہے اور اس ساری چیزوں کا حل صرف مورے کے پاس ہے اور اِدھر آؤ میرے قریب۔“ وہ اس کا بازو پکڑ کر کھینچتے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولا پھر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”اسامہ اپنے خول میں رہنے والا شخص ہے حالانکہ اس میں اتنا ٹیلنٹ ہے جو ہمارے خاندان میں کسی کو ہو۔ بہت کمپلی کیٹڈ بندہ میں نے آج تک اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ مورے کا کہنا تھا اس کی بہت ہی تیز طرار لڑکی سے شادی کرواؤں گی اور اسامہ تو لڑکیوں کے نام سے بھی بھاگتا تھا۔“

”ہاؤ سویٹ۔ مردوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔“

اس کے کہنے پر وہ ہنس پڑا۔

”ہاں میری طرح نہیں ہے جو ائیر ہوسٹس کے ساتھ ساتھ فیمیل پائلٹ یا تمہاری جیسی موشی کے ساتھ فلرٹ کرتا پھیرے۔“

ثمرن نے سر اٹھایا اور اتنے بل اس کی پیشانی پہ آئے تھے کہ دین سے گننا مشکل ہوگیا۔ ثمرن نے صلاح الدین کا جبڑا پکڑا۔

”الادین صاحب لگتا ہے آپ کو یاد کرانا پڑے گا کہ ثمرن کیا تھی۔“

اس نے جھک کر اتنی سختی سے کہا تھا کہ صلاح الدین کو بری طرح ہنسی آئی۔ اس نے ثمرن کا ہاتھ چھوڑا اور اسے پیار سے دیکھا۔

”اور میں چاہتا ہوں تم مجھے یاد کرواؤ۔“ اس نے اتنے غصہ سے دین کو دیکھا جس کے چہرے پہ شرارت سے بھرپور مسکراہٹ تھی۔

”مجھے طریقے سے بتائیں دین۔“

وہ اب پریشان ہوگئی تھی۔ کہیں دین واقعی سچ تو نہیں کہہ رہا۔ دین نے اس کے ڈرتے ہوئے نینوں کو دیکھا اور اس کو گھیرے میں لیتا گھمبیر لہجے میں بولا

”جانِ دلام۔“

"The life of my heart "

اس نے ثمرن کا ہاتھ اٹھا کر سیدھا اپنے دل پہ رکھا۔

"شرین ام۔"

"My sweet"

پھر کہتے ہوئے اس نے ننھی سی ناک کو پکڑا۔

"نورے چشم ام۔"

"The light of my eyes "

پھر اس کی آنکھیں پہ پیار کی مہر چھوڑی۔

"روحامی۔"

"My soul "

"وجودامی۔"

"My existence "

وہ جذبوں سے بھرپور لہجے میں کہتا اپنے پیار کو ثابت کر رہا تھا کہ ثمرن نے اسے روک دیا۔

"بس بس۔"

وہ روہانسی ہوگئی وہ مسکرا پڑا شیو پہ بے اختیار ڈمپل نمودار ہوا۔

"میری محبت کی تو صرف جھلک دیکھی ہے موشم، زندگی گزر جائے گی لیکن میری محبت کے خزانے تمہارے لیے کبھی ختم نہیں ہوں گے۔"

"میرے خیال ہے صبح بات کرتے ہیں مجھے بہت زیادہ والی نیند آرہی ہے۔"

وہ کروٹ بدل کر بولی دین مسکرایا اور اس گدگدانے لگا۔

"دین۔" وہ دبی آواز میں چلائی۔

"تمہیں تو نیند نہیں آرہی تھی۔" اس کی بالوں کی لٹوں سے کھیلتے ہوئے بولا۔

''اب بہت زیادہ آ رہی ہے اتنی کی کوئی حد نہیں۔'' وہ کمبل اپنے اوپر کرنے لگی۔

''مگر مجھے نہیں آ رہی اور موشم کا الادین چاہتا ہے کہ موشم اسے ٹائم دے۔'' اس نے ثمرن کا کمبل منہ سے ہٹایا۔

''ہائے لالہ!''

اندر اس کی آواز سن کر نوری کو ہنسی آئی۔

''تم ہوش میں ہوتے بھی ہو۔ دھیان سے نہیں چل سکتے تھے۔'' اسامہ اسے بمشکل ہی اٹھا پایا۔ وہ پریشانی میں بھول گیا کہ تیل آخری دو سیڑھیوں پہ لگا تھا کیونکہ اس نے بھاری بوٹ پہنے ہوئے تھے۔ اس نے اٹھا کر اسے صوفے پہ بٹھایا۔ وہ بیچارا پیر پکڑ کر ہانے لگا۔

''ہائے لالہ۔''

''خاموش رہو دیکھ رہا ہوں نا میں۔'' وہ غصے سے بولا اور اس کے پیروں کا جائزہ لینے لگا۔

''لڑکیوں کی طرح ہائے ہائے کر رہے ہو کچھ نہیں ہوا۔ موچ بھی نہیں لگ رہی پھر بھی اوئنمنٹ لگا دیتا ہوں۔''

وہ اٹھ پڑا اور کچن کی طرف آیا۔ نوری پیچھے مڑ کر دیکھ رہی تھی اس چلی کے آنے پر اس نے جلدی سے رخ موڑا اور جوس کے سپ لینے لگی اور بھی بڑی ڈرامائی انداز سے، وہ اسے ایک نظر دیکھ کر دراز کی طرف بڑھا اور اس میں سے کچھ نکالنے لگا۔

''ارے بیچارا آپ کی وجہ سے گر گیا اور آپ اسے ڈانٹ رہے ہیں۔''

وہ رک گیا اور مڑا، سوالیہ نظروں نے جواب مانگا تھا مگر چہرے کی سختی ہر سوال کے جواب کرنے سے روک رہی تھی۔

وہ مزے سے جوس پیئے اپنے لمبے بالوں کو جھٹک رہی تھی کہ اسامہ کی نظریں اس کی کالے لمبے بالوں میں الجھی، پھر اپنی حرکت پر چڑتے ہوئے تیزی سے مختلف دراز کھولنے لگا لیکن کہیں نہیں ملی، آخری دراز کو زور سے

بند کر کے وہ باہر آیا اور اس سے بولا۔

''سوموجیل کہاں رکھی ہے تم نے۔''

''لالہ! رہنے دیں ہم سرسوں کا تیل لگائے گا اور کپڑا باندھ دے گا۔''

''تیل کہاں رکھا ہے؟''

وہ جلدی سے بولنے لگا۔

''کچن میں اوون کے ساتھ پڑا ہے۔''

وہ تیزی سے مڑا اور وہ ابھی تک مزے سے بیٹھی ہوئی تھی۔

''تم اِدھر ہی بیٹھی رہو گی۔''

وہ اس کی شکل دیکھ کر الجھ رہا تھا۔

''آپ نے مجھے مخاطب کیا اسامہ؟''

واہ! کیا معصومیت تھی آنکھیں چھپک کر اسے دیکھ رہی تھیں۔ اُف! جلدی سے شیشے کی بوتل کی طرف قدم بڑھائے اور اسے اٹھانے لگا تو نوری گھبرا اٹھی۔ وہ اٹھانے لگا جب اسے چپ چپا سا محسوس ہوا جیسے ابھی کھول کر گرایا ہو۔ اسامہ کو الجھن ہوئی وہ ہاتھوں کو دیکھنے لگا اور ٹشو کی طرف اس کا ہاتھ بڑھا۔

''بوتل کا کیا کرو گے۔''

فطری گھبراہٹ میں آ کر وہ چچی کو دیکھتے ہوئے باز پرس کرنے لگی۔ چچی صاحب نے اسے دیکھا اور بڑبڑایا۔

''مصیبتیں کم تھیں ایک یہ ٹپک پڑی۔''

''کیا کہہ رہے ہیں بتائیں نا کیا کریں گے۔''

''سر کی مالش کرواؤں گا کیوں تم نے بھی کروانی ہے۔'' وہ دھاڑتے ہوئے بولا۔

''لالہ کیا ہوا'' گل شیر اونچی آواز میں بولا۔

''نہیں امی لگاتی تھی اُف اتنی دفعہ سر دھویا کرتی تھی مگر پھر بھی چکناہٹ سے بھرپور بال اف آپ لگائیں،

واقعی بہت ہی رف بال ہیں اور کٹنگ کی بھی ضرورت ہے ویسے کتنے بورنگ ہیں آپ۔"

"منہ بند کرو!"

وہ صاف کر کے جوس کا گلاس اٹھا کر باہر کی طرف بڑھا۔

"منہ تو تمہارا بند ہوگا چچی۔" وہ شرارت سے مسکرائی وہ باہر کی طرف گیا اور اسے بوتل اور کپڑا پکڑایا۔

اور پھر جوس لبوں سے لگایا پھر جیسے ہی لیکویڈ اندر اترا تھا تو اسے لگا دنیا جہاں کا نمک اس جوس میں ڈال دیا ہو اس نے جلدی سے گلاس پھینکا اور گردن کو پکڑا اور زور زور سے کھانسنے لگا گل شیر بھونچکا گیا۔ اسامہ ایسے ایکیٹ کر رہا تھا جیسے زہر پلا دیا ہو۔ نوری نے تھوڑا سا باہر جھانک کر دل میں کہا تھا لیکن اس چچی کی حالت دیکھ کر ناچنے لگی۔

"واہ نوری چھا گئی بلے بلے۔" اس نے اپنے دوسرے ہاتھ پہ تالی ماری کیونکہ اسے خود کا ہی دوست بنا تھا اب۔

"میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔"

وہ طیش میں اٹھا اور اندر کی طرف بڑھا۔

"او بلے بلے بے سوہنیا دے رنگ دیکھ لو۔ بناڈور دی اُڈدی پتنگ دیکھ لو۔"

وہ میوزک لگا چکی تھی اور کھل کر بھنگڑا ڈال رہی تھی اور گا رہی تھی۔ وہ اندر آیا اور رک گیا۔ اپنی گردن پکڑے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ یہ لڑکی نہیں پٹاخہ ہے۔ نوری نے مڑ کر اسامہ کو غیظ وغضب میں فل آن سرخ چہرہ لیے اس کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا مطلب چچی کا موڈ آن ہو چکا تھا۔

"اللہ! بچاؤ۔"

اس نے جلدی سے آئی پوڈ پکڑا اور تیزی سے دوسری سائڈ پہ بھاگی۔

"ابھی بتاتا ہوں میں تمہیں۔"

اسامہ بھی بھاگتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔ نوری دوسرے دروازے کی طرف بڑھی۔ جب وہ کاؤنٹر کے دوسری سائڈ پہ آیا اور اس کے پاس پہنچنے لگا تو نوری تیزی سے دوسری سائڈ پہ مڑی۔

"مجھے پکڑ نہیں پائیں گے۔" وہ زبان نکالتے ہوئے بولی۔ وہ بھاگتے ہوئے تیزی سے کبھی اِدھر کبھی اُدھر یہ دونوں ٹام اینڈ جیری کی پوری مثال پوری کر رہے تھے صبح جیری جبکہ اسامہ طیش میں آیا ہوا ٹام۔

"تمہیں ایک بار پکڑ لوں نورِ صبح، زندگی کی بس آخری صبح ہو گی تمہاری۔"

"پہلے پکڑ تو لو چکیں۔"

وہ اچھلتے ہوئے تیزی سے باہر بھاگی اور اوپر جانے کے بجائے باہر کی طرف بڑھی جبکہ وہ صبح کہہ کر چلاتا ہوا تیزی سے اس کے پیچھے آیا اور گل شیر منہ کھولے اس جوڑی کو دیکھتا رہ گیا۔

۞......۞......۞

"یہ اسامہ کدھر ہے، کم سے کم فون کر لیتا ہے بندہ اور دین کا کچھ پتا چلا۔"

وہ ارباز کو اپنے سامنے کھڑا کیے اس سے ساری ڈیٹیل معلوم کر رہی تھیں اور وہ انہیں سب بتائے جا رہا تھا اسامہ بھائی اسلام آباد یونی میں بہت بزی ہے اور وہ فارغ ہو کر کال کریں گے اور دین بھائی سے کانٹیکٹ نہیں ہو پا رہا۔

"اُف یہ خان مجھ سے جوتے کھائے گا۔ میرے دو پوتے مجھ سے ملے نہیں عجیب سی کمی محسوس ہو رہی ہے اور ہادی بھی تو نہیں رہا اب۔"

"مادر بزرگ آپ پریشان کیوں ہو رہی ہیں اسامہ لالہ آ جائے گا ویسے بھی آپ جب بھی آتی تھیں تب نہیں اتنا پوچھا کرتی تھیں ساری توجہ لڑکیوں پر ہوا کرتی تھی اور آج نہیں ہے تو فکر پڑ گئی۔" وہ کہتے ہوئے جیسے شکوہ کر گیا۔

"مجھے تو تم لوگوں نے فمینسٹ سمجھا ہوا ہے جبکہ میں تم سب سے پیار کرتی ہوں۔ جاہلوں سے نفرت ہے مجھے مردوں سے نہیں۔" وہ نرمی سے کہنے لگیں۔

"ہاں نا، اگر دادو کرتی نفرت تو میں ہوتا اس دنیا میں کیوں دادو۔" بلال ہنستے ہوئے فون سے نظریں اٹھا کر بولا پھر اس کی ہنسی کو بریک لگی کیونکہ دادو کی نظریں ہی ایسی تھیں، ارباز کے چہرے پہ دبی ہوئی مسکراہٹ آئی۔

"بلال! مجھے لے کر چلو، پتا ہے دین اسامہ کے پاس ہی ہو گا۔ دین سے ملنا ہے مجھے اتنی تکلیف ہو رہی ہے

اس بچی کے لیے جب معلوم ہوا وہ انیس برس کی ہے دل کانپ اٹھا یہ سوچ کر کہ میری لائبہ بھی اس کی جتنی ہے اس کے ساتھ اگر کچھ ہو تو کیا بیتے گی ہم پر۔ اللہ پوچھے۔"

وہ بہت پریشان نظر آرہی تھیں جو بہت ہی کم ہی ان کے چہرے پہ آیا کرتی تھی۔

"دین ان کا بہت خیال رکھے گا مجھے یقین ہے انہوں نے ظلم کے بدلے حرا کو تھپڑ بھی مارا تھا۔" اس کی بات سنتے ہی ان کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"کیوں، بھلا حرا کو کیوں مارا میں نے خاندان کے مردوں کو یہ سب تو نہیں سکھایا۔" وہ جلال میں آگئیں صلاح الدین سے ہمدردی پل بھر میں غائب۔ بلال نے گھورا کیونکہ وہ حرا کو پسند کرتا تھا اس نے جب واقعہ کو جانا تھا تب سے ہی اس نے ہی ارباز کو روکے رکھا تھا۔

"صلاح الدین کی جرأت کیسی ہوئی کہ وہ حرا پہ ہاتھ اٹھائے۔"

وہ غصے سے کھڑی ہوئیں۔

"تو حرا کے کرتوت بھی تو سنیں، انہوں نے تیر مارا تھا بچی کی گردن پر۔"

وہ بھی دین بھیا کے خلاف کیسے کچھ سن پاتا بول اٹھا اور بلال کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔ اور خانم جان کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔ ان کے خاندان میں اتنا بے رحمانہ سلوک ہو رہا تھا۔ روکنا تو دور کی بات کسی نے سرے سے اسے کچھ نہیں کہا۔ اس چیز نے انہیں بڑا سخت فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا تھا اور فیصلے کی پختگی ان کے چہرے پہ واضح تھی۔

✿......✿......✿

"کہاں بھاگوں۔"

وہ ہر جگہ کہ بھاگتے ہوئے چکر لگا چکی تھی اور اسامہ کی بھی ساری کسر نکال دی۔ اب کہاں وہ جائے وہ گیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔

"دستگیر پکڑو اسے۔" اسامہ گیٹ پہ سوچ میں گم چوکیدار کو چیختے ہوئے بولا۔

نوری جلدی سے بٹا اٹھا چکی تھی۔ چہرے پہ اب مزے کے بجائے پریشانی نے جگہ لے لی اس نے

دروازے سے باہر دوڑ لگائی۔

"صبح......"

اسامہ تیزی سے باہر کی طرف بھاگا۔صبح کا رخ سامنے فارم گارڈن کی طرف تھا جبکہ اسامہ بھی اس کی طرف بڑھا۔صبح کہیں چھپنا چاہتی تھی مگر اسے چھپنے کی کوئی معقول جگہ نہیں مل رہی تھی اوپر سے یہ اسامہ رک کیوں نہیں جاتا۔وہ فارم گارڈن کی طرف بڑھنے لگی جب دو جرمن شیپرڈ کتے اس کے سامنے بھونکتے ہوئے آئے۔وہ ڈر کر چیخ مارتی ہوئی ایک کتے کو بٹا مار چکی تھی اور پھر ڈر کر مڑی کیونکہ اسے پتا تھا اب اس کے ساتھ کیا ہوگا۔

"اسامہ!"

وہ تیزی سے اس کی طرف بھاگتی ہوئی آئی۔اسامہ غصے سے بڑھ کر اسے اپنی حراست میں لینے والا تھا جب صبح کے پیچھے پڑے کتے کو دیکھ کر اس نے بنا سوچے سمجھے صبح کو کسی گڑیا کی مانند اٹھا لیا۔

"کتا کتا۔"

وہ ڈر کے مارے چیخنے لگی اور اسامہ کے سینے میں اپنا چہرہ چھپانے لگی۔چہرہ تو ایسا سفید ہوا تھا جیسے کوئی پاؤڈر بھگو دیا ہو۔وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتی تھی سوائے کتے سے۔وجہ بھی صبح اسامہ کو بعد میں بتائے گی۔کتا اسامہ کو پہچان کر رک پڑا پھر اپنے مالک کا احساس پڑتے ہی وہ اس کے بوٹس سونگھنے لگا۔

"چپ کرو۔ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو نیچے گرا کر ان کو بنا بنایا ناشتہ دے دوں گا۔"وہ جلدی سے ڈرتی ہوئے مزید چیخی۔اسامہ پیچھے ہونے لگا تو نوری نے اس کے بال پکڑ لیے۔اسامہ کا سر چکرا گیا۔وہ اسے گرانے لگا وہ مزید اس کے ساتھ چپک گئی۔

"میں پوری دنیا اکٹھی کر دوں گی اگر آپ نے مجھے گرانے کی کوشش کی مجھے یہاں سے نکالیں۔"

"ہاہاہا۔تو نورِ صبح کتے سے ڈرتی ہے۔"وہ ہنستے ہوئے طنزیہ انداز سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔وہ اسے گھور رہی تھی پھر اس کے کانوں کے سامنے چیخی۔اسامہ ایک دم پیچھے ہوتے ہوئے اسے گرانے لگا وہ مزید چیخی۔ایک دم دو بندے بھاگتے ہوئے آئے اور ایک کتے کو پکڑ چکے جواب نور کی چیخ سے ایک دم بھونک پڑا تھا۔اسامہ نے اسے اتارا۔اس نے اس کی شرٹ پکڑ لی۔

"نن۔نہیں مجھے اٹھاؤ......"

"بچی نہیں ہو تم جو میں اٹھاؤں۔"

"امی امی!"

وہ ایک دم اس کے پیچھے ہوگئی اور رضا خان شرمندگی سے اسے دیکھنے لگا۔

"معاف کرنا اسامہ لالہ۔ان کو چھوڑا تھا اچانک ہی باہر کی طرف بھاگ اٹھے۔ویسے آپ کب آئے۔" وہ اسامہ کو تیزی سے بولا۔

"کل رات! چھوڑو اسے بروڈ، اِدھر آؤ بڈی!"

وہ تیزی سے پیچھے ہوئی اور اسامہ آگے بڑھ کر اس کے سر کو سہلانے لگا۔

"دیٹس گڈ بوئی۔"

"یہ تمہیں کاٹتا نہیں ہے۔"

جب وہ کچھ نہیں کر رہا تھا تو خاصے اعتماد سے بولی لیکن ڈر کا عضراب بھی شامل تھا۔

"نہیں! ہاں مگر بچیوں کو خاص کر بدتمیز لڑکیوں کو کاٹتا ہے۔" اس نے مڑ کر سرد لہجے میں اس سے کہا۔

"آپ کچھ زیادہ بدتمیزی سے پیش نہیں آرہے، میں نے آپ سے پوچھا ہے جبکہ آپ مجھے گرانے والے تھے۔"

"تمہیں کیا گلے لگاؤں جس طرح تم نے میرے جوس میں نمک ڈالا اور ایک سیکنڈ۔"

وہ کتے کو چھوڑ کے اس کی طرف مڑا وہ ایک دم پیچھے ہوئی۔

"تم نے سیڑھیوں پہ کچھ لگایا تھا جس سے گل شیر گر پڑا تھا۔"

"نن، نہیں تو میں ایسا کیوں کروں گی آپ کو کرمنل لگتی ہوں میں کیا۔"

وہ کمر پہ ہاتھ رکھ کر آگے بڑھا۔

"یعنی وہ تم تھی جو مجھے گرانے والی تھی تبھی وہ میرے پاس آیا تھا ورنہ میری بغیر اجازت کے میرے کمرے میں قدم نہیں رکھتا تھا۔اوگاڈ، آغاجی نے مجھے کہاں پھنسا دیا ہے۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

”زیادہ نہ دانت پیس کر بولو۔ سمجھ آ رہی ہے مجھے۔ اس طرح کرنے سے دانت ٹوٹ جائیں گے او کے بائی۔“

وہ تیزی سے گھر کی طرف بڑھی اور اسامہ اس کی چھوٹی سی پشت کو دیکھتا رہا اور مڑ کر گارڈن کی طرف بڑھا۔ اچانک فون اس کی جینز کی جیب سے بز ہونے لگا۔ اس نے فون نکالا اور کانٹیکٹ پہ ردا خانم کا نمبر دیکھ کر ٹھہر گیا۔ کال اگنور کر دینا چاہا پھر کچھ سوچتے ہی اس نے فون اٹھا کر کانوں سے لگایا۔

”سلام بڑی جان!“

اسامہ انہیں بڑی جان کہہ کر بلاتا کرتا تھا۔ دین اور ارباز کی طرح مادر بزرگ نہیں۔

”سلام کیسا ہے میرا بیٹا! اپنی بڑی جان سے ملنے نہیں آئے۔“ وہ پیار سے اسے بولیں۔ جو بھی تھا انہیں اپنے سے جڑے ہر رشتے سے بڑی محبت تھی۔

”سوری بڑی جان، اصل میں کام اس بار کچھ زیادہ تھا، یونی کے پروجیکٹس وغیرہ بھی آپ جانتی ہیں میں پھر حویلی میں دھیان نہیں دے پاتا۔“

”ارے تم کب سے ایکسپلینیشن دینے لگے اسامہ خان، خیر تو ہے نا۔“

وہ بلا کی نظر شناس تھی، دوسرا باتوں کو پکڑنے سے بھی اچھی طرح واقف تھی۔ اسامہ گہرا سانس لے کر کہنے لگا۔

”آپ مجھ سے پوچھ پوچھ کر سب اگلواتی ہیں، اس سے اچھا ہے میں آپ کو پہلے ہی بتا دیتا۔“ وہ سپاٹ لہجے میں کہتا اردگرد دیکھنے لگا۔

”چلو میرا شہزادہ سمجھدار ہو گیا دین تمہارے ساتھ ہے۔“

وہ بیلوں کو چھوتے ہوئے چونک پڑا۔

”دین؟“

”دیکھو اسامہ تم جھوٹ نہیں بولتے اور میں امید کروں گی تم اس کی خاطر اپنی عادتیں نہیں بدلو گے۔“ وہ بہت نرمی سے بولی تھیں۔ اسامہ کی پیشانی پہ بل آ گئے۔ لب سختی سے دبائے پھر بولا۔

”دین میرے ساتھ نہیں ہے۔“

”اسامہ دین سے بیشک تمہاری نہ بنے مگر اپنی بڑی امی سے بنتی ہے نا۔“

وہ موورے کی بات کر رہی تھی۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں صلاح الدین اور بڑی امی میرے ساتھ نہیں ہیں۔ وجہ ہے اس کی بیوی ثمرن اور صلاح الدین کبھی ثمرن کو اس کے پاس نہ لے کر جاتا جس ثمرن کو اپنی اذیت یاد آئے میری کلاس شروع ہونے والی ہے بڑی جان میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔“

اسے تو غصہ آجاتا تھا فوراً سے۔ پتا نہیں وہ اپنی اس بیکار عادت پہ چڑ رہا تھا اور بے بس بھی تھا۔ گہرا سانس لیتے ہوئے اس نے انہیں خدا حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔ حیرت کی بات ہے وہ بھی جلال میں نہیں آئیں اور اس کی بات پہ رضامند ہو کر فون بند کر دیا اور وہ اب چلتے ہوئے اپنے فیورٹ جگہ پہ آیا اور درخت کے سائے تلے بیٹھ گیا۔ جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور اس میں سے ایک نکال کر منہ میں ڈالا۔

وہ شاور لے کر واش روم سے باہر آئی۔ اس نے دیکھا دین ابھی تک سویا ہوا تھا۔ وہ دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر اس کا بچوں جیسا معصوم چہرہ دیکھنے لگی پھر یک لخت اس کو شرارت سوجی۔ اس نے بڑھ کر اپنا تولیہ اتارا اور سائیڈ پہ رکھا اور اس کے پاس آئی۔

”الادین صاحب۔“ اس نے آہستہ سے کہا۔ وہ گہری نیند سویا ہوا تھا۔

”میری نیند برباد کر کے خود مزے سے سوئے ہوئے ہیں۔“ اس نے جلدی سے کہتے ہوئے اپنے بالوں کو پکڑا اور نچوڑ کر الادین کے منہ پہ سارا پانی نکالا۔ وہ تیزی سے اٹھا، وہ ہنسنے لگی۔

”یا اللہ کیا سیلاب آگیا ہے۔“ اس نے اپنے گیلے منہ کو چھوا اور تیزی سے کہا۔

”اب اتنا بھی نہ بنیں، ٹائم دیکھ رہے ہیں صبح کے دس بج گئے ہیں اور اِدھر الادین صاحب خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے ہیں۔“

وہ اٹھنے لگی جب دین نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"نہیں دین۔"

دین نے بیچارگی سے منہ بنالیا۔

"دین! مورے انتظار کر رہی ہوں گی۔"

دین نے اسے کھینچ کر اپنے برابر لٹایا۔

"چھوڑو وہ کچھ نہیں کہیں گی۔ آؤ سو جاتے ہیں ابھی دس صرف دس بجے ہیں۔"

ثمرن نے اپنے گیلے بالوں زور سے اس کے چہرے پہ مارے۔

"میں ان سے ناشتہ نہیں بنواؤں گی۔ اٹھیں ناتیار ہو جائیں پھر امی، بابا کی شاپنگ بھی کریں گے ان کے پاس بھی جانا ہے ملنے۔"

"مل لیں گے۔"

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گال پہ رکھ کر مزے سے آنکھیں بند کر چکا تھا۔ وہ اب اسے اٹھا کر پچھتائی لیکن کام بھی تو تھے۔

"دین مجھے امی ابا سے ملنا ہے۔" ثمرن صلاح الدین کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

"اور میں نے کہا ہے میں تمہیں لے کر جاؤں گا۔ فکر کیوں کرتی ہو۔" وہ اس کے ہاتھ پر لب رکھتے ہوئے بولا جہاں اب بھی جلن کے نشان تھے۔ صلاح الدین ایک دم اٹھ پڑا۔

"کریم لگائی تم نے؟" وہ اس کے ہاتھ کا جائزہ لینے لگا اور پھر اس کو رخ موڑنے کو کہا تا کہ وہ اس کے پیچھے کا زخم دیکھ سکے۔

"ابھی بھی کافی زیادہ ہے۔ ڈاکٹر کے پاس گئی تھی تم۔"

ثمرن نے گردن نفی میں ہلائی۔

"تمہیں بس رونے اور مظلومیت طاری کرنے کے علاوہ کوئی کام نہیں رہا۔" وہ اب غصے میں آگیا۔

"دین میرا دل نہیں کر رہا تھا۔" وہ مڑ کر مسکراتے ہوئے اپنے پیارے سے شوہر کو دیکھتے ہوئے بولی۔ جو اَب بدلے میں اسے گھوری نواز رہا تھا۔

"تم میری دشمن ہو پتا ہے کیونکہ تم میری موشم کے ساتھ ظلم کر رہی ہو۔"

وہ ہنستے ہوئے اس کے گلے میں بازو ڈال کر اپنا سر اس کی ٹھوڑی کے ساتھ ہولے سے ٹکراتے ہوئے بولی۔

"مجھے موشم سے جیلسی ہے۔"

صلاح الدین کے چہرے پہ اب مسکراہٹ آ گئی۔

"ہونی بھی چاہیے صلاح الدین کی قلب (دل) ہے وہ اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچائے گا سمجھو وہ دین کے قلب کو تکلف پہنچائے گا۔"

"یہ قلب کیا ہے دین؟"

"یہ ایک ورڈ ہے جیسے تم نے آئیم ان لو ود یو کا مطلب ڈھونڈا تھا اسی طرح یہ ڈھونڈو تب تک میں شاور لے آؤں۔" وہ اس کی پیشانی پہ محبت کی مہر چھوڑ کر اٹھ پڑا۔

"ناٹ فیر دین۔"

دین مڑا اور مسکرا کر بولا۔

"دوستت دارم۔"

"اُف مجھے یہ آپ کے پیار کا انداز سمجھ سے باہر لگنے لگا ہے۔"

وہ شیشے کی طرف آئی اور برش سے اٹھا کر کرنے لگی۔ دین اسے پانچ منٹ تک دیکھتا رہا پھر مڑ کر واش روم میں گھس پڑا۔

وہ کپڑے تبدیل کرنا چاہتی تھی مگر وہ تو صرف اسی جوڑے میں آئی تھی۔ صبح کو روز نہانے اور روز تیار ہونے کی عادت تھی وہ ایک دن بھی تیار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی تھی مگر یہاں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ نہ اس کے کپڑے، جوتے، ناول، سپرے، کریم، لوشن۔ سوچ سوچ کر وہ پریشان ہو گئی، اس نے ارباز کے کمرے کے بجائے اسی کے کمرے کی راہ لی اور اس کے کمرے کو دیکھا جو بے حد سمپل سا تھا جبکہ اس کے ساتھ والے کمرے میں دنیا کا ایک بھی سامان چھوڑا ہوا ہو۔ گرے اور بلیک کمبینیشن کا کمرہ تھا جس پہ سادہ مگر بیش قیمتی سیاہ رنگ کا لیدر سے بنا

بیڈ جس کے اوپر گرے بیڈ شیٹ بچھی ہوئی تھی، گرے پردے کے ساتھ ہی ڈریسنگ ٹیبل کے علاوہ صرف ایک ڈیسک تھا۔

"اتنا سمپل کمرہ ویسے میں ہوتی تو یہاں سٹکر لگاتی یہاں اپنی بنائی ہوئی پینٹنگ رکھتی اور یہاں واز ہوتا۔ اف جیسا وہ ہے ویسا ہی اس کا کمرہ۔"

اس نے اس کے سائڈ ٹیبل پہ پڑی ایش ٹرے دیکھی جو راکھ سے بھری ہوئی تھی۔

"اُف! چرسی ہے پورا۔ بابا کو تو سگریٹ پینے والے سے سخت نفرت ہے مگر میری شادی ایک چرسی سے کرا دی توبہ اللہ معافی۔"

اس نے اپنا سر تھام لیا بابا کا نام لیتے ہی اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔

"آپی بھی نہیں یہاں میں تو بالکل اکیلی ہوگئی۔"

ایک اور آنسو۔

"وہ سب تو مزے کر رہے ہوں گے۔ مجھے چھوڑ دیا یہاں کسی کو بھی میری پروا نہیں ہے صرف آپی مجھ سے کرتی ہیں وہ بھی پتا نہیں کہاں ہیں، کہیں مار تو نہیں دیا۔"

وہ اپنی آنکھیں مسلنے لگیں اس کے دکھ کو اس کی تکلیف کو صرف ثمرن سمجھ سکتی تھی اور ثمرن تو خود یہاں موجود نہیں تھی۔ جو اس پر گزر رہی تھی وہ کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا اگر اسامہ بر انکلتا تو بھی کوئی اس کے پاس بچانے کے لیے نہ آتا۔ لب کو سختی سے دبائے وہ ہچکیوں کو روکنے لگی کہیں وہ چچی اس کا رونے نہ دیکھ لے وہ کبھی مر کر بھی اس کے سامنے نہیں روئے گی۔

وہ جلدی سے اٹھی اور اس کی الماری کی طرف بڑھی اور کھولا تو اپنا منہ گھسا کر اس نے ٹاول ڈھونڈا۔ اس کی چیزیں اِدھر اُدھر کر کے وہ آرام سے تولیہ نکالنے لگی اور جب مسٹر اسامہ کو پتا چلا تو وہ اس کی یقیناً گردن مروڑنے میں دیر نہیں کرے گا، وہ اب ٹاول ہاتھ میں پکڑے کپڑے کے بارے میں سوچ رہی تھی مگر اتنے بڑے بڑے کپڑے اسے کیسے پورے آئیں گے۔ اس نے ڈھونڈ کر بمشکل ہی اس کی تقریباً تھوڑی سی بڑی پرپل شرٹ دیکھی۔ شاید اسامہ کی بچپن کی ہوگی چلو شرٹ کا مسئلہ تو حل ہوا۔ اب اسے پینٹ کا انتظام کرنا تھا۔ وہ پینٹ کو کاٹ

سکتی تھی لیکن ویسٹ کا کیا کرتی نوری میڈم کچھ تو کرنا ہے۔وہ دماغ میں سوچتی جلدی سے کام پہ لگ گئی۔

✡......✡......✡

"مورے آپ بھی چلیے نا!"

وہ نفی میں سرہلا کر اس کی پیشانی چومنے لگیں۔

"جب مل لو نا پھر میں آؤں گی ابھی تم اور دین ہی جاؤ۔"

"مگر۔"

ثمرن نے ان کے بازو کو پکڑا ہوا تھا اور صلاح الدین کو دیکھا جو اپنے شرٹ کے سلیوز مروڑتا ہوا کندھے اچکانے لگا۔

"میں نے تو کہا تھا مورے نہیں جائیں گی۔"

"پر مجھے اچھا لگے گا۔" وہ اپنے کہنے لگی مگر مورے نے ٹوک دیا۔

"چندا! جاؤ میرے کچھ نفل رہتے ہیں پھر مجھے کام بھی ہے اگلی بار۔"

انہیں عادت نہیں تھی جانے کی اور وہ فی الحال ثمرن کے ماں باپ کے سامنے جانا کچھ مناسب نہیں سمجھ رہی تھی، خود سے شرمندگی ہو رہی تھی کہ وہ کیا سوچیں گے، ان کی بیٹی کا کیا حال کر دیا حالانکہ ان کا کوئی قصور نہیں تھا مگر دل میں پھیلتے عجیب سے وسوسے۔

"چلو موشم دیر ہو رہی ہے۔"

وہ مورے سے ملتا اس کو لے کر چل پڑا۔

"مورے شرمندہ ہو رہی ہیں۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر لفٹ کی طرف بڑھا تھا جب ثمرن اسے بولی۔

"وہ کمفرٹیبل فیل نہیں کریں گی اس لیے بعد میں مل لیں تو اچھا ہے۔"

"پر دین، مجھے اچھا لگے گا میں اپنی اتنی پیاری سی ساس اپنے امی ابو سے ملواؤں گی اتنا خیال رکھا ہے میرا۔"

دین مسکرایا اور لفٹ کھل چکی تو وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔

"فی الحال الادین صاحب کا ملنا ضروری ہے مجھے تو ڈر لگ رہا ہے جیسے قدم رکھوں کہیں بندوق تان نہ

لیں۔"

ثمرن کو ہنسی بھی آئی تھی مگر اس نے صلاح الدین کو گھوری سے نوازا۔

"میری فیملی آپ کی فیملی کی طرح نہیں ہے، وہ معصوم بیچارے لوگ آپ کو دیکھ کر اتنا خوش ہوں گے، اتنا کہ بس حد نہیں۔"

"آئی سی!"

وہ مسکراہٹ دبا کر بولا اور اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا جو لیمن کلر کر سادے شیفون ڈریس میں ملبوس بالوں کو کھلے چھوڑے ہوئے تھی۔ اس نے سر پہ دوپٹہ لیا ہوا تھا مگر وہ اب سر سے سرک چکا تھا۔ کانوں میں اس نے موتیوں کے ائیر رنگز پہنے، سادگی سے بھرپور اس کے دل میں اتر رہی تھی۔

"پرفیکٹ۔"

صلاح الدین کے منہ سے بے اختیار نکلا پھر یک دم کہنے لگا

"پر ایک کمی ہے۔"

ثمرن نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور کہنی اس کے پیٹ میں ماری۔

"تنگ نہ کریں مجھے پتا ہے اچھی لگ رہی ہوں۔"

وہ کھل کر ہنس پڑا۔

"اپنے منہ میاں مٹھو۔"

"جی بالکل انسان جب تک اپنے آپ سے پیار نہیں کرے گا تو کوئی بھی اس سے نہیں کرے گا۔"

ثمرن کے اپنے فلسفے۔ صلاح الدین کو اس کی ایک ایک بات یاد تھی اور اس طرح دوبارہ سے اسے اپنے رنگ میں دیکھ کر وہ دلی طور پہ پرسکون ہو گیا تھا۔

"ہاں یہ بات تو ہے۔" وہ ہنسا۔

"آپ میرا مذاق بنا رہے ہیں الادین صاحب۔" وہ گھورتے ہوئے بولی۔ دین نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کی ناک دبانے لگا۔

''موشی موشم انگلیاں خالی ہیں میر ڈنہیں لگ رہی۔''

''چھوڑیں انگوٹھی کو۔ویسے میں نے نوری کو آپ کے بارے میں بتایا تھا وہ تو بہت حیرت میں مبتلا ہوگئی کہ کہیں میں ایسے تو نہیں کہہ رہی مگر وہ گفٹ دکھایا تب اسے یقین آیا اور جب اسے پتا چلے گا وہ گوچی کا بیگ دینے والا شخص آپ ہی ہیں تو وہ تو خوشی سے پاگل ہوجائے گی اور پھر دیکھنا کیسے اس کی ڈیمانڈ شروع ہوگی۔اسے ہر چیز برینڈ کی پسند ہے اور سچ میں اتنا وہ سڑی تھی دین میرے سے، بھرپور کوشش تھی اس کی کہ بیگ لے کر ہی رہے مگر میں نے لاکر میں چھپادیا۔''

وہ اس کی باتیں سن کر ہنس پڑا۔

''ویسے میں ایک بات سوچ رہا تھا۔''

وہ اب دونوں گاڑی میں آگئے تھے۔

''کیا سوچ رہے تھے۔''

''جتنا تم نے نوری کو پکچرائز کیا ہے اس سے تو وہ بچی بالکل نہیں معلوم ہو رہی۔''

''ہے نا پوری آفت مجھے تو اس کے ہونے والے شوہر پر ترس ابھی سے آرہا ہے وہ تو خون کے آنسو روئے گا۔''

وہ ہنس کر بولتے ہوئے دین کو بے حد پیاری لگی تھی۔

❁........❁........❁

''کیا کہا تم نے؟۔''

حرا تیزی سے میگزین چھوڑ کر اٹھی۔ پلوشہ نے ہاتھ مسلتے ہوئے اِدھر اُدھر چکر کاٹے۔

''خانم ایسا کیسے کرسکتی ہیں؟ وہ بھی میری مرضی کے بغیر۔''

''تمہاری شادی کبھی نہ کبھی تو کروانی ہی تھی نا اگر انہوں نے فیصلہ سنادیا ہے تو پھر کیا پریشانی ہے۔''

عالیہ نہیں چاہتی تھی اس کی آواز باہر تک جائے۔ابھی وہ اتنی سن کر آئی ہے ان کی اتنی باتیں وہ تو ڈر گئی تھی کہ کہیں ایک عدد تھپڑ ہی نہ جھاڑ دیں ان کے بھی چہرے تذلیل کے باعث سرخ ہوئے تھے۔

"نہیں میں صلاح الدین علی خان کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کروں گی۔"

"بی بی وہ شادی شدہ ہے۔" بلوشہ تیزی سے بولی۔

"مجھے کوئی پروا نہیں ہے ویسے بھی تین مزید اس پر جائز ہیں۔"

"لیکن وہ محبت اس کلموہی سے کرتا ہے اور اپنے چہرے پہ پڑتا صلاح الدین کا بھاری ہاتھ بھول گئی۔"

عالیہ خاصے زور سے کہنے لگی حرا کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا جبکہ جبڑے بھینچ گئے تھے۔

"وہ اس سے محبت نہیں کرتا وہ بس ہمدردی کا مارا انسان ہے اور کچھ نہیں۔"

"تم نے اس کا جنون نہیں محسوس کیا تھا اس کی دیوانگی نہیں محسوس کی تھی حیرت ہے حرا تم نے اس کی تھپڑ کی شدت سے ہی پتا چل جانا تھا وہ اس لڑکی کے لیے دیوانہ ہے ہمیں تو اس کی حالت دیکھ کر ہی محسوس ہو گیا تھا یہ ہمدردی کبھی بھی نہیں ہو سکتی۔ وہ کبھی بھی آغا جان کے خلاف جا کر اسے یہاں سے لے جاتا۔"

"میں صلاح الدین کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کروں گی۔"

"پھر بیٹھی رہو کیونکہ یہ لاحاصل ہے اور یہ فیصلہ آغا جان نے نہیں کیا جس پہ وہ تمہارے آنسو سے بدل جائیں گے۔ یہ ردا خانم کا فیصلہ ہے اور ایک بار اگر وہ زبان دے دیں تو ایک مہر لگ جاتی کوئی بھی ان کی بات سے نہیں پھر سکتا وہ خود بھی نہیں اس لیے محترمہ تم تیاری پکڑو۔"

عالیہ کے کہنے پر اس کا بے اختیار دل کیا کہ پوری حویلی کو آگ لگا کر رکھ دے۔

✿.......✿.......✿

اس نے پر سینشن اپنے سر کو ایمپیل کرنی تھی ماضی کی یادوں میں وہ بہت سی چیزوں کو بھول جاتا تھا یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو بھی مگر ماضی کے یادوں سے وہ جیسے ہی باہر آتا دنیاداری کا احساس جگا دیتا اور دنیاداری نبھانے کی خاطر وہ اپنا کام شروع کرنے لگا۔ گھڑی کو دیکھا ابھی گھنٹہ باقی تھا وہ جلدی سے کمرے میں پہنچا ایک دم جھٹکے سے رک گیا اسے لگا جیسے قیامت آ گئی ہو۔ منظر کو دیکھتے ہی اس کا سر جیسے چکرا اٹھا تھا۔ وہ خود کو سنبھال کر اندر آیا اور اس نظریں بستر پر اپنی قیمتی پینٹ کے ساتھ کی گئی بڑی زیادتی پر گئی اور تو اور اس کی جینز اس کے شرٹ اس کا پورا کمرہ کاٹھ کباڑ بنا ہوا تھا۔

"یا اللہ یہ کیا ہوا ہے۔" اسے لگا اس کی آواز گھٹ رہی ہے۔ اور پھر وہ ڈائن باہر آئی جس نے اس کے کمرے کا حشر کیا تھا اس نے اسامہ کی ہی شرٹ پہنی تھی اس کی فٹ بال میچ والی شرٹ جو کہ اسے آغا جان نے لے کر دی تھی۔

نورا اپنے گیلے بال اسی کا برش مار کر سیدھے کر رہی تھی اور وہ اس کی پینٹ کو پتا نہیں کیسے شارٹس بنا چکی تھی پھر وہ کنگھی سے فارغ ہو کر بیلٹ باندھنے لگی جو اس کو ارباز کے کمرے سے ملی تھی۔ اسامہ کے چہرے پہ ایک دم وحشت پھیلی اور اس نے اپنے بال مٹھیوں میں قید کیے۔

"مجھے میرے کپڑے نہیں ملے وہ کپڑے جو پہنے تھے وہ بہت گندے تھے پھر کپڑے ڈھونڈنے لگی مگر ملا نہیں پھر میں نے تمہاری شرٹ اور پینٹ کو فٹ کرنے کا سوچا یہ طریقہ آپی نے سکھایا تھا اور سارا کمال یوٹیوب کا بھی تھا ویسے کیسا لگ رہا ہے۔" وہ مسکرا کر چیک کر رہی تھی اور اسامہ سے کچھ بولا نہیں گیا مگر پھر اس کا غصہ واقعی فارم ہاؤس کو ہلا چکا تھا سوائے اس چھوٹی وچ (witch) کے جو اب مزے سے اس کے سوکس پہن رہی تھی۔

اسامہ غصے سے آگے بڑھا نوری نے سر اٹھایا اور اس کے چہرے پہ پھیلی وحشت سے اس نے خوفزدہ ہو کر مڑتے ہوئے تیزی سے بستر پر پڑی قینچی اٹھائی اور اس کے سامنے کی۔

"آگے مت آنا۔"

"تمہیں تو میں بتاتا ہوں تمہاری جرأت کیسے ہوئی میرے کپڑوں کو ہاتھ لگانے کی، میری جینز، میرا کمرہ سب برباد کر دیا۔ میں تمہارا قتل کر دوں گا۔" وہ اتنی زور سے چیخا تھا۔ ایک منٹ کے لیے صبح بھی کانپ گئی پھر خود کو سنبھالتے ہوئے بولی۔

"ڈرتی نہیں ہوں میں تم سے سمجھے ارشد بھائی۔"

"شٹ اپ۔" وہ دھاڑتے ہوئے اس کے پاس آیا اور جینز اٹھا کر کرب سے دیکھا کیونکہ اس بیچارے نے نوری کے ہاتھوں شہادت پائی تھی۔ پینٹ کو مٹھیوں میں لیتا غصے میں سارے ہوش بھلائے سیدھا نوری کے منہ پہ پھینکی۔

"جانتی بھی ہو کتنے کی ہے تم جیسی کہاں جانتی ہو گی اتنے مہنگے اور برینڈڈ کپڑوں کا یہ حشر کر دیا۔ نکلو یہاں

سے جاہل ان پڑھ لڑکی۔"

ایک دم نوری کا دل چھن سے ٹوٹا۔

"اور اپنی شکل گم کرو، نفرت ہے مجھے تمہاری شکل سے، تمہارے وجود سے پتا نہیں کہاں پھنس گیا ہوں۔"

نورِ صبح کا دل بھر آیا اس کو رونا آنے لگا مگر وہ آنکھوں کو سختی سے اشک بہانے سے روک رہی تھی۔

"میرے پاس کپڑے نہیں تھے۔" وہ آہستہ سے کہنے لگی۔ٹھوڑی کانپنے لگی تھی۔

"تو، میں کیا کروں باپ نہیں ہوں تمہارا جو میری چیزیں پوچھے بغیر استعمال کرو۔ دل کر رہا ہے تمہاری گردن اڑا دوں۔"

"باپ نہیں شوہر تو ہو۔" وہ چیخی تھی۔ اسامہ رک گیا، اسے دیکھنے لگا جس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ اس کا جسم ہولے ہولے جھٹکے کھا رہا تھا۔ چہرہ پیلا ہو گیا تھا ایک منٹ کے لیے اس کا دل نرم پڑ گیا تھا مگر پھر تیزی سے بولا۔

"ہاں ہو بدقسمتی سے مگر تم سے بہت جلد جان چھڑواؤں گا اور خبردار میری چیزوں کا ہاتھ لگایا۔ ٹانگیں توڑ دوں گا۔"

اس نے جلدی سے قمیض پھینکی اور تیزی سے بھاگی۔

اسے بہت رونا آ رہا تھا۔ سب اسے اکیلے چھوڑ گئے تھے کسی کو اس کی پروا نہیں تھی۔ اس شخص نے اسے ڈانٹا تھا کل اسے مارے گا۔ امی ابو کو صرف ارسل کی پروا تھی آپی اور وہ بیشک بھاڑ میں جاتے ان کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ وہ تکیہ میں منہ دیئے پھوٹ پھوٹ کے رو رہی پڑی۔ آج بہت ہو گیا تھا اس نے کون سا کچھ کیا تھا جو اس نے جینز اس کے منہ پہ ماری جبکہ دوسری طرف اسامہ نے اپنا سر تھام لیا۔ اسے اتنے غصے سے بات نہیں کرنا چاہیے تھی وہ لڑکی اپنے بھائی کی خاطر اپنی ساری فیملی کو چھوڑ کر آئی ہے پھر دوسرا اس کے پاس کپڑے بھی نہیں تھے تب مجبوراً اسے یہ سب کرنا پڑا۔ دماغ کہہ رہا تھا اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے مگر دل کی آواز نورِ صبح کی ہمدرد تھی اس نے بہت غلط کیا تھا مگر پھر وہ تیزی سے اٹھا۔ کہیں اس سے پہلے وہ اس کے خلاف محاذ نہ کھڑا کر دیں اس سے پہلے اس کا کمرہ لاکڈ کر دیا جائے۔

وہ جلدی سے اٹھا اور اس نے سائڈ ڈیسک سے چابی نکالی اور اس کے دروازے کی طرف آیا اور لاک لگانے لگا۔نوری نے تیزی سے سر اٹھایا اور جلدی سے اٹھی اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی وہ لاک لگا چکا تھا۔

''دروازہ کھولو، چکی، کھولو ورنہ میں......ٹھیک ہے، بہت ہو گیا میں آپی کو کال کرتی ہوں۔''

وہ مڑ کر فون ڈھونڈنے لگی لیکن فون نہیں مل رہا تھا۔پورا بیڈ چیک کیا بالآخر جب ملا تو اس نے چیک کیا بیٹری لو ہو گئی تھی۔

''او نہیں......''

اس نے غصہ سے فون پھینکا اور بیڈ پہ لیٹ گئی۔

''میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں چکی یاد رکھنا۔'' وہ غصے سے بولی اور چہرہ صاف کرنے لگی جو ابھی تک آنسو کی وجہ سے گیلا ہو رہا تھا۔

✿......✿......✿

''اس سٹریٹ میں ہے میرا گھر۔'' وہ اسے اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

''مجھے پتا ہے سویٹ ہارٹ، ورنہ تمہیں بکس کیسے بھیجتا۔''

''او، میں تو بھول گئی تھی دین ویسے میں ٹھیک تو لگ رہی ہوں نا امی، بابا کو نہ لگے کہ میرے اوپر بہت زیادہ ظلم ہوا ہے۔'' وہ اس کو دیکھتے ہوئے بولی۔صلاح الدین نے مسکرا کر اسے دیکھا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''نہیں، بہت پیاری لگ رہی ہو وہ دیکھیں گے تو سمجھ جائیں گے کہ داماد انہیں بالکل پرفیکٹ ملا ہے۔''

وہ اس کی بات پر ہنس پڑی اور بے اختیار اس کے بازو پہ مکا مارتے ہوئے بولی۔

''اتنے بھی پرفیکٹ نہیں ہیں اور پلیز فارسی کے لفظ استعمال کرنے سے پرہیز کیجیے گا۔''

وہ ہنس پڑا اور کار گیٹ کے قریب روکی۔

''مزے کی بات بتاؤں، مجھے فارسی پسند تھی مگر تمہیں دیکھ کر میری زبان بے اختیار ہو جاتی ہے بس دل کرتا ہے تمہاری خوبصورتی کو اسی زبان سے بیان کروں ورنہ تمہارے ساتھ زیادتی ہو گی تمہاری ڈسکرپشن پرشین لینگویج میں مکمل ہو سکتی ہے۔''

ثمرن اس کی بات پر ایک دم سے سرخ پڑ گئی۔ وہ گہری مسکراہٹ سے اس کے بدلتے رنگ کو دیکھنے لگا۔

''ہو گیا آپ کا، اب چلیں؟''

اس کی شوق نگاہوں سے بچنے کے لیے وہ تیزی سے کار سے نکلی۔

وہ اپنا کام مکمل کر کے فارغ ہوا تھا تو ایک دم سے بھوک کا احساس جاگا تھا۔ صبح وہ ناشتہ بھی نہیں کر سکا تھا۔ اس صبح چڑیل کی وجہ سے گل شیر کو کھانے کا کہہ کر وہ سگریٹ کے کش لیتا لان میں آ گیا۔ ایک بار پھر فون کی بیل بجنے لگی۔ ایک تو وہ اس فون سے تنگ آ گیا تھا جب سے وہ گیا ہے پتا نہیں کتنی بار کالز آ گئی ہیں۔ بے حد بیزاری سے اس نے فون دیکھا ایک دم اس کے تاثرات نرم پڑے کیونکہ کال بڑی امی کی تھی۔

''السلام علیکم بڑی امی۔'' اس نے اٹھاتے ہی بڑی ہی نرمی سے کہا۔

''میری جان چندا اسامہ ٹھیک ہو۔''

''جی بڑی امی آپ کو خیال آ گیا میرا۔''

وہ شکوہ صرف انہیں سے کرتا تھا وہ اس کے شکوہ پر بے اختیار مسکرا پڑی۔

''سگریٹ تو نہیں پی رہے اس وقت!'' انہوں نے اس کی سوال میں یہ جواب دیا۔ اسامہ حیرت سے فون دیکھنے لگا اور فوراً لبوں سے سے سگریٹ پھینک کر بولا۔

''نہیں تو۔''

''اسامہ آپ جھوٹ کب سے بولنے لگے۔''

''میں کب بول رہا ہوں ویسے آپ ٹھیک ہیں، کدھر ہیں آپ؟۔'' وہ بات بدلتے ہوئے ان سے پوچھنے لگا۔

''میں اللہ کا شکر اس وقت دین کے فلیٹ میں ہوں۔ دین، ثمرن کو اس کے ماں باپ سے ملانے کے لیے گیا ہے۔''

اسامہ سن رہا، تب اچانک ان کی بات سے ٹھہر کر رہ گیا۔

”کس کے گھر؟ وہاں کیا کر رہے ہیں۔“ وہ عجیب سے لہجے میں بولا کہ مورے کو حیرانگی ہوئی۔

”کیا مطلب ہے اسامہ؟ ثمرن کو پابندی تو نہیں وہ اس وقت حویلی میں نہیں اپنے گھر میں ہے تو اس کا جب دل چاہے وہ اپنے ماں باپ سے مل لے۔“

اگر وہ وہاں جائیں گی تو انہیں اور دین کو یہ سب ضرور پتا لگ جائے گا اور وہ ثمرن کی طرح نوری کے لیے بھی آواز اٹھائے گا اور اب تو دوسری مصیبت خانم بھی پاکستان آ چکی تھیں۔

”ام بڑی امی آپ سے تھوڑی دیر بعد میں بات کرتا ہوں۔“

”ٹھیک ہے نماز پڑھی آپ نے؟“

وہ جب بھی ان کے پاس آتا تو وہ اس سے یہی پوچھا کرتی تھیں۔

”نہیں۔“ اس نے سچ بولا تھا وہ ایک دم خاموش ہو گئی تو وہ ان کی خاموشی پر تیزی سے بولا تھا۔

”آئیم سوری بڑی امی۔“

پھر جلدی سے ان کو خدا حافظ کہہ کر فون کے منہ پہ ہاتھ پھیرنے لگا۔

”او گاڈ، اگر صلاح الدین کو پتا چل گیا۔“

اس نے مڑ کر دیکھا گل شیر اسے بلا رہا تھا وہ پیشانی پہ بل لیے آگے بڑھا۔

”کیا ہوا؟“

”وہ اوپر سے وہ بی بی کی چیخنے کی آواز آئی ہے۔“

”رہنے دو! چیختی رہے۔“

”مگر لالہ ان کی چیخ خاصی دلخراش تھی۔“

”کیا مطلب؟“

وہ اس کا جواب سنے بغیر نجانے کیوں چل پڑا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور چیخوں کی آواز واقعی آ رہی تھی۔

”صبح!“

اس نے بیل کئی بار دی لیکن دروازہ کوئی کھول نہیں رہا تھا۔گاڑی بھی بابا کی اندر ہی پارک تھی تو پھر کہاں گئے۔

''سوئے ہوں گے،دوپہر کا وقت ہے۔''صلاح الدین نے گلاسز اتارتے ہوئے کہا۔

''نہیں کوئی تو ہوگا امی تو اٹھ جاتی ہیں ان کی نیند کچی ہے،نوری بھی تو نہیں سوتی ، رکیں میں کال کرتی ہوں۔''

اس نے فون نکال کر نمبر ڈائل کرنا چاہا کہ اچانک ساتھ والا گیٹ کھلا اور ثمرن کی ہمسائی آنٹی شگفتہ باہر آئی۔ کسی کو ان کے گیٹ پہ کھڑا ہوتا دیکھ کر بولی۔

''وہ گھر پہ نہیں ہیں۔''

ثمرن نے سر اٹھایا تو وہ بے اختیار چونک پڑیں پھر انہیں خوشگوار حیرت ہوئی۔

''ثمرن تم؟۔''

''السلام علیکم آنٹی ،کیسی ہیں آپ۔''ثمرن مسکراتے ہوئے بولی اور وہ حیرت سے ثمرن کو دیکھ رہی تھیں پھر اس کے پیچھے کھڑے ہوئے شاندار سے شخص کو پھر اتنی مہنگی گاڑی کو۔یہ لڑکی خون بہا میں ہی گئی تھی نا۔

''آنٹی!یہ میرے ہزبنڈ صلاح الدین دین ،یہ میری ساتھ والی آنٹی ہیں۔''

''السلام علیکم۔''صلاح الدین مسکراتے ہوئے بولا۔

''وعلیکم السلام!ثمرن بیٹا امی ابو تو نہیں ہیں۔''

''کیا مطلب آنٹی؟''

''وہ لوگ تو کراچی چلے گئے اور نورِ صبح نہیں آئی؟۔''

''نورِ صبح؟۔''

وہ ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔

''ارے بچی دو دن ہوگئے ہوئے اسے گئے،اس کا نکاح سنا ہے کسی سے پڑھا دیا گیا ہے۔''ان کی بات سنتے ہی ثمرن کو اپنے پیروں تلے سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ گرنے لگی کہ صلاح الدین نے اسے

سنبھالا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" اس کو اپنی آواز گہری کھائی میں محسوس ہوئی۔

"پتا نہیں مجھے کچھ نہیں بتایا کوئی مولوی صاحب آئے تھے ان کے ساتھ، ایک بزرگ اور کوئی نوجوان سا خوبصورت سا لڑکا تھا۔"

"نہیں آپ مذاق کر رہی ہوں گی آنٹی۔" ثمرن تیزی سے کہنے لگی۔ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے جس کے لیے اتنی قربانی دی وہ اس کی قربانی رائیگاں نہیں کر سکتے۔

❁......❁......❁

وہ تیزی سے دروازہ کھولنے لگا اور دروازہ جیسے ہی کھولا نوری کی چیخوں نے اس کا استقبال کیا اور ایک اور چیز بھی تھی جو اسامہ کے دماغ کو ہلا کر رہ گئی تھی اور وہ نور صبح کے ہاتھوں میں موجود گن تھی جو یقیناً ارباز کی ہی تھی۔

"صبح!"

"چوہا!" وہ چیخی۔ اس سے گن بھی بمشکل اٹھائی جا رہی تھی۔ ظاہر ہے اتنی بھاری تھی اس کے ہاتھ بھی کانپ رہے تھے۔

"صبح! گن نیچے رکھو!" اسامہ تیزی سے آگے بڑھا۔

"میں اسے مار دوں گی وہ اس کمرے میں کیا کر رہا ہے۔"

اس کے چہرے پہ وحشت تھی اسامہ کبھی اِدھر ہو رہا تھا کبھی اُدھر۔

"صبح! چوہے کو دوسرے طریقے سے مارا جا سکتا ہے گن نیچے رکھو۔"

وہ بیڈ پہ کھڑی پیچھے دیکھ رہی تھی کبھی آگے۔

"میرا جینا حرام کر دیا سب نے مجھے امی ابو کے پاس جانا ہے۔"

یہ لڑکی مجھے مروا کر رہے گی۔ اسامہ نے دل میں کہا اور جلدی سے اس کے قریب آیا اور اس کا بازو پکڑا۔ صبح نے ٹریگر دبا دیا اور پھر فائر کی آواز کانوں کو چیرتی ہوئی کمرے سے باہر تک گونجی۔

❁......❁......❁

”کس سے پڑھایا ہے؟“ ثمرن نے خود کو سنبھالتے ہوئے تیزی سے ان سے پوچھا۔ صلاح الدین کو بھی کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا اسے کچھ کچھ سمجھ آ رہی تھی پھر فوراً فون نکالا اور آغا جان کی فوٹو ڈھونڈ کر انہیں دکھائی۔

”کیا یہ شخص آئے تھے؟“ دین نے ان کی تصویر دکھاتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں یہی تھے، اور فریحہ نے بتایا تھا کہ نور، ثمرن کے پاس جا رہی ہے مجھے تو حیرت ہو رہی ہے اس گھر کے فرد ہو کر بھی آپ کو پتا نہیں لگا۔“

”دین!“

دین کے چہرے پہ پتھریلے تاثرات آ گئے وہ جلدی سے سائڈ پہ ہوا اور فون ملانے لگا مگر آغا جان فون نہیں اٹھا رہے تھے۔

”چلو ثمرن۔“ اس نے مڑ کر ثمرن کا ہاتھ پکڑا۔ ثمرن نے زور سے جھٹک دیا۔

”اچھا تو یہ سب پلاننگ تھی آپ لوگوں نے اصل میں ہر حال میں لینی ہی میری بہن تھی بدلے کا وہ مزا نہیں آئے گا جو ایک چھوٹی بچی کے ساتھ ظلم کر کے آنا تھا۔“

صلاح الدین کو جھٹکا لگا یہ کیا کہہ رہی ہے۔

”ثمرن؟“

صلاح الدین نے اس کا ہاتھ ایک بار پھر پکڑا اور تنبیہہ نظروں سے اسے روکنے کی کوشش کی مگر وہ بہن کی خاطر غصہ سے پاگل ہو گئی۔

”میری نور۔ نوری......“

وہ منہ پہ ہاتھ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کے رو پڑی تھی۔

”ارے بیٹی! رو کیوں رہی ہو، کیا ہوا ہے؟“

وہ ثمرن کی رویہ پہ پریشان ہو گئیں۔

”او کے آنٹی اللہ حافظ۔“

دین نے اس کا ہاتھ سختی سے پکڑا اور اسے کھینچ کر کار کی طرف لایا۔

”چھوڑیں میرا ہاتھ آپ۔“ وہ نفرت سے ہاتھ چھڑوانے لگی مگر دین نے تیزی سے اسے گاڑی میں بٹھایا اور لاک کیا۔اور دوسری طرف آ کر وہ بیٹھا تو دیکھا وہ سر تھام کر پاگلوں کی طرح رو رہی تھی۔

”میری بہن، میری معصوم بہن آپ لوگ جانتے تھے کہ میں خاموش ہوں میں چپ کر کے سہہ رہی تھی یہ سب کی اَنا کو ٹھنڈا نہ کر سکا تو میری بہن چاہیے تھی اس کے ساتھ وحشی سلوک کر کے آپ لوگوں کے دلوں میں آسودگی پھیلنی تھی۔“

”موشم۔“ وہ اس کا چہرہ اٹھانا چاہتا تھا۔ثمرن نے زور سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

”مسٹر صلاح الدین آپ کا ڈرامہ اب نہیں چلے گا آپ تو میری شکل نہیں دیکھنا چاہتے تھے میں بیوقوف آپ جیسے شخص کے پیار کا یقین کر بیٹھی ایسا کیسے ہو سکتا تھا آپ کا بھائی مرے اور آپ بدلہ نہ لیں اور وہ مورے وہ بھی دھوکے باز......“

بہن کی محبت میں وہ اندھی ہو گئی تھی اس کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا بولے جا رہی ہے صلاح الدین نے اس کی بات پر غصے میں آ کر زور سے سٹیئرنگ پہ ہاتھ مارا اس کے بولنے پر بریک لگی۔

”شٹ اپ! ثمرن جسٹ شٹ اپ، میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں مگر اپنی ماں کی توہین ہرگز نہیں اگر تم نے ایک اور لفظ میری ماں کے خلاف استعمال کیا......“

آگے صلاح الدین سے کچھ بولا نہیں گیا وہ اپنے آپ کو کنٹرول کرنا چاہتا تھا۔وہ اس لڑکی سے بے انتہا محبت کرتا تھا وہ مانتا تھا وہ ہوش میں نہیں ہے اس لیے ایسا کہہ رہی ہے صلاح الدین نے چہرہ موڑ لیا اور اپنے منہ پہ ہاتھ پھیر کر کنٹرول کرنے کی کوشش کی۔

”دیکھا یہ ہے آپ کا اصلی روپ۔اپنے دادا کو ابھی اس وقت کہیں میری بہن کو میرے حوالے کریں ورنہ انجام بہتر نہ ہوگا۔“ وہ بے انتہا نفرت سے صلاح الدین کو دیکھتے ہوئے بولی صلاح الدین حیران ہو گیا تھا مگر خاموشی سے کار سٹارٹ کی۔

”میں آپ سے کہہ رہی ہو کچھ میری بہن میرے حوالے کریں۔“ وہ زور سے بولی۔پتا نہیں اسے کیا ہو گیا تھا جب اس نے سنا اچانک سے نور پہ درندگی کے نشان اس کے جسم پر ایک دم سے نظر آئے تھے تو اس کا جسم کیا

روح بھی تڑپ اٹھی تھی۔ دماغ نے تو جیسے کام کرنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ اسے کچھ نظر نہیں آیا اسے ان سے بھی زیادہ اپنی امی ابو پہ بے انتہا غصہ آیا وہ منہ چھپا کے رونے لگی۔ صلاح الدین خاموشی سے ڈرائیو کرنے لگا۔ وہ بھی اسے فی الحال چھیڑنا نہیں چاہتا تھا اس نے جلدی سے فون نکال کرار باز کا نمبر ملایا۔

✿......✿......✿

گولی سیدھی سائڈ وال پہ لگی تھی۔ گن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر بستر پہ گر گئی تھی اور وہ بالکل ساکت گھٹنے کے بل گری، اسامہ نے جلدی سے گردن موڑ کر دیوار کو دیکھا اور پھر اسے۔ پھر شکر کا سانس لیتا ہوا ہاتھ آگے بڑھا کر بستر سے گن اٹھانے لگا اور اسے گھورتے ہوئے اٹھ کرار باز کی الماری کی طرف بڑھا۔ اسے رکھ کر الماری کو لاک لگاتے اس کے پاس آیا۔ وہ ابھی تک بالکل شل دیوار کو دیکھ رہی تھی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی گولی چل جائے گی وہ اس کے سامنے کھڑا اور دونوں ہاتھ کمر پہ جما کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ نور نے چونک کر اس کی نظروں کی تپش کو محسوس کیا، سر اٹھایا تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسامہ اسے کھل کر سنانا چاہتا تھا لیکن وہ اپنی انرجی فی الحال ویسٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لب دبا کر وہ غصے سے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

"اسامہ لالہ اسامہ لالہ آپ ٹھیک ہیں؟" نیچے سے گل شیر کی ڈری ہوئی مگر خاصی اونچی آواز آئی۔ وہ دروازے کے پاس آیا اور تیزی سے کہنے لگا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ کھانا تیار ہے۔"

"جی۔"

"ٹھیک ہے ٹیبل تیار کرو۔"

وہ واپس آیا اور اسے دیکھنے لگا۔

"گن کہاں سے نکالی؟"

نور نے سر اٹھایا اس نے سختی سے نہیں پوچھا تھا بہت سپاٹ لہجہ تھا مگر نظریں بڑی خطرناک تھیں اس کی۔

"تم نے مجھے کمرے میں بند کر دیا تھا۔"

اس نے صرف اتنا کہا۔

"ہاں تو میڈم نے سوچا کہ کیوں نا پستول سے کھیلا جائے ایک تو اس ارباز کے بچے کو بھی ایسے ہی الماری میں پھینکنے تھی۔" وہ اب طنزیہ لہجہ اپناتے ہوئے ارباز کی لاپروائی پہ غصہ ہو رہا تھا۔

"نہیں میں کچھ ڈھونڈ رہی تھی جس سے دروازہ کھل جاتا تو الماری کو سارا چھان کر ایک پیکٹ میں یہ پڑا تھا نکال رہی تھی تو میرے پیر پہ کچھ گزرتا ہوا محسوس ہوا میں نے دیکھا تو چوہا تھا بھاگ کر بیڈ کے پاس آئی جبکہ گن میرے ہاتھ میں تھی۔"

اسامہ نے اس کی بات سن کر تالی بجائی۔

"واہ، تمہاری ہمت کی داد دیتا ہوں اتنی بھاری گن بھی کیسے اٹھالی آپ نے۔"

"دیکھو مجھے ستانا بند کرو۔ میری جان نکل گئی تھی۔"

وہ چڑ گئی۔

"اوہو، جیسے چوہے نے تم جیسی موٹی گائے کو نگل لینا تھا۔"

صبح نے تکیہ اٹھایا اور اسے مارنے لگی کہ اسامہ نے تکیہ پکڑ لیا۔

"کمرے میں بند کیا تھا اب چاہتی ہو کہ رسی سے باندھوں۔"

"باندھ کر تو دکھاؤ تم مجھے، پلیز مجھے میری آپی سے ملا دو۔ امی ابو نے کہا تھا وہاں آپی ملے گی میں تنگ آ گئی ہوں پلیز کدھر ہیں۔"

وہ اب تنگ آ چکی تھی بس اس کا ایڈونچر بس اتنا ہی تھا۔

"تمہاری آپی نہیں ہے یہاں وہ اپنے شوہر کے ساتھ شہر میں ہے اب تمہیں یہیں رہنا ہے ہمیشہ کے لیے اور بہت برداشت کر لیا مگر اب اگر تم نے کوئی گڑبڑ کی تو میں لحاظ نہیں کروں گا۔" وہ انگلی اٹھا کر اس کے سر پہ بجاتے ہوئے بولا۔

"مگر امی ابو نے کہا تھا وہاں آپی ہو گی میرا خیال رکھنے کے لیے۔" وہ پریشانی سے بولی تھی۔ وہ مسکرایا اب وہ اس کے کنٹرول میں آ رہی تھی۔

"تت۔ بیچاری صبح، تمہیں اپنے آپ کو سنبھالنا ہو گا اور تم بھول جاؤ کہ تمہاری کوئی فیملی ہے۔"

http://sohnidigest.com

وہ ایک دم منہ کھولے اسے دیکھنے لگی پھر ہمت کر کے بولی۔

”مجھے آپی سے ایک بار ملا دو۔“

”ناٹ آ چانس لٹل گرل اِدھر ہی ساری زندگی تم نے سڑنا ہے بھول جاؤ کہ کوئی تمہاری فیملی ہے اور تم انہیں کا پوچھ رہی ہو جنہوں نے تمہاری قدر نہیں کی، اپنی بیٹے کی جان کی خاطر تمہیں ہمیں سونپ دیا۔ ذرا بھی نہیں سوچا تمہارے بارے میں کہ تمہارا کیا ہوگا اور تم ان کو ہی سوچ رہی ہو حیرت ہے۔“

وہ اس سے بدلہ لینے کے ساتھ ساتھ اپنا درد بھی بیان کر رہا تھا جو فی الحال نور کو سمجھ میں ہرگز نہیں آنا تھا۔

”وہ مجھ سے پیار کرتے ہیں آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔“ وہ بالکل رونے والی ہوگئی۔

”اچھا تو ایسے کوئی دے دیتا ہے بھلا۔ تمہاری بہن سے بھی محبت نہیں تھی انہیں صرف اپنے بیٹے سے محبت تھی جس سے محبت ہوتی ہے اسے اپنے پاس رکھتے ہیں اور تمہیں پتا ہے تمہاری آپی تو تمہارے گھر والوں کے پاس واپس چلی گئی ہیں ان سے ملتی بھی ہوگی وہ تو بس تمہیں پھنسانا چاہتے تھے۔“

وہ اس کا برین واش کر رہا تھا۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو؟ بابا، ماما تو خود رو رہے تھے مجھے بھیج کر۔“

”ڈرامہ لٹل گرل ڈرامہ تو کرنا پڑتا ہے ورنہ تم جاتی۔“ وہ مسکرایا تھا نور کی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔

”آپ جھوٹ بول رہے ہیں آپ نے مجھے کڈنیپ کیا ہے وہ گندے والے انکل بھی رہتے تھے گھر میں وہ بھی نہیں ہیں اور بھی بہت سے لوگ بھی ہوں گے۔ یہ آپ کہیں اور لے آئے ہیں آپی وہاں ہوگی آپ نے انہیں قید کیا ہوگا یا مار دیا ہوگا۔“ وہ چہرہ صاف کرتے ہوئے غصے سے بولی تھی مگر اس کی آواز بھرا گئی تھی وہ بھی اس کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔

”کوئی نہیں مارا ہم نے۔ وہ چلی گئی ہیں واپس جس کے ساتھ ان کی شادی ہوئی تھی اور اگر انہیں تمہاری پروا ہوتی تو وہ تمہیں لینے آتی تمہیں کال کرتی، تمہارے پاس تو فون بھی ہے ایک بار بھی تمہارے گھر والوں نے کال کیا یا ٹریک کر کے تمہارے سو کالڈ ارشد بھائی آ جاتے اور میں نے تمہیں کیڈنیپ نہیں کیا تمہارے امی ابو نے خود تمہیں میرے حوالے کیا ہے۔ سمجھی۔“ وہ اب مزید تیزی سے بولا۔

''میری فون کی بیٹری لو ہوگئی ہے، کیا پتا آپی نے فون کیا ہو۔'' آس تھی اس کے لہجے میں۔

''دلاسے دیتی رہو تم نور صبح خود کو مگر اب تم بھول جاؤ تم یہاں سے کبھی جا پاؤ گی۔'' وہ نفرت سے کہتا ہوا دروازہ کھول کر زور سے بند کرتا اپنے پلان میں کامیاب ہوگیا تھا۔ نور صبح اپنی فیملی سے بدگمان ہوگئی تھی کبھی کبھی ایسا پل آتا ہے کہ آپ سالوں سال بھی کسی کی بات پہ بھروسہ نہیں کرتے یا مان ہی نہیں سکتے اور کبھی ایک وقت ایسا بھی آتا کہ ان کی ایک بات دل کو لگ جاتی ہے اور وہ اس کو تسلیم کر لیتے ہیں ہاں وہ جو کہہ رہے ہیں بالکل سچ اور درست کہہ رہے ہیں۔

''ٹھیک ہے اگر انہیں میری پرواہ نہیں ہے تو مجھے بھی ان سے کوئی سروکار نہیں ہے واقعی صحیح کہہ رہے ہیں سب کو محبت ہی ارسل بھائی سے ہے ورنہ وہ مجھے کبھی کسی کو نہ دیتے انہوں نے تو مجھے چیزوں کے بغیر بھی بھیج دیا۔''

وہ رونے لگی پھر جب کھل کر رو چکی تو منہ صاف کر کے اٹھی۔

''اب میں بالکل نہیں روؤں گی میں ان کے لیے مرگئی۔'' وہ خود سے کہتے اٹھ کر نیچے کی طرف بڑھی۔

''صلاح الدین کو اگر پتا چل گیا آغا جان تو وہ ہنگامہ کھڑا کرے گا ہمیں اس کی پرواہ نہ ہوتی اگر بڑی جان یہاں نہ ہوتی۔''

وہ کھانا کھا چکا تھا اب ان سے سٹڈی روم میں بیٹھا آغا جان سے بات کر رہا تھا۔

''کیا وہ لڑکی تمہارے کنٹرول میں آئی، سبق سکھایا تم نے۔''

وہ جاننا چاہ رہے تھے کم سے کم ان کو اتنی تو ٹھنڈ پڑ جائے جبکہ اسامہ خاموش ہوگیا۔ وہ نیچے کچن میں آئی اور گل شیر کو دیکھنے لگی جو برتن رکھ کر کپڑا مار رہا تھا اسے برا لگا اس کی وجہ سے وہ گر گیا اور بیچارا ابھی تک کام کر رہا ہے۔

''بات سنیں۔'' وہ آہستہ سے بولی وہ مڑا، ایک منٹ کے لیے اس چھوٹی بلی کو دیکھا جو آج ایک دن میں پورا گھر ہلا کر رکھ چکی تھی مگر وہ اب اس سے محتاط ہوگا کیونکہ یہ بہت خطرناک بلی تھی۔

''جی بولیں بی بی۔''

"میں آپ سے چھوٹی ہوں تو آپ میرا نام کہہ کر بلایا کریں اور کھانا ہے مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

"آپ ہماری مالکن ہیں اس لیے اسامہ لالہ سے کٹ نہیں کھانی اور جی بی بی ابھی دیتا ہوں آپ کدھر کھائی گئیں۔"

"اسامہ کھا چکا ہے۔" وہ اپنی سوجی آنکھوں کو مسلتے ہوئے بولی۔

"جی وہ تو کب کے۔ ابھی سٹڈی روم میں بیٹھے ہیں لالہ۔"

"یہ لالہ کیا ہوتا ہے؟ کسی میوزک سے امپریس ہو کر آپ نے انہیں کہنا شروع کر دیا تھا۔"

"بی بی آپ پٹھان نہیں ہیں؟۔" وہ حیرت سے چہرہ موڑتے صبح کو کہنے لگا۔ آغا جان تو کبھی ایسا نہیں کر سکتے تھے باہر کے خاندان میں شادی! تو کیا اسامہ لالہ نے پسند سے تو نہیں کی لیکن اتنی چھوٹی بچی کو پسند۔ وہ سر جھٹکنے لگا۔

"نہیں میں پٹھان تو نہیں ہوں مجھے تو پشتو بھی نہیں آتی۔"

"نہیں، آپ اسامہ لالہ کا بیوی ہے تو۔"

اس کا منہ بگڑ گیا۔ اسے پھر اسے اپنی ماں باپ پر کی گئی زیادتی یاد آنے لگی۔

"اچھا ویسے کیا پکا ہے۔"

"پلاؤ پکا ہے۔"

وہ پلیٹ میں ڈال کر اس کے سامنے پیش کرنے لگا۔ کابلی پلاؤ دیکھ کر اس کا نجانے کیوں دل خراب ہوا جو گاجر اور کشمش سے پورا پلاؤ بھرا ہوا تھا اس نے منہ پہ ہاتھ رکھا۔

"یہ کیا ہے؟۔"

"یہ اسامہ لالہ کا فیورٹ ڈش ہے۔"

"واقعی میں اسے صرف چچی ہی کھا سکتا ہے۔"

"جی کیا بولا۔" وہ اس کے بڑبڑانے پر بولا۔

"کچھ نہیں، سٹڈی روم کس طرف ہے۔"

"آپ کھانا نہیں کھائے گا بی بی۔" وہ اسے اٹھتے ہوئے دیکھ کر حیرت سے بولا تھا۔

"نہیں مجھے نہیں پسند یہ۔"

کھانے کے معاملے میں وہ ہرگز سمجھوتا نہیں کر سکتی تھی۔

"ہم آپ کو کچھ......."

وہ اس کے بولنے سے پہلے ہی مڑ کر باہر کی طرف چل پڑی۔

"آغا جان اس سب کو چھوڑیں، مجھے یہ بتائیں اگر دین یہاں آ گیا تو میں کیسے سنبھالوں گا۔"

"شرم کرو تم ڈرتے ہو اس سے۔" وہ غصے سے بولے جبکہ اسامہ حیران ہو گیا یہ آغا جی بول رہے تھے جو دین کے خلاف ایک لفظ نہیں سننا چاہتے تھے مگر اب، اسامہ نے ان کے الفاظ کو بمشکل ہی ہضم کیا اور بات جاری رکھی۔

"ڈرتا نہیں ہوں میں عزت کرتا ہوں وہ بڑے ہیں مجھ سے چاہ کر بھی میں ان سے بدتمیزی نہیں کر سکتا یا ان کو روک نہیں سکتا۔"

"پہلی بات حویلی میں، میں نے دین سے رابطہ ہر کسی سے بند کروا دیا ہے اور دوسرا سب کو لگتا ہے تم اسلام آباد والے گھر میں ہو اور اگر وہ یہاں آنے کی کوشش کرے گا یعنی حویلی آئے گا تو وہ مجھ پر چھوڑ دو۔ اگر مجھے پتا چلا تو تم اس لڑکی کو لے کر نیلم آ جانا۔ سمجھ گئے۔"

دروازہ کھلا تو نور کو دیکھ کر اس کی پیشانی پہ بل آ گئے۔ وہ پوری سٹڈی پہ نظریں گھماتی جب اسے دیکھنے لگی تو اس کی گھوری پہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر وہ فون پہ بات کر رہا تھا تو اخلاق کے خلاف جاتی تھی یہ بات۔ وہ چلتی ہوئی بکس کی طرف آئی اور اتنے بڑی بڑی بکس دیکھ کر اس کا دل خراب ہو گیا۔ اُف بندہ تو مر جائے اتنی کتابیں! واقعی یہ چکی جیسا خشک مزاج کا حامل بندہ ہی پڑھ سکتا تھا۔

"میرے روم میں کیا کر رہی ہو کس کی اجازت سے اندر آئی ہو۔"

وہ مڑی وہ بے انتہا سخت نظروں سے اس کے سراپے کو دیکھ رہا جہاں اس کے کپڑے زیب تن کیے وہ بڑے آرام سے اس کی بکس کو چھیڑ رہی تھی۔

"یہ گھر اگر تمہارا ہے تو یہ میرا بھی ہے۔" وہ تیزی سے اسے بولی تھی۔

"تمہارا؟"

ابرو اوپر ہوئے تھے اور پھر اس کی تمسخر سے بھری ہنسی چھوٹی تھی۔

"یہ تمہارا گھر نہیں ہے بلکہ تمہارا کوئی گھر نہیں ہے لٹل گرل۔"

وہ اس کے دل پہ تیر پھینک رہا تھا اور تیر سیدھا نشانے پہ لگا مگر وہ مضبوط تھی ایک بہادر لڑکی جس کا کوئی نہیں تھا آنسو چھلکنے کو بیتاب تھے مگر وہ سختی سے روکے بولی۔

"مگر یہ گھر میرا ہے آپ بیشک کہتے رہیں میری ماما ہمیشہ کہا کرتی تھیں کہ عورت کا اصلی گھر اس کے شوہر کا گھر ہے تو اب میں اپنے اصلی گھر میں آ گئی ہوں۔" وہ بہت معصومیت سے بولی تھی۔ ایک منٹ کے لیے اسامہ ٹھہر گیا اور اسے دیکھنے لگا۔ صبح ایک دم اسے خاموش اور گھورتا پا کر سر جھٹکتے ہوئے بولی۔

"خیر، مجھے اس وقت سخت بھوک لگی ہے۔"

"تو آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے یہ کچن نہیں سٹڈی روم ہے اور یہاں کھانا نہیں ملتا۔" وہ اس کی بات سے سنبھلتا سرد لہجے میں بولا۔

"مجھے پتا ہے اور مجھے وہ نہیں کھانا گندا۔" وہ اسامہ کے فیورٹ افغانی پلاؤ کو منہ بگاڑ کر برا کہہ رہی تھی۔

"تو مت کھاؤ تمہاری مرضی مگر رات کو بھی یہی ملے گا۔" وہ اب فون ٹیبل پہ رکھتا اپنی ڈائری دراز میں رکھنے لگا۔

"پلیز نا مجھے فرائز کھانے ہیں اور ٹھنڈی پیپسی بھی پینی ہے۔ چاول مجھے سخت برے لگتے ہیں اور یہ تو بہت ہی برا ہے عجیب سی چیزیں ڈالی گئی ہیں۔" وہ اس کے پاس آ کر منت بھرے انداز میں بولی تھی جو کبھی بابا کو بولا کرتی تھی۔ وقت بھی کیسے رنگ دکھاتا ہے۔ وہ اپنی پیشانی مسلے اسے دیکھنے لگا۔

"جاؤ یہاں سے۔"

"پلیز نا میں پھر بھوکی رہوں گی سارا دن۔" وہ دھمکانے کا طریقہ آزمانے لگی جیسے اپنوں کے لیے استعمال کیا جاتا تھا مگر ایموشنل بلیک میلنگ تو وہاں کام کرتی ہے جہاں جذبات ہوں، یہاں تو جذبات سرے سے نہیں

تھے تو پھر دھمکی بے کار تھی۔

"میری بلا سے بھوکی رہو، ہم تمہیں کھانا میسر کر رہے ہیں، رہنے کے لیے چھت دے رہے ہیں اتنا ہی کافی ہے اب جاؤ یہاں سے۔" وہ ٹھنڈے لہجے میں کہتا لیپ ٹاپ کھول چکا تھا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی جو دنیا سے بے نیاز اپنے لیپ ٹاپ پہ مصروف ہو چکا تھا۔ وہ تھکے قدموں سے مڑ کر باہر آ گئی اور دروازہ بند کر چکی تھی اور اسامہ کے کی بورڈ پہ چلتی انگلیاں تھم گئی تھیں۔ نیلی آنکھیں بے اختیار دروازے کی طرف گئی تھیں یہ بے حد غیر متوقع حرکت تھی۔ پر سوچ لکیریں اس کی پیشانی پہ آئی تھیں اور پھر بنا کچھ سوچے اس نے فون اٹھایا اور صبح کے لیے آرڈر کرنے لگا۔

وہ کار گھر کے راستے پہ لے کر جا رہا تھا، جب ثمرن تیزی سے بولی۔

"حویلی چلیں۔"

سارا ڈر ساری وحشت جیسے ہوا میں اڑ گئی تھی۔ وہ اب ڈرپوک سہمی ہوئی ثمرن ہرگز نہ تھی وہ صرف نور صبح کی بہن تھی جو ہر حال میں اس کے پاس اڑ کر پہنچنا چاہتی تھی۔ وہ خاموش رہا، ایک ہاتھ سے سٹیئرنگ تھامے جبکہ دوسرے ہاتھ سے مسلسل ہر ایک کا نمبر ملا رہا تھا مگر فون بند تھا اس کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا تھا۔ اسے ثمرن سے زیادہ تکلیف تھی۔ اس کے گھر والے اس قدر گر سکتے ہیں وہ بھول گیا تھا۔ نور کا نکاح اس سے ہونے والا تھا تو وہ چپ ہو گیا تھا تو کیسے اس کے گھر کے مرد آغا جان کا حکم ٹال سکتے تھے مگر اسامہ اور ارباز میں سے کون ہوگا۔ اسامہ شاید نہ ہو کیونکہ ارباز فون نہیں اٹھا رہا تھا وہ واقعی اس سے رابطے میں تھا۔ دو دن اس کے کریش کی خبر کے باعث دو مسڈ کال آئی تھیں۔ دین نے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر لاحاصل۔ اب اسے سمجھ آ گئی اس نے جلدی سے اسامہ کا نمبر ملایا مگر کال جانے سے پہلے ہی فون ڈیڈ ہو گیا۔

"شٹ۔" اس نے فون غصے سے ڈیش بورڈ پہ پھینکا۔

"صلاح الدین علی خان، بس کر دیں آپ کا یہ ڈرامہ نہیں چلے گا۔ مجھے میری بہن کے پاس لے کر چلیں۔"

وہ تیز مگر خاصی اونچی آواز میں کہنے لگی۔ صلاح الدین ایسے بنا رہا جیسے گاڑی میں اس کے علاوہ اور کوئی موجود نہ

ہو۔

"صلاح الدین۔" وہ اب اس کا بازو پکڑ کر جھنجوڑنے لگی۔ آنکھیں شدت سے چھلک چکی تھیں سرخ چہرے کے ساتھ وہ صلاح الدین کو دانت پیستے ہوئے بولی تھی۔

"میری بہن! وہ تڑپ رہی ہو گی دین اللہ کا واسطہ دیتی ہوں میں آپ کو۔" وہ اب سارا غصہ دور پھینک کر اب اس کی منت کر رہی تھی۔

"دین میں آپ سب کی غلام بن جاؤں گی میں نے پہلے بھی زبان سیئے رکھی اب بھی ایسا کروں گی پلیز میری بہن میری نوری مجھے واپس لوٹا دیں۔"

صلاح الدین اس سے ناراض رہنا چاہتا تھا مگر وہ کیا کرتا۔ سامنے کوئی عام لڑکی نہیں تھی وہ موشم تھی صلاح الدین کی موشم۔ ثمرن نے روتے روتے اپنا سر اس کی بازو پہ رکھ د۔یا

"مجھے پلیز میری بہن دیے دیں، وہ نہیں سہہ پائے گی یہ ایذا، میرے لیے ناقابل برداشت تھا تو وہ کیسے جھیلے گی۔"

اس کا ہر ایک لفظ تکلیف سے چور تھے صلاح الدین کا دل بھی بھر آیا تھا۔ اس نے بازو ہٹا کر اس کے گرد پھیلائے اور اس کے سر پہ محبت کی مہر چھوڑی۔

"فکر نہ کرو موشم، نور کو میں واپس لاؤں گا۔"

لہجے میں محبت، اپنی بات کی مضبوطی نے ثمرن کے دل کے ایک کونے میں آسودگی پھیلا دی تھی۔ اسے پختہ یقین تھا کہ اس کا الا دین اسے مایوس نہیں کرے گا۔

✿......✿......✿

وہ اوپر جانے کے بجائے سیدھا لاؤنج میں آ گئی۔ گھر میں خاموشی طاری تھی۔ اس وقت شام کے پانچ بج رہے تھے اور پیٹ میں بھی چوہے دوڑ رہے تھے۔ پر گھر میں چاول کے علاوہ مزید کچھ نہیں تھا۔ بے دلی سے وہ گرنے کے انداز میں صوفے پہ بیٹھی اور پاس پڑا ریموٹ اٹھا کر سامنے ہوم تھیٹر آن کرنے لگی۔ جتنا اس کا سائز تھا اسے ٹی وی نہیں کہا جا سکتا تھا ٹی وی آن ہو گیا اور سکرین پہ نیوز چینل کی تیز تیز خبریں پڑھتی آوازیں پورے

لاؤنج میں گونجنے لگیں۔اس نے جلدی سے ریموٹ پکڑ کے آواز آہستہ کی پھر رک گئی ایسا کیسے ہوسکتا تھا نور کو کوئی تنگ کرے اور نور اسے بخش دے۔ایک شریری مسکان سے وہ چینل بدل کے آواز اونچی کرنے لگی۔

✿......✿......✿

گھر میں برونو مارز کی آواز ایسے گونجی جیسے کوئی کانسرٹ ہو رہا ہو۔اتنی تیز اور اتنی اونچی چھت پھاڑ دینے والی آواز سے تقریباً گھر کا پورا حصہ تو نہیں مگر آدھا حصہ جہاں اسامہ سٹڈی روم میں موجود تھا کو ہلا کے رکھ گیا تھا۔باہر نکلنے سے پہلے وہ نورِ صبح کی حرکت جان گیا تھا ایسا کیسے ہوسکتا تھا وہ اتنی خاموشی اور اتنی تمیز سے چپ چاپ اس کی بات سنتی۔اسامہ نے دروازہ کھولا تو ایسا لگا یہ آواز اس کے کانوں کے پردے پھاڑ دیں گی۔اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر چلا کر نور کو آواز دیں۔

"نورِ صبح!"

تھنگ بٹ یو واٹس واٹ آئی لائک میں رقص کرتا برونو مارز کے مشکل ترین سٹیپس کو دیکھ کر خود بھی شروع ہوگئی۔کبھی دونوں بازو ہوا میں لہرا کر کبھی انہیں باندھ کر اپنی ٹانگوں کو آگے پیچھے دائیں بائیں۔

"اُف کتنا تیز ہے۔" وہ جھنجلا کر کہتے ہوئے ریموٹ اٹھا کر دوسرا گانا چلانے لگی۔کمرے میں اب میوزک کی چلنے سے پہلے ہی ہوم تھیٹر بند ہوگیا۔

"یہ کیا ہوا۔"

اس نے اپنی گردن کو گھما کر دیکھا۔اسامہ دی چکی نے پلگ اُتار دیا۔وہ اب خونخوار نظروں سے صبح کو دیکھ رہا تھا۔ساری ہمدردی اس لڑکی کی حرکتوں کی وجہ سے ہوا میں اڑ جاتی تھی۔

"اسامہ لالہ! ہائے میرے پردے پھٹ گئے تھے۔" گل شیر تیزی لاؤنج میں آتے ہوئے بولا۔اس بیچارے کی بھی حالت صبح کی اس حرکت پہ غیر ہوگئی تھی۔

وہ اس کی بات پر شرارت سے مسکرائی۔

"لالہ کے چمچے کانوں کے پردے ہوتے ہیں۔" وہ گل شیر کو ہنستے ہوئے کہنے لگی۔اسامہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی اس کے ساتھ کیا کرے۔کمرے میں بند کر چکا تھا،کھانے کی پابندی کا انجام اس کے سامنے تھا۔وہ کچھ ایسا کیا

کرے جس سے یہ لڑکی اس کے کنٹرول میں آجائے۔اس نے اسے کچھ دیر تک سخت نظروں سے دیکھا پھر گل شیر کو اس کے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا اور ایک بار پھر اسے ویسی نظروں سے دیکھتا وہ مڑ گیا تھا۔

حرا احتجاج کرتی رہی کہ وہ بات کریں مگر رداخانم نے اس کی شکل دیکھنا گوارا نہیں کی تھی۔باقی سب تو ان کے فیصلے کے آگے بے بس ہو گئے تھے اور اس نے رو رو کر آسمان سر پہ اٹھایا تھا۔صلاح الدین۔

''چپ کر حرا، تیرے باپ نے سن لیا نا تو تیرا گلا گھونٹ دے گا۔''

ماں اس کے رونے پر گھبرا گئی تھیں۔وہ بھی ڈر سے جلدی سے آنسو صاف کرنے لگی کہ محبت سے زیادہ اسے جان پیاری تھی۔

''اماں یہ کیا کر رہی ہیں، مجھے نہیں کرنی کسی سے بھی شادی وادی۔''

''رامین نے اعتراض نہیں کیا تو تم کیوں کر رہی ہو۔''

وہ اب روایتی ماں کے روپ میں آگئی تھیں۔نجانے اپنی بے بسی کو چھپانا تھا یا وہ اپنی اولاد کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھیں۔

''رامین کی شادی آپ نے اس کی پسند سے کروائی تھی تو وہ پھر وہ کیوں واویلا کرتی، اتنی نیک نہیں ہے آپ کی بیٹی۔''اس نے ترک کر جواب دیا، تائی اپنے بیٹی کو دیکھتی رہیں پھر بولیں۔

''اگر رضا اس کی پسند کا نہ بھی ہوتا تب بھی مجھے یقین تھا وہ تمہاری طرح تماشہ نہ کرتی۔''

''تماشہ۔''وہ چیخی، تائی نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

''کون سا کیا ہے تماشہ، آپ کے سامنے دل کا حال بیان کر رہی ہوں۔کوئی ڈھول تو نہیں اٹھا کر بولنے لگی آپ مجھے سمجھ ہی نہیں سکتیں، مجھے نہیں کرنی شادی میں آپ کو بتا رہی ہوں کسی طرح آپ خانم کو سمجھائیں۔''

''دادو آپ ٹھیک نہیں کر رہیں۔''بلال چکر کاٹتے ہوئے ان کے پاس آیا اور ان کے گھٹنے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

''تو تم مجھے بتاؤ گے کہ میں ٹھیک کر رہی ہو یا غلط۔جانتے نہیں ہو اس سنگدل لڑکی نے کیا تھا اگر اس بچی کی

جان چلی جاتی تو، مجھے تو سوچ کر بھی ہول اٹھ رہے ہیں کہ میرے خاندان کے فرد کتنے سفاک ہو گئے ہیں۔'' وہ دکھ سے بولیں، وہ اپنے جذبات صرف ایک شخص کے سامنے کھولتی تھیں اور یہ اعزاز صرف بلال کو ہی حاصل تھا۔

''دادو، اس کا بھائی مرا ہے اسے دکھ بھی تو بہت ہے۔''

جب انسان محبت کر بیٹھتا ہے تو اسے اس کی غلطی یا گناہ بھی اسے مجبوری یا بے بسی لگتی ہے اور یہی چیز بلال کر رہا تھا۔

''بلال میں تو تمہیں بہت مختلف سمجھتی تھی تم نے محبت بھی کی تو کس سنگدل لڑکی سے۔'' وہ اب حیرت سے بلال کو تک رہی تھیں بلال نے لب دبائے نظر چراتا ہوا کہنے لگا۔

''دادو، غلطی آپ کی بھی ہے۔ آپ اگر ان کو سر پہ نہ چڑھاتیں تو وہ ایسا نہ کرتی۔'' بلال دل کی بات زبان پہ لے آیا۔ روا خانم کا منہ حیرت سے کھلا۔

''میں نے تو جو اسلام میں ان کا حق ہے وہی بس اسی سے آشنا کروایا۔ اس سے زیادہ کیا کیا ہے میں نے اور تعلیم انسان کو عقل اور شعور دیتی ہے مجھے کیا پتا تھا ان کی فطرت ویسی کی ویسی رہے گی۔''

''آپ کو پتا ہے دادو، فیصلے کرنے کا حکم عورتوں کے بجائے مردوں کو کیوں دیا ہے کیونکہ عورتیں جذباتی ہوتی ہیں اور آپ جذباتی ہی ہو رہی ہیں۔''

اگر یہ بات بلال کی جگہ کوئی اور شخص کہتا تو وہ اس کا سر پھاڑ دیتیں۔ وہ تھکے ہوئے انداز سے اسے دیکھنے لگیں۔

''آج تک کیا میں نے کوئی غلط فیصلہ کیا ہے؟''

وہ بس اس سے پوچھنا چاہ رہی تھیں وہ آیا اتنی ظالم ہیں یا وہ خود جذباتی ہو رہا ہے اپنی محبت نہ حاصل کرنے پر۔ بلال کو ان کے لہجے نے شرمندہ کر دیا اور وہ ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

''آپ نے کچھ غلط نہیں کیا مگر اب کرنے جا رہی ہیں۔''

''اس بات کو چھوڑو یہ دین اور اسامہ کا کیا چکر ہے۔ دین کی تو سمجھ میں آتی ہے اسامہ بہت عجیب طریقے سے بات کر رہا تھا میرا دل جیسے بیٹھا جا رہا ہے۔ پتا نہیں دین اور وہ بچی ٹھیک ہوں گے۔ مت پوچھو اتنی شرمندگی

ہو رہی ہے اس بیچاری کی حالت کا ذمہ دار میرا خاندان ہے۔“

”آپ پریشان نہ ہوں دادو، صلاح الدین ایک اچھا انسان ہے۔ اس کی اچھائی اس لڑکی کو سب بھلا دے گی، رہی بات اسامہ کی تو اس کے اگزامز چل رہے ہیں اور شاید وہ صلاح الدین کی وجہ سے آپ کو ان کے بارے میں نہیں بتانا چاہ رہا۔“

”شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر جو تمہاری ڈیمانڈ ہے وہ بہت بھاری ہے میں اس لڑکی کو دیکھنا نہیں چاہتی اور تم ہو کہ۔“

”اگر آپ کسی ایسے شخص سے اس کی شادی کرواتی ہیں جس سے میں خود مطمئن ہو جاتا ہوں کہ وہ وہاں خوش رہے گی مگر آپ اس کا رشتہ وہاں پکا کر رہی ہیں جہاں عورتوں کو دو کوڑی کا سمجھا جاتا ہے۔“ وہ سنجیدگی سے کہنے لگا۔ ردا خانم نے اسے گھورا۔

”ارباز نے تمہیں بتایا ہے نا۔“

وہ ان کی گھوری اور تیز لہجے کو خاطر میں لائے بغیر بولا۔

”ہمیں در گزر بھی تو کر دینا چاہیے دادو۔ اسے ایک موقع بھی تو دیں۔“

”جتنی تم اس کی منت کر رہے ہو وہ تو ایک بار بھی نہیں آئی میرے پاس معافی مانگنے۔“ انہوں نے اپنا ہاتھ نکالا۔

”آپ نے اتنی دہشت پھیلائی ہے کہ وہ بیچاری کیسے ہمت کرتی۔“

وہ مسکراہٹ دبانے لگیں اور بلال کے چہرے پہ چپت لگائی۔

”بدمعاش، مگر ابھی میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گی مجھے سوچنے کا وقت دو۔ تم ہی کہتے ہو جذبات میں آ کر فیصلہ نہیں کرنا چاہیے اور پلیز ذرا یہ صلاح الدین کا پتا لگاؤ تا کہ میں اس کے پاس جانے کی تیاری کروں۔“

وہ مسکرا کر ان کے گالوں پہ پیار کرتا تھینک یو دادو کہہ کر اٹھ گیا اور وہ محض ٹھنڈا سانس بھر کر رہ گئیں۔

٭......٭......٭

”تھوڑی مرچیں اور ڈالو۔“

وہ ہری مرچیں پیزا میں ڈلوا رہا تھا، ساتھ میں ہاٹ ساس جس سے کھانے سے پورا جسم گرمی اور لالی سے بھر جاتا تھا۔ اس نے گل شیر سے منگوایا اور اب اسے ہدایت دے رہا تھا اس لڑکی نے جو کچھ کیا تھا وہ اب اس کی بھاری قیمت چکائے گی۔

''بس کر دیں لالہ بی بی مر جائیں گی۔''

''مر ہی جائے۔'' اسامہ نے اکتا کر کہا۔

''ہائے اسامہ لالہ توبہ کریں کیسی باتیں کر رہے ہیں بی بی کے لیے۔''

''تمہارا کام ہو گیا۔'' وہ گھورتے ہوئے بولا۔

''یہ لیں۔''

''میں کیوں تم جا کر دے کر آؤ بلکہ نہیں رہنے دو۔ مجھے دو۔''

ایک ایول سمائل اس کے چہرے پہ رینگی تھی، شام کے اوقات وہ فرائز اسے گل شیر کے ہاتھوں دے چکا تھا۔ اب وہ کھا کر اِدھر صوفے پہ ہی سو گئی تھی آج کے دن بہت ہو گیا تھا۔ ایڈونچر پر ایڈونچر تو ابھی شروع ہوا تھا۔ اسامہ چلتے ہوئے اس کے پاس آیا اور اسے سوتا ہوا پایا ایک تو سوتی کتنا ہے۔

''اٹھو۔''

وہ اسے آواز دینے لگا مگر وہ اتنے فاصلے پہ اس کی آواز کیسے سن پاتی۔ وہ خاصی گہری نیند میں تھی رات کے اس پہر وہ بڑے آرام سے اپنے سارے کام مکمل کر کے اب اپنا پلان شروع کرنے لگا۔ اس نے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کیا اور آواز اونچی کر دی مگر صبح کی نیند بے حد پکی تھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ بالآخر اس کا بازو جھنجھوڑنے لگا اور صبح تیزی سے اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولی۔

''سونے دو آپی۔''

وہ رک گیا وہ اب کروٹ بدل رہی تھی۔

''نورِ صبح!'' وہ چاہتے ہوئے بھی اپنے لہجے کو بدل نہ سکا تھا اور سخت لہجے میں ایک بار پھر اسے اٹھانے لگا۔

''اُفوہ! کیا تکلیف ہے مجھے ایسے نہ پکڑا کرو۔'' وہ چلائی تھی۔ ماتھے پہ لاتعداد شکن آ گئے تھے۔

”تم جب گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہی تھی تو میں کیا کرتا اور یہ تمہاری کتنی بری عادت ہے ہر جگہ سونے کی۔“

وہ ڈبہ سائڈ ٹیبل پہ رکھتے ہوا بولا۔ نور نے مندی آنکھوں سے اس کے بے جا جھاڑ جھنا انداز کو دیکھا اور جمائی روکنے کے لیے منہ پہ ہاتھ رکھا اور صوفے سے ٹیک لگادی۔

”آج بہت تھک گئی تھی۔“ وہ نیند میں بولی۔

”ہاں جیسے ٹرک چلا کر آئی ہو۔“ طنز کرتا ہوا وہ اپنا فون دیکھنے لگا اور وہ اسے جواب دیئے بنا اپنا آئی پوڈ ڈھونڈنے لگی۔ بال اس کے سارے منہ پہ آئے ہوئے تھے۔ اسامہ نے ایک نظر اسے دیکھا چڑیل! نہیں چڑیل بھی اس سے بہتر ہوسکتی ہے یہ تو ویمپ ہے سر جھٹک کر وہ فون پہ متوجہ ہوا۔

”ہٹو تم میرے آئی پوڈ پہ بیٹھے ہو۔“ وہ اس کے بازو کو ہولے سے دھکا دیتے ہوئے بولی۔

ایک ناگواری نظر دیکھتا ہوا وہ ہلکا سا اٹھا۔ وہ آگے بڑھ کر اپنا آئی پوڈ اٹھانے لگی اور اپنے منہ پہ ہلکے سے بال ہٹا کر وہ اب فون کو غور سے دیکھ رہی تھی اب جیسے اسے دنیا کا ہوش نہیں تھا اصل میں آج کل کے بچوں کا ایسا ہی حال ہوگیا تھا موبائل اور انٹرنیٹ کو ہی اپنی دنیا بنا لی ورنہ پہلے تو کھیل کود، گھومنا، پھرنا، دنیاوی کام وغیرہ ہوا کرتے تھے۔ یہ تبصرہ اسامہ کا تھا جو وہ دل میں کر رہا تھا اور خود موصوف اس وقت موبائل استعمال کر رہے تھے انسان بھی بڑی عجیب شہہ ہے خود کرے تو مجبوری، شوق، دل کو بہلانا اگلا جو کچھ کریں تو ہمیشہ ناحق ہی ٹھہرایا جاتا ہے۔

”یہ لو آ گیا تمہارا پیزا۔“

صبح نے سر اٹھایا اور پھر ناسمجھی سے اسے دیکھا۔ آنکھیں نیند سے اٹھنے کے باعث ابھی تک سرخ تھیں۔

”تمہارا کھانا سامنے پڑا ہے۔“

وہ ٹھنڈے لہجے میں کہتا ہوا اب ٹی وی آن کر چکا تھا اور چینل بدلنے لگا اب وہ اس صبح صاحبہ کے ہوش ٹھکانے لگائے گا۔ کم سے کم مار وار تو نہیں سکتا مگر جیسے وہ کرتی ہے ویسے یہ بھی وہی کرے گا تام جو ٹھہرا تھا لیکن بھول گیا تھا کہ سامنے والی بندی بھی جیری تھی جو ناک میں دم نہ کرے تو اس کا نام بھی نور صبح فرہاد نہیں۔ ایک اکتاہٹ زدہ نظر اس پر ڈال کر وہ اب پیزے کے ڈبے کو دیکھنے لگی تو چہرے کے تاثرات ذرا ڈھیلے پڑے۔

”اوویسے تو میں نے فرائز کھالیے تھے مگر جبکہ رات ہوگئی ہے تو ڈنر تو بنتا ہے ویسے اتنی تکلف کی کیا ضرورت تھی مجھے نہ اٹھاتے خرچہ بچ جاتا مگر آپ ایک اچھے انسان ہیں اس لیے میرا خیال آیا آپ کو۔“

اسامہ کی ریموٹ کے بٹن کو پریس کرتا انگوٹھا ساکت ہوگیا وہ کیا وہ پورا کا پورا ساکت ہوگیا۔

”اچھے انسان۔“

”اسامہ تم برے ہو، اسامہ نے مجھے مارا وہ گندا ہے، ہم نہیں بلائیں گے اسامہ کو وہ بہت برا ہے۔“

کچھ آوازیں تیر کی طرح اسامہ کے اندر گھسی تھیں، آج تک کبھی کسی نے اسامہ کو اچھا کہا نہیں تھا یوں بڑی امی نے بھی نہیں اور اس بچی کے ساتھ وہ جو کچھ کر رہا تھا پھر بھی وہ اس کے لیے ایک اچھا انسان ہے۔ اچھا لفظ دوسرے کے لیے کتنا بے معنی لگتا ہوگا مگر اسامہ کے لیے لفظ کسی ٹھنڈے پانی کی طرح اس کے جلتی ہوئی روح پہ پڑتے ہوئے ثابت ہوئے تھے۔ سارے سرد اثرات لمحوں میں غائب ہوگئے تھے۔ وہ ڈبے کو اٹھا کر کھولنے لگی۔

گرم پیزے کی خوشبو نے اس کی بھوک چمکا دی۔

”اُف تھینک یو ویسے میں کتنی لکی ہوں۔“

اسامہ کا منہ کھل گیا۔ اس کی بات پر مگر جیسے وہ پیزے کو نکالنے لگی ایک بہت ہی مکار مسکراہٹ اس کے لبوں پہ پھیلی تھی۔

”اب پتا چلے گا تمہیں ویمپ۔“

وہ اٹھا کر منہ تک لے کر جانے لگی تھی پھر بولی

”تم بھی لو نا اب میں اتنی بھی بری نہیں ہوں۔“

”نہیں شکریہ۔“ وہ سرد لہجے میں کہتے ہوئے ٹی وی کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ کندھے اچکا کر کھانے لگی۔ اسامہ کن آنکھیوں سے دیکھتا اس کے چہرے کے تاثرات جانچ رہا تھا مگر وہ ایک ہاتھ میں پیزا پکڑے جبکہ دوسرے سے آئی پوڈ کو نہاک سے تکتی کسی اور دنیا میں چلی گئی تھی۔ اسامہ کو مسکراہٹ ابھی بھی قائم تھی۔ دیکھنا ابھی مرچیں مرچیں کرتی چلائے گی مگر وہاں تو ایسا کچھ نہیں تھا۔ وہ ایک ختم کر کے دوسرا اٹھانے لگی۔ یہ کیا؟ اسے مرچیں ذرا بھی محسوس نہیں ہوئیں۔ کیا خون واقعی انسان کے احساسات کو مفلوج کر دیتا ہے یا پھر وہ خود ایک مرچی تھی جسے

اثر ہی نہیں ہوا۔اور حیرت کی بات اس نے نہ پانی اور پیپسی مانگا۔یا اللہ اس جیسی کو مار بھی ڈالو گے تبھی زندہ اٹھ کر آجائے گی۔اسامہ نے دل ہی دل میں کہا جب وہ تیسرا پیس اٹھا کر کھانے لگی۔

''تم کیسے کھا رہی ہو؟''

دل کی بات اچانک لبوں سے پھسل گئی۔صبح نے چونک کر اسے دیکھا اس کا چہرہ سرخ تو ہو چکا تھا اور ہونٹ بھی خاصے سوجے ہوئے تھے مطلب مرچیں اثر ہوئی تھیں، پر وہ ری ایکٹ کیوں نہیں کر رہی۔

''مطلب؟'' وہ اس کے کہنے پر گڑ بڑا گیا۔

''میرا مطلب ہے تمیز سے کھاؤ اور تیسرا پیس۔''

اب کے بار نوری کے ماتھے پہ شکن آئی۔

''نہیں تو خود ہی ڈبہ دیا ہے کہ خود ہی کھاؤ اگر اتنا ہی دل چاہ رہا ہے تو اسامہ نخرے نہ کریں اور لے لیں۔''

اس نے ڈبہ سامنے پیش کیا۔اسامہ لینا نہیں چاہ رہا تھا مگر وہ مرچوں کی intensity (شدت) دیکھنا چاہتا تھا جو ویمپ پہ اثر نہیں ہوئی۔اس نے پیزا اٹھا لیا جبکہ وہ اسے ایک نظر دیکھ کر دوبارہ فون پہ مصروف ہو گئی۔اس نے چیک کیا اور پہلے ہی بائٹ پہ اسے لگا اس کی زبان نے انگارے کو چھو لیا ہو بس پھر اسامہ صاحب کی کھانسی کا دورہ شروع۔نور نے حیرت سے اسے دیکھا وہ اب پانی کے لیے گل شیر کو بلا رہا تھا۔

''کیسے تم کھا لیتی ہو اتنی مرچیں۔'' وہ اب سرخ چہرے سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اُفوہ! آپ کا ڈرامہ اتنے مزے کا تو ہے میں ہمیشہ مرچوں والی چیزیں پریفر کرتی ہوں اور جب کھا لیتی ہوں اس کے بعد جو ٹھنڈی فینٹا پینے کا مزا آتا ہے آہا میری اور آپی میں ایک یہی چیز کامن ہے ہم تو مرچوں کا کامپٹیشن لگاتے تھے۔ویسے بہت مزے کا تھا اب میرا پیٹ بھر گیا ہے باقی صبح کھا لوں گی۔'' اور وہ اس پھٹک کڑوی کو کچھ کہہ نہ سکا۔تیزی سے اٹھ کر کچن کی طرف بڑھا۔

''فینٹا بھی لے آئیے گا توبہ گرمی ہی لگنے لگی۔'' وہ چہرے پہ آئی پسینے کی ننھی بوند کو صاف کرنے لگی۔

⁂ ...... ⁂ ...... ⁂

''اسامہ لالہ! میں نے تو تقریباً پوری بوتل ہی ڈال دی تھی مگر پھر بھی بی بی پہ اثر نہیں ہوا، تھوڑا سا چکھتے ہی

میرے چاروں طبق روشن ہو گئے واقعی وہ بہت بڑی چیز ہیں۔"

"ابھی ٹی وی دیکھ رہی ہے مرچیں نہیں اثر کی تو کیا ہوا بہت سی چیزیں ہے جو اسے قابو میں لا سکتی ہیں۔"

اسامہ ٹہلتے ہوئے بولا۔

"لالہ! آپ اسے ماریں گے۔"

گل شیر کو تو یہی لگا تھا جس طرح اسامہ کا مزاج تھا اسامہ جھلا گیا۔ بس صرف صلاح الدین ہی اچھا ہو سکتا ہے حتیٰ کہ اس نے حرا کو تھپڑ مارا تھا پھر بھی وہی اچھا ایک بس یہ ہی برا ہے وہ اب جن نظروں سے گل شیر کو دیکھ رہا تھا گل شیر گڑ بڑا گیا۔

"میرا مطلب یہ......"

"مرد ہوں میں اور میں کبھی مر کر بھی اس پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔" وہ تیزی سے کہتے ہوئے اٹھ پڑا۔

✿......✿......✿

وہ لائٹس بند کرنے لگا۔ وہ جو ٹی وی میں پنک پینتھر دیکھ رہی تھی اس کے لائٹس آف کرنے پر مڑی۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔"

"کیوں تمہیں اندھیرے سے ڈر لگتا ہے۔"

ایک بار پھر ٹام اپنے مشن پہ لگ گیا جبکہ جیری نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"ڈر، اس میں ڈر لگنے والی کون سی بات ہے؟ وہ بس بابا کہتے تھے کہ اندھیرے میں ٹی وی دیکھنے سے آنکھیں خراب ہوتی ہیں۔" وہ کہہ کر دوبارہ ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"ڈر بھی کیسے سکتی ہو فی الحال میں بھی تو ہوں۔" وہ جیسے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے اس کے پاس صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔

"جی نہیں، میں کمرے میں اکیلی بھی سو سکتی ہوں اور جب سے آپی گئی ہیں میں اکیلی ہی سو رہی ہوں اور وہ بھی گھپ اندھیرے میں بڑا مزا آتا ہے ورنہ روشنی میں نیند ہی نہیں آتی آپی کی وجہ سے جبر کرنا پڑا۔"

"اچھا تو ٹھیک ہے میں ہارر فلم لگانے لگا ہوں۔" وہ اب اس سے ریموٹ چھینتا ہوا او پشنز میں آیا۔ وہ گھورتی

ہوئی آئی پوڈ اٹھا چکی تھی۔

''بات سنیں، کنجرنگ یا انسیڈ لیس نہ لگایئے گا۔''

وہ اب کھل کر مسکرا پڑا اور تمسخر سے نوری کو دیکھا جس پر اب ٹی وی کی ہی روشنی پڑ رہی تھی۔

''میں تو یہی لگاؤں گا۔''

''نہیں، دنیا کی سب سے بونگی اور بورنگ مووی ہے کچھ ہارر نہیں ہے اور اصلی کہانی کا ٹیگ لگا کر ایویں مشہور ہوگئی۔ سچ میں دس بار دیکھی ثمرن آپی تو ڈرپوک اللہ رات جاگتے ہوئے مجھے بھی جگائے رکھا اُف! آپ ایسا کریں وہ لگائیں جو میں نے ٹریلر دیکھا تھا اس کا کیا نام ہے......''

اسامہ کو سمجھ نہیں آئی، وہ اب اس کو کیا نام دیں بڑی ہی کوئی عجیب بلا تھی کم سے کم جو اس کی حرکتیں تھیں وہ بارہ سال کی لڑکی کی ہرگز نہیں تھی وہ بارہ سال کی ہو نہیں سکتی۔

''ہاں یاد آیا strangerthel جو ابھی آئی ہے وہ لگائیں۔''

وہ مزے سے کہتی اب آئی پوڈ رکھ چکی تھی اور وہ چپ کر کے لگا چکا تھا دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ مووی وہ بڑے آرام سے دیکھ رہی تھی اور اسامہ کو ہر ایک سین پہ لگا تھا وہ ڈرے گی وہ ابھی ڈرے گی مگر وہ بور انداز میں منہ پہ ہاتھ رکھے جماہی روک رہی تھی۔ انداز میں بھی بیزاری تھی مطلب اسے یہ بھی مووی پسند نہیں آئی۔

''تمہارے پاس مجھے کچھ نظر آ رہا ہے۔''

اسامہ کے کہنے پر اس نے دیکھا تو پھر کھل کر مسکرائی۔

''بچی ضرور ہوں اسامہ مگر بیوقوف نہیں۔''

اور اسامہ صاحب آگے سے کچھ کہہ ہی نہیں پائے۔ اب تو پکا یقین ہو گیا۔ یہ بارہ سال کی نہیں ہے۔

''تمہاری عمر کیا ہے؟'' وہ واقعی جاننا چاہ رہا تھا۔

''بس چار دن رہ گئے ہیں پھر میں تیرہ سال کی ہو جاؤں گی۔'' وہ اداس سی بولی تھی۔

''تمہاری برتھ ڈے آ رہی ہے ہاؤ سیڈ اس بار تو تمہارے ماما، بابا بھی نہیں ہوں گے تمہاری سالگرہ سلیبریٹ کر سکیں۔'' وہ اتنی سخت بات کہہ گیا تھا کہ نور کا دل ایک بار پھر تکلیف سے بھر گیا۔ وہ کیوں اس کے ماما،

بابا کا ذکر بات بات پہ کرتا ہے۔

"اچھا ہے نا آپ میری برتھ ڈے سلیبریٹ کرنا اور یہ جگہ بھی کتنی بڑی ہے ورنہ اگر ماما، بابا کے ساتھ ہوتی تو وہ گھر میں صرف ایک چھوٹے سے کیک کٹواتے اور بس باہر کھانا کھلا دیتے چونکہ اب میں یہاں رہتی ہوں تو میں اپنی سارے وِشز پوری کروں گی۔ یار آپ نے اگر ذکر چھوڑ دیا ہے تو مجھے ذرا ایک پین اور پیڈ تو پکڑائیں میں لسٹ لکھوں اور آپ ایک اچھے ہزبنڈ کی طرح ساری باتیں سنیں گے۔"

اسامہ نے برا سا منہ بنالیا۔ یہ لڑکی کبھی بدزن نہیں ہوگی اپنے گھر والوں سے۔

⚙......⚙......⚙

"جلدی سے ناشتہ لا، کیا ہاتھ پیر ٹوٹ گئے ہیں تمہارے۔"

وہ ابھی ہاتھ دھو کر پلنگ پہ بیٹھا اپنی بیوی کو آواز دے رہا تھا جب وہ ناشتہ نہ لائی تو چلاتے ہوئے بولا۔

"کیا ہو گیا ہے، کیوں چلا رہا ہے صبح صبح کام پہ نہیں گیا تو ابھی تک۔"

ایک عورت اس کے چلانے پر اپنے کمرے سے باہر آئی۔ وہ ابھی کپڑے سی رہی تھی مگر جب یہ پاگلوں کی طرح گھر ہلا کر رکھ دیتا تو مجبوراً انہیں باہر آنا پڑتا کہ روز روز کے تماشے سے بچا جائے۔ پہلے بھی گاؤں کے لوگوں نے گھر آ کر جینا حرام کر دیا تھا یا تو یہاں شرافت سے رہا جائے یا پھر فوراً تشریف لے کر جانے میں ذرا بھی دیر نہ کریں ورنہ وہ آغا جی کے پاس وہ سب کمپلین لے کر جائیں گے فیصلے کے لیے۔ وہ روز روز کے شور و پکار، گالم گلوچ سے تنگ آ گئے تھے۔

"کام پہ تب جاؤں گا جب تمہاری کام چور نوحہ مجھے ناشتہ دیں گی کہا بھی تھا آپ سے مجھے دوسری شادی کرنے دیں۔ مجال ہے کوئی زندگی میں کوئی سکھ دیا ہو تو آ رہی ہے کہ پھر تجھے تیری نانی یاد دلاؤں۔"

"تو گیارہ سال کی بچی سے کیسے امید رکھ سکتا ہے۔ وہ بچہ جسے گی منع بھی کیا تھا تجھے مگر تیری ضد اور رٹ کی خاطر مجھے اسے لانا پڑا اور ابھی تو صرف چند مہینے ہوئے ہیں تو ابھی سے بیزار ہو گیا۔"

"او چپ کر اماں۔ سویرے سویرے میرا سر کھانے لگ جاتی ہے اور تو آ گئی مہرانی صاحبہ نیند پوری کر لی جب میں نے کہا تھا میرے اٹھنے سے پہلے ناشتہ موجود ہو تو کدھر دفعان ہوئی وی تھی۔"

وہ اپنے چھوٹے سے ہاتھ میں ایک چائے کا کپ تھامے جبکہ دوسرے سے بمشکل پلیٹ جس پہ دو بریڈ کے پیس تھے وہ اس کے سامنے پلنگ پہ رکھا۔

''وہ گیس ن۔نن نہیں تھی۔'' وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی۔آنکھوں میں نمی بار بار آرہی تھی کہ آج بھی مار پڑے گی۔

''اس سوکھے بریڈ کا میں کیا کروں گا اس ناشتے کے لیے مجھے اتنے دیر بٹھائے رکھا۔'' وہ غصے سے کہتا ہوا دونوں چیز پھینک چکا تھا اور گرم گرم چائے غزل کے ننھے پیروں پہ جاکر گری۔وہ چیخ پڑی۔

''ہائے سلیم یہ کیا کیا تو نے۔''

ماں نے سر تھام لیا وہ اٹھتے ہوئے اس کا بال پکڑ چکا تھا اور اس پر تھپڑوں کی بارش کرنے لگا۔

''دماغ خراب کر دیا اس نے، جب سے ہماری زندگی میں آئی ہے ایک پل چین سے نہیں رہا۔کم سے کم اولاد نہیں دے سکتی تو ڈھنگ کا طعام دے دیا کر مگر نہیں۔نہ کوئی کام آج تک تو نے ڈھنگ سے کیا ہو۔''

وہ اسے مار مار کر اس کا حشر کر چکا تھا اور ماں اس کا بازو پکڑے روکنے میں ہلکان ہو رہی تھیں۔

''چھوڑ دیں مار دے گا اسے تو سلیم رک جا۔''

وہ اب اس کا گلا دبوچ رہا تھا اور بیچاری ننھی سی غزل کو موت اپنے قریب نظر آرہی تھی۔اچھا تھا وہ مر ہی جائے کم سے کم اس ذلت بھری زندگی سے جان چھوٹے جو لمحہ لمحہ اسے مار رہی تھی۔اس کی حالت ویسی تھی جیسے کسی ریشم کے دوپٹے کو کسی کانٹوں سے بھری جگہ پہ لگا کر بیدردی سے کھینچا جارہا اور جو اس دوپٹے کا حال ہوتا تھا۔ویسے ہی غزل کا ہر روز ہوا کرتا تھا،اس کی آنکھوں سے آنسو ابل ابل کر نکلنے لگے جب سلیم کو لگا اگلے پل ہی اس کی جان نکل جائے گی اسے چھوڑتا ہوا اسے زمین کے بل پھینکا اور وہ بیجان گڑیا ایک دم بن پانی مچھلی کی طرح تڑپنے لگی اور ساتھ ساتھ کھانسنا شروع کر دیا تاکہ اس کی سانسیں بحال ہوئیں۔

''ہائے یہ کیا کیا تو نے۔''

ماں تڑپ کر اسے اٹھانے لگیں جس کی حالت غیر ہوتی جارہی تھی۔

''سمجھا دیں اسے اماں، اگر مجھے اس طرح کا ناشتہ ملا تو اس کو زندہ قبر میں دفنا دوں گا اور تو سن لے، میں

واپس آؤں تو میرے کپڑے تیار ہوئے ملیں ورنہ چلنے کے قابل نہیں چھوڑوں گا۔" وہ غرا کر کہتا لکڑی کے دروازہ کو کھولتا ہوا اتنے زور سے بند کر کے گیا تھا کہ لکڑی کا ایک کونا ٹوٹ کے نیچے گر گیا اور وہ دروازے کی طرف دیکھ کر اسے دیکھنے لگی جواب لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔

"منع بھی کیا تھا تجھے جلدی اٹھ جایا کر۔ سلنڈر کام نہیں کر رہا تھا تو لکڑیاں جلا لیتی آج تجھے یہ مار دیتا۔" وہ اسے اٹھاتے ہوئے زور سے بولی اور وہ بیچاری کیسے لکڑیاں جلاتی۔ اسے تو اماں نے یہ سب سکھایا ہی نہیں تھا۔ اسے تو پڑھ کر افسر بنانا تھا۔ کیا لکھ دیا اس کے نصیب میں اس کا دل بری طرح سسک رہا تھا۔ وہ اپنے سوجے ہوئے منہ کو چھوتے ہوئے سوچنے لگی۔

❁......❁......❁

"آپ کی اسامہ سے بات ہوئی تھی؟"

دین، ثمرن کو سلا کر اب ان کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ ان سے تفصیل بات نہیں کر پایا تھا ایک تو ثمرن کی حالت غیر ہو رہی تھی دوسرا وہ حویلی کے ایک ایک فرد کو کال کر کے پاگل ہو رہا تھا۔ مورے نے پریشانی سے اپنے بیٹے کو دیکھا جس کا خود بھی برا حال ہو گیا تھا آخر کو ایک بہت بڑا ظلم ہوا تھا اور ان کا ذی حساس بیٹا کیسے برداشت کر سکتا تھا وہ ایک بچی کا معاملہ بھی تو نہ تھا۔ وہ ثمرن کی بہن کا معاملہ تھا جس کا مستقبل تباہ کر دیا گیا تھا انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

"کیا بات ہوئی آپ کی اس سے مورے۔ مجھے پلیز ایک ایک بات تفصیل سے بتائیں گا یہ معاملہ بہت سنگین ہے ثمرن بالغ ہے اسے سمجھ بوجھ تھی پھر بھی اس کی حالت آپ نے دیکھی کیا سے کیا کر دی گئی اور وہ چھوٹی سی بچی کا کیا حشر کیا ہوگا انہوں نے، امی اگر وہ میرے یا مجھ جیسے بندے کے دسترس میں ہوتی تو وہ محفوظ ہوتی مگر اب میں نہیں جانتا آغا جان نے اسے کس کے حوالے کیا ہے۔ اسامہ یا ارباز ہی ہے اب حویلی کے بچے ہوئے مرد، اسامہ پہ مجھے شک نہیں پڑتا کیونکہ اسامہ ایسا ہے وہ کسی کی دباؤ میں آنے والا نہیں ہے اور وہ تو خود لڑکیوں سے بھاگتا ہے مگر مجھے ارباز پہ شک ہو رہا ہے۔ ارباز بیشک ایک جولی اور اچھا لڑکا ہے مگر ہے تو پٹھانوں والا جوش۔ یاد ہے آپ کو، کام والے بھی ہاتھ اٹھا لیا تھا کیونکہ اس کا پلے سٹیشن خراب ہو گیا تھا اور پھر خانم نے کیا کیا تھا

اس کا، بہر حال اگر خانم موجود ہے تو مجھے اتنا یقین ہے کہ وہ ایسا سب ہونے نہ دیتی۔ اول تو شادی پہ وہ ہنگامہ کھڑا کردیتی اس کا مطلب ہے کہ آغا جان نے ارباز کو کہیں اور بھیج دیا ہے وہ حویلی میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔"

وہ بولتے ہوئے اس کو جواب بھی مل گیا تھا۔ ہاں اگر آغا جی نے ایسا کیا ہے تو وہ نوری کو ہرگز حویلی نہیں لے کر آئے گا۔

"بیٹا مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی، اسامہ سے بات ہوئی تھی تو خاصا پریشان لگ رہا تھا۔ کہا تو کچھ نہیں تھا حال چال پوچھا تھا پہلے تو گھنٹہ لگا کر میرے پاس سے جاتا مگر آج اس نے چند باتیں کر کے بعد میں بات کرنے کا وعدہ کر کے فون بند کر دیا۔"

"اس وقت کہاں تھا وہ......"

"میرے خیال ہے اِدھر ہی ہو، شاید یونی سٹارٹ ہونے والی ہے۔"

صلاح الدین نے اپنے لب دبا لیے اور سر ہلایا۔

"اسامہ سے ملاقات کرنے سے پہلے میرا حویلی جانا ضروری ہے مادر بزرگ کو بتانا ہے کہ ان کے بھائی انا کو سیٹل کرنے کی خاطر کس حد تک چلے گئے ہیں۔ ثمرن نے بتایا یہ ہادی کی موت کا بدلہ ہرگز نہیں لے رہے اس دن کا واقعہ اس نے مجھے بتا دیا کہ وہ کیسے ان کے سامنے ڈٹ گئی کہ وہ اسے مار ڈالے وہ ثمرن سے ہار نہیں ماننا چاہتے اور انہوں نے ثمرن کی کمزوری کو اپنے قید میں لے لیا ہے اور وہ ہے نورِ صبح اور انہیں پتا تھا اس سے ثمرن ان کے پاس آئے گی پیر پکڑ کر معافی مانگے گی اور ان کے سارے ظلم ایک بار پھر سہنے کے لیے تیار ہو جائے گی اور میں یہ ہرگز نہیں کروں گا۔ میری نرمی کا انہوں نے خوب فائدہ اٹھایا ہے مگر اب نہیں کیونکہ یہ بات ثمرن کی بہن کی آگئی ہے اور میں ایک بھائی کا فرض پورا کروں گا۔"

اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا ایک ایک کو شوٹ کر ڈالے۔ مورے نے اس کے سر پہ پیار کیا۔

"خدا تمہیں کامیاب کرے دین میرا تو خود اس بچی کے لیے ہول اٹھ رہے ہیں۔ نجانے ثمرن کی کیا حالت ہو رہی ہوگی تم جاؤ بیٹا اس کو دیکھ کر آؤ فکر نہ کر میرا چندا، اللہ سب بہتر کرے گا بندے کو وہ اتنی آزمائش دیتا ہے جتنا

وہ سہہ سکے۔" دین ماں کی باتوں سے تھوڑا پر سکون ہو گیا اور ان کا ہاتھ چوم کر بولا۔

"آپ کو بھی پریشان کر دیا مگر کیا کرتا کس کے پاس جا کر اپنے دل کا حال بیان کرتا۔"

"پہلے تو کبھی نہیں کیا اب کیسے خیال آ گیا۔"

وہ ماحول کے تناؤ کو کم کرتے ہوئے بولی وہ جھینپ گیا۔ اسے پتا تھا ان کا اشارہ ثمرن کی طرف تھا۔

"ایسی تو بات نہیں ہے مورے آپ سے کبھی کوئی بات چھپائی ہے۔"

"ہاں ہاں پتا ہے اب جاؤ اپنی موشم کے پاس ویسے غضب خدا کا دین بھلا کوئی اپنی بیوی کا نام چوہیا رکھتا ہے۔"

مورے کو خود فارسی آتی تھیں۔ اس لیے اس کے موشم کہنے پر بولی وہ ہنس پڑا۔

"وہ میری چیری ہے مورے سارا سال اس نے مجھے اسی کی طرح تنگ کیا تھا اور وہ دن مورے وہ بہت مختلف تھی اب دیکھا تو لگتا ہے وہ ہے ہی نہیں اور مجھے اس کے لیے تکلیف ہوتی ہے۔" وہ گہرا سانس لیتا ان کے سر پہ پیار کرتا اٹھ پڑا۔

⁂......⁂......⁂

وہ مورے کی ہدایت پہ نماز پڑھنے چلا گیا۔ وہ بھی روزانہ پڑھتا تھا یا کبھی ایک دن نہیں سستی کر جاتا یا پھر اپنے اوپر احسان کرتے ہوئے ایک دو بار پڑھ ہی لیا کرتا۔ مورے اس کو سمجھاتی تھیں کہ نماز میں ہی سکون ہے اور وہ اس بات کو مانتا بھی تھا کہ واقعی رب کی بارگاہ میں اپنا سر جھکانے سے کتنا سکون ملتا ہے۔ پر جب اس پر سستی چھا جاتی تو وہ بہت سے دن اس سکون سے محروم رہتا۔ اب جب اس نے نماز مکمل کی تو صرف اپنی ماں، ارباز، بڑی امی کے لیے دعا کرتا اٹھ گیا اور باہر آیا جو اب قلم کے بجائے ڈورے مون دیکھ رہی تھی جہاں جیان صاحب اپنی بے سری آواز میں "میں ہوں جیان، میں ہوں بڑا طاقت ور۔" گا رہا تھا۔

اس نے صوفے کی طرف دیکھا جہاں وہ سب کی طرح اس کی سریلی آواز سن کر بے ہوش ہو گئی تھی یعنی کہ وہ اب سو چکی تھی۔ اسامہ نے ریموٹ اٹھا کر نوبیتا کی روندی شکل کو بند کیا اور ریموٹ سائڈ ٹیبل پہ رکھ کر مڑنے لگا کہ رک گیا۔ وہ ایسے بنا کمبل کے صوفے پہ سوئے گی نہیں وہ اسے ایسے نہیں چھوڑ سکتا۔ گھر میں ملازم بھی ہوتے

ہیں بیشک قابل اعتبار ہو مگر وہ کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا چل کر اس طرف آیا اور اسے بڑی ہی احتیاط سے اٹھایا وہ ہلکا سا کسمائی اور کچھ بڑبڑائی تھی۔

"امی! مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

اس بات پہ اسامہ ٹھہر گیا۔ وہ اب اسے دیکھنے لگا جو اتنا کہہ کر پھر خاموش ہو گئی تھی۔ وہ الجھ گیا اس ویمپ نے اپنے اوپر ماسک پہنا ہوا ہے ورنہ در حقیقت وہ ڈرتی بھی ہے اور اپنے ماں باپ کو یاد بھی کرتی ہے۔ اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ شرمندگی نے اسامہ کو اپنے لپیٹ میں لیا تھا اسے نور کو یہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا۔ وہ اسے اٹھا کر ارباز کے کمرے کے بجائے اپنے کمرے میں لے گیا تھا۔ کہیں وہ واقعی ڈر ڈر کے نہ سوتی ہو۔ وہ اسے اب بستر پہ لٹا چکا تھا اور اس پر کمبل ڈالنے لگا اور پھر اس کے منہ پہ آئے بالوں کو ٹھیک کر کے چلتا ہوا سیدھا دروازہ بند کرنے لگا اور لیپ ٹاپ ڈیسک سے اٹھا کر صوفے کی طرف آ گیا اور آن کر کے اپنے کام میں مصروف ہو گیا مگر مسلسل اس کی نظریں نور کے سوئے ہوئے وجود پہ پڑ رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں نور کے لیے کچھ نہیں تھا سوائے ہمدردی۔ کے اس نے جو کچھ کیا بہت غلط کیا وہ برا ہے جو اس کے ساتھ روکھے رویہ سے پیش آ رہا تھا مگر وہ بھی کیا کرتا آخر اپنی فطرت کو کیسے تبدیل کرتا اور یہ دل پہ ایسے شگاف پڑ چکے تھے جنہیں ٹھیک کرنا بے حد دشوار تھا مگر ناممکن نہیں تھا۔ اگر کوئی اسی دل سمیت اسے قبول کرے اور اس سے ایسی ہی محبت کرے جس طرح وہ ہے تو کیوں نہیں تبدیل ہو سکتا جس رنگ میں رنگیں گے وہ رنگ جائے گا بس محبت کے بول کے بجائے فقط صرف نگاہ ہی کافی ہے دل پگھلنے کے لیے، اسامہ نے اب اس پر سے نظریں ہٹائی تھیں اور جیب سے سگریٹ نکال کر ایک بار پھر اپنے ڈپریشن کو دھویں میں اڑانے کی بھرپور کوشش کرنے لگا۔

۞......۞......۞

"پوچھ سکتی ہوں میرے کمرے میں آنے کی جرأت بھی کیسے کی تم نے۔"

وہ کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھیں جب ان کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اور انہوں نے بولا۔

"اندر آ جاؤ۔"

توحرا کو کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کران کے ماتھے پہ لاتعداد شکنیں آگئیں اور پھر جب بولیں تو لہجے میں کرختگی نہیں مگر سرد مہری ضرور تھی۔حرا پہلے سے گھبرائی ہوئی تھی مزید ان کے لہجے نے اس کے اوسان خطا کر دیئے۔

''بڑی خانم۔''

''اپنی اس ناپاک زبان سے میرا نام بھی مت لو۔'' وہ سر جھٹک کر کڑوے لہجے میں بولیں۔وہ اپنا سر جھکا چکی تھی۔

''آئیم سوری خانم۔'' وہ بھیگے لہجے میں کہنے لگی۔اصل میں اسے دکھ اپنے کیے پہ نہیں تھا اسے تکلیف اپنے زبردستی شادی پہ ہو رہی تھی۔

''سوری؟ کس بات کی سوری۔معافی تو تمہیں اس بچی سے مانگنی چاہیے۔کیا قصور تھا مجھے بتاؤ اتنی محبت تو تمہیں بھائی سے نہیں تھی یہ تو میں اچھی طرح جانتی ہوں جس طرح تم نے اس کو مارنے کی کوشش کی تھی معاملے کی نوعیت تو کچھ اور ہی کہہ رہا ہے۔اب خود ہی اپنے منہ سے اقرار کرو کہ آخر تم نے ایسا کیوں کیا؟۔'' وہ تیزی سے بولتے بولتے بلا آخر سنجیدگی سے کہنے لگی۔

''آپ ایسے کیسے کہہ سکتی ہیں خانم جان ہادی، بھائی کے لیے میں کتنا تڑپی، بیشک میری ان سے بنتی نہیں تھی مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ میں اپنے بھائی سے محبت نہیں کرتی۔'' بھیگے آنکھوں اور لہجے سمیت وہ رداخانم کو اس وقت ڈھونگی لگی تھی۔

''محبت اگر تم کرتی تو تم جائے نماز بچھا کر اس کے لیے نفل پڑھتی۔جو کچھ ہوا اسے درگزر کرتی، ہادی کے لیے فاتحہ پڑھتی ناکہ خود اپنے لیے جہنم خریدتی۔چلو فرض کرو اگر ہادی کے ہاتھوں اس کے خاندان کے کسی فرد کا قتل ہو جاتا اور تم خون کے بدلے جاتی پھر جو تمہارے ساتھ وہ لوگ کرتے وہ کیا درست ہوتا؟ سچی سچی جواب دینا تمہیں اس لیے نہیں پڑھانے کی اجازت دی میں نے کہ تم انسانی جان لیتی پھرو اب جواب دو، چپ کیوں ہو گئی اگر کوئی جواب نہیں ہے تو خاموشی سے نکل جاؤ۔'' وہ تیزی سے کہتی اب کتاب کے صفحے پلٹنے لگیں جب حرا ان کے پیر پکڑنے لگی۔اب اس بندے سے کسی ایک ہی طریقے سے دستبردار ہوا جا سکتا تھا کہ خانم کو قائل کیا

جائے آخر فیصلہ خانم کا ہی تو تھا۔

"مجھے معاف کر دیں۔ آپ بیشک مجھے ان کے پاس لے جائیں میں ان سے معافی مانگوں گی مگر میری کسی چالیس سال کی عمر کے اصغر علی سے شادی مت کروائیں۔ خانم، میں نے ابھی پڑھنا ہے اپنی تعلیم مکمل کرنی ہے میرا مستقبل تباہ مت کریں۔"

وہ اپنا پیر ہٹانے لگیں

"پرے ہٹو، مجھے ایسے بالکل نہیں پسند میرے سامنے مت جھکا کرو جو بھی بات کرنی ہے سیدھے کیا کرو۔ یہ ہتھکنڈے ذرا بھی نہیں پسند مجھے اور ابھی بھی تمہارے میں کوئی احساس شرمندگی نہیں ہے بلکہ صرف اور صرف اپنی ہی مفاد کی خاطر تم یہ سب کر رہی ہو۔ جب سچ تم اپنی غلطی دل سے تسلیم کرو گی پھر میرے پاس آنا ورنہ بھول جاؤ تمہاری کوئی بات میں سنوں گی۔"

بے حسی کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں تھا جو وہ حرا کو دیتیں۔ اس نے کام ہی ایسا کیا تھا کہ معافی کی گنجائش ہی نہیں تھی اور معافی کو تب قبول کیا جاتا جب اگلا بندہ واقعی اپنی غلطی کو سچے دل سے تسلیم کرتا اور ردا خانم کو وہ ابھی تک مفاد پرست ہی لگی تھی تو وہ کیونکر اس کو معاف کر دیتیں۔ اس کی خواہش پوری کرتیں وہ دو تین بار ان کو سوری بولتی رہی جب کوئی جواب نہ مل پایا تو اپنے بھیگے گال صاف کرتے وہ سر جھکائے مڑ پڑی جبکہ اندر آتے بلال نے بہت شدت سے اس کا درد محسوس کیا تھا پھر اپنی شکوہ کرتی نگاہیں اپنی پیاری سی دادی جان کی طرف بڑھائیں جو اب اس کی موجودگی اور نظروں کو نظر انداز کرتی کتاب میں گم ہو چکی تھیں۔ حرا، بلال کے سامنے سے گزرتی کمرے سے باہر نکل پڑی اور بلال مڑ کر اسے دور جاتا ہوا دیکھنے لگا۔

❁......❁......❁

"نوری......"

وہ جلدی سے چیختے ہوئے بستر سے تیزی سے اٹھی۔ دین جو فجر کی نماز مکمل کر رہا تھا اس کے چیخنے اور اٹھنے سمیت تیزی سے کھڑا ہوا اور اس کے پاس آیا جو اب وحشت زدہ ہو کر دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"موشم! کیا ہوا؟"

اس نے ثمرن کو پکڑا اور وہ اس کے پکڑنے پر تڑپ اٹھی اور اسے دھکا دینے لگی۔ دین نے اپنی گرفت مضبوط کرلی۔

''جانے دو مجھے وہ میری نوری کی معصومیت چھین لے گا جانے دیں مجھے۔ چھوڑ دو وہ نوری کو چھونے والا تھا میں اسے ماردوں گی۔'' وہ چلائی تھی۔

''ہوش میں آؤ۔''

دین اسے جھنجھوڑنے لگا اور وہ تو ایسے تڑپی تھی جیسے اگلے پل اس کی روح نکل جائے گی۔ اس کے چیخنے کی وجہ سے باہر کمرے میں بھی دستک ہونے لگی۔ یقیناً مورے بھی اس کی آواز سے ڈر کر آئی تھیں۔

''دین بچے کیا ہوا؟''

مورے باہر سے آوازیں دینے لگیں اور وہ اسے قابو کرنے میں مصروف تھا۔

''ثمرن، کچھ نہیں ہوا نوری کو ہوش میں آؤ''

وہ اب غصے سے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہنے لگا وہ ایک دم ساکت ہوگئی۔ دین اب اسے چھوڑ کر دروازے کی طرف بڑھا اور دروازے کو کھولا، مورے اندر داخل ہوئی وہ دین سے کچھ کہنے کے بجائے اس کی طرف آئی اور اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔ مورے کے مہربان لمس نے بھی اس کی چپ نہ توڑی تھی جو یک دم اس کو اپنے لپیٹ میں لے چکا تھا۔ وہ اسے بستر کے پاس بمشکل ہی اپنے بوڑھے بازو سے گھسیٹنے لگی اور اسے بٹھایا اور مڑ کر دین کو دیکھا جو خود بھی چپ کر کے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ سامنے سائڈ ٹیبل پہ پڑا پانی کا گلاس اٹھا کر ثمرن کو پکڑانے لگی مگر وہ ہلی نہیں۔ انہوں نے پیار سے اس کے بالوں کو سائڈ پہ کیا۔

''میری جان! پانی پیو، رات کو سونے کی باعث حلق سوکھ جاتا ہے۔'' وہ گلاس اس کے ہونٹوں کے قریب لے کر جاتے ہوئے کہنے لگیں پھر بھی اس کے وجود میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔ دین چل کر آیا اور ان کے ہاتھ سے گلاس لیا۔

''مورے آپ جائیں، سوری آپ ڈسٹرب ہوئیں میں سنبھال لوں گا۔''

انہوں نے اب اسے گھورا۔

''نہیں میں اپنی بیٹی کے پاس رہوں گی۔''

''مورے کیوں پریشان ہوتی ہیں، جائیں آرام کریں آپ میں ہینڈل کرلوں گا۔'' وہ گلاس ٹیبل پہ رکھ کر ان کو اپنے ساتھ لگائے دروازے کی طرف لے کر گیا۔

''دھیان سے دین، بہت نازک ہے یہ لڑکی۔''

وہ ہولے سے ہنس پڑا۔

''کوئی نازک وازک نہیں، میڈم ایک چور کو پورے قطر بازار میں جوتے مار چکی ہیں، بس میں جب سے آیا ہوں ڈرامے کررہی ہیں محترمہ کہ مجھے مزید قریب کرسکے۔'' وہ مورے کی پریشانی کو کم کرتے ہوئے بولا۔

''باز آؤ دین خیال رکھنا۔''

وہ اس کے گال پر ہلکی سے چپیٹ لگا کر بولیں دین ہولے سے مسکرایا اور انہیں کمرے تک چھوڑ کر واپس آیا اور جائے نماز اٹھائی، اسے تہہ کرکے رکھ کر اس کے پاس آیا جو بالکل اسی پوزیشن میں تھی جدھر وہ اسے چھوڑ کر آئے تھے وہ اس کے ساتھ بیٹھنے کے بجائے گھٹنے کے بل بیٹھا اور اس کے گود میں پڑا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

''اِدھر دیکھو، ویسے جس طرح تمہاری حرکتیں ہیں تمہارا نام موشم سوٹ نہیں کرتا اب کیا رکھوں۔'' وہ نرمی اور بڑے پیار سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اچانک ثمرن کے آنسو اس کے گود میں گرنے لگے۔ ہولے ہولے جسم بھی کانپنے لگا۔

''امی ابو نے ٹھیک نہیں کیا دین، میں انہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔'' اس نے ایک ایک لفظ کو کتنی تکلیف سے کہا تھا۔ دین اچھی طرح جانتا تھا۔

''میرا صبر، میری برداشت کا کیا فائدہ ہوا دین کچھ بھی نہیں، جو یہ کہتے ہیں صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے جھوٹ بولتے ہیں وہ لوگ! کوئی نہیں میٹھا ہوتا الٹا عزت نفس کچلی جاتی ہے اور ویسا ہی ہورہا ہے دین آپ خود جانتے ہیں میں اپنے اوپر کسی کی سخت نگاہ برداشت نہیں کرسکتی اور میں نے چار دن کی اتنی مار اتنی ذلت کیوں سہی؟ اپنے گھر والوں کی خاطر میرے گھر کا ایک ایک فرد سلامت رہے، میری بہن کا مستقبل تباہ نہ ہوئے، میں نے ان کے لیے اتنا کچھ کیا اور انہوں نے سب ختم کردیا سب تباہ و برباد کردیا۔''

وہ پھٹ پڑی دین خاموشی سے اسے سنتا رہا اس کا ڈپریشن اس کے بولنے سے ہی کم ہوگا اس لیے بیچ میں کچھ نہیں بولا۔

"میرا دل کرتا آپ کے آغا جان کو شوٹ کردوں۔ میرے بھائی نے نہیں مارا اس کے دوست نے یہ سب کیا تھا جواب باہر عیاشی کررہا ہے میرے بھائی نے بیوقوفی کی تھی بس اور اس بیوقوفی کی اتنی بڑی سزا۔"

دین نے اٹھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا اور اسے پیار کیا۔

"ریلیکس موشم سب ٹھیک ہوجائے گا۔"

وہ اس کی تکلیف کو باخوبی سمجھ رہا تھا مگر الفاظ نہیں مل رہے تھے جس سے اس کی تکلیف کم ہوتی۔

"کیا ٹھیک ہوگا دین، طوفان تو اب گزر چکا ہے۔" اس کے سینے پر سر رکھے وہ تھکے ہوئے انداز میں بولی دین نے اسے خود میں بھینچ لیا۔

"میری موشم سب سے بہادر ہے کل میں حویلی کے لیے نکل رہا ہوں میری بھرپور کوشش ہوگی کہ میں نور صبح کو اپنے ساتھ لے آؤں۔ تم پرسکون ہوجاؤ میرے ہوتے ہوئے اس کا مستقبل تباہ ہرگز نہیں ہوگا۔"

وہ خاموش رہی۔

"یار کچھ کمی لگ رہی یہ دو دنوں سے۔"

وہ اب اس کا دل ہلکا کرنا چاہتا تھا اس لیے ٹاپک بدلتے ہوئے بولا وہ پھر بھی لب سیئے بیٹھی رہی۔

"پوچھو گی نہیں۔"

ثمرن نے نفی میں سر ہلایا۔

"میری فارسی! تمہارے اس ٹینشن کے چکر میں دو دن سے فارسی نہیں بولی۔"

"آپ نے بولی تھی۔" اب وہ کہنے لگی۔ لہجہ بھاری تھا مگر تھوڑی سکون کی آمیزش تھی۔

"کیا بھلا بولا تھا مجھے یاد نہیں آرہا۔" وہ جان بوجھ کر اس سے وہ آخری لفظ منہ سے کھلوانا چاہ رہا تھا۔

"پتا نہیں دوست درم ہاں شاید یہی تھا۔"

صلاح الدین کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ آگئی۔

''دوستت دارم۔'' وہ بولا۔

''ہاں وہی دوستت دارم۔'' اس نے دین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ارے ہاؤ سویٹ آف یو فارسی میں مجھے آئی لو یو بولا۔'' وہ شرارت سے اس کی طرف جھکا۔

''اس کا مطلب یہ تھا۔''

دین نے سر ہلایا۔

''او!''

''جی او، چلو اٹھو، اب فریش ہو کر نماز پڑھو پھر تمہیں صبح ہی صبح کہیں لے کر جاتا ہوں۔'' وہ اسے اٹھا کر بولا۔

''دین مجھے اس وقت کہیں نہیں جانا۔''

وہ بہت تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔

''ہاں اس وقت بولوں گا کہ نیلم کے لیے نکلتے ہیں تو پھر محترمہ کی ساری تھکن، ساری بیزاری دور ہو جائے گی۔''

''کیا ہم ابھی نہیں نکل سکتے۔'' وہ ایک دم اٹھ کر اس سے بولی تھی۔

''جی نہیں۔'' صلاح الدین نے اسے گھور کر واش روم کی طرف راہ دکھائی۔

''آپ بہت زیادہ برے ہیں۔'' وہ غصے سے کہہ کر واش روم کے اندر گھس گئی اور وہ گہرا سانس لیتا ہوا بستر کی طرف آ گیا۔

وہ اٹھی تو کمرہ روشن ہوا پڑا تھا۔ وجہ کمرے کی بڑی بڑی کھڑکیاں اور بالکنی کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اسی وجہ سے صبح کی روشنی کمرے میں پڑ رہی تھی۔ نور نے تھوڑا سا سر اٹھایا اور پھر اپنا منہ تکیہ پہ گرا دیا مگر اسامہ کے بستر اور کمرے میں خود کو پا کر وہ تیزی سے اٹھی اور نظر سامنے صوفے پہ لیٹے اسامہ پہ پڑی۔

''یہ چگی کب سے اچھا ہو گیا حیرت ہے۔''

اس نے اپنے بال کھجائے اور اس کے آدھ کھلے منہ کو دیکھ کر اس جیری کو صبح ہی صبح شرارت سوجی۔ ایسا کیسے

ہوسکتا تھا تام کو تنگ کیے بغیر اس کا دن خوشگوار گزرتا۔

وہ جلدی سے کمبل ہٹا کر بستر سے اتری اور واش روم کی طرف بڑھی۔ یوٹیوب نے واقعی صبح کا دماغ خراب کر دیا تھا۔ یہ بات امی نے کچھ دن پہلے کی تھی اس میں مختلف پرینکس اور ڈرامے نے صبح کو شیطان بنانے میں دیر نہیں کی تھی وہ واش روم سے ٹوتھ پیسٹ لے کر آئی اور اس کے پاس پہنچی۔ اس کا کیپ کھولتے ہوئے اسے ہنسی بھی آ رہی تھی اور ڈر بھی لگ رہا تھا کہیں یہ اٹھ نہ جائے۔ وہ جلدی سے پیسٹ کی نپ کو اس کے منہ کے قریب لے کر گئی اور اسے دبانے لگی اور پیسٹ نکل کر اسامہ کے منہ میں گھس گئی۔ جلدی سے یہ کام کیا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی یہ کیا کمرے میں کنڈی لگی ہوئی تھی اور اب صبح میڈم کی اتنی ہائیٹ تو نہیں تھی کہ وہ کنڈی کھولتی۔ اسامہ کو کچھ منہ میں محسوس ہوا اس کی پٹ سے آنکھیں کھلیں اور اس نے جلدی سے منہ میں عجیب سی چیز محسوس کی۔ اس نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا اور تیزی سے اٹھا اس کے منہ میں پیسٹ اس سے پہلے وہ صبح کا بندوبست کرتا وہ تیزی سے واش روم کی طرف بھاگا کہ کہیں پیسٹ اس کے منہ میں نہ چلا جائے۔

''او نو چکی اٹھ گیا یہ کھلے کیسے کھل جا سم سم۔''

وہ جلدی سے سامنے پڑا ٹیبل دیکھنے لگی اور اسے پکڑ کر گھسیٹنے لگی اور وہ پانی سے اپنی زبان صاف کرتا ہوا بولا۔

''بیکار میں اس لڑکی کے ساتھ میں نے ہمدردی کی، زندگی اجیرن کر دی ہے اس نے۔''

وہ دانت پیستے ہوئے تیزی سے باہر کی طرف آیا جو اب ٹیبل جلدی سے گھسیٹ کر اوپر چڑھ رہی تھی۔ اسامہ بھاگتے ہوئے آیا اور اسے پکڑ کر اٹھایا۔

''تمہیں تو میں بتاتا ہوں ویمپ۔''

وہ چیخنے لگی۔

''بچاؤ امی بچاؤ۔''

وہ اس کی گرفت میں نکلنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔

''امی بچائیں گی تمہاری۔'' وہ اسے بستر پہ گرا کر غصے سے بولا۔ وہ غصے سے مڑی اور وہ اب اس کے سامنے بازو سینے پہ باندھے خونخوار نظروں سے اس کو دیکھ رہا تھا۔ چکی نہ ہو تو۔

"یہ کیا حرکت کی ہے تم نے؟" وہ اب ایک ایک لفظ چبا چبا کر اس سے پوچھ رہا تھا۔

"میں نے کیا کیا ہے اسامہ۔"

وہ ایک بلی کی طرح معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑ رہی تھی اور اس چھوٹی شیطان کی خالہ کی اس معصومیت پر اسامہ کا دل کیا اس کے لمبے بالوں کو پنکھے سے لٹکا کر پنکھا چلا دے۔

"میں تمہیں وارن کر رہا ہوں نورِ صبح، اگر دوبارہ تم نے ایسی حرکت کی تو میں پنکھے سے الٹا لٹکا دوں گا یا تمہیں واشنگ مشین میں ڈال کر واشنگ مشین چلا دوں گا۔" وہ دانت پیستے ہوئے کہہ کر پانی پینے لگا کیونکہ اس کی زبان عجیب سے کڑوی ہوگئی تھی کہ اس کا دل خراب ہو رہا تھا۔

"واؤ پھر میں گول گول گھوموں گی ایسے راؤنڈ راؤنڈ۔" وہ مزے سے انگلی سے گول گول کا اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"کیا کیا ہے تم نے۔اُف۔"

وہ اب فلیور خراب ہونے کی وجہ سے برے برے منہ بناتا جلدی سے باہر کی طرف بڑھا کہ وہ بعد میں اس سے نمٹے گا، وہ بھی اس کے پیچھے آئی۔

"ہائے کاش میرا ڈی ایسلار ہوتا تو آپ کی پکس لیتی۔" وہ مزے سے کہنے لگی اور وہ مڑا تھا۔

"مجھے مجبور مت کرو صبح کہ میں تمہیں سیڑھیوں سے اٹھا کر پھینک دوں۔" وہ غصے سے بولا۔ صبح نے اپنی آنکھیں گھمائیں۔

"دھمکی! یاد رہے میں ارشد بھائی۔"

"شاپ اٹ، اتنا ہی وہ تمہارا بھائی ہوتا نا تو تمہیں میرے ساتھ مت بھیجتا اور اگر تم نے اس کا نام دوبارہ لیا تو زبان گدی سے کھینچ لوں گا۔"

وہ تو جیسے پاگل ہو گیا۔ ہر وقت ارشد بھائی ارشد بھائی ایسا کیا ہے اس میں جس پر وہ اتنے مان سے کہہ رہی ہے کہ جیسے وہ اسے ہر نقصان سے بچا لے گا اور یہی بات اسامہ کو آگ لگا رہی تھی۔ وہ خاموش ہو کر کندھے اچکاتی نیچے چل پڑی وہ بھی نیچے آیا۔

''اسامہ۔''

وہ کچن کی طرف جا رہا تھا جب صبح کی آواز نے اسے روکا مگر وہ اس کی طرف مڑا نہیں تھا۔

''مجھے کوئی کپڑے لے دیں میں نے یہ پہن تو لیا ہے مگر میں بہت ان ایزی فیل کر رہی ہوں۔'' وہ شرٹ کو انگلی سے کھینچتے ہوئے بولی۔

''کیوں لے کر دوں تمہارے ماں باپ کے پاس پیسے نہیں تھے یا پھر تم سے جان چھڑانے کی اتنی جلدی تھی انہیں کہ دو جوڑے کپڑوں کے بھی نہیں دے سکے۔''

وہ اتنی بے رحمی سے بولا تھا کہ پہلی بار نور صبح ضبط نہ کر سکی اور نمی اس کی آنکھوں میں پھیلتی گئی۔

''اور بالکل ٹھیک کیا انہوں نے تم جیسی کو کون برداشت کر سکتا ہے اور آغا جی نے ایک غلط فیصلہ کیا میرے حوالے کر کے۔ اچھی خاصی زندگی گزر رہی تھی میری مگر نہیں اسامہ کی زندگی میں مصیبت ہی لکھی ہوئی ہے کبھی خوشیاں تو ہیں ہی نہیں۔ گاڈ آئی جسٹ وانا کل مائی سیلف۔'' وہ اپنی بولتا جا رہا تھا یہ نہیں دیکھ رہا تھا کہ وہ کتنے تیر کسی معصوم کے جسم پر نشتر کر چکا ہے۔

''زندگی عذاب کر کے رکھ دی ہے اب جاؤ یہاں سے میری نظروں سے اس وقت اوجھل ہو جا۔''

ایک دم دھڑم کی آواز پہ وہ چونکا۔ صبح زمین پر بوس ہو چکی تھی اور اس کا منہ کھل گیا۔ یہ کیا ہوا جب اسے ہوش آیا تو تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

''صبح!''

اس کا دل جیسے ڈوب گیا کیونکہ صبح کو چہرہ نیلا پڑ گیا تھا۔

✿......✿......✿

''تمہاری شکایت پھر سے آئی ہے کیوں ایسا کام کرتے ہو کہ بار بار لوگ میرے پاس آتے ہیں اور وہ بھی ان دنوں جب میری خود آئی ہیں، اگر انہیں پتا چلا کہ ابھی تک یہ رسم رواج اس علاقے میں قائم ہیں تو تمہارا سر کٹوا دیں گی۔''

سلیم ان کے سامنے سر جھکائے کھڑا تھا اور آغا جان نے مردان کے بجائے اسے میدان میں بلوایا تھا کہ

وہاں اس کا معاملہ حل کیا جائے۔

"معاف کر دیجیے مجھے آغا جان، پر وہ لڑکی ہے ہی بدتمیز اور بدزبان کہ میں خود پر اختیار نہیں رکھتا میں نے کہا تھا ماں سے کہ میری دوسری شادی کروا دیں پھر یہ نوبت نہیں آئے گی مگر وہ مانتی ہی نہیں ہے۔" وہ دھیمے لہجے میں اپنی شرافت ثابت کرنے میں جتنا معصوم بن سکتا تھا وہ بنا تھا۔

"تو شادی کے لیے ماں سے کیوں اجازت مانگتا ہے تیرا حق ہے تو کر لے بیکار میں خود کو ہلکان کیا ہوا ہے۔" وہ سگار کے گہرے کش لیتے ٹانگ پہ ٹانگ جمائے حقارت سے کہنے لگے۔

"پھر وہ ہنگامہ کرے گی اور خانم جی کے پاس چلی جائے گی اور آپ کو تو پتا ہے نا......"

"ہمم، ایک کام کرو، اپنی بیوی کو میرے مظفر آباد والے فارم ہاؤس لے جاؤ۔ وہاں اسامہ رہتا ہے اس کا بھی ذرا خیال رکھنا مجھے اس کی فکر رہتی ہے اور اپنی اس بیوی پہ، جو دل میں آئے کر لینا کیونکہ وہ اب گاؤں کے لوگوں کے مسائل کل سے سنیں گی۔ اگر تمہاری خبر ہو گئی تو خیر نہیں اس لیے ادھر جو جی میں آئے کرنا میری طرف سے اجازت ہے تم نے ہمارے بہت سے کام کیے ہیں۔"

وہ مسکرا کر سگار کو ٹرے میں رکھتے ہوئے بولے۔ سلیم بے یقینی سے دیکھتا رہا پھر بالآخر مسکرا پڑا وہ اس کے خلاف کیوں ہوتے بھلا اس نے ان کے اتنے کام جو کیے تھے۔

"آپ کا بہت مشکور ہوں میں ابھی ہی نکلنے کی تیاری کرتا ہوں۔"

"جاؤ، مگر رکو ایک سیکنڈ۔" وہ اسے جانے کا کہنے لگے جب ایک سیکنڈ ان کے دماغ میں کچھ آیا تو اسے روکنا پڑا

"جی۔"

"ذرا اسامہ پر نظر رکھنا اور مجھے اس کی ایک ایک خبر دینا! سمجھ گئے۔"

اب ان کی نگاہیں سخت ہو گئیں کہ اس معاملے میں کوئی کوتاہی نہیں برتنی۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔"

وہ سر کو خم دیتا ہوا مڑ گیا اور ان کی پر سوچ نظریں اب صلاح الدین کے گھوڑے کی طرف تھیں۔

وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا تھا۔

"صبح، صبح! آنکھیں کھولو صبح! تمہیں ہوا کیا ہے۔"

وہ اس کے یک دم ہوتے نیلے چہرے پہ وحشت زدہ ہو گیا۔اچھی خاصی خوش باش تھی اس نے جلدی سے صبح کو اٹھایا اور صوفے کی طرف لے کر گیا اور اس کے پڑتے ٹھنڈے ہاتھ کو جلدی سے رگڑنے لگا۔

"صبح! کل شیر، کل شیر۔" وہ پاگلوں کی طرح آوازیں دینے لگا۔اس کے سامنے وہ منظر گھوم گیا تھا جہاں اس کی امی بھی ایسی حالت میں تھی اور وہ پاگلوں کی طرح ان کے بے جان ہوتے وجود کے ساتھ لپٹا پاگلوں کی طرح رو رہا تھا۔

"امی! مجھے چھوڑ کر نہ جائیں، امی میں اکیلا ہو جاؤں گا میرا تو کوئی دوست نہیں کوئی میرا اپنا نہیں امی پلیز۔"

ابھی بھی اچانک اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔

"صبح! آئیم سوری صبح! پلیز۔"

وہ جیسے اس کی خوبصورت معصومیت سے مٹکانے والی آنکھیں دیکھنا چاہتا تھا۔

"دیکھو بہت گندا مذاق ہے۔"

"لالہ! بی بی کو کیا ہوا؟"

وہ بھی پریشانی سے پانی کا گلاس اٹھا کر لایا اور وہ پانی کے چھینٹے مار کر اسے ہوش میں لانے لگا مگر وہ ہوش میں آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔اس نے تو جیسے ٹھان لی تھی کہ وہ اسامہ کی خواہش پوری کرے اور اسامہ کو خود سے اس وقت نفرت محسوس ہو رہی تھی۔دل کر رہا تھا خود کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔پھر اس سے رہا نہ گیا تو تیزی سے اٹھا کر گاڑی نکلوانے کو کہا اور پھر پورے دس منٹ کی ریش ڈرائیونگ کرتا وہ پرائیویٹ کلنک لے کر گیا۔

"آپ ان کے کیا لگتے ہیں؟"

ڈاکٹر نور صبح کا چیک آپ کرنے کے بعد اسے ڈرپ لگوانے کا کہہ کر اب اسامہ کی طرف مڑی اور انہیں اپنے آفس میں ساتھ لے گئی اور جب انہوں نے اس سے یہ سوال پوچھا تو اسامہ کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ کیا

جواب آخر کیا دے، بہن تو وہ کہہ نہیں سکتا تھا اور بیوی وہ بھی بے حد مشکل تھا۔

"میری کزن ہے۔" یہی ایک مناسب رشتہ تھا جسے وہ بتا سکتا تھا۔

"اس بچی کے پیرنٹس۔" وہ اب ابرو اچکاتے ہوئے بولی۔ڈاکٹر کو یہ رشتہ مناسب نہیں لگا تھا۔

"حیات نہیں ہیں میرے پاس رہتی ہے۔"

"اور کون کون ہے گھر میں۔" ڈاکٹر کے مزید تفصیل سے پوچھنے پر اسامہ کی بے چینی چڑ میں بدل گئی۔

"ڈاکٹر کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ نور صبح کو کیا ہوا تھا اب کیسی ہے؟" وہ اپنے لہجے میں ناگواری کو چھپا نہیں سکا تھا۔

"پہلے تو میں نے سوچا اتنی چھوٹی سی بچی کو کیسے سٹریس ہو سکتا ہے مگر جب آپ نے بتایا کہ ان کے پیرنٹس کی ڈیتھ ہو چکی ہے تو مجھے سمجھ آ گئی۔ دوسرا آپ نے انہیں ناشتہ نہیں کروایا۔ اگر آپ اس کے گارڈین ہیں تو آپ کو ان کی ذمہ داری تو بھرپور اٹھانی چاہئے اتنی سی بچی کے لیے ٹینشن کوئی اچھی بات نہیں ہے مسٹر خان، نور صبح ہیڈ آ Vasovagalattack۔"

اور اسامہ کو منہ کھل گیا اس کے بے رحم جملوں نے اس کے ننھے سے دل کا کیا حال کر دیا تھا۔ اس کا شرمندگی سے سر جھک گیا اس کے اور اس کے باپ میں پھر کیا فرق رہ گیا۔

"ابھی تو میں نے ڈرپ لگا دی ہے اس کا بی پی اور بلڈ شگر لیول کو کنٹرول میں لانا تھا، آپ کو اس کے کھانے پر بھرپور توجہ دینی ہو گی اور کوشش کیجیے اسے کسی قسم کا سٹریس نہ ہو۔ اگر آپ اس کی ذمہ داری نہیں نبھا سکتے تو اسے کسی قابل بھروسہ رشتے دار کے حوالے کر دیں ایسے پھر بچی کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔" وہ اس ہدایت دینے لگی اور اسامہ فی الحال صبح کے پاس جانا چاہتا تھا۔

"میں کیا اس سے مل سکتا ہوں۔"

"مل کیا سکتے ہیں، آپ انہیں تھوڑی دیر میں لے کر جا سکتے ہیں میں بھی دیکھ آؤں اب وہ کیسی ہے۔" وہ اٹھ کر اب اس کے پاس آئے تھے۔ اسامہ صبح کو ہوش میں دیکھ کر ایک دم جیسے جی اٹھا تھا وہ اب نرس سے کچھ بات کر رہی تھی۔

"یہ سوئی میرے اندر کیسے گئی اسے نکالتے وقت درد تو نہیں ہوگا۔"

نور صبح کے سوال پر اسامہ اور ڈاکٹر کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔ابھی ابھی اس کنڈیشن خراب تھی اور اب کیسے مزے مزے کے سوال پوچھ رہی تھی لیٹے لیٹے۔

"نور صبح کیسی فیل کر رہی ہو ویسے جیسے نام ہے ویسی ہی پیاری سی ہو۔"

ڈاکٹر اس کے پاس آئی،نور مڑ کر انہیں دیکھنے لگی پھر اچانک اس کے ساتھ چچی کو دیکھنے لگی جو اس کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔صبح نے گھورا۔

"یہ چچی یہاں کیا کر رہا ہے،بہت افسوس ہوا،نہیں مری میں۔"

وہ سمجھی جیسے چچی اس کے مرنے کا منتظر تھا اور اب اس کی بچنے پر ناکام ہو گیا ہے مگر اگر نور کو اسامہ کے دل کا حال جانتی تو وہ حیرت سے غوطہ زن ہوتی۔ٹام اور جیری بیشک ایک دوسرے سے بھرپور لڑتے مگر جب کسی ایک میں سے کسی کو کچھ ہوتا تھا تو وہ درد سے تڑپ جاتے تھے۔یہی حال ان دونوں کا تھا۔

"ارے تم اپنے کزن کو چچی کہتی ہو کیوں تمہارا کزن تمہیں تنگ کرتا ہے۔"

ڈاکٹر حیرت سے صبح کو اور پھر اسامہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"کزن یہ میرا کزن تو نہیں ہے۔"

صبح کی فراٹے بھری زبان پر پھر اسامہ اپنی گھوری کو روک نہیں پایا۔یہ لڑکی بیماری میں بھی باز نہیں آئے گی اس لیے وہ اسے چپ کرنے کا اشارہ کرنے لگا۔

"کیا مطلب انہوں نے خود بتایا۔" ڈاکٹر پہلے حیرت سے پھر عجیب نظروں سے اسامہ کو دیکھنے لگی۔اسامہ گڑبڑ گیا اب تو وہ پولیس کے حوالے۔

"یہ تو بس چچی ہے جو مجھے تنگ کرتا ہے۔"

بالآخر نور کے جواب پہ اسامہ پر سکون ہو گیا۔وہ واقعی بہت بڑے دل والی اور بہادر لڑکی تھی وہ اس کی دل میں پہلی بار کسی کی بھرپور سچائی سے تعریف کر رہا تھا۔ڈاکٹر نے ہنس کر اسے اپنا خیال رکھنے کو کہا اور پھر نرس سے نیڈل نکالنے کو کہا۔

''درد نہیں ہوگا گھبراؤ نہیں۔''

وہ جب اس کے ہاتھ کی طرف بڑھی تھی کہ صبح نے تیزی سے ہاتھ پیچھے کیا مگر سوئی کی چبھن سے اس کے لبوں سے سسکی نکلی۔

''آرام سے۔''

وہ تیزی سے کہنے لگا۔صبح نے اسے دیکھا وہ بہت مختلف لگ رہا تھا کہاں وہ اس کے بے ہوش ہونے سے پہلے اتنا غصے سے پاگل ہو رہا تھا اور اب ہونہہ، ارشد بھائی کا ڈر! ورنہ یہ تو چاہتا تھا میں مر جاؤں۔دل ہی دل میں کہتی وہ اب نرس کی طرف مڑی جو اب بڑی احتیاط سے ٹیپ نکال کر اب اس کو دیکھنے لگی۔

''آپ ان سے باتیں کریں بالکل نہیں پتا چلے گا۔''

وہ ہمت کر کے سرہلانے لگی وہ اسامہ کے سامنے کوئی کمزور بچی نہیں ثابت ہونا چاہتی تھی اس لیے لب سختی سے دبائے سوئی نکلوانے کے لیے تیار تھی۔اس نے دوسرے ہاتھ سے سختی سے شیٹ کو تھاما ہوا تھا۔اسامہ اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا وہ مڑی پتا نہیں کیا تھا اس کی نظروں جس کی اسامہ تاب نہیں لا سکا تھا اور اس کا ہاتھ چھوڑ کر مڑ کر باہر چلا گیا اور وہ حیرت سے اسے جاتا ہوا دیکھنے لگی اس کو کیا ہوا؟

✿.......✿.......✿

''وہاں کیوں بھیج رہے ہیں وہ تجھے اور میں اکیلی جان کیا کروں گی مجھے بھی ساتھ لے کر چل۔''

جب وہ اماں کا مظفر آباد جانے کی خبر دے کر وہ غزل کو چائے کا حکم دیتا اپنے جوتے اتارنے لگا تب اماں حیرت سے بولی۔

''تجھے میں کیسے لے کر جا سکتا ہوں۔آغا جی نے بس دو بندے کو جانے کو کہا۔اب میرا کام وہاں پر ہو گیا ہے ان کے اس گھر کی دیکھ بھال کروں گا۔''

''مگر وہ تو ثمینہ کا لڑکا نہیں سنبھال رہا گل شیر۔''

''تو کیا ایک بندے پر چھوڑ دیں وہ محل جیسا گھر اس پر بھی نظر نہیں رکھنی، آج کل لوگ کرایہ پہ رکھ دیتے ہیں اس لیے بھیج رہے ہیں مجھے اور تو سوال بہت کرتی ہے آرام سے رہ اِدھر اور تو بھی تو کام کرتی ایسے کیسے لے

جاؤں۔" وہ اب پلنگ پر لیٹ گیا تھا۔

"تو غزل کو میرے پاس چھوڑ دے۔"

سلیم کے چہرے پہ شکن آ گئی۔

"کیوں چھوڑ دوں اسے میرے پاس کیا پانچ چھ بیویاں ہیں جو اسے تیرے پاس چھوڑ دوں دوسری کرنے نہیں دیتی اور ایک جو ہے اسے بھی اپنے پاس رکھنا چاہتی ہے۔"

وہ بگڑ گیا تھا غزل جلدی سے چائے بنا کر لائی تھی۔ جلدی اور ڈر کے بنانے کے باعث اس کا ہاتھ جل گیا تھا سلیم نے ایک نظر دیکھا پھر نظریں ہٹا کر چائے اٹھانے لگا۔

"تیاری پکڑ تجھے ساتھ لے کر جا رہا ہوں۔"

وہ چائے کے گھونٹ پیتے ہوئے بولا۔ غزل بولی نہیں مگر سوالیہ نظروں سے اماں کی طرف دیکھا سلیم نے سر اٹھایا۔

"ادھر کیا دیکھ رہی ہے، مظفر آباد جا رہے ہیں مگر اماں اِدھر ہی رہے گی۔"

اور یہ بات غزل کے لیے کسی قیامت سے کم نہیں تھی۔ ایک ہی تو سہارا تھی اس کی ساس جو اس کے ساتھ سگی ماں جیسا برتاؤ کرتی تھی اب ان سے بھی دور ہو جائے گی تو وہ کیسے سہہ پائے گی۔ اس نے نمکین پانیوں سے بھری آنکھوں کو اماں کی طرف دیکھا۔

"چل پیر دبا میرے، صبح سے کام کر آیا ہوں اور کپڑے تیار ہیں میرے۔" وہ گھونٹ پیتے ہوئے تیزی سے کہنے لگا۔

اماں نے اسے اشارہ کیا کہ کہیں ابھی پیٹنے نہ لگ جائے وہ کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کھڑے ہو کر اس کے پیر دبانے لگی۔

"ہاتھوں میں کیا جان نہیں ہے اور کچھ پوچھا ہے تجھ سے کپڑے تیار ہیں؟ جواب دیا کر میری بات کا۔" وہ سختی سے بولا تھا۔

"ج۔ جی۔"

"جی کی بچی چل جا کپڑے واش روم میں لٹکا کر آ میں آ رہا ہوں۔" وہ نفرت سے کہتا کپ پٹک کر رکھ چکا تھا اور اماں اسے دیکھنے لگی۔

"تو مت لے کر جا سلیم اسے۔"

"فکر نہ کر تو اماں مار نہیں دوں گا اسے تو بس اپنے کام سے کام رکھ۔" وہ اماں کی بات کاٹتے ہوئے اٹھ گیا کہ آج اس کا موڈ ٹھیک تھا اور وہ اماں سے بحث لگا کر اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

✿......✿......✿

وہ ایک گھنٹے بعد ڈسچارج ہو کر اب گاڑی میں بیٹھنے لگی اور جب دروازہ بند کیا تو اسامہ کار سٹارٹ کر چکا تھا کچھ دیر تو خاموشی چھائی رہی اسامہ کو سمجھ نہیں آئی بات کا آغاز کہاں سے کریں وہ اس سے اپنے کیے کی معافی مانگنا چاہتا تھا جو ہوا تھا بے حد غلط ہوا تھا۔

"اسامہ۔"

وہ سوچ میں ڈوبا ہوا تھا جب اس کی آواز پر چونکا۔

"میرے کپڑوں میں عجیب سی سمیل آ رہی ہے کیا مجھے نئے کپڑے مل سکتے ہیں میرا بیشک اس کی جگہ فون لے لو اب کس نے کال کرنی ہے مجھے، میرے پاس تو پیسے ہی نہیں تو تم اس کی جگہ لے لو۔"

اور اسامہ اس کے معصومیت سے کہنے پر پگھل گیا۔ یہ لڑکی واقعی جادوگرنی تھی جو اس کی زندگی میں ایک عجیب سی روشنی بکھیر گئی تھی۔ وہ اسے کچھ کہنے لگا تھا پر منہ سے کچھ کہہ نہ پایا تھا شاید اپنی زبان سے ڈرتا تھا کہ اس سے کچھ غلط نہ نکل آئے اس کی کوئی بھی بات صبح کو تکلیف نہ پہنچائے۔ وہ اب خاموشی سے منہ موڑ کر ذہن میں کوئی دکان سوچنے لگا جہاں سے صبح کے کپڑے مل سکیں پھر ایک جگہ یاد پڑتے ہی وہ اس طرف کار کی راہ اس طرف لے گیا مگر صبح کی طبیعت کو سوچ کر اس نے اچانک گھر کی راہ لے لی۔ وہ گل شیر سے کپڑے منگوا لے گا صبح کے ایک تو اس کے جواب نہ دینے پر انکار ہی سمجھ لیا اس لیے مزید ضد نہیں کی اگر نہیں لے کر دیتا تو ٹھیک ہے وہ کچھ نہ کچھ بندوبست کر لے گی ویسے بھی یوٹیوب زندہ باد!

وہ خود کو مطمئن کرتی اب شیشے کی طرف دیکھنے لگی جبکہ اسامہ اب اس کے اداس رنگ اس کے چہرے پر دیکھ

رہا تھا جو کم سے کم صبح کی شخصیت کا خاصا نہیں تھی۔

"واقعی میں دین، آپ مجھے صبح صبح ائیر پورٹ لے آئے اس کی کوئی خاص وجہ۔"

وہ اب ائیر پورٹ کی اندر انٹر ہو رہے تھے جب ثمرن اسے تنگ ہو کر دیکھنے لگی۔ اسے تو اس کی بہن کی کوئی پروا نہیں تھی بس اپنی انجوائمنٹ کی پڑی ہوئی تھی جبکہ اگلے کے اندر اس قدر تناؤ بڑھا ہوا تھا کہ اگر ثمرن کو پتا چلتا تو وہ دنگ رہ جاتی کہ دین اتنا پریشان، وہ خود کو بھی ریلکس کرنا چاہ رہا تھا اور ثمرن کو بھی تب ہی وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھ سکے گا۔

"ائیر پورٹ سے کتنی یادیں جڑی ہیں ہماری، وہاں سے ہماری پہلی ملاقات ہی ائیر پورٹ پہ ہوئی اور ہماری آخری ملاپ بھی ائیر پورٹ میں ہوا تھا مجھے تو محبت ہو گئی ہے ائیر پورٹ سے جب سے مجھے موشم ملی۔" وہ اس کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے بولا اور ثمرن پریشانی کی باوجود بھی ہولے سے مسکرا پڑی۔ شرمندگی سے سر جھک گیا کتنی بدتمیزی کی تھی اس شخص سے جبکہ اس کا کیا قصور تھا وہ اپنی بہن کی محبت میں اتنی پاگل ہو گئی تھی کہ اپنے مجازی خدا کا احترام نہ کر سکی بلکہ اس سے بدتمیزی سے پیش آئی تھی اور دین نے سوائے اپنی ماں کے الفاظ کے علاوہ اسے کچھ نہیں کہا تھا آخر اتنا کوئی اچھا کیسے ہو سکتا ہے۔

وہ کار پارک کر کے اب اسے اترنے کا بولا اور جب اترا تو اس کے ساتھ چلنے لگا کہ اچانک پلین ان کے اوپر سے گزرا تھا۔ دین نے اوپر دیکھا جبکہ ثمرن کے اندر بیزاری پھیلی ہوئی تھی۔

"اوپر دیکھو موشم۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر سوچ سے نکال کر اس کی توجہ پلین کی طرف کر رہا تھا۔

"اس کو دیکھ کر کیا کرنا ہے۔" ثمرن بے دلی سے بولی۔

"او کم آن خود ہی بتایا تھا تم نے تمہارا گھر ائیر پورٹ کے پاس ہے اور جب تمہیں پلین کی آواز آتی تو بس میڈم چھت پہ بھاگتی تھی بڑے سے پلین کو اپنے اوپر گزرتے ہوئے دیکھ کر دل کو سکون ملا کرتا تھا اور اب کیوں ٹینشن لیتی ہو۔ بار بار نوری کو سوچنا بند کرو اس کو اللہ کے حوالے کیا ہوا ہے ناں ان شاءاللہ کچھ نہیں ہوگا اسے۔"

"چلو آؤ۔"

وہ خاموش تھی تو صلاح الدین بالآخر گہرا سانس لیتا ہوا اس کو ائیر پورٹ کے اندر لے کر جانے لگا تو ساتھ میں اپنے دوست کو کال کرنے لگا جو ائیر لائن کمپنی کا مالک تھا۔

✿......✿......✿

"بی بی یہ آپ کا کپڑے آ گیا ہے۔"

وہ بالکنی کے تھوڑے سے فاصلے پہ بیٹھی بارش کے گرتے ہوئے بوندوں کو زمین میں جذب ہوتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ وہ آج پورا دن بالکل ایک بے جان گڑیا کی طرح ایک ہی زاویے میں خاموش بیٹھی ہوئی تھی نہ گھر آ کر اس نے کسی سے بات کی نہ ہی اپنا آئی پوڈ استعمال کیا، نہ ٹی وی دیکھنے کا دل کیا۔ دل میں ایک عجیب سی بیزاری آ گئی تھی اور جیسے ہی بادل گرجے تھے وہ اٹھ کر سیدھا بالکنی میں موجود جھولے پہ آ بیٹھی پھر تھوڑی ہی دیر بعد گل شیر کی آواز پر وہ مڑی۔

"یہ کون لایا ہے؟۔"

وہ اب حیرت سے بڑے بڑے شاپنگ بیگ اس کے ہاتھوں میں دیکھ کر تیزی سے اٹھی۔

"یہ اسامہ لالہ لایا ہے آپ کے پاس کپڑے نہیں تھا تو ان کو خیال آیا ویسے بی بی آپ کا طبیعت تو ٹھیک ہے ہم سوپ لائے۔"

"نہیں اِدھر دکھاؤ، ویسے گل شیر کہیں کوئی پولیس تو نہیں آئی تھی گھر میں۔"

اس چچی کی اتنی مہربانی پر وہ حیران کیوں نہ ہوتی کہاں وہ اس خار کھاتا تھا اور اب!

"بی بی کیسا بات کرتا ہے پولیس کیوں آئے گا۔"

"تو یہ تمہارے اسامہ لالہ کیوں اتنے اچھے بن رہے ہیں۔ کہیں ارشد بھائی والی دھمکی کام تو نہیں کر گئی۔"

وہ شرارت سے مسکرائی تھی۔ چلو صبح صاحبہ اس چیز کا کیوں نہیں فائدہ اٹھایا جائے ایک تو بیماری دوسرا پولیس کا ڈر، دونوں اسامہ کو کنٹرول میں لا سکتے ہیں، صبح بس تھوڑی دیر کے لیے بیزاری کا موڈ ہوتا تھا پھر اس کوئی نہ کوئی شرارت ہی سوجتی تھی ایک شریری مسکان سے وہ بیگ سے اپنے کپڑے نکالنے لگی مگر پینٹ شرٹ کے بجائے شلوار قمیضوں کے ڈھیر دیکھ کر اس کا منہ کھل گیا۔ یہ کیا؟

"یہ کیا لائے ہیں تمہارے لالہ جی میں یہ پہنوں گی۔"

"بی بی کلر بھی تو اتنا اچھا اور کتنے خوبصورت ہیں ہم بھی جب شادی کرے گا تو اپنی بیوی کے لیے بھی ایسا سوٹ لائے گا۔" وہ ستائشی نظروں سے رنگ برنگے خوبصورت قیمتی جوڑے دیکھنے لگا۔

"تو تم بھی بچی سے شادی کرے گا۔"

نور بھی اس کے انداز میں بولی وہ بھونچکا گیا۔

"توبہ کریں بی بی، خانم جی کو اگر پتا چلا تو وہ میری گردن اڑا دیں۔ میں تو خود حیران ہوں جب مجھے پتا چلا کہ آپ اسامہ لالہ کا بیوی ہے اور وہ بھی آغا جی کے حکم سے ہوا ہے یہ شادی ویسے کیا یہ بات خانم کو پتا ہے۔" وہ اپنے سوال کا جواب نور سے پوچھ رہا تھا۔

"یہ خانم کون ہے؟۔"

وہ شلوار قمیض کو دیکھ کر منہ بن گیا ایک بھی جینز شرٹ نہیں تھی اور اب وہ گل شیر سے خانم کا رکے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

"آپ کو خانم کا نہیں پتا؟۔"

"نہیں کون ہے؟۔"

وہ اب بستر پر بیٹھ چکی تھی۔

"وہ آغا جی کا بہن ہے اور آپ کہہ سکتے ہیں دوسرا بینظیر بھٹو ہے بہت سٹرانگ لیڈی ہے۔"

"اب وہ کون ہیں۔ کیا وہ لوگوں کو مارتی ہیں جو سٹرانگ ہیں۔"

"ارے نہیں نہیں، حق کے لیے آواز اٹھاتی ہیں صحیح غلط میں فرق جانتی ہیں اور نا انصافی ان کی وہ کیا کہتے ہیں ڈکشاناری میں نہیں ہے۔"

"اُس ڈکشنری۔"

وہ مسکرائی۔

"ہاں وہی۔"

''اچھا پر وہ ہے کون؟''

''اسامہ لالہ کا بڑی جان، دین لالہ اور ارباز کا مادر بزرگ سب کا خانم آغا جان کا خوررداخانم۔''

''واؤ نائیس، اچھا تم جاؤ ویسے ایک بات بتاؤ میری آپی کی شادی صلاح الدین سے ہوئی تھی وہ ہے کون؟''

ایک دم جیسے اسے خیال آیا تھا۔

''آپ دین لالہ کا پوچھ رہا ہے پر آپ کا آپی کا شادی دین لالہ سے کب ہوا ہے دین لالہ کا شادی بھی ہو گیا مجھے اب تک کسی نے کیوں نہیں بتایا ہم ابھی اسامہ لالہ سے پوچھ کر آتا ہے۔''

''ارے مجھے ان کی تصویر تو دکھا دو۔''

''ہاں ہاں آپ رکو۔''

وہ گیا اور پھر دو منٹ بعد واپس آیا اور اسے پکڑا کر پھر یہ جا وہ جا، نور نے تصویر میں موجود شخص کو سفید گھوڑے پہ بیٹھے دیکھا جو کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا وہ اس وقت سفید پولو شرٹ اور ڈارک بلیو جینز میں ملبوس اپنی تمام تر دلکشی سمیت پوری تصویر میں چھایا ہوا تھا۔

''ٹال، ہینڈسم، اینڈ مین آف مینی ٹیلنٹس۔''

نور نے غور کرنے پہ دیکھا اس کی آنکھیں ہری تھیں بالکل امیر اللہ ستون کی مانند جو مقابل کو اپنی آنکھوں سے چت کر دینے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔

''اسامہ کا بھائی تو اسامہ سے۔ اسامہ سے زیادہ ہینڈسم نہیں بلکہ چچی اور ان کا کیا مقابلہ واقعی ہاؤ سویٹ بس آپی کو ڈانٹتے نہ ہوں اور ماریں بھی نہ، ہی ہی آپی کو ہاتھ بھی کون لگا سکتا ہے آپی اسی کے ہاتھ توڑ دیں یار یہ تو ہورس رائیڈر بھی ہیں واؤ میں اپنی دوستوں کو......''

وہ جیسے کہتے کہتے چپ ہو گئی تھی اچانک سے جیسی اپنی حیثیت اور اپنے گھر والوں کی زیادتی یاد آ گئی۔ وہ اداسی سے ان کی تصویر دیکھنے لگی پھر سائڈ پہ رکھ کر کپڑوں کو دیکھنے لگی اب تو کوئی چارا نہیں تھا اس لیے پنک لمبی سی شیفون کی گھیر دار والی فراک اٹھائی اور واش روم کی طرف بڑھی۔

وہ بس سے اتر کر اب ہاتھ آگے بڑھا رہا تھا۔ ثمرن نے پکڑ لیا اور نیچے اتری اور وہ اسے چھوٹے سے پرائیویٹ پلین کی طرف لے گیا جو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی چھوٹا تھا۔

''دین۔''

سامنے ایئر ہوسٹس ان کے استقبال کے لیے کھڑی تھی۔

''گڈ مارننگ کیپٹن صلاح الدین۔'' وہ ایک پیشہ ور مسکراہٹ سجاتے ہوئے بولی۔

''گڈ مارننگ فاطمہ سب کچھ تیار ہے۔''

''یس سر۔'' وہ اب سیڑھیوں میں چلنے لگیں۔ صلاح الدین نے ثمرن کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔

''ہم کہاں جا رہے ہیں آپ تو کہہ رہے تھے ہم واک کے لیے جائیں گے اب۔'' وہ مڑ کر مسکرایا پھر بولا۔

You can call it air walking but I'll prefer flying

(تم اسے ہوا میں چلنا کہہ سکتی ہو پر میں اڑنا کہوں گا)

وہ اب اندر آ گئے مزید دو ایئر ہوسٹس موجود تھیں اور ان کا استقبال کرنے لگیں۔

''یہ آج ہو کیا رہا ہے۔'' وہ بڑبڑائی تھی۔

''دس وے سر۔''

ایئر ہوسٹس کے پیچھے وہ دونوں چلنے لگے اور وہ اس یونیق پلین کو دیکھنے لگی وہ چلتے ہوئے سیدھا کوک پٹ کے دروازے کی طرف لے آئی جس کا وہ کوڈ دبا رہی تھی اور وہ اب کھل چکا تھا۔

''ہیر یو گو۔''

''تھینک یو! آؤ موشم۔''

وہ اسے ساتھ لے کر چلتا کو پائلٹ کی سیٹ کی طرف لے آیا اور اسے بیٹھنے کو کہا۔

''ہم کہاں جا رہے ہیں دین۔''

''اوہو، ٹینشن کس بات کی ہے لڑکی، آجائیں گے واپس تم اس مومنٹ کو انجوائی کیوں نہیں کرتی۔''

وہ اب جھلا گیا تھا۔

وہ اب بیٹھ گئی تھی تو وہ اس کی سیٹ بیلٹ باندھنے لگا اور پھر اس کے ماتھے پہ لب رکھ کر ہولے سے چھوتا اس کو تسلی دیتا وہ اب اپنی سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

※……※……※

"تمہیں آغا جان نے بھیجا ہے۔"

اسامہ جاگنگ کر کے آیا تھا جب سلیم اور ساتھ اس کی بیوی کو فارم ہاؤس میں آتے ہوئے دیکھا تو پوچھے بغیر نہ رہ سکا کیونکہ آغا جان انہیں بھیجنے سے پہلے اسے اطلاع لازمی دیتے۔ شک بنتا تھا شاید بڑی جان نے بھیجا ہو۔

"جی سر۔"

وہ اسامہ سے دو سال بڑا تھا مگر حیثیت کے مطابق اسے سر بولتا تھا اور اسامہ نے اس کو ایک لڑکی سمیت جو نور سے بھی چھوٹی لڑکی تھی اور اس کی بیوی کے طور پر دیکھ کر اپنے لب سختی سے بھینچ لیے۔ وہ اسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ یہ کام وہ خود کر چکا تھا تو پھر کس منہ سے روکتا۔

"اپنی ماں کو ساتھ نہیں لائے۔"

"نہیں سر، ان کا تو وہاں کام تھا وہ کیسے آسکتی تھیں۔"

وہ اب چلنے لگا۔ وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا۔ سارا سامان اس نے غزل سے اٹھوایا ہوا تھا اور خود بڑے آرام سے اسامہ کے پیچھے تابعداری سے چل رہا تھا کہ اسامہ کو رکنا پڑا۔

"اتنا بھاری سامان اس سے اٹھوا رہے ہو، ہوش میں ہو۔" وہ سخت لہجے میں بولا کہ سلیم گڑبڑ گیا اور جلدی سے مڑا اور اسے گھورتا ہوا سامان تقریباً جھپٹتے ہوئے لینے لگا۔

"سوری سر، اصل میں اسے خود عادت ہے سارے کام کرنے کا اس لیے بنا کہے شروع ہو جاتی ہے۔" وہ تیزی سے بولنے لگا۔ اسامہ نے بہت ہی ہمدردانہ نظروں سے اس معصوم کے چہرے کو دیکھا جس میں صبح کا عکس نظر آتا ہے پھر سر جھٹکتا ہوا بڑھا۔

"گل شیر گل شیر! چچی چچی۔"

نور صبح لمبی سے پنک فراک میں لمبے بالوں سمیت باہر گل شیر اور اسامہ کو بلا رہی تھی اور پھر اسامہ کو ایک شخص

اوراس کے ساتھ اسی کی ہی ہم عمرلڑکی کو دیکھ کرٹھہر گئی۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی باہر کیوں آئی ہو۔"

وہ چاہ کر بھی اپنے گھوری ہٹا نہیں سکا تواس سے کہنے لگا جواس کو نہیں اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔

"گھر میں کوئی نہیں تھا، مجھے لگا تم بھاگ گئے ہوارشد بھائی کے ڈر سے یہ کون ہے!"

"کوئی نہیں کام والے ہیں اندر جاؤ۔"

سلیم کی نظریں نورصبح کی سراپے کی طرف گئیں پھراس نے اپنی بیوی کو دیکھا تواس کا دل خراب ہوگیااور یہ چیز اسامہ کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکی تواب کی بارسختی سے بولا۔

"موسم مزے کا ہوگیا ہے، گل شیر کو ڈھونڈ رہی تھی۔"

وہ اب اندر کے بجائے باہر آگئی تھی۔

"ہیلو، تمہارا کیا نام ہے۔"

وہ ایسی تھی کوئی بھی اپنی عمر کا دیکھتی تواس کے ساتھ شروع ہوجاتی۔

"جاؤ کمرے میں، اورتم لیفٹ سائڈ پہ جاؤ وہاں کوارٹر ہے پھر میرے پاس سٹڈی میں آنا تب تک آغاجان سے پوچھ کرآو۔"

وہ چلتا ہوا صبح کی طرف آیا جو پلر کے قریب کھڑی تھی وہ اس کا بازو پکڑنے لگا۔صبح،غزل کو دیکھ کر ہاتھ ہلانے لگی سلیم کے تاثرات بگڑے۔

"چلو یا تمہیں بلانے کے لیے سند بھیجوں۔" وہ کڑوے لہجے میں غزل کو بولتا تیزی سے چل پڑا۔

"تمہارا دوپٹہ کہاں ہے۔" وہ اب اس کا بازو چھوڑ چکا تھا اوراس وقت دونوں لاونج میں موجود تھے۔وہ سینے پہ بازو باندھے اس سے استفسار کررہا تھا۔

"میں نے پہلے کبھی نہیں پہنا تواب کیوں پہنوں۔اگراس دن کی بات کررہے ہوتوامی نے مجبوراً پہنایا تھا کیونکہ وہ امریش پوری یعنی کہ آپ کے آغاجان ہلا بول دیتے۔"اس کے امریش پوری کہنے پر پہلی باراسامہ کے لبوں پرمسکراہٹ پھیلی جسے اس نے تیزی سے دبایا۔

''بیماری میں بھی تم باز آ جاؤ مگر نہیں۔''

''میں بیمار نہیں ہوں کیوں بار بار کہہ رہے ہو؟ کیا مجھے کینسر ہے؟''

یہ بات اسامہ کو دل پہ جا کر لگی تھی۔

''نور صبح اپنی زبان کو لگام دو ورنہ ایک الٹے ہاتھ کا تھپڑ کھاؤ گی اور اتنی ٹھنڈ ہے اگر بیمار نہیں ہو تو بیمار پڑ جاؤ گی اور میرے پاس اتنے فالتو پیسے نہیں ہیں جو تم پر خرچ کروں۔''

وہ تو غصے میں جیسے بے قابو ہو گیا تھا اور صبح میڈم کو غلط فہمی تھی کہ یہ چکی اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے گا۔ بھلا ٹام اینڈ جیری کا ریلیشن شپ فرینڈ شپ پر مبنی ہو سکا ہے؟ نہیں۔

''اور میرے سارے جوڑے شلوار قمیض کیوں ہیں۔''

وہ اب جانے لگا تب نور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔ ایک منٹ کے لیے وہ تو جیسے ٹھہر گیا تھا۔ نور نے ابھی تک اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا وہ اب اس کو دیکھنے لگا۔

''مجھے جو مناسب لگا وہی لے آیا۔'' وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولا اور اپنا ہاتھ بے اختیار چھڑوا چکا تھا۔ کوئی چیز اسے تکلیف دے رہی تھی اور وہ خود نہیں سمجھ پا رہا تھا آخر یہ تکلیف کس وجہ سے تھی جو صبح کا ہاتھ پکڑنے سے اسے بڑی شدت سے محسوس ہوئی۔

''جاؤ کمرے میں گل شیر سے تمہارے لیے کچھ بھیجتا ہوں۔'' وہ سنجیدگی سے کہتا ہوا چل پڑا۔

❁......❁......❁

''آنکھیں کھول لو موشم اب تو ہم ہواؤں میں ہیں۔''

صلاح الدین کے کہنے پر اس نے بے حد دھیرے سے آنکھیں کھولیں، چہرے پہ ڈر کے باعث پسینے سے بھر گیا ہاتھ بے اختیار کانوں میں پہنے ہیڈ سٹ کو ٹھیک کرنے لگا اور پھر لمبی سانس چھوڑتے ہوئے بولی۔

''آپ نے کتنے خطرناک طریقے سے ٹیک آف کیا ہے الادین صاحب۔''

وہ ہنس پڑا۔

''ویسے ہم جا کہاں رہے ہیں؟ مورے کو آپ نے اطلاع دی تھی؟ وہ بیچاری سوچ رہی ہوں گی ہم کہاں

چلے گئے۔"

"باہر کے ملک تو نہیں لے کر جارہا، بس دوسرے شہر جارہے ہیں اور جانے سے پہلے بتا چکا تھا اور اب کوئی سوال نہیں۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"آپ بہت عجیب ہیں دین اِدھر میری بہن مصیبت میں ہیں اور آپ کو اپنی ہی پڑی ہے۔" وہ بگڑتے ہوئے بولی۔ صلاح الدین نے اسے ایک نظر دیکھا پھر تھکے ہوئے انداز میں مسکرا کر بولا۔

"ہاں مجھے اپنی پڑی ہے اور میں اپنا ہی سوچتا ہوں۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے بولا اور وہ بھی اسے کچھ نہ کہہ پائی۔ پھر جہاں انہوں نے ٹیک آف کرنا تھا اس جگہ کا سن کر وہ حیرت سے غوطہ زن ہوگئی۔ پشاور! وہ اسے دیکھنے لگی جواب بے نیازی سے بادلوں میں گم ہوا تھا۔

"دین! ہم پشاور کیوں جارہے ہیں۔"

صلاح الدین چونکا تھا مگر پھر اس نے کچھ نہیں کہا۔

"بس مجھے اپنی پڑی ہے اور بہن کا پتا کروانے جارہا ہوں! تمہاری اور تمہاری بہن سے میرا کیا لینا دینا۔" وہ اتنی آہستگی سے بولا تھا کہ ثمرن بمشکل ہی سن پائی تھی۔ دین نے گہرا سانس لیا۔

"بچہ خان ائیر پورٹ اُتریں گے مجھے شک پڑتا ہے کہ نوری وہیں ہے۔"

اچانک سے ثمرن کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔ وہ شخص اسے ہمیشہ اپنے عمل سے شرمندہ کروا دیتا تھا۔ اور وہ اپنے حسنِ سلوک سے اتنا بلند ہو جاتا تھا کہ ثمرن کو اپنا آپ بہت چھوٹا محسوس ہوتا تھا۔ وہ اس شخص کے واقعی قابل نہیں تھی۔ ہونٹوں کو سختی سے دبائے وہ رُخ موڑ چکی تھی کہ وہ اس کو مزید دیکھنے سے نہ رو پڑے جبکہ وہ قلابازی کر رہا تھا اور وہ جانتی تھی اس شخص نے اس کی بات دل پر بھی نہیں لی ہوگی مگر پھر بھی وہ بہت بار اس کا دل توڑ چکی تھی اور وہ بنا ظاہر کیے اس پر پیار نچھاور کرتا جارہا تھا۔

"آپ بہت اچھے ہیں دین۔"

دل میں کہتے ہوئے آج اس کا دل بھی رو پڑا تھا۔

"ٹھیک ہے، میری ان سے بات ہو چکی ہے جیسے انہوں نے کہا ویسا کرتے جاؤ مگر مجھے شکایت کا موقع نہیں ملنا چاہیے اور کوشش کرو گھر میں کم ہی آؤ اور میری موجودگی میں ہرگز نہیں ورنہ تم جانتے ہو کہ میں کیا چیز ہوں سمجھے۔"

سلیم نے اس چھوٹے خان کو دیکھا جو سب سے ہی سخت اور مغرور تھا جس کو وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔

"ٹھیک ہے سر! آپ بالکل فکر نہ کریں آپ آغا جی کے بیٹے ہیں، آپ کا حکم سر آنکھوں پر اور گھر کی بھی فکر نہ کریں میری بیوی سب سنبھال لے گی۔"

جتنا اسے غصہ آیا تھا اتنے ہی تحمل سے کہتا اس کو تسلی دینے لگا۔

"نہیں سارے کام گل شیر اور باقی دو ملازم سنبھال رہے ہیں کوئی ضرورت نہیں ہے اور میں چھوٹی بچی سے کام کروانا پسند نہیں کرتا۔"

وہ اب سگریٹ سلگا چکا تھا۔

"جاؤ۔"

وہ جب اپنی بات کہہ چکا تو اس کے بلاوجہ کھڑے ہونے پر خشک لہجے میں کہتا ہوا لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوا۔

وہ سر کو خم دیتا ہوا چل پڑا اس کا فون بج اٹھا، دیکھا تو ماتھے پہ بل آ گئے سگریٹ کو منہ سے نکالا، یہ لڑکی اس کا جینا حرام کر دے گی۔ جتنی بار وہ اس سے باز پرس کر چکا تھا اتنا ہی اس کے پیچھے پڑ گئی تھی، کچھ سوچتے ہوئے اس نے آخر فون اٹھا لیا اور خاصے تیز لہجے میں بولا۔

"کیا کام ہے تمہیں۔"

"بندہ سلام کا جواب ہی دے دیتا ہے خان کیا مسلمان نہیں ہو۔" وہ ہنستے ہوئے بولی ایک تو اس کی بلاجواز ہنسی سے اسامہ کو چڑ تھی۔

"السلام علیکم آپ کو کوئی کام تھا۔" دانت پیستے ہوئے وہ بولا تھا۔

"اب بھلا ضروری ہے کام کے لیے تمہیں کوئی فون کرے۔"

"دیکھیں، اگر کام نہیں ہے تو اپنا اور میرا وقت مت برباد کریں۔"

وہ اس کا جواب سنے بغیر ہی غصے سے فون رکھ چکا تھا۔ دماغ خراب کیا ہوا تھا اس لڑکی نے خوامخواہ فری ہو رہی تھی۔ دروازہ کھلا وہ متوجہ نہیں ہوا بس اپنے کام میں مصروف ہو گیا صبح کے ہاتھ میں برش اور ایک پونی تھی چلتے ہوئے اس کے پاس آئی۔

"آپ میری پونی بنا دیں گے۔" وہ جو لیپ ٹاپ پہ مصروف تھا اور سگریٹ ایش ٹرے میں مسل رہا تھا صبح کی آواز پہ چونکا اور مڑ کر اسے دیکھا اور گھورا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ اور دوپٹہ؟"

"اوہو بتایا بھی ہے کیوں میرا موڈ خراب کر رہے ہو اسامہ۔" اسامہ کا دل بے اختیار دھڑک اٹھا ایک دم اس نے سر جھٹکا۔

"ایک تو تم مجھے اسامہ مت بلایا کرو، بھول گئی کیا کہا تھا میں نے تمہیں۔"

"اُف یاد ہے مجھے میرے سڑے ہوئے ہزبنڈ! خان بولنے سے آپ اپنی عمر سے بڑے لگو گے۔" وہ اب آنکھیں گھماتی ہوئے بولی وہ اب دوسری سگریٹ سلگا چکا تھا۔

"اتنی کیوں پیتے ہیں، مر جائیں گے اور دانت کالے ہو جائیں گے۔"

"ہو گیا تمہارا؟" اسامہ کش لیتے ہوئے بولا۔ دھوئیں کی وجہ سے وہ بے اختیار پیچھے ہوئی تھی اور کھانسنے لگی۔

"میری طبیعت کا خیال رکھنے کا کہتے ہیں اور خود ہی اس نکوٹین سے مروانا چاہتے ہیں۔"

"کیا کام ہے صبح، مجھے مت تنگ کرو۔" وہ اب بیزاری سے بولا۔

"آپ میری پونی بنا دیں۔" وہ اب برش اور پونی آگے کرتے ہوئے بولی۔

"زبان چلا لیتی ہو تو پونی نہیں بنا سکتی۔" وہ گھورتے ہوئے طنز کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔

"نہیں آپی اور امی کی لاڈلی تھی نا اس لیے وہ بنایا کرتی تھیں، ایک تو میرے بال ہی اتنے بھاری ہیں اونچی بن ہی نہیں سکتی اس لیے اب آپ کے ساتھ رہتی ہوں تو یہ کام آپ کو کرنا ہوگا پھر چاہے میں بھی آپ کی دو پونی

بناؤں گی یہ دیکھیں دور بر بینڈ پڑے ہوئے ہیں۔"
اور وہ منہ کھولے حیرت سے اسے تک رہا تھا۔اس سے پہلی وہ کچھ کہتا وہ دونوں چیزیں اس کی گود میں ڈال کراب نیچے بیٹھ چکی تھی۔

خانم سامنے بیٹھی ان سب کی ڈیمانڈز کو غور سے سن رہی تھیں۔ساتھ ہی ایک طرف ان کے بلال بیٹھا ہوا تھا جس نے سائڈ پہ پیسوں سے بھرے دو بڑے بڑے بیگ وہ بھی ان کے کہنے پر رکھے ہوئے تھے۔اس کو اتنے دو اس کو اتنے یہ سلسلہ چلتا رہا جب بلال نے ان کے کندھے پہ نرمی سے ہاتھ رکھ کر ہولے سے تھپکا وہ اب اپنے منیجر اور وکیل سے کچھ ضروری بات کر رہی تھیں چونک پڑی اور بے اختیار مڑ کر اسے دیکھا۔
"ایک منٹ، ہاں بولو بلال۔"
"سب کے مسائل حل کر رہی ہیں میرا ابھی چھوٹا سا مسئلہ ہے سولو کر دیں پلیز۔" وہ بیچارگی سی صورت بناتا خانم کو بہت پیارا لگا تھا مگر وہ اسے گھورنے لگیں۔
"تم اس گاؤں کا حصہ نہیں ہو اور تمہارا یہ چھوٹا سا مسئلہ میرے لیے بہت بھاری ہے میرا فیصلہ اب بھی نہ میں ہے۔" وہ اب سنجیدگی سے کہہ کر دوبارہ مڑنے لگی کہ بلال نے روکا۔
"دیکھیں، آپ دین کو بلوالیں اگر وہ اور اس کی مسز حرا کو معاف کر دیں گے پھر تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا نا۔"
وہ ہوشیاری سے دین کا پتہ پھینک کر انہیں زیر کر رہا تھا مگر وہ بھی ردا خانم تھیں اتنی آسانی سے کسی کے جال میں نہیں پھنستی تھیں۔
"بیشک وہ معاف کر دیں، میں نے بھی کر دیا ہے مگر میں اس لڑکی کو اپنی بہو نہیں بناؤں گی۔"
وہ چڑنے لگا۔
"دادو، میں نے آپ سے کچھ نہیں مانگا آج تک، آپ میری ایک خواہش بھی پوری نہیں کر سکتیں۔" اس نے اموشنل کرنا ضروری سمجھا۔

"اگر تمہاری خواہش قابل دید ہوتی تو میں سو بسم اللہ کر کے کیوں نہ پوری کرتی، اپنے بچے کی خواہش دیکھو بلال بچے میں بہت دور اندیشی سے کام لے رہی ہوں اور میں چاہتی ہوں تم بھی لو، فائدہ تمہارا ہی ہے بلال ورنہ اس الفت میں سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں ہوگا۔"

وہ بہت سمجھداری سے اسے قائل کر رہی تھیں۔

"وہ شرمندہ ہے آپ بھی تو دیکھیں وہ نہ کھانا کھا رہی ہے نہ کسی سے بات کر رہی ہے، وہ نمازیں بھی باقاعدگی سے پڑھ رہی ہے۔ وہ بدل رہی ہے دادو کچھ تو اپنا آپ دل نرم کریں میرا آپ سے وعدہ ہے میں بالکل نہیں پچھتاؤں گا۔"

وہ ان کا ہاتھ پکڑ وہ کر بھرپور ایمانداری اور سچائی سے بولا تھا کہ ان کا دل پگھل گیا اور وہ دل میں اس کی خواہش پوری کرنے کے لیے تیار تھیں مگر حرا کو شرمندہ کرنا ضروری تھا کہ وہ آئندہ ایسی حرکت کرنے کا سوچتے وقت بھی گناہ تصور کرے۔ وہ خود بھی غور کر رہی تھیں ساروں کے رویے کے بہ نسبت حرا کا بہت تبدیل ہوا تھا اور انہیں خوشی تھی اس بات کی، بس دین اور اس کی بیوی آجائیں وہ ان سے پورے دل سے معافی مانگ لے، وہ جانتی تھیں دین بڑے دل کا ہے وہ معاف کر دے گا پھر وہ اپنے پوتے کی آرزو دل و جان سے پوری کیوں نہیں کریں گی۔

"اچھا سوچنے دو جاؤ اب صبح سے میرے ساتھ ہو۔"

وہ منہ بنا چکا تھا اور اٹھ گیا۔

"پتا نہیں کب سوچے گی آپ۔"

وہ مسکراہٹ دبا کر اب منیجر کی طرف متوجہ ہوئی۔

❁......❁......❁

وہ اب ٹیک آف کر چکا تھا پھر اس نے ثمرن کو دیکھا جواب ڈرنے کے بجائے سر جھکائے کسی ایک نقطے پر غور کر رہی تھی۔

"موشم؟۔"

وہ چونک پڑی اس نے سر اٹھایا پھر زمین کو دیکھنے لگی۔ وہ جھٹکا لگنے پر بھی نہیں چیخی تھی یہ بات دین کے لیے کافی حیران کن تھی۔ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد اس نے سیٹ بیلٹ اتاری پھر اٹھ کھڑا ہوا ایک دم کوک پٹ کا دروازہ کھلا اور ایئر ہوسٹس نمودار ہوئی۔

"آل اوکے سر۔"

"جی آؤ۔"

وہ اب جھک کر اس کی سیٹ بیلٹ کھولنے لگا پھر اس کو دیکھتے ہوئے ٹھہر گیا وہ رو رہی تھی۔

اس کی انگلیاں بے اختیار سیدھا اس کے گال کو چھونے لگیں۔ ثمرن نے پھر بھی سر نہیں اٹھایا تھا وہ اب مڑ کر ایک معذرت زدہ مسکراہٹ اچھالتا پرائیویٹ مومنٹ چاہتا تھا وہ بھی مسکرا کر دروازہ بند کر چکی تھی۔ وہ اب گھٹنے کے بل بیٹھا پھر اس کا سر اٹھانے لگا مگر وہ اس کے ہاتھ ہٹا کر اپنے گال تیزی سے صاف کرنے لگی۔

"میں آپ جیسے اچھے بندے کی قابل نہیں ہوں۔" وہ گلوگیر لہجے میں بولی۔ صلاح الدین ہنس پڑا۔

"دین کی جان کس نے کہا یہ تم سے۔" وہ اب اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔

"میں نے آپ سے بہت بدتمیزی کی آپ کے ساتھ اتنے برے طریقے سے پیش آئی اور آپ، آپ میرے لیے اتنا کچھ کر رہے ہیں میں واقعی آپ کے قابل نہیں ہوں۔"

وہ اب بار بار اپنے لہجے کو ہموار کرنے کی کوشش میں بہت دھیمے سے بول رہی تھی مگر اس کی آواز بھرائی جا رہی تھی۔

"اُف اتنا سیلاب تم کہاں سے لے آئی ہو! بس بھی کرو ورنہ میں خود پر قابو نہیں پا سکوں گا۔ چلو آؤ دیکھنا نور مل جائے گی۔"

اور وہ کچھ بھی کہے بغیر سیٹ سے اتر کر اس کی گود میں بیٹھ کر اس کی گردن میں منہ دیئے بس رونے لگی۔

"آئی لو یو دین آئی لو یو سو مچ! پلیز الادین آپ اپنی موشم کو معاف کر دیں میں اب کبھی مر کر بھی آپ سے بدتمیزی نہیں کروں گی۔"

ہچکیوں سے کہتے ایک ایک لفظ دین کی رگوں میں بس رہے تھے اور روح میں جیسے آسودگی پھیل گئی تھی۔ اس

کے گرد بازو پھیلاتا وہ اسے کھل کر رونے دینے لگا اور وہ جانتا تھا اب وہ نہیں روئے گی۔

"تم نے اسامہ کی بیوی دیکھی ہے تیرے جتنی ہے لیکن کتنی خوبصورت، گوری چٹی، مومی گڑیا سی اور تو اپنے آپ کو دیکھ، اسامہ پر بھی رشک آتا ہے، خون بہا میں ملی بھی تو کتنی سندر بیوی اور میرے نصیب پھوٹے ہوئے جو میں نے تم جیسی سے شادی کرلی۔"

"تو کس نے کہا تھا مجھ سے کرنے کو، نہ کرتے تو آج میری زندگی یوں تباہ نہ ہوتی اور میں اس وقت چھٹی جماعت میں چلی جاتی۔"

دل کا درد وہ دل کو ہی بتاتی خاموشی سے جھاڑو لگا رہی تھی جبکہ وہ اپنے بکواس میں لگا رہا۔

"کون سا کباڑ ختم کررہی ہے تو مجال ہے شوہر کو بھی وقت دے، پکی جہنمی ہے مجھے غصہ دلا کر کیا سمجھتی ہے تو سکھی رہے گی اب تو اس گڑیا کو دیکھ کر تیری جیسی منحوس کی شکل دیکھنے کا دل نہیں کرتا چل دفع ہو یہاں سے باہر مجھے سونا ہے۔" وہ غصے سے بولتے اسے باہر کا راستہ دکھانے لگا اور وہ پریشان ہوگئی۔ باہر اتنی تیزی بارش ہو رہی ہے اور وہ کیسے باہر جائے۔

"جاناؤ جاتی کیوں نہیں۔" وہ جوتی اٹھانے لگا تو وہ تیزی سے جھاڑو چھوڑ کر تیزی سے باہر بھاگی۔

"یہ کتنے بال ہیں تمہارے ہاتھوں میں ہی نہیں آرہے۔"

وہ جھنجلا گیا تھا کبھی ایک طرف سے لٹ پکڑتا تو کبھی دوسری طرف سے نکل جاتی، کبھی وہ اتنی زور سے بال کھینچتا کہ بے اختیار نور چیخ پڑتی پھر کبھی اتنی ڈھیلی پونی بناتا کہ پونی اس کے سلکی بالوں سے پھسل کر نیچے گرجاتی۔

وہ اب چڑ گیا تھا۔

"بھئی مجھ سے نہیں ہورہی اتنے لمبے بال رکھتی ہی کیوں ہو تم لڑکیاں۔" وہ اب برش ڈیسک پہ پھٹکتے ہوئے بولا۔

"نہیں، نہیں بنائیں۔ دیکھا آپ نے بس ہاتھوں میں پونی ڈالنی ہے پھر میرے سارے بال اپنی ہاتھوں

کی گرفت میں لیں پھر اس میں پونی گھسائیں، اس کے بعد پونی کے کم سے کم دو یا تین بل دیں اور یہ کام آپ اونچائی سے کریں پھر ہو گیا۔"

"اگر بولنا آتا ہے تو خود ہی کرو مجھ سے نہیں ہو رہا۔"

"پلیز نا اسامہ پھر میرا ڈورے مون لگ جائے گا۔"

"اُف تم نا۔"

پھر ایک دم اس کے صبح کی طبیعت کے باعث چپ ہو گیا اور دوبارہ اس کی ہدایت کیے ہوئے طریقے سے کرنے لگا اور بالآخر انتھک کوشش سے اسامہ دی چچی اپنے مشن میں کامیاب ہو چکے تھے۔

"واؤ مگر سر درد ہونے لگا اتنی کس کے باندھی ہے۔"

وہ اب اپنے سر کو دبا رہی تھی پھر بالآخر اٹھ گئی پھر مڑی کہ اس کے بال اسامہ کی منہ پہ پڑے۔

"اُف۔"

وہ اب ربر بینڈ اٹھانے لگی پھر اسے دیکھا۔

"نہیں۔"

اسامہ نے تیزی سے گھورا

"نہیں بالکل بھی نہیں۔"

وہ بے حد اویل سمائیل سے اس کی طرف بڑھی۔

"پرفیکٹ واؤ اسامہ آپ کتنے پیارے لگ رہے ہیں۔" وہ اپنے کام کا کمال دیکھ کر تالی بجاتے ہوئے بولی۔

"اسامہ لالہ! آپ کی کالی کافی! یہ کیا۔ ہاہاہاہاہا۔"

وہ اسامہ کی کافی لے کر اندر آیا تھا پھر حیرت سے دیکھ کر اس کو ہنسی کے دورے پڑے۔ اسامہ نے دانت کچکچائے اور پھر تیزی سے انہیں اتارنے لگا کہ صبح نے اس کا ہاتھ روکا۔

"نہیں بالکل بھی نہیں میں ابھی آپ کی پکس لوں گی ویسے اسامہ ایک اور چیز۔"

”سوری، بہت ہوگیا میں اب بالکل نہیں سنوں گا۔ نکالو اسے اور تم اپنی بتیسی اندر کرو ورنہ میں بتیس کے بتیس توڑ دوں گا۔“

وہ تو جیسے گل شیر کے ہنسنے پر بگڑ گیا گل شیر کی ہنسی کو بریک لگا ورنہ کوئی بعید نہیں تھا اسامہ کا۔

”تھوڑا سا میک آپ کرنے دیں میں نے وہ یوٹیوب میں ہزبنڈ میک آپ ٹیگ دیکھا تھا اس میں یوٹیوبر اپنے شوہر کا میک آپ کرتی ہیں مجھے بھی کرنا ہے۔“

اور اب وہ تیزی سے اُتارنے لگا

”اسامہ پلیز۔“ وہ منہ بسورنے لگی

”جاؤ تم باہر، بہت سن لی تمہاری جاؤ۔“ وہ غصے سے بولا۔

”اُف چچی۔“

بے اختیار بولتے ہوئے اس کی نظر سامنے کھڑکی میں پڑی تو حیران ہوگئی۔ وہ لڑکی باہر بارش میں کھڑی بھیگ رہی تھی۔ کبھی پریشانی سے اِدھر دیکھ رہی کبھی اُدھر، اس کے چہرے پہ عجیب سی وحشت تھی۔ وہ خود کو روک نہ پائی اور باہر کی طرف بڑھی۔ اسامہ کے روم کے ساتھ ہی یہ دروازہ تھا جس کا لاک اس نے تیزی سے کھولا اور پھر پورا دروازہ کھول کر وہ باہر آئی اور پھر لیفٹ سائڈ پہ مڑ کر اسے آواز دی۔

”سنو سنو۔“

غزل بے اختیار چونکی تھی۔ وہ لڑکی یعنی کے اس کہ مالکن اسے اس طرف آنے کا اشارہ کر رہی تھی وہ جلدی سے چلتے ہوئے اس کے پاس آئی۔

”جج، جی بی بی۔“

”تم پاگل ہو، مانا کہ بارش ایک اچھی چیز ہے مزا آتا ہے پر اتنے تیز طوفان پر میں بھی کبھی نہ جاؤں ایسے باہر کیوں کھڑی تھی کمرہ نہیں مل رہا تھا۔“

غزل شدت سے کانپ رہی تھی۔ نور نے بے تکلفی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

”آؤ اندر آؤ تمہارے تو ہاتھ بھی کتنے ٹھنڈے ہیں آؤ۔“

”نن۔نہیں بی بی۔“

”میرا نام نور ہے تم مجھے نوری بھی کہہ سکتی ہو، نور بھی اور صبح بھی بہت سے نام ہیں، خیر اچھا چھوڑو آؤ تم بھی میری طرح بے ہوش نہ ہو جاؤ۔“

وہ کمزور سا احتجاج کرتی رہی مگر نور کھینچتے ہوئے اسے لے آئی۔

”آؤ! تمہارے تو کپڑے بھی بہت میلے ہیں کیا ٹائم نہیں ملا تھا یا کپڑے نہیں تھے۔“

وہ اس کے بدرنگ اور تقریباً گھسے ہوئے کپڑوں کو دیکھ کر خود کو روک نہیں پائی تھی کہنے سے۔اور وہ بیچاری پریشان ہو گئی۔

”آپ کا کوئی کام کرنا تھا بی بی اگر کوئی کام نہیں ہے تو مجھے باہر کھڑا ہونا ہے۔“

”اوہو، کتنی بار کہا ہے میرا نام بی بی نہیں، ایک گل بھائی کم ہے اس چچی کا چمچہ کہ تم بھی شروع ہو جاؤ! ویسے وہ عجیب سا بندہ تمہارے ساتھ کون تھا؟“

وہ اسے لاؤنج کی طرف لے آئی جو کافی گرم تھا۔غزل کو تھوڑا سکون ملا مگر ڈر اس پر غالب ہو رہا تھا کہ کوئی کچھ کہہ نہ دے۔

”جی۔شو۔شوہر۔“

”اتنا بڑا آدمی تمہارا شوہر۔“

نور کی آنکھیں پھیل گئیں۔

”ویسے اسامہ کی ساتھ تو میری مجبوراً ہوئی تھی مگر تمہارا کیا تمہارے بھائی نے بھی کچھ کیا تھا۔“

وہ ناسمجھی سے دیکھنے لگی پھر کچھ سمجھ نہ آئی تو نفی میں سر ہلانے لگی۔

”پھر کیوں کی، تم تو اتنی چھوٹی ہو اور کھڑی کیوں ہو، بیٹھو نا۔“

وہ خود جب صوفے پہ بیٹھ گئی تب اسے بیٹھنے کو کہا۔

”نہیں بی بی، میں ٹھیک ہوں۔“

”اُف ایک تو میں کیا کوئی بڈھی اماں ہوں جو سب مجھے بی بی بلاتے ہیں۔نور نام ہے میرا اور بیٹھو یہاں

کانٹے نہیں لگے صوفے پر۔"

وہ اب ٹی وی آن کر چکی تھی۔وہ اسے دیکھنے لگی۔

"اب میں اسامہ کو بلاؤں۔"

وہ کچھ سوچ کر اس کا نام استعمال کرنے لگی کیونکہ اسامہ نے بتایا تھا وہ کام والے ہیں وہ اب گھبرا گئی، مطلب سلیم کو پتا چل گیا شکایت آئی ہے تو وہ بیٹھ گئی۔

"واہ اسامہ کا نیم واقعی ڈراؤنا، ہے تم نے کھانا کھایا! مجھے پتا ہے نہیں کھایا ہو گا میں ابھی آئی۔"

وہ تیزی سے اٹھی۔

"بی بی۔"

مگر وہ ان سنے کرتا اٹھ پڑی۔

وہ اب منزل پر پہنچ گئے تھے۔دین کے پاس چونکہ چابی نہیں تھی اس لیے بیل مارنے لگا۔اچانک سائڈ گیٹ کا چھوٹا دروازہ بالآخر پانچ منٹ کے بیل کرنے کے بعد کھلا اور ایک گارڈ باہر نکلا جو پٹھان ہی تھا۔

"السلام علیکم فرید چاچا۔" وہ مسکرا کر ان سے بغل گیر ہوا۔ثمرن حیران ہوگئی مگر پھر جلدی سے حیرت پہ قابو پایا کیونکہ یہ دین تھا سب کے ساتھ ایک جیسا ہی سلوک رکھتا تھا۔

"او صلاح الدین خان او بچے تو آ گیا کدھر غائب ہوا تھا ہم نے بہت مس کیا تم کو۔"

"میں نے بھی آپ کو چاچا! ثمرن یہ چاچا فرید یہاں کی دیکھ بال کرتے ہیں اور چاچا یہ میری بیوی ثمرن۔"

"السلام علیکم۔"

وہ اپنا دوپٹہ سر پہ اچھی طرح سیٹ کیے آگے جھکی۔انہوں نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔

"ماشاءاللہ کب ہوئی شادی، خوش رہو۔"

"بس کچھ ہفتے پہلے، چاچا کیا ارباز ادھر ہی ہے اس کے ساتھ چھوٹی سی لڑکی۔"

وہ صلاح الدین کے کہنے پہ حیران ہوئے۔

''نہیں خان، ارباز بچہ تو نہیں آیا اور لڑکی کیوں ساتھ آئے گی بھلا۔''

''چاچا، اگر آپ آغا جان کے ڈر سے کہہ رہے ہیں تو بالکل نہ ڈریں، ارباز اسامہ میں سے کوئی بھی ہے مجھے اس کا آپ بتا دیں پلیز یہ ایک بچی کی زندگی کا معاملہ ہے اور وہ بچی میرے لیے بہن سے بڑھ کر ہے۔''

''او خان، ہم حلال روٹی کماتا ہے ہم کبھی غلط چیز کا ساتھ نہیں دے سکتا یہ تم اچھی طرح جانتا ہے، اس چکر میں ہمارا اپنا جان کیوں نہ چلا جائے۔'' وہ مضبوط لہجے میں بولے۔

''میں جانتا ہوں اس لیے اتنا پرامید تھا مگر واقعی کوئی بھی نہیں کیا اسامہ ہے؟۔''

نجانے کیوں وہ پوچھ اٹھا۔

''نہیں اسامہ بچہ بھی نہیں آیا۔ تم ہم کو بتاؤ صلاح الدین خان ماجرہ کیا ہے۔''

دین نے لب دبائے اور مڑ کر ثمرن کو دیکھا جو بالکل خاموش اب بالکل نارمل انداز میں انہیں دیکھ رہی تھی مگر دین جانتا تھا اس کی دل کی کیفیت کیا ہے اس وقت۔

''ہیں یہ کدھر گئی ابھی تو اِدھر بیٹھی ہوئی تھی۔'' وہ دودھ کے دو گلاس تھامے لاؤنج میں آئی تھی مگر وہاں غزل نہیں تھی۔

''اس کا تو نام بھی نہیں پوچھا جو اسے آواز دوں، کہیں اس کا شوہر چلو کوئی نہیں اس چچی کو دے دیتے ہیں۔''

وہ چلتے ہوئے دوبارہ سٹڈی روم میں گئی جہاں وہ مصروف بیٹھا ہوا تھا اس نے سر اٹھایا۔

''اب کیا کام ہے اور یہ کیا لائی ہو۔''

وہ تھکے ہوئے انداز میں کہتا سر سیٹ کی پشت پہ ٹکا چکا تھا۔

''اسے انگلش میں مِلک اور اردو میں دودھ کہتے ہیں اور یہ گائے سے پایا جاتا ہے۔ اس سے ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں، ہائیٹ لمبی ہوتی ہے، رنگ اسی کی طرح ہو جاتا ہے اور......اور......''

''بس میں جانتا ہوں لیکن دو گلاس کس خوشی میں۔''

''لائی تو میں اس کے لیے تھی مگر اب تم پی لو۔''

وہ اب کافی کے سائڈ پہ رکھ چکی تھی اور اپنا گلاس تھامے سامنے والے صوفے پہ بیٹھ گئی اسامہ اسے دیکھتا رہ گیا۔

"کس کے لیے لائی تھی؟۔" وہ اب لیپ ٹاپ سائڈ پہ رکھ چکا تھا۔

"وہی، وہ بچی پتا نہیں کیوں بارش میں کھڑی تھی میں اسے اندر بھی لائی تو گھبرا رہی تھی جیسے میں کوئی ویمپائر ہوں۔"

"ہاں وہ تو تم ہو۔" اسامہ بڑبڑایا۔

"کیا کہا؟۔"

"کچھ نہیں بولو اپنی تم۔"

"تو بس تمہارا نام لے کر زبردستی بٹھایا اور پھر کہا ابھی آئی بس پھر غائب۔ ویسے اس کا شوہر کتنا کوجا ہے اور وہ کتنی پیاری سی ہے۔"

اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔ کتنا بولتی ہے مسکراہٹ کو چھپانے کے لیے اس نے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"واقعی میں اسامہ، بہت چھوٹی ہے مجھے بہت برا لگتا ہے جب ایسا ہوتا ایک دفعہ ہمارے گھر میں کام والی آئی۔ وہ لڑکی تیرہ سال کی تھی اور اس کا نکاح ہو گیا تھا۔ عید میں اس کی شادی ہونی تھی مجھے تم سے اتنا برا لگا کیسی زندگی ہے اس کی بندہ کھل کر جی نہیں سکتا۔ وہ پیدا ہوتے کام کرتے ہیں اور مرتے دم تک کام کرتے ہیں مجھے بھی رونا آیا تھا کہ میری بھی ان جیسی لائف ہو جائے گی مگر ایسا کچھ نہیں ہونا میں پوری دنیا دیکھنا چاہتی ہوں تو تم مجھے پوری دنیا دکھاؤ گے۔"

وہ اس سے وعدہ کیوں کر رہی تھی۔ وعدہ تو اس کے ساتھ ہوتا ہے جن سے محبت اور بھروسہ کیا جاتا تو کیا صبح؟

"بہت ہو گیا۔ جاؤ تم سو جاؤ اور کل سے تمہاری کتابیں آجائیں گی۔"

ایک دم صبح کا منہ کھل گیا۔

"نہیں، میری ابھی سکول سے جان چھوٹی ہے میں نہیں جاؤں گی۔" ایک دم لہجے میں ضد آگئی ابھی تو جان چھوٹی تھی اتنی جلدی۔

"صبح! پاگل ہو ایک تو بات کرتی ہو کام والے لائف کی دوسری طرف تم سکول نہیں جانا چاہتی۔" وہ حیران ہو گیا۔

"نہیں، سکول گندا صبح صبح اسمبلی میں کھڑا کر دیتے ہیں دل خراب ہو جاتا ہے میرا نہیں چھ گھنٹے میں اتنا کچھ کر سکتی ہوں۔"

"پاگل لڑکی سکول نہیں جا رہی ویسے بھی سیشن ختم ہونے لگا ہے تم سوین میں ہونی چاہیے تھی اس وقت اس لیے ایک سکول سے بات ہوئی ہے میری کافی اچھا سکول ہے وہ ایک ٹیسٹ لیں گے پھر جاؤں گی۔"

"نہیں میں نہیں جاؤں گی۔نہیں نا۔"

اس نے گہرا سانس لیا کہ وہ کہیں طبیعت نہ خراب نہ کر لے اس لیے بولا۔

"ٹھیک ابھی فی الحال جاؤ۔" وہ سنجیدگی سے کہنے لگا۔

"میں چچی تمہیں چھوڑوں گی نہیں اگر تم نے سکول بھیجا۔"

وہ غصے سے کہتے اٹھ گئی اور دروازہ بند کر ہوا کے جھونکے کی طرح غائب۔اسامہ دروازے کو دیر تک دیکھتا رہا پھر ہنس پڑا۔اسامہ ہنسا تھا۔وہ زندگی میں پہلے بار دل سے ہنسا تھا۔نہیں اسامہ ہنسا ہی پہلی بات تھا،اس اپنا پل یاد آ گیا تھا۔

"ماما سکول نہیں جانا مجھے،وہ تنگ کرتے ہیں،ماما اسمبلی گندی ہوتی ہے۔"

"کیا چیز ہو تم صبح؟۔"

وہ مسکرا کر دودھ کا گلاس اٹھا چکا تھا۔

✿......✿......✿

دین ان سے بات کرتے ہوئے باہر چلا گیا تھا جبکہ وہ اندر اس کے پشاور والے گھر کا جائزہ لے رہی تھی دین کو تسلی نہیں ہوئی تھی۔اسے لگا تھا فرید چاچا کیا پتا جھوٹ بول رہے ہوں اور فرید چاچا سمجھ گئے اور جذبات میں آ کر سارا گھر دکھا دیا لیکن وہاں نوری نہ مل سکی۔دین کو لگ رہا تھا کیا پتا کہیں باہر گئے ہوں اس لیے ان سے گفتگو کو طویل کرتے ہوئے وہ ثمرن کو یہاں بیٹھے کا کہہ کر باہر لے گیا کہ ان سے بات کر کے کچھ پتا چلے اور وہ اب چل

کر صوفے پہ بیٹھ چکی تھی اور پھر اپنے سر کو انگلیوں سے دبانے لگی۔ سوچ سوچ کے دماغ پھٹ رہا تھا آخر نوری ہو گی کہاں؟ اچانک کسی کی قدموں کی چاپ نے اس کی سوچ کا تسلسل توڑا اور اسے سر اٹھانے پر مجبور کیا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو ٹھہر گئی۔ نظریں بے اختیار اس بچی پر گئیں جو بالکل نور صبح کی ہم عمر تھی اور اس کے ہاتھ میں بچہ، ضرور اس کی ماں پیچھے آ رہی ہو گی بہن بھائی ہو سکتا ہے۔ وہ ثمرن کو دیکھ کر ہولے سے سلام کرنے لگی۔ ثمرن خاموشی سے اسے، کبھی بچی کو دیکھ رہی تھی۔ اس بچی کو عجیب لگا اور وہ خاموشی سے کچن کی طرف بڑھ گئی اور وہ اس کی پشت کو جاتا ہوا دیکھنے لگی۔

◆......◆......◆

وہ کمرے کے اندر داخل ہوا تو کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ مطلب وہ کمرے میں تھی اور ساری بتیاں بند کر کے سو گئی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر بٹن ڈھونڈا اور پھر لائٹ آن کی۔ پھر اسے اپنے بستر پہ ہی پایا جو مزے سے پر سکون نیند سو رہی تھی۔ اس ویمپ کے سارے بال منہ پہ آئے ہوئے تھے وہ دو منٹ کے لیے بس اسے ہی دیکھ رہا تھا پھر گہرا سانس لیتا ہوا اچھل پڑا اور واش روم کے اندر گھسا۔ جب کپڑے تبدیل کر کے واپس آیا تو اسے آوازیں محسوس ہوئیں۔ اس نے دیکھا بالکنی کا دروازہ کھلا ہوا تھا وہاں سے آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ چلتا ہوا اس طرف بڑھا اور پھر وہاں پہنچ کر آوازیں بند ہو گئی تھیں۔

ایسا لگ رہا تھا کوئی لڑ رہا ہے شاید بلیاں ہوں مگر تسلی کے لیے وہ نیچے جھانکنے لگا۔ اندھیرے کے سوا اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پھر کندھے اچکا تا وہ واپس آ گیا اور دروازے کو بند کیا پھر صوفے کی طرف جانے لگا جب نور صبح سونے میں بات کرنے لگی۔

"ماما، مجھے آپ کے پاس آنا ہے، میں نہیں رہ سکتی، بابا کوئی تو آ جائے آپی ہی آ جائیں کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا کوئی بھی نہیں، میں مر جاؤں گی تب بھی آپ لوگ نہیں آئیں گے۔"

اس کی رک رک کے ایک ایک الفاظ پر اسامہ ساکت ہو گیا۔ وہ اور پھر بہت کچھ بولے جا رہی تھی مگر اسامہ کو یہی الفاظ سنائی دے رہے تھے۔

"میں مر جاؤں گی تب بھی آپ لوگ نہیں آئیں گے۔"

وہ چلتا ہوا بیڈ پہ آیا۔ وہ ابھی تک نیند میں کچھ بول رہی تھی۔ اسامہ نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بازو جو کمبل میں دبکا ہوا تھا اسے تھپکی دینے لگا۔

"شش۔"

انداز جیسے سلانے کا تھا۔ اس کی نظر صبح کے منہ پہ آئے چمکتے ہوئے بالوں پر پڑی اس نے اس کے چہرے سے ہٹانے چاہے اور اس نے ہٹائے تب ایک اور انکشاف نور صبح میڈم کو بخار چڑھ گیا تھا۔ اسامہ نے کنفرم کرنے کے لیے پھر اس کے پیشانی پہ ہاتھ تو اس کی پیشانی جل رہی تھی۔

"اس لڑکی کو کہا بھی تھا احتیاط کرے مگر نہیں۔"

ساری نرمی جیسے ہوا میں اڑ گئی۔ اب تو جیسا غصہ ہی غالب ہو گیا تھا اسامہ پر، وہ اٹھا اور دروازہ کھول کر نیچے کی طرف بڑھا اور پھر پندرہ منٹ بعد واپس آ کر تھرمامیٹر سے اس کا بخار چیک کیا اور پھر اس نے باول اور چھوٹا سا تاول کے قینچی سے لمبے لمبے پیس بنا کر اب اس کے سامنے بیٹھا پہلے اس کا بخار چیک کرنے لگا۔

"ایک سو دو۔"

"اس لڑکی نے میری زندگی عذاب میں رکھنی ہے کبھی ایک پل چین کا بھی نہیں دے گی۔"

اب پیس کو باول میں بھگو کر انہیں نچوڑنے لگا اور پھر اس کے سر پہ رکھا۔ نور صبح کو اپنے سر میں کچھ گیلا گیلا محسوس ہوا جو سارا پانی اب اس کے منہ میں آ رہا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھی۔

"اُف یہ کیا کر رہے ہو! مجھے مارنے لگے ہو۔"

وہ اپنے گیلے منہ کو ہاتھ لگاتے ہوئے اسامہ کو گھورنے لگی۔ اسامہ اس کے اٹھنے پر بوکھلا گیا تھا۔ کیا ضرورت تھی یہ کام کرنے کی، عجیب سی شرمندگی ہوئی اسے۔

"نہیں تم، میرا مطلب ہے۔"

اس نے کپڑا چھینتے ہوئے اس کے منہ میں بھی لگانا شروع کر دیا

"یہ لو۔"

اسامہ نے اس کا بازو پکڑا۔

"پاگل تو نہیں ہو گی صبح۔"

اس احتجاج سے بیڈ پہ پڑا باول بھی گر گیا اور بستر کو گیلا کر چکا تھا۔

"تم کیا کر رہے تھے۔"

وہ سخت بخار میں بھی جنگلی بلی تھی۔

"تمہیں بخار تھا، تمہاری پٹیاں کر رہا تھا مگر میں بھول گیا تھا کہ تم زومبی ہو۔"

وہ اب رک گئی پہلے اسے پھر مڑ کر گیلے بستر کو دیکھتی رہی پھر اپنے جسم کو چیک کرنے لگی تو واقعی محترمہ کو بخار تھا۔

"تمہیں کیسا پتا چلا، ضرور میرا اگلا دبانے لگے ہو گے تب پتا چلا ہو گا۔"

وہ اب کمبل کو سائڈ پہ کر چکی تھی۔ اسامہ بھی بستر سے اتر گیا۔

"اتنا خوش قسمت نہیں ہوں کہ تمہارا اگلا دباؤں، ہاں مگر ایسی حرکتیں کرو گی تو یہ نوبت بہت جلدی آئے گی۔"

"مت بھولو میں کروکوڈائل کے کمرے سے گن لے آؤں گی۔"

وہ رک گیا۔

"یہ کون ہے، کروکوڈائل کس کو کہا؟" وہ اب گھورتے ہوئے بولا۔

"وہ جو اس کمرے میں تمہارے ساتھ جس کی تصویر تھی مگر اس کی مگرمچھ جیسی آنکھیں تھیں تمہاری طرح سفائر نہیں تمہاری اس یوٹیوبر سے بہت ملتی ہے کیا نام ہے شام ادریس وہ بھی فیک تم بھی فیک۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"ویری فنی اور تم میرے چھوٹے بھائی کو کہنے والی ہوتی کون ہو؟ سب سے خوبصورت ہے میرا بھائی۔" وہ انگلی اٹھا کر غصے سے بولا۔

"او، رہنے دو صلاح الدین علی خان آپ سب کے خاندان کے مجھے اب تک خوبصورت بندے لگے ہیں گاڈ ہی از سو ہینڈسم۔"

جیلسی جسے اردو لغت میں حسد کہتے اور حسد کی آگ اسامہ کے اندر پھیل گئی تھی اس بار بھی دین سب سے آگے، اس دین کی تو۔

وہ مٹھیاں بھینچ کر سوچ رہا تھا۔ ہاں صلاح الدین کا پہلے اس سے نکاح ہونے والا تھا وہ بھی خود کو خوش قسمت تصور کرتی۔ اگر صلاح الدین کے سنگ ہوتی جبکہ اسامہ نے بھی یہی کام کیا تھا مگر نہیں ہیر و تو دین ہے صرف دین پھر اپنی سوچ پہ اسے حیرت ہوئی وہ بھلا بچی ایسا کیا سوچتی۔ وہ تو اس لیے کہہ رہی ہوگی اس کی آپی کا شوہر ہے لعنت ہو اسامہ تم پر خود سے ہی سوال جواب کرتا وہ نور کو پاگل لگا تھا۔

''کیا خود سے بڑبڑا رہے ہو؟''

وہ چونک کر اس ویپ کو دیکھنے لگا اور پھر بستر کو دیکھ کر تاسف سے سر ہلاتا بالوں کو اٹھانے لگا۔ وہ اب کمبل چینج کرنے کے لیے اٹھانے لگا۔

''چھوڑو! یہ سوکھ جائے گا مجھے بھوک لگ رہی۔'' وہ اسے روکنے لگی۔

''ایک یہ تمہارا پیٹ ہے یا کنٹینر جب دیکھو بھوک ہی لگتی رہتی ہے، چپ کر خاموش کھڑی رہو اور مجھے بستر ٹھیک کرنے دو۔'' وہ غصے سے بولا ایک چیز تھی وہ اسامہ کے بس میں نہیں وہ تھا غصہ اور وہ چاہ کر بھی اس چیز پہ قابو نہیں پا سکتا تھا۔

''نہیں تم نے اٹھایا اور میری طبیعت بھی بہت زیادہ خراب ہے پھر ڈاکٹر کو فون کر دوں گی اور بتا دوں گی تم میرے ہز بنڈ ہو اور اب تمہیں پولیس کے حوالے کریں۔''

اف ایک تو اس کی زبان، اسامہ نے غصے سے کمبل پھینکا اور تیزی سے باہر نکلا وہ بھی اس کے پیچھے آئی۔

✿......✿......✿

وہ اب اسے مار کر تھکے ہوئے انداز میں بستر پر بیٹھا۔

''ذرا بھی آواز نکلی تمہاری زندہ گاڑ دوں گا مجھ سے زبان چلائے گی اب دے تو جواب مجھے۔'' وہ سخت لہجے میں کہتا تیزی سے اٹھا اور اسے ٹھوکر مار کر باہر نکل گیا اور وہ بالکل ساکت پڑی رہی۔ اس کا شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ چیخ چیخ کر اپنا غم بیان کرے مگر یہاں سننے والا کون تھا۔ اس نے دیکھا شادی تو بی بی کی بھی ہوئی ہے، وہ کتنی خوش اور کتنی مطمئن لگ رہی تھی اور اس نے کھڑکی میں بھی دیکھا تو صاحب اس کی پونی بنا رہے تھے۔ دیکھنے سے لگتا تھا کتنا خیال رکھتے ہیں اس کا، پڑھتی بھی ہوں گی، ان کا انداز میں بھی ایسا لگ رہا تھا اگر شادی بیشک اسی عمر

میں ہوئی تھی تو تعلیم کیوں چھینی گئی مجھ سے، یہ ماہی اس کی جگہ کیوں لکھ دی، اسے اپنے آپ سے اور اپنی قسمت سے نفرت محسوس ہو رہی تھی اور ساتھ میں صبح بی بی کی قسمت پر رشک آ رہا تھا۔ پھر وہ ہمت کر کے اٹھی اور اپنے دوپٹے سے ناک سے نکلتے ہوئے خون کو صاف کیا۔ اس کا شدت سے دل کر رہا تھا یہاں سے بھاگ جائے مگر وہ بے بس تھی۔ سنک پہ جھکی اس کے خون اور آنسو دونوں ہی بہے جا رہے تھے اور وہ اپنے رب سے اپنے درد کا مداوہ مانگ رہی تھی کہ اسے اپنے مہربان شفقت میں لے لے۔

⁂ ...... ⁂ ...... ⁂

وہ اب گل شیر کو نہیں اٹھا سکتا تھا نہ ہی کسی اور کو، اس لیے خود ہی کچھ کرنے لگا۔ ایک چیز تھی جو اسامہ کی اچھی تھی اور دین کی بے حد بری وہ تھا کھانا بنانا مگر یہ ٹیلنٹ اسامہ صاحب اپنے دل میں چھپائے، اپنی ہی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے والے کیسے امید رکھ سکتے ہیں کہ کوئی ان کی خوبی سے واقف ہو اور پھر ان کی واہ واہ کرے، اس کی مسٹری پرسنالیٹی پر وہ اپنے سب عیب دکھا دیتا تھا اور اپنی خوبیوں کو پوشیدگی کر لیتا۔

وہ اب خاموشی سے فریج میں کچھ تلاش کر رہا تھا کہ اسے کچھ بنانا نہ پڑے مگر ایسا کچھ نہیں تھا، تھکے ہوئے انداز میں بولا۔

''کچھ نہیں ہے تم جا کر سو جاؤ صبح گل شیر کچھ بنا لے گا۔''

وہ جو سٹول میں بیٹھی ہوئی تھی نفی میں سر ہلانے لگی۔

''دیکھو مجھے بخار ہے اور میں میڈیسن لوں گی مگر اس سے پہلے کچھ کھانا ضروری ہے۔ سائنس میں پڑھا تھا میں نے کہ......''

''تم چپ نہیں کر سکتی۔'' وہ اب بگڑتے ہوئے بولا۔

''نہیں، بتا رہی ہوں کہ مجھے کتنا نقصان ہو سکتا ہے اب تو میری فکر کرنے والا کوئی ہے بھی نہیں سوائے تمہارے۔''

وہ ٹھہر گیا پھر سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا وہ اب سامنے پڑا نٹیلا کا جار کھول چکی تھی اور اپنی انگلی گھسا کر پھر منہ میں ڈالنے لگی۔

"اس وقت صرف انڈا بن سکتا ہے۔" وہ فریج میں دو انڈوں کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"توبہ انڈا کبھی مر کر بھی نہیں کھاؤں ایک کام کرو کچھ آرڈر کر دو۔" وہ بھی کھانسا شروع ہو گئی۔ اسامہ سیدھا پانی کے گلاس میں ڈسپینسر سے پانی ڈالنے لگا اور اس کی طرف آیا اور اس کی پیٹھ کو تھپکنے لگا اور چاکلیٹ کا ڈبہ کھینچا۔

"ایک تو پہلے ہی بخار ہے اوپر سے گلا خراب کروں۔"

خشک لہجے میں وہ کہنے لگا ایک تو اس انسان سے نرمی سے بات نہیں ہو سکتی نوری نے پانی پیتے ہوئے سوچا اور اپنے کھانسنے لگی

"اُف! لڑکی بس کرو۔"

وہ اب جھنجلا کر کچھ سوچ رہا تھا کہ کیا بنائے تو وہ پاگلوں کی طرح کھانسنے لگی۔ بالآخر وہ چڑتے ہوئے بولا وہ اب دوبارہ پانی سے خود کو کھانسنے سے روک رہی تھی اگر اسے کھانسی نہ ہوتی تو وہ اسامہ کو خوب سناتی اور وہ کبرڈ کھول کر کچھ چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"کچھ پتا چلا آپ کو۔"

وہ صلاح الدین کو دیکھتے ہوئے تیزی سے اٹھی تھی۔ صلاح الدین کے چہرے پہ مایوسی کا عنصر تھا مگر وہ ثمرن کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا اس نے ثمرن کا ہاتھ پکڑا اور اسے ساتھ لے کر اندر کی طرف بڑھا۔

"دین! کیا ہوا آپ کچھ بول کیوں نہیں رہے۔" وہ اپنے دوسرے ہاتھ سے دین کا بازو پکڑتے ہوئے بولی۔ دین نے چونک کر اسے دیکھا اور ہاتھ چھوڑ کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا۔

"آج ایک دن یہاں رہیں گے، میں ارباز کے دوستوں کے گھر جاؤں گا اور کچھ ایسی جگہ جہاں اسامہ کا بھی کوئی کانٹیکٹ ہو فکر مت کرو مل جائے گی۔" وہ اس کے گال کو سہلا کر بولا۔ وہ رونا چاہتی تھی مگر اس نے دین سے وعدہ کیا تھا اس لیے بمشکل ہی سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"مجھے آپ پر بھرپور بھروسہ ہے الا دین صاحب، آپ سب کچھ کر سکتے ہیں۔"

صلاح الدین مسکرا پڑا اور جھک کر اب اس پر اپنی پیار کی مہر چھوڑ چکا تھا۔

"ڈیٹس مائی گرل۔" وہ ہولے سے اس کے سر پہ اپنا سر ٹکراتے ہوئے بولا۔

"چلو آؤ میں نے پشاور کی سپیشل ڈشز منگوائی ہیں، تمہیں کھلاتا ہوں۔" وہ اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے اسے کچن کی طرف لے کر گیا۔

"یہ کیا بنا رہے ہو؟"

وہ اسے کٹنگ وڈ پہ چکن بون لیس کاٹتا ہوئے دیکھنے لگی تو پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔ وہ اتنی تیزی اور مہارت سے کاٹ رہا تھا کہ صبح حیران ہو رہی تھی اتنی تو اچھی کٹنگ شاید امی نے بھی نہ کی ہو۔ وہ خاموش رہا اور فرائی پین اٹھا کر اب سٹو آن کر چکا تھا اور اب اس میں تیل ڈالنے لگا۔

"بولو بھی چکی۔" وہ اب بور ہو رہی تھی۔

"نورِ صبح ایک انتہائی باتونی اور دماغ کھانے والی لڑکی بس یا کچھ اور بھی کہوں۔"

وہ اب اسے گھورنے لگی۔

"اور اسامہ علی خان ایک انتہائی سڑا ہوا کریلا پلس تیز مرچ کے ساتھ ساتھ ڈینڈرف جیسا خشک انسان ہے بس یا اور کچھ بھی سنو گے۔"

اسامہ نے نظر اٹھا کر اس کے سرخ چہرے کو دیکھا۔

"پہلے ہی درجہ حرارت کافی زیادہ ہے مزید کیوں بڑھا رہی ہو۔"

وہ اب اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔ انداز اب سرد مہری سے کچھ الگ ہی تھا جس سے نورِ صبح کافی الحال کوئی لینا دینا نہیں تھا۔

"کیا کروں میرے آس پاس ہی آگ لگی ہے تو درجہ حرارت کیسے کم ہوگا۔"

وہ سیدھا اسامہ پہ طنز کر رہی تھی آخر تھی بھی ثمرن کی بہن، وہ ایک نظر اسے دیکھتا رہا پھر کام میں لگ گیا۔

"ویسے تم پڑھتے کیا ہو؟"

"ایک منٹ یہ تم کیا ہوتا ہے جانتی بھی ہو تم میرے سے کتنے سال چھوٹی ہو۔" وہ خاصے گھورتے ہوئے بولا

تھا۔

''ہاں ہاں بیس سال چھوٹی ہوں، پر وہ کیا ہے نا تم میرے ہز بنڈ کے ساتھ چٹی بھی ہونا اور چٹی کو اتنی عزت نہیں دے سکتی زیب نہیں دیتا صبح کو۔''

وہ تاسف سے سر ہلاتا اب پتا بریڈ کو اٹھا کر بٹر لگانے لگا۔

''اچھا بتاؤ نا اسامہ کیا پڑھتے ہو۔''

وہ سامنے پڑی ساس کو اٹھانے لگی مگر اسامہ نے نظر پڑتے ہی اٹھا لیا کہ لڑکی پھر اپنا گلا خراب کرے گی۔ وہ اب اسامہ کو ہلکی سی گھوری دکھا پھر اپنا سوال دہرانے لگی۔

''میں قتل کرنے میں بیچلر کر رہا ہوں اور بہت جلد ڈگری ختم ہونے کے بعد کسی کا قتل کروں گا اور ماسٹر کے بعد لوگوں کو مارنے کا بزنس شروع کروں گا اور پتا ہے میرا پہلا کلائنٹ کون ہوگا۔ تم اور میں یہ کام دیر سے کرنا چاہتا ہوں مگر اگر تم دوبارہ منہ سے کچھ بولی تو میرے ہاتھوں سے ابھی خون ہو جائے گا اس لیے خدا کا واسطہ ہے اگر تمہیں اپنی زندگی پیاری ہے تو چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔''

وہ اب چڑ گیا تھا اور جب وہ چڑ جاتا تھا جو اس کے منہ میں آتا تھا بولتا چلا جاتا تھا۔ وہ پہلے حیرت سے دیکھنے لگی پھر بڑی سی مسکان اس کے چہرے پہ آئی اور وہ کاؤنٹر پہ بیٹھ چکی تھی پھر اسے دیکھا۔

''تم گینگسٹر بنو گے۔ واؤ، تمہیں پتا ہے اسامہ مجھے ہیرو سے زیادہ ہمیشہ ولن اچھے لگے ہیں اور مجھے تو تم اس وقت اور بھی اچھے لگ رہے ہو ویسے کب بنو گے، وہ کالا چشمہ، وہ گلے میں چین پہننا اور بلیک جیکٹ سے نکلتا گن اور پھر ڈشوم۔'' وہ انگلی سے گن بناتی شوٹ کرنے کی آواز میں بولی۔

اسامہ سر اٹھا کر اس کے معصومانہ انداز کو دیکھ رہا تھا ڈمپل اس کے سٹبل (شیو) پہ پڑا تھا مطلب تبسم آیا تھا چہرے پہ، پر جلد ہی اس پہ حجاب لے آیا جس کی وجہ سے وہ معصوم لڑکی اس کو مسکراتا ہوا دیکھنے سے محروم رہ گئی مگر وہ کامیاب ہو گئی تھی۔ وہ اسامہ کا دل اپنی معصوم باتوں اور شرارتوں سے پگھلا رہی تھی۔ اس نے پتھر جیسے دل کو بالآخر پگھلا دیا تھا۔ جو کام کوئی نہیں کر سکا تھا وہ نورِ صبح کر چکی تھی۔ وہ اس پر نظریں ہٹاتا اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"تو پھر کب بنو گے گینگسٹر، پلیز مجھے بھی اس گینگ میں شامل کر لینا پلیز پلیز۔"

"تم سٹوپڈ ہو یا بننے کی کوشش کرتی ہو۔"

اسامہ اپنے جذبات کو چھپا کر گھور کر بولا۔ وہ اب فرائی والا کام کر چکا تھا اس لیے صبح مزید کاؤنٹر سے اتر کر اس کے پاس آئی۔

"نہیں میں تو بہت بھولی ہوں ہاں آپ کے ساتھ رہتے رہتے شاید سٹوپڈ ہو جاؤں۔ ایک سیکنڈ۔"

وہ ہاتھ بڑھا کر اسامہ کے ماتھے پہ پڑے بل کو ہٹانے لگی وہ ایک دم پیچھے ہوا۔

"کیا کر رہی ہو۔"

وہ ہاتھ میں چھری تھامے حیرت سے اسے تک رہا تھا۔

"یہ جو آپ کے فورہیڈ (پیشانی) پہ جو لائن بنتی ہے اس سے بوڑھے لگتے ہو بس اسے ٹھیک کر رہی تھی کیا یہ بن گیا۔"

"ابھی نہیں اور کاونٹر کے بجائے سٹول بھی تشریف لائیں بندریا۔"

"مجھے بھوک لگ رہی ہے نا۔"

"صبر صبح! پہلے سٹول پہ بیٹھو تب ملے گا۔" وہ تیزی سے بولا۔

"اُف چچی!"

وہ اب سٹول پہ بیٹھ گئی۔ اس کے اتنے تابعداری کی اسامہ کو کم سے کم امید نہیں تھی وہ اب ٹشو سے ہاتھ صاف کر کے ساری چیزیں ٹھیک کرنے لگا۔

⁂......⁂......⁂

دین نماز پڑھنے کے لیے چلا گیا جبکہ وہ کام کرنے والے کو خاموشی سے دیکھ رہی تھی جواب اِدھر کچن میں آتے ہی برتنوں کا پوچھ کر اجازت ملنے پر انہیں اٹھا کر صاف کرنے لگی۔ ثمرن نے اس کی مدد کرنا چاہی مگر اس نے انکار کر دیا تھا کہ وہ خود کر لے گی اور نوکر کے ہوتے ہوئے نوکر تھوڑے ہی کام کریں۔

"پہلے بھی میں دیکھ رہی تھی تم بہت زیادہ کام کر رہی تھی اور اپنے بھائی کو بھی سنبھال رہی ہو، تھک گئی ہو گی

تمہاری امی نہیں آئی۔"

وہ مڑ کر ثمرن کو دیکھنے لگی۔

"باجی میری تو اماں حیات نہیں ہے اور وہ میرا بھائی نہیں میرا بیٹا ہے۔"

اور ثمرن نے جو پلیٹ پکڑی تھی وہ گرتے گرتے بچی۔ نورِ صبح جتنی لڑکی ایک بچے کی ماں تو کیا نور نہیں۔

"اتنی سی عمر میں بچہ اور تمہاری شادی بھی ہوگئی۔ کہیں یہ خون بہا والا چکر تو نہیں تھا۔"

وہ مسکرائی اور اس کی مسکراہٹ میں کتنے زخم تھے یہ ثمرن بخوبی سمجھ سکتی تھی۔ بچے کے رونے کی آواز پر کام والی تیزی سے مڑ کر بھاگی اور ثمرن وہیں کھڑی رہی۔ اس کا دل ایک بار پھر صبح کو جلد از جلد اپنے پاس لانے کے لیے ہمکنے لگا

"صبح تم کہاں ہو۔"

وہ منہ پہ ہاتھ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ بے بس تھی۔ خونی رشتہ اسے بے انتہا مضبوط لڑکی کو کمزور کر رہا تھا۔

"یم، بہت مزے کا تھا کتنے پیسے لوگے بہو رانی۔"

وہ شرارت سے بولی اسامہ جو جوس کے سپ لے رہا تھا اس کو ہنسی آنے کی وجہ سے جوس حلق میں پھنس گیا۔

"یہ لفظ کہاں سے سیکھتی ہو۔" وہ کھانس کر خود کو قابو میں لاتا دلچسپی سے بولا۔

"وہ ارشد بھائی کی چھوٹی بہن ان کی شادی ہوئی تھی وہ آپی سے دو سال بڑی ہیں آپی سے بہت بنتی ہے دونوں آپس میں گفتگو کر رہی تھیں۔ وہ اپنی شادی کی ساری ڈیٹیلز بتا رہی تھیں تو میں نے سنا۔ انہیں ان کے سسر نے صرف کھانے بنانے کے دس ہزار دیئے۔ ویسے بہت کم نہیں دیئے تھے۔"

اسامہ نے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔ آج تو جیسے ٹھان لیا تھا صبح نے کہ وہ اسے ہنسا کر رہے گی اور بار بار ہنسائے گی۔

"ویل بہت اچھا تھا یہ سینڈوچ اب میں سونے جا رہی ہوں۔ اللہ حافظ۔"

وہ اب ہاتھ دھو کر جانے لگی کہ اسامہ نے اس کا ہاتھ پکڑا وہ مڑی۔

"بیمار لڑکی دوائی نہیں کھانی۔"

وہ چلتے ہوئے پہلے سے نکالی ہوئی سیرپ کی بوتل کو اٹھا کر کھولنے لگا اور چمچ اٹھا کر اس میں ڈالنے لگا۔

"اوہ یہ اورنج کلر کی ہے، مطلب میٹھی پھر ٹھیک ہے ورنہ وہ سفید رنگ کی بہت گندی ہوتی ہے۔"

وہ بڑی آرام سے دو چمچے لے چکی تھی۔

"اب جاؤ! میں آتا ہوں۔" وہ سر ہلا کر جانے لگی پھر رک گیا پھر مڑ کر اس کے کو ہگ کر چکی تھی مڑتے ہوئے اسامہ ساکت ہو گیا اس کا دل جیسے ایک پل کے لیے دھڑکنا بھول گیا تھا۔

Your the best Chucky I'm lucky to have you

اور اسامہ کے اس کے لفظوں نے مزید پتھر کا کر دیا۔

اسامہ کو لگا جیسے وہ سانس نہیں لے سکے گا وہ اسے ہٹانا چاہتا تھا مگر ہٹا نہیں پایا مگر اپنے آنسو کو چھپانا چاہتا تھا جو نجانے کیوں اس کی آنکھوں میں آ گئے۔ پگلی! کوئی اسے پا کر بھی خود کو لکی سمجھ سکتا ہے اس سے قبل وہ اسے دھکا دے کر یہاں سے بھاگتا صبح ہٹ کر اسے گڈ نائٹ کہہ کر چلی گئی اور وہ ادھر ہی کھڑا زمین کو دیکھنے لگا۔

"اسامہ کو اگر کوئی ابھی کوئی نہیں پسند کرتا تو کیا ایک دن تمہاری زندگی میں ایسا آئے گا جو خود کو سب سے خوش قسمت ترین سمجھے گا جس کی زندگی میں اسامہ آئے گا۔" مورے کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔

"وہ آ گئی مورے۔" وہ بہت آہستگی سے بڑبڑایا تھا۔

"گل شیر۔ کیا یہاں پر گھوڑے ہیں؟"

وہ جب پودوں کو پانی دے رہا تھا جب تیار سی صبح لان کی طرف آئی۔ اس نے دوسرا جوڑا پہنا ہوا تھا لیمن کلر کی سادہ شلوار قمیض جس کے سامنے چھوٹے چھوٹے موتی کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ بالوں میں میڈم نے کالے رنگ کا ہی ہیر کیچ پہنا تھا۔ آج اسامہ صاحب سے بال نہیں بنوائے کیونکہ محترم سو رہے تھے وہ ایک پھول توڑ چکی تھی تب گل شیر کو دیکھتے ہوئے اچانک کیا سوچ کر بولی تھی۔

"ہاں بی بی گھوڑے بہت ہیں ایک دین لالہ کا ہے، ایک ارباز لالہ کا اور ایک آغا جان کا، بس ایک بہت خطرناک والا ہم تو اس کو گھوڑا بھی نہیں بولتا اور پتا ہے وہ اسامہ لالہ کا گھوڑا ہے چنگیز خان کی اولاد۔" وہ اب پانی دیتے ہوئے مزے سے بتاتے ہوئے بولا۔

"اچھا چار پانچ گھوڑے ہیں اسامہ نے میرا کیوں نہیں لیا۔"

"بی بی ان کو کیا پتا تھا آپ ان کی زندگی میں آنے والا ہے آپ بولو تو لے دے گا۔"

"لے ہی نہ دے چکی اچھا خیر ہے مجھے وہاں لے جاؤ گے۔" دوپٹے کو گلے میں ڈال کر وہ بولی۔

"ہاں کیوں نہیں بی بی! ہم آپ کو دکھائے گا بس تھوڑا سا کام کرنے دیں آپ تب تک اسامہ لالہ سے اجازت لے لو۔"

"اس سے کیوں لوں، بی بی کون ہے وہ یا میں۔" وہ اب مصنوعی مالکن کی آواز میں بولی۔ انداز بے حد شرارتی تھا۔

"بی بی تو ہماری آپ ہو، ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں۔"

وہ سر ہلا کر اس کے کام ختم ہونے کا انتظار کرنے لگی مگر ایک جگہ صبح سے ٹکا نہیں جاتا تھا اس لیے چلنے لگی۔ چلتے چلتے وہ لان کے پچھلے حصے آ گئی اور ایک دم رک گئی۔ غزل سٹول پہ بیٹھی برتن دھو رہی تھی۔ یہ دیکھتے ہی صبح کا منہ کھل گیا اتنے سارے برتن اور صرف وہ اکیلی۔ یہ برتن آخر ہیں کس کے۔ وہ چل کر اس کے سامنے آئی۔

"یہ کیا کر رہی ہو تم۔" وہ حیرت سے بولی۔ غزل ایک دم صبح کی آواز پر ڈر گئی اور پلیٹ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اس کا چہرہ ایک سیکنڈ میں سفید پڑ گیا تھا، پر صبح کی آواز پہ اسے کچھ سکھ کا سانس ملا۔

"سلام بی بی! کوئی کام۔"

وہ سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔ صبح نے اس کی حالت دیکھی اور پھر اس کے گیلے کپڑے اور وہ ہلکی ہلکی ہوا پڑنے سے کانپ رہی تھی۔ صبح نے جھک کر پانی کو دیکھا۔ یخ ٹھنڈا پانی۔

"یہ کس کے برتن دھو رہی ہو جہاں تک مجھے یاد ہے کل صرف کچھ برتن تھے اور وہ اسامہ نے دھو لیے تھے اور صبح ابھی کسی نے ناشتہ نہیں کیا تو پھر اور یہ کام کیوں کر رہی ہو۔ تم سکول نہیں جاتی؟"

وہ ایک ساتھ کئی سوال کر گئی تھی۔ کیا کرتی صبح جو ٹھہری سوال کیے بنا چھوڑ نہیں سکتی تھی۔

''نہیں بی بی اور یہ سلیم کے دو دوست وہ۔''

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کیا کہے۔

''اچھا میرے ساتھ آؤ۔''

اس نے اس کے ٹھنڈے ہاتھ کو تھاما وہ جھجک پڑی۔ صبح نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا کیونکہ وہ چھڑوانا چاہ رہی تھی پھر ایک دم اس کی نظر اس کے گال اور گردن پہ پڑی کیونکہ اس کا دوپٹہ اب اتر چکا تھا۔

''یہ تمہارے چیکس (گال) اور نک (گردن) میں کیا ہوا ہے؟'' وہ منہ کھولے انہیں اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ وہ جلدی سے دوپٹہ کر کے انہیں چھپانے لگی۔

''چھپا کیوں رہی ہو یہ کیا ہوا؟ کیا گری ہو مگر یہ گرنے والی چوٹ بھی نہیں۔ بولو درد ہو رہا ہے آؤ میں اسامہ کو کہتی ہوں دوائی دیں تمہیں۔''

''بی بی رہنے دیں، میں ٹھیک ہوں۔''

''ایک تو میں بی بی ہوں تو میری بات سنو جیسے گل شیر سنتا ہے۔ اب چپ کر کے چلو۔''

وہ اسے اندر لے کر گئی اور وہ ڈر ڈر کر چل رہی تھی کیونکہ بی بی کہیں سلیم کو شکایت نہ لگا دے۔

''اسامہ اسامہ! چچی چچی۔''

وہ اونچی آواز سے سیڑھیوں کی طرف دیکھ کر بولی۔

''رکو تم، کچن میں کھڑی رہو میں ابھی آئی اور خبردار یہاں سے ہلی چچی کو بلاؤں گی۔''

وہ گھور کر تیزی سے بھاگی کہ یہ کہیں بھاگ نہ جائے جبکہ وہ اسے ہراساں ہو کر جاتا ہوا دیکھنے لگی۔

❂......❂......❂

وہ گھڑی پہن رہا تھا جب دروازے پہ دستک ہوئی۔ اسامہ نے چینج کرنے کی خاطر دروازے کو بند کیا تھا اور اب دستک پر اس اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا مڑا۔

''آیا میں۔''

"کھولو چکی۔"

صبح کی آواز پر اس نے سر ہلا کر لاک کھولا اور صبح میڈم گولی کی طرح تیزی سے اندر آئی۔

"اُف کتنی دیر لگاتے ہو۔"

"کیا ہوا صبر نہیں ہوتا تم سے۔"

"نہیں ہوتا وہ بھاگ جائے گی۔"

وہ اب الماری کی طرف بڑھی اور اس نے اپنے جوڑے میں سے کچھ تلاش کرنا چاہا۔ اسامہ اس کے پیچھے آیا وہ اب الماری میں تقریباً گھس گئی تھی اور جمپ لگا کر پرپل سوٹ نکالا جس پہ ہلکا نیٹ کا کام ہوا تھا۔

"کیا کر رہی ہو۔"

وہ اب کچھ تلاش کر رہی تھی۔

"کیا ڈھونڈ رہی ہو؟" وہ اس کے پیچھے کھڑا حیرت سے اس کے کام کو دیکھ رہا تھا۔

"وہ بینڈیج کہاں ہے اور اسامہ اگر گردن اور چہرے پہ کچھ نشان لگے ہوں تو کون سی میڈیسن دینی چاہیے۔" وہ اب مڑتے ہوئے اشارہ کر کے بولی۔

"مجھے کیا پتا؟ ہو کیا ہے۔"

"اسامہ وہی جو آئی تھی کام کرنے والی، اس کے اتنے گندے کپڑے تھے اور بیچاری کو چوٹ بھی لگی ہے اب کہیں بھاگ نہ جائے۔"

"کیا ہوا اسے۔" وہ اس کے کہنے پر بولا۔

"مجھے نہیں پتا ایک تو کچھ بتا نہیں رہی۔"

اسامہ سر ہلانے لگا۔

"درد ہو رہا ہے اسے۔" وہ کندھے اچکانے لگی۔

"تم اسے کپڑے دے کر آؤ میں آتا ہوں۔"

وہ اب خود میڈیسن تلاش کرنے لگا۔ اسے صبح کی اس طرح دوسرے کی کیئر کرنا اچھا لگا تھا۔

"ٹھیک ہے۔" وہ جانے لگی تو اسامہ نے اس کا بازو پکڑا۔

"میں بھول گیا تمہیں بھی بخار ہے ذرا دکھاؤ۔"

وہ اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھنے لگا۔ تھوڑا سا محسوس ہو رہا تھا وہ اس کا ہاتھ ہٹانے لگی۔

"ٹھیک ہوں میں۔"

"نہیں ہے ابھی تمہیں بھی میڈیسن دینی ہے۔"

"اُف چکی بعد میں۔" اس نے منہ بنایا۔

"نہیں۔" گھوری نوازی گئی۔

وہ سیرپ کی بوتل اٹھا کر اسے دوائی پلانے لگا مگر وہ اسے پلاتا کہ محترمہ سوچ کر تیزی سے بھاگی کہ کہیں اس سے نیند نہ آجائے کیونکہ اس نے ابھی گھوڑے پہ سواری کرنی ہے۔

"صبح! اُف، پاگل ہو جاؤں گا میں۔" غصہ اسامہ صاحب کو پھر آ گیا۔

❁.......❁.......❁

"یہاں نہیں ہیں ارباز حویلی میں ہی ہے۔"

وہ عشاء کی نماز پڑھ رہی تھی جب تھکا سا دین اندر آیا۔ وہ سلام پھیر کر دعا کیے بنا اس کے پاس آئی جو اَب بستر پر سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ نیچے بیٹھی اس کا ہاتھ پکڑ کر نوری کا پوچھ رہی تھی تو وہ سر اٹھا کر ہولے سے بولا۔ ثمرن کو اسے تھکے ہوئے چہرے پہ شرمندگی ہوئی اس نے دین کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گال کے ساتھ لگایا۔

"پریشان نہ ہوں، اللہ سب بہتر کرے گا، میری نوری اب اللہ کی امان میں ہے دین۔"

وہ اس کے مطمئن لہجے پہ حیران ہو گیا تھا۔ کہاں وہ پاگل ہو رہی تھی اور کہاں وہ اتنی ریلکس۔ وہ شاید اس کو پریشان کرنے کی خاطر ایسا بول رہی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا اندر سے وہ کتنا تڑپ رہی ہے۔ وہ سب کو دھوکہ دے سکتی تھی مگر دین کو نہیں کیونکہ وہ اس کی آنکھیں دیکھ کر سب کچھ جان لیتا تھا۔

"ابھی حویلی کے لیے نکلیں۔"

وہ اس کی خاطر رات کو بھی سفر کرنے کے لیے تیار تھا وہ اس کی اس بات پر مزید شرمندہ ہو گئی اور اسے دین پہ

پیار بھی بے حد زیادہ آیا تھا، نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس نے دین کے گھٹنے پہ اپنا سر رکھ دیا۔

''آپ تھک گئے ہیں صبح نکلیں گے۔ ویسے بھی جو ہونا تھا وہ تو ہو کر رہ گیا ہے بس اب مجھے دوسری ثمرن کو وہاں سے نکالنا ہے! آپ دعا کریں دین میری بہن میری طرح کمزور نہ نکلے یا اس کا حال میرے جیسا نہ ہوا ہو۔''

اس کے لہجے پہ دین نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا اور جھک کر اس کے سر پہ پیار کیا۔

''ان شا اللہ! کچھ نہیں ہوگا اسے، اگر خانم ہیں تو مجھے پورا بھروسہ ہے اسے کچھ نہیں ہوگا وہ بالکل سلامت ہوگی۔''

وہ بھی ثمرن کے سر پہ اپنے گال رکھ چکا تھا۔ انداز تسلی دینے والا تھا مگر وہ اس سے زیادہ خود کو دے رہا تھا کہ اس کا بھائی اس کی نظروں میں نہ گرے۔

✿.......✿.......✿

''چلو پہنو اسے۔''

''بی بی میں کیسے۔''

''اسامہ کو بلاؤں۔''

اس نے اسامہ کی دھمکی ایک بار پھر استعمال کی۔

''نن، نہیں بی بی، میں لیتی ہوں۔''

''گڈ لو اسامہ بھی آ گیا اسامہ اسے میڈیسن دے دوں۔''

اسامہ ابھی رائیڈ کے لیے نکل رہا تھا کچن میں پانی پینے کے لیے آیا تھا اندر آ کر رک گیا۔

''تم ایک کام کرو پہلے چینج کرنے چلی جاؤ۔''

وہ فوراً گھبرا گئی۔ اسامہ کو اندر آتا ہوا دیکھ کر تو وہ اس کی حالت کی وجہ سے صبح یہ گجھی تب بولی وہ تشکر سے صبح کو دیکھتی ہی پھرتی سے وہاں سے نکلی۔

''تم ویسے کہاں جا رہے ہو اور یہ لانگ بوٹس کس لیے۔''

وہ اب اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی تو غور سے اسے دیکھا جو جینز اور سکائی بلیو پولو شرٹ میں ہینڈسم لگ رہا تھا اور اب شرٹ پہ اپنی گلاسز لگاتے ہوئے اندر بڑھا۔

''ناشتہ کیا تم نے؟۔''

''نہیں جوس پی چکی تھی اور ایپل کھا لیا تھا۔''

وہ کچھ نہیں بولا۔ تسلی ہوئی محترمہ کھانے کی شوقین ہے زبردستی نہیں کرنی پڑتی وہ اس کی اتنی فکر کیوں کر رہا ہے۔

''بتاؤ نا چکی۔''

''صبح! تم بولتے ہوئے نہیں تھکتی۔''

وہ خود سیب کا پیس اٹھا کر اس دھونے کے لیے بڑھتے ہوئے بولا۔

''بولنے سے کون تھکتا ہے چکی ویسے تم غصہ کرنے سے نہیں تھکتے۔''

''میں کب غصہ کرتا ہوں۔'' وہ مڑ کر صبح کو گھورتے ہوئے بولا۔

''ہر وقت تو ناک پہ غصہ رہتا ہے آئی بروز جڑ جاتی ہیں، چیکس اندر گھس جاتے ہیں، لپس کو ایسے کاٹتے ہو جیسے کسی اور کو کاٹ رہے ہو۔''

''بہت دیکھتی نہیں ہو مجھے۔''

''تمہارے علاوہ کون ہے اس گھر میں، گل شیر اور اس لڑکی کو کتنا دیکھو اب ان کو تو سیم ایکسپریشن مگر تمہارا ہر قسم کے ایکسپریشن کبھی رونا، کبھی غصہ ہونا کبھی مسکراہٹ چھپانا اور......''

وہ سر ہلا کر جانے لگا جب اس کی بات پہ پھر رک گیا۔

''مسکراہٹ چھپانا؟۔'' اُف یہ لڑکی ہے یا ایکس رے۔

''میں کب رویا ہوں۔''

''او کام آن اسامہ بے بی کی طرح روئے تھے اس دن جیسے میں نے آپ کو مارا ہو۔''

صبح کا جیری موڈ آن ہو گیا تھا اور وہ ہنس کر اس کی ایکٹنگ کرتے ہوئے بولی۔

"میں نہیں رویا تھا میری آنکھوں میں کچھ چلا گیا تھا۔" بہانہ سوجا۔

"او نہیں نہیں اسامہ بے بی، ایسے تو نہ چھپائیں، وہ دن بھول گئے منہ چھپا کر امی امی میں ایسا نہیں کرسکتا۔"

"صبح کی بچی۔" وہ دانت کچکچائے تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور وہ ہنستے ہوئے بھاگی۔

"میرا چچی واپس آگیا۔"

اسے اسامہ کو تنگ کرنے میں مزا آتا تھا۔

⁂......⁂......⁂

صلاح الدین کار منگوانے باہر گیا تھا جبکہ وہ اس کے انتظار میں کھڑی تھی۔ جب دوبارہ ماسی کو آتے ہوئے دیکھا مگر اس کے ساتھ بچہ نہیں تھا۔ وہ ثمرن کو سلام کرتی آگے جانے لگی ایک دم ثمرن نے اسے روکا۔

"تم یہاں کب سے کام کر رہی ہو اور تمہارا شوہر کون ہے۔"

ماسی پہلے اس کے سوال پہ ایک دم خاموشی اور حیرت سے انہیں دیکھنے لگی پھر اپنی خاموشی توڑتے ہوئے بولی۔

"باجی وہ زمینوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں یہ آپ صاحب لوگوں کی۔"

وہ کہتے ساتھ ہی ساتھ پڑا جھاڑو جھک کر اٹھانے لگی۔

"شادی کتنے سال بعد ہوئی۔"

وہ اب اس کے پیچھے پیچھے آتے اس سے ہر چیز پوچھنا چاہتی تھی۔

"سال ہو گیا ہے باجی۔"

"ٹھیک۔"

"ویسے تم کتنی چھوٹی ہو تمہارا بے بی بھی ہے، تمہارے امی ابا مان کیسے گئے اس دن پوچھنا چاہ رہی مگر تمہارا بیٹا رو رہا تھا۔"

وہ اس کے معصوم سے ہاتھوں کو کام کرتا ہوا دیکھ کر دکھ سے بولی۔ اس کو دیکھ کر اچانک صبح کا بار بار خیال آرہا

تھا اور یہی چیز سوچ کر اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

"نہیں باجی، ہمارے ہاں جلدی کروادی جاتی ہے۔" وہ جھاڑو مارتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولی۔

"مگر کیوں؟"

ثمرن کا دل تڑپ اٹھا۔

"ایسے کیسے کر سکتے ہیں کوئی جواز ہے ایسے چھوٹی بچیوں کی شادی کروانے کا۔"

"بس پڑھنا تو ہے ہی نہیں کون سا پڑھ لکھ کر افسر بننا ہے اور دوسرا چھوٹی عمر میں باجی بچہ صحت منداور زیادہ جم سکتے ہیں ہم۔"

اور وہ اس کم سن بچی کی اس بات پر حیرت سے غوطہ زن ہو گئی۔

This is ridiculous

وہ مٹھیاں بھینچ کر تیزی سے کہنے لگی۔ اس کے لہجے میں دکھ کے ساتھ غصے کی بھی آمیزش تھی۔

"موشم۔"

صلاح الدین کی آواز پہ وہ مڑی۔

"آؤ کار آ گئی ہے۔"

"سلام صاحب۔" وہ صلاح الدین کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"وعلیکم السلام، کیسی ہو اور اجمل کیسا ہے۔"

"جی بالکل ٹھیک صاحب۔"

وہ صلاح الدین کو دیکھ کر خوش ہوئی تھی اور ثمرن نے یہ چیز بہت محسوس کی تھی۔

"وہ اب تنگ تو نہیں کرتا۔"

"نہیں صاحب، جب سے آپ نے اجمل کو سمجھایا ہے وہ اب مجھ پہ ذرا ہاتھ نہیں اٹھاتا۔"

اس بات پہ ثمرن کو مزید جھٹکا لگا۔

"چلو اچھا ہے اور علی کیسا ہے۔" وہ گہرا سانس لیتے ہوئے بس یہی کہہ سکتا تھا۔

''علی ٹھیک ہے جب سے علی ہوا ہے صاحب اجمل کا رویہ بھی مجھ سے ٹھیک ہو گیا ہے، آخر بیٹا دیا ہے میں نے۔''

ثمرن کی آنکھوں میں نمی بڑی تیزی سے آئی تھی۔ دین نے اسے دیکھا جو جلدی سے آنکھیں جھپکا کر آنسو اپنے اندر اتار رہی تھی۔ صلاح الدین نے جیب سے پیسے نکالے اور چند نوٹ نکال کر اسے دیئے۔ وہ پہلے جھجکی پھر ثمرن نے اس کے جھجک دیکھ کر کہا۔

''رکھ لو۔''

اس کی آواز خاصی بھرائی ہوئی تھی۔

''موشم؟'' دین نے اسے پکڑا کر اسے دیکھا جو سر انگلیوں سے اپنے آنکھیں مسل رہی تھی۔

''شکریہ صلاح الدین صاحب آپ کی بہت مشکور ہوں۔''

''شکریہ سے کام نہیں چلے گا موش! اب تمہارا بیٹا ہو گیا ہے پہلے تو میں چپ رہا مگر اب تمہیں اپنی خواہش اور اپنا سوچنا چاہیے۔'' وہ بڑے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ ثمرن نے چونک کر ان دونوں کو دیکھا۔

''صاحب اب مجھے شوق نہیں رہا میرے لیے اتنا کافی ہے کہ اجمل میری عزت کرتا ہے اور میرا علی......''

''یہ اتنا نہیں ہے تعلیم شوق نہیں ضرورت ہے اگر تم پڑھی لکھی نہیں ہو گی تو اپنے بچے کی پرورش کیسے کرو گی۔ کیا تم اسے دوسرا اجمل بناؤ گی اور سر یسلی اجمل میری دھمکی کی وجہ سے قابو میں آیا نا صرف دھمکی وہ قرض میں ڈوبا ہوا تھا۔ میں نے اس کی مدد کی ورنہ آغا جان نے اس کا سارے خرچہ پانی سے ہاتھ اٹھا لیا تھا اور اسی وجہ سے وہ میرے عزت کرتا ہے اور میری بات مانی مگر باقی سب ایسا نہیں کرتے۔''

''تمہیں پڑھنے کا شوق ہے؟'' ثمرن جلدی سے صلاح الدین کی باتیں سن کر بولی۔

''تھا پر باجی اب......''

''نہیں، صلاح الدین بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ انسان کو دوسرے سے محبت کرنے سے پہلے اپنے آپ سے کرنی چاہیے اگر تمہیں تعلیم کا شوق تھا تو کیوں نہیں پڑھ رہی، ایسے کیسے اپنی زندگی خراب کر سکتی ہو!، میرے خیال سے ابھی سے شروع کرو اور ایک بچہ فی الحال تب تک کے لیے جب تک تم اپنی تعلیم مکمل نہیں کر لیتی۔'' وہ

جذباتی ہو رہی تھی۔ دین نے اس کا ہاتھ پکڑا کہ صبر لڑکی، اتنا امو شنل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

"شوق تھا باجی بہت تھا۔ سفید کوٹ پہنے لوگوں کو اپنے ہاتھوں میں دیں گے شفا سے ٹھیک کروں مگر نصیب میں ہی نہیں لکھا باجی اب کیسے کر سکتی ہوں اس لیے آپ لوگ فکر نہ کریں میں اپنے بچوں کو بھر پور تعلیم دلوانے کی کوشش کروں گی۔" وہ گلوگیر لہجے میں بولی۔

"مجھے ایک تو دین، اس کی شادی پہ اختلاف ہے یہ پولیس کے پاس کیوں نہیں گئی یہ سراسر جرم ہے وہ روک سکتے تھے اس شادی کو اب ایک لڑکی کے خواب برباد ہو گئے۔"

اس کا دل جیسے پھٹنے کو تیار تھا۔

"موشی کیا ہو گیا بات کرنے دو مجھے۔" صلاح الدین نے تنبیہہ نظروں سے اپنی جذباتی محبوب کو دیکھا۔

"باجی، میرے کون سے خواب برباد ہوئے ہیں ایسے تو سب کے ساتھ ہوتا ہے میری سہیلیاں، بہنیں، کزن سب کے ساتھ بھی تو یہ ہوا میں انوکھی تو نہیں ہوں اور یہاں اٹھارہ سال کی عمر لکھ دیتے ہیں نکاح نامے میں اور یہی کام سالوں سال سے چلا آرہا ہے، اس لیے یہاں کوئی سزا نہیں دلوائی جاتی اور ہم بھی کیا کریں ماں باپ کی عزت بھی نہیں اچھال سکتے، اس لیے قسمت پر چھوڑ دیتے ہیں کہ اللہ نے جو کچھ کیا ہو گا ہمارے لیے اچھے کے لیے کیا ہو گا۔" وہ بولتے ہوئے خاموش ہوئی تو صلاح الدین نے ثمرن کو دیکھا جو اب بالکل لب سی چکی تھی۔

"بہر حال تم بات کروا جمل سے کم سے کم میٹرک تک کی تعلیم ہونی چاہیے! لازمی بات کرنا، میں بھی اپنے کام سے فارغ ہو کر بات کروں گا مگر مومل اب سنجیدگی سے سوچنا کیونکہ میں اس معاملے میں بالکل چپ نہیں ہوں گا اور یہ معاملہ بہت سنگین ہے تم سمجھ رہی ہو نا، ٹھنڈے دماغ سے سوچنا ٹھیک ہے اللہ حافظ آؤ موشم۔"

ثمرن نے اپنے پیارے سے شوہر اور اس کی سوچ کو دیکھا۔ کتنی خوبصورت سوچ تھی اس کی اپنے سے زیادہ ہمیشہ دوسروں کی سوچتا تھا، اتنے ٹینشن کے دنے کے بعد پہلی بار مسکرائی تھی۔ وہ اپنے رب کا جتنا شکر ادا کرتی اتنا کم تھا جس نے دین جیسے شخص کا ساتھ دیا اس نے مومل کا چہرہ تھپتھپایا۔

"پلیز پڑھائی شروع کرنا میری خاطر مجھے بہت خوشی ہو گی۔"

سلوا کی آنکھوں میں بھی نمی آگئی۔

"جی باجی کوشش کروں گی۔"

"خیال رکھنا اپنا اور کوشش کرو اپنی بہنوں اور کزنز کو بھی بولو۔"

"موشی۔"

صلاح الدین اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا اس کی جھلی سی پیاری سی بیوی کا دل بہت سادہ تھا۔ وہ سادی سی لڑکی ہر بار اس کی دل میں اترتی جاتی ہے۔ کار میں بیٹھتے ہوئے اس نے ثمرن کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"تو قلب من را گرفتہ ای۔"

(تم نے میرا دل لے لیا ہے) ثمرن نے مسکرا کر اپنا سر اس کے کندھے پہ رکھ دیا۔

"مجھے اس کا مطلب پلیز بتا دیں ورنہ آپ مجبور کر رہے ہیں کہ میں فارسی سیکھوں۔"

وہ ہنس پڑا۔

"موشی، موشم اگر تم سیکھ لو گی پھر تو تمہارا سانس لینا دشوار ہو جائے گا۔"

اس نے سر اٹھایا۔

"ایسا کیا کہتے ہیں آپ۔"

چہرہ ایک سیکنڈ میں لال ہوا تھا دین سے کنٹرول مشکل ہو گیا۔

"بتائیں نا۔"

وہ مسکراتے ہوئے منہ موڑ چکا تھا۔ ڈرائیور کو اگنور کرتے ثمرن نے اس کا ہاتھ ہلایا۔

"الادین صاحب۔"

"صبر کر جاؤ لڑکی سب بتاؤں گا اتنی جلدی بھی کیا ہے۔"

"اُف دین!"

"دین نہیں الادین۔" وہ اب اپنی چمکتی امیر اللہ آنکھیں اس پر گاڑتے ہوئے بولا۔ ثمرن گہری مسکراہٹ سے اسے دیکھ کر دوبارہ اس کے کندھے پہ اپنا سر رکھ چکی تھی اس کی باتیں، اس کی حرکتیں ہر ایک ادا میں جیسا سپارک تھا جو روح میں روشنی پھیلا کر ایک عجیب سے آسودگی پھیلا دیتی تھی اور اس وقت ساری پریشانی کے باوجود

صلاح الدین کے کندھے پہ سر رکھ کر شمرن خود کو پرسکون محسوس کر رہی تھی۔

”کل میرا برتھ ڈے ہے اسامہ۔“

وہ سونے کے لیے لیٹنے لگی تھی جب اسامہ کو نوٹس بناتا ہوا دیکھ کر بولی۔ اسامہ نے سر اٹھایا۔

”تو؟“

”تو سے کیا مراد ہے میں تیرہ سال کی ہو رہی ہوں مجھے اس دنیا میں آئے تھرٹین ایئرز ہونے لگے ہیں آپ کیا گفٹ دیں گے مجھے۔“

”دھرتی پہ تیرا سال سے بوجھ پڑا ہے، مجھے تو زمین سے ہمدردی ہے کہ تیرہ سال ایسے بوجھ کو کیسے برداشت کر لیا۔“

وہ اب بک کو دیکھتے دوبارہ نوٹس لکھنے شروع ہو گیا۔

”ہاں جیسے وہ چالیس سال کرتی رہی ویسے تیرہ سال بھی کر سکتی ہے۔“

”مس صبح! آپ کو بتاتا چلوں، نو سال بڑا ہوں میں آپ سے آپ اپنے آپ کو چھوٹی بچی نہ سمجھئے۔“ وہ اسے دیکھنے لگا جو ہیر کیچ سر سے اتار کر سائڈ ٹیبل پہ رکھ رہی تھی۔

”تو نہیں آٹھ، ویسے اسامہ آپ کی برتھ ڈے کب ہوتی ہے؟“

اس کا جب دل کرتا تم بولتی جب دل کرتا آپ بولتی عجیب مخلوق تھی۔

”جان کر کیا کرو گی۔“ وہ ایک دم اس کی بات پہ ٹھہر گیا، پھر سر جھٹک کر لکھتے ساتھ ہی کہا تھا۔

”پتا ہونا چاہیے پھر سلیبریٹ کریں گے۔“

”میں اپنی سالگرہ نہیں مناتا۔“

وہ اب تیزی سے بولا اور اس کا لہجہ بہت سخت تھا۔ نور صبح چپ ہو گئی پھر بولی۔

”آپ نہیں مناتے یا کوئی آپ کی نہیں مناتا۔“

”صبح! سو جاؤ۔“

اسامہ کو نجانے کیا ہوا کہ اچانک سے موسم میں تبدیلی ہوئی اور اس کے لہجے میں سختی آ گئی۔

"کیا ہوا میں نے کیا کہا۔" وہ حیرت سے موسم کی تبدیلی کو دیکھنے لگی، اسامہ کو لگا وہ مزید کچھ کہہ دے گا جو کہ غلط ہو گا اس لیے تیزی سے اپنی کتابیں اٹھاتا اٹھ پڑا۔

"کیا ہوا؟"

مگر وہ کچھ کہے بنا اٹھ کر چلا گیا۔

"اسے کیا ہوا؟ میں نے کیا کہا چھوڑو، دورہ پڑھتا ہے چلو نور میڈم سو جاتے ہیں صبح کچھ کریں گے۔"

⁂......⁂......⁂

"وہ کافی دفعہ آ چکے ہیں آپ بار بار کچھ وقت مانگ رہی ہیں پہلے آپ کو جلدی تھی پھر اچانک کیا ہوا آپ کو سب ٹھیک تو ہے نا، کہیں حرا نے کچھ کہہ تو نہیں دیا آپ کو۔"

آغا جان ان کے سامنے بیٹھے ان سے پوچھ رہے تھے اور وہ جو اخبار پڑھنے میں مصروف تھیں ان کی بات پہ نظر اٹھا کر آغا جان کو دیکھا جو اپنا سر جھکائے آہستہ سے بول رہے تھے۔

"کیا ہوا تمہیں کوئی مسئلہ ہے خان۔"

وہ بولیں تو نرمی سی تھیں مگر آغا جان کو اس میں بھی سختی محسوس ہو رہی تھی۔

"نہیں مجھے کیا مسئلہ ہو گا وہ ان کا فون آیا تبھی آپ سے پوچھنے آیا ورنہ مجھے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے آپ جو فیصلہ کریں گی ٹھیک کریں گی۔"

"ہمم، تم تو جانتے ہو سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے غصہ میں کیا ہوا فیصلہ درست نہیں ہوتا حرا جیسی بھی ہے، ہے تو ہمارا خون اور وہ اپنے کیے پر شرمندہ ہے اور رہی دوسری بات بیٹی کے معاملے میں جلد بازی بھی ٹھیک نہیں ہے اس لیے وقت لگ رہا فکر نہ کرو۔"

وہ آج بہت نرم لہجے میں بات کر رہی تھیں۔ آغا جان نے اب محسوس کیا اور یہ بات ان کے لیے حیرت سے کم نہیں تھی۔

"آپ نے مجھے معاف کر دیا خور۔"

وہ اب چائے کپ میں ڈال رہی تھی تب آغا جان پرامید لہجے میں بولے۔

''یہ تمہیں کب سے خوش فہمی ہونے لگی خان۔'' وہ اب سپاٹ لہجے میں بولیں۔

''نہیں مجھے لگا آپ۔''

''اگر تم سے بات کر رہی ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ ویسے بھی اسلام میں تین دن سے زیادہ کسی سے ناراض نہیں ہو سکتے اور تین دن گزر چکے ہیں مگر یہ بھول ہے تمہاری میں نے تمہیں معاف کر دیا۔'' وہ اب چائے کو چمچ سے ہلاتے ہوئے بولیں۔

''میں ایسا کیا کروں جس سے آپ مجھے معاف کر دیں گی۔ دیکھیں میں آپ کا دل نہیں توڑنا چاہتا آپ ہی تو میری سب کچھ ہیں۔''

''میرے دل کی پرواہ ہوتی نا خان تو تم اس بچی کے ساتھ یہ سب نہ کرتے تمہیں میرے دل سے زیادہ اپنی انا پیاری ہے۔''

''ایسی بات نہیں ہے خور ہمیں آپ بہت عزیز ہو، بس ہادی کا غم زیادہ تھا اب جو بولے گا ہم وہی کرے گا۔'' ان کے لہجے میں احساس شرمندگی کا عنصر شامل تھا مگر خانم کو یقین نہیں آ رہا تھا خان اتنی آسانی سے شرمندہ ہوئے وہ اس کی رگ رگ سے واقف تھیں اس لیے اس کو جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولیں۔

''ٹھیک ہے پھر صلاح الدین کو بلاؤ اور اس کو اور اس کی بیوی سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگو اور ان کو گھر میں پھر سے ان کا مقام دیا جائے اور ساتھ ساتھ مانیزے کو بھی دگنی عزت ملے جیسے ہادی کی ماں کو ملتی ہے تب میں نے تمہیں دل سے معاف کیا۔''

اس بات پہ آغا جان خاموش ہو کر رہ گئے۔

وہ اپنی سالگرہ منانا چاہتی تھی لیکن پتا چلا اسامہ صاحب گھر سے غائب ہیں۔ گل شیر سے معلوم ہوا کہ صاحب جی کسی کام سے باہر گئے ہیں۔ صبح کو نجانے کیوں لگا وہ جیسے رات کو آئے گا جیسے وہ اس کی سالگرہ نہیں منانا چاہتا مگر وہ منائے گی کیونکہ وہ ہر چیز سے زیادہ اپنے آپ کو چاہتی تھی۔ کیا ہوا اگر کوئی نہیں وہ تو گھر میں گل

شیر بھی ہے اور غزل بھی۔ گزشتہ دنوں سے غزل سے اس کی بات چیت ہونے لگی تھی۔ غزل کو صبح بہت اچھی لگی تھی اس نے انوکھی چال بلی سے چھوٹی مالکن دیکھی جو واقعی بہت منفرد تھی اس کا درد جو اس سلیم سے ملتا تھا وہ صبح کے سنگ کم ہوتا جا رہا تھا صبح اسے اپنے کپڑے کھانے کے لیے کچھ دیتی اور آج کل دو دن سے سلیم بھی کہیں غائب تھا جو بھی تھا یہ دن غزل کے لیے اچھے چل رہے تھے مگر یہ بس کچھ دن ہی تھے۔ صبح غزل کو اپنی پارٹی کو پلان بتانے اس کے کوارٹر میں آئی تھی جب اس کو آوازیں آئیں۔

"یہ کس نے دیا بتا مجھے میری غیر موجودگی میں تیرا عاشق آیا تھا بول، بولتی کیوں نہیں ہے۔"

"چھوڑیں وہ بی بی۔"

صبح نے ہلکے سے کھلے دروازے میں دیکھا۔ وہ اس کو بہت زیادہ مار رہا تھا ایک منٹ کے لیے تو صبح بھی کانپ اٹھی۔ اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا۔ وہ اسے مارتا تھا تب ہی وہ سلیم کے نام سے ڈرتی تھی تب ہی اس کے چہرے پہ چوٹوں کے نشان تھے وہ اندر جانا چاہتی مگر وہ جانوروں کی طرح غزل کو پیٹتا ہوا دیکھ کر خود بھی گھبرا گئی۔ جلدی سے بھاگ کر وہ باہر تیزی سے گل شیر کو بلانے لگی۔

۞......۞......۞

"بولتے کیوں نہیں ہو، میرے قانون سے ہٹ کر تم نے کام کیا ظلم کی بنیاد گھر میں ڈالی، بچی کی زندگی عذاب میں ڈال کر کہتے ہو معاف کر دیں اور اب جب شرمندہ ہو تو جو میں نے کہا اس پر بولتی کیوں بند ہو گئی۔ بولو نا خان، اگر انہوں نے ہمارا دل انجانے میں دکھایا تھا تو تم نے تو ان کی دنیا ہی الٹ دی، کیا فرق رہ گیا پھر ہم میں اور ان میں بلکہ تمہاری اس حرکت سے ان کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ اب خاموش کیوں ہو ایک پوتے کی خاطر تم نے دوسرے پوتے کا دل دکھا دیا اور یہ تیسرا ابھی مجھے کچھ مشکوک لگ رہا ہے، کہیں تم نے اس کا بھی دل نہیں دکھایا۔"

وہ کہتے کہتے جیسے رک گئی تھیں جب کسی کی آواز پر وہ بے اختیار مڑی تو حیرت کے سائے ان کے چہرے پر پھیلے۔

"یہ کیا بولیں گے خانم، میں بتاتا ہوں ہر ایک ایک چیز اصل میں ان کے عمل کی اتنی لمبی فہرست ہے ان کو سمجھ نہیں آ رہی کہ کہاں سے شروع کروں میں ان کی مدد کر دیتا ہوں کیوں آغا جان۔"

صلاح الدین کی مضبوط اور پتھریلی آواز پہ آغا جان جیسے ساکت ہو گئے۔ انہوں نے گردن موڑ کر دیکھا تو وہ ثمرن کے ساتھ کھڑا ساتھ انہیں اجنبیت اور شدید نفرت سے دیکھ رہا تھا اور ان کے لیے بہت عجیب بات تھی کیونکہ وہ دین میں سب کچھ دیکھ سکتے تھے مگر نفرت کی امید نہیں تھی انہیں۔

"دین! تم آ گئے۔"

خانم کا چہرہ کھل اٹھا۔ وہ تیزی سے اٹھی ان کی نظر ثمرن پہ پڑی تھی۔ وہ چلتے ہوئے ان کے پاس آنے لگی اور آغا جان کو لگا وہ وہیں بے ہوش ہو کر گر جائیں گے۔ یہ کب آیا اور اندر داخل کیسے ہوا، آخر یہ سب ہوا کیسے۔ انہوں نے تو سختی سے روکا تھا۔ بلال بھی چلتا ہوا دین اور ثمرن کے پیچھے آیا کیونکہ اندر لانے والا بھی وہی تھا۔

"گل شیر گل شیر۔" وہ چیخ کر اس کا نام لیتے ہوئے تیزی سے اندر آئی۔ گل شیر جو بریانی کے لیے پیاز کاٹ رہا تھا ایک دم اچھلا۔

"کیا ہوا بی بی۔" وہ تیزی سے مڑ کر اسے دیکھتے ہوئے بولا جو پھولی ہوئی سانسوں سمیت کچھ کہنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"وہ وہ......"

اس سے بولا نہیں گیا۔ وہ زندگی میں کبھی اتنی وحشت زدہ نہیں ہوئی تھی جتنی ابھی اسی وقت ہو گئی تھی۔

"بی بی سب ٹھیک ہے نا۔" وہ پریشانی سے اس کے پاس آیا۔

"وہ اسے مار رہا تھا۔" وہ انگلی سے پیچھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بمشکل بولی۔

"گل شیر، آپ اسے بچائیں آپ جائیں اور بچائیں وہ غزل کو مار رہا ہے۔"

گل شیر کو اس کی بات پہ جھٹکا لگا پھر اپنی حیرت پہ قابو پاتا ہوا بولا۔

"ہے بی بی کیوں مار رہا، کیا بات ہوئی ہے۔"

"آپ چلیں......"

وہ اسے گھسیٹ کر لے گئی۔ وہ بھی اس کی تاکید میں تیزی سے چل پڑا۔ وہ اس طرف بڑھے جہاں وہ

اب اسے مارنا چھوڑ کر گالیاں بکنا شروع ہو گیا۔ وہ دونوں اندر آئے تو وہ گردن موڑتے اس کی زبان فراٹے سے چلتی بے اختیار رکی۔

نور نے غزل کی حالت دیکھی تو اس کا دل گرنے لگا۔ جو بھی تھا تھی تو ایک تیرہ سال کی لڑکی۔ گھبرا کیسے نہ جاتی۔

''یہ کیا کیا تم نے۔'' گل شیر تیزی سے بولتے ہوئے اس کا گریبان پکڑنے لگا اور نور صبح بھاگ کر جلدی سے غزل کے زخمی وجود کے قریب آئی اور اسے اٹھایا جو اب تقریباً بے ہوش ہو گئی تھی۔

''غزل اٹھو، غزل اٹھو!'' اور وہ دونوں لڑنے شروع ہو گئے۔

''میری مرضی تم ہوتے کون ہو اس کے عاشق۔''

گل شیر نے اسے ایک تھپڑ لگا دیا جس سے وہ بھڑ اٹھا اور اس کو مارنا شروع ہو گیا۔

''گل شیر، اسے اٹھائیں، یہ اٹھ نہیں رہی غزل اٹھو۔''

وہ اس کا چہرہ تھپتھپا رہی تھی۔ ڈر کے مارے اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔

''بکواس کرتا ہے ہم پر جو الزام لگائے گا ہم اس کو چیر دے گا۔''

گل شیر تو جیسے پاگل ہو گیا۔

وہ اب اٹھ کر جا کر گل شیر کو کھینچ کر لڑائی سے روکنے لگی۔ اسی چکر میں سلیم نے جیب سے چھری نکالی۔

''گل شیر ہوسپٹل چلو۔ گل شیر اسے چھوڑو!''

وہ تو جیسے ہلکان ہو گئی تھی مگر وہ دونوں رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے اب کیا کرے وہ۔ پھر اس نے مڑ کر غزل کو دیکھا پھر اسے، اسامہ کدھر چلا گیا ہے وہ ہوتا تو ایک منٹ میں سب کو ٹھیک کر دیتا۔

''گل شیر! میں اسامہ کو بلا دوں گی تم چھوڑو اسے۔''

وہ ایک بار پھر اس کی طرف بڑھی اور نوری نے جیسے گل شیر کو کھینچا اسی لڑائی میں نجانے کیسے چھری نوری کے بازو کو چیر کے رکھ چکی تھی۔ اس کی دلخراش چیخ کمرے میں گونجی۔ سلیم ٹھہر گیا۔ گل شیر بھی اسے چھوڑ کر مڑا۔

''بی بی!''

وہ اپنے درد کو قابو نہیں کر سکی۔ اتنی تکلیف اس کو زور زور سے چیخنے پر مجبور کر گئی تھی۔

گل شیر اس کی طرف بڑھا اور صبح گر کر اپنے بازو کو تھامتے جیسے پاگل ہو گئی۔ اپنے چھوٹے گداز بازو کو دیکھا جہاں سے خون تیزی سے نکلنے لگا۔ اس کا بی پی بھی لو ہو رہا تھا سر پر تو یہ جیسے بھاری بوجھ آ گرا ہو، آنکھوں میں دم نہیں تھا کہ وہ اب کھلی رہتی۔ وہ بھی آہستہ آہستہ ہمت ہارتی بند ہو گئی تھی مگر اس کی درد سے نکلتی چیخیں ابھی تک سنائی دے رہی تھیں۔ اس نے چیختے ہوئے بھی اپنے امی ابو اور آپی کو ہی پکارا تھا۔

✿.......✿.......✿

خانم پہلے دین سے ملنے کے بجائے ثمرن کی طرف بڑھی اور دین کو دیکھا۔

''یہ وہی معصوم سی بچی ہے نا۔''

دین، آغا جان کی طرف دیکھ رہا تھا ان کے کہنے پہ محض سر کو ہلا ہی سکا، تب ہی وہ بے حد اپنائیت اور محبت سے ثمرن سے ملی۔ ثمرن حیران ہو گئی ان کی اتنی اپنائیت سے مگر موڑے بھی تو اچھی تھی تو یہ کیوں نہیں ہو سکتیں۔ وہ اس سے مل کر اس کا گال تھپکانے لگی اور پھر اس کی حالت دیکھ کر جو کافی بہتر لگ رہی تھی خوش ہو کر دین کو دیکھ کر بولیں۔

''مجھے تم پر فخر ہے دین۔''

وہ اب اس کا بازو تھپکانے لگی۔

''چندا! مجھے معاف کر دو میرے خاندان کی وجہ سے تمہیں اتنی تکلیف اٹھانی پڑی ان کی طرف سے میں تم سے معافی مانگتی ہوں۔'' خانم نے شرمندگی سے ثمرن کے سامنے کہتے ہوئے ہاتھ جوڑ لیے تھے۔ ثمرن بھونچکا رہ گئی اور پھر اس نے ایک دم سے ان کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔

''یہ آپ کیا کر رہی ہیں، آپ بڑی ہیں مجھ سے۔ اس طرح مجھے شرمندہ نہ کریں، آپ کا تو قصور بھی نہیں تھا۔'' وہ دھیمی لہجے میں کہتے ہوئے خانم کو بہت اچھی لگی تھی۔

''مادر بزرگ معافی سے کیا کام چلے گا اگر انہوں نے ثمرن کو چھوڑا ہوتا تو تب معافی قبول کی جاتی مگر نہیں اب معافی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔'' دین کے عجیب سے لہجے میں کہی گئی بات نے روا خانم کو ٹھٹکنے پہ مجبور کر دیا۔

"کیوں کیا ہوا؟"

"آپ کے بھائی نے نہیں بتایا اپنے بہت سے کارناموں میں سے انہوں نے ایک زبردست کارنامہ انجام دیا ہے۔" وہ حقارت سے پہلے آغا جان کو پھر خانم کی طرف گردن موڑتے ہوئے بولا۔ ثمرن نے اس کا بازو تھاما بیشک وہ غلط تھے مگر دین کا اس طرح کا انداز بڑوں کے سامنے اسے اچھا نہیں لگا تھا۔

"دین یہ تم کس طرح بات کر رہے ہو جو بھی ہے یہ مت بھولو تمہارے دادا ہیں ان کی عزت کرنا تم پر فرض ہے۔" وہ ناگواری سے بولیں۔

"انسان اپنی عزت خود کرواتا ہے مادر بزرگ، تب ہی لوگ ان کی عزت کرتے ہیں انہوں نے ایسا کیا کیا جو میں ان کی عزت کروں۔" وہ ان کی ناگواری خاطر میں لائے بغیر اپنی ہی کہے جا رہا تھا۔

"میں جانتی ہوں ثمرن کے ساتھ برا کیا ہے اور یہ معافی بھی مانگے گا۔" وہ کہنے لگیں تو دین نے ٹوکا۔

"بات ثمرن کی نہیں بات ایک معصوم بچی کی ہے اور وہ ثمرن کی چھوٹی بہن نور صبح کی ہے۔ نکاح پڑھا دیا آپ کے بھائی نے انا کی آڑ میں آ کر اپنے پوتے سے اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ کون سا پوتا ہے۔"

اس بات پہ آغا جان تو ٹھنڈے پڑ گئے جبکہ خانم ان کو لگا جیسے زمین ان کے پیروں تلے سے نکل چکی ہو۔ پہلے تو ساکت دین کو دیکھنے لگیں پھر بلال کو اور وہ جیسے گرنے لگیں کہ بلال اور دین نے ان کے گرتے ہوئے وجود کو تیزی سے تھام کر سنبھالا۔

"خانم!"

دین پریشان ہو گیا اس کو ایسے نہیں بتانا چاہیے تھا، ثمرن بھی ایک دم سے پریشان ہو گئی اور ان کی طرف بڑھی۔

"دادو! ٹھیک ہے آپ۔"

بلال نے ان کو لے کر سامنے بنچ پر بٹھایا۔ ثمرن نے جھک کر ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"آپ ٹھیک تو ہیں۔"

وہ ان کا ہاتھ رگڑ رہی تھی جو ٹھنڈے ہو چکے تھے اور وہ بالکل چپ تھیں۔ ان کے پاس کہنے کے لیے رہ کیا گیا

تھا اسامہ! اسامہ نے شادی کی ہے تیرہ سال کی بچی یا خدا یہ کون سی آزمائش میں ڈال دیا میرے بچے کو۔

''مجھے وہ مرد سخت برے لگتے ہیں۔''

انہیں پرانی بات یاد آ گئی جب اسامہ اپنے ماں باپ کی موت کے بعد حویلی آ گیا تھا۔ وہ بہت سارا وقت کمرے میں بتایا کرتا تھا۔ خانم بار بار اس کو باہر آنے کا کہتیں مگر وہ آنے سے انکاری ہو جاتا۔

وہ شروع میں اس کو اس کے حال پر چھوڑ چکی تھیں تاکہ وہ خود کو سنبھال لے اور واقعی ایسا ہوا تھا مگر کچھ تھا جو اس کی آنکھوں کی کرب نہ مٹا سکا۔ ایک دن وہ اس کے کمرے میں آئیں تو وہ وہاں موجود نہیں تھا اسے آوازیں دیتیں وہ کمرے کے اندر آئی دیکھا تو اسامہ کا جنرل کھلا ہوا تھا۔ اس میں کچھ بنا ہوا تھا اور اس کے نیچے چھوٹی سی رائیٹنگ میں کچھ لکھا تھا۔

He stole your innocence mommy,I hate that person and I'll destroy every guy who will try to snatch little girl innocence

خانم پڑھی لکھی تھیں۔ اس لیے ان کو اس انگریزی میں لکھے لفظ بخوبی سمجھ آ گئے اور وہ ساکت ہو گئیں۔ اسامہ کی سوچ انہیں اس چھوٹے بچی کی حالت پر ترس آیا اس لیے اس کے بعد سے وہ سب سے زیادہ اس پر توجہ دینے لگیں۔ اس چاہنے لگیں اور مانیزے (دین کی مورے) کے ذریعے اس کو اس کا ماضی بھلانے کی کوشش کی مگر ماضی تو اس کے اندر بس چکا تھا اور اس کو نکالنا ویسا تھا جیسے جسم سے روح نکالنا ہو اور جس چیز سے وہ شدید نفرت کرتا تھا وہی کام کر چکا، نہیں اسے مجبور کیا ہو گا اور جس نے کیا وہ اس کا حشر کر دیں گی۔

''دین جس پوتے کی تم بات کر رہے ہو وہ...... وہ اسامہ علی خان ہے ہمارا اسامی!''

وہ جب بولیں تو ان کا لہجہ بالکل سپاٹ تھا اور سب حیرت کے سوا اور کیا کر سکتے تھے۔ لیکن دین کو تو جیسے شاک لگا تھا اسامہ اسامہ؟ آخر وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے اردگرد تو جیسے سکوت ہی پھیل چکا تھا۔

اس سے قبل گل شیر، صبح کو پکڑتا اور سلیم بھاگتا اسامہ اتنے شور سے اندر آیا اور رک گیا۔ صبح بازو پکڑ کر رو رہی

تھی درد میں اور کیا کر سکتی تھی وہ چاہ کر بھی اس چیر دینے والے درد کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔اسامہ نے جب اس کے بازو کو دیکھا تو تڑپ اٹھا۔بھاگتے ہوئے اس کے پاس آیا۔

"لالہ! یہ سلیم نے کیا وہ اپنی بیوی کو مار رہا تھا اور یہ بھی اس نے کیا، مجھے مارنے لگا۔"

وہ آگے سے کچھ کہتا اسامہ تیزی سے اٹھا اور گل شیر کو غصے سے دیکھا۔

"کیوں لائے تم اسے یہاں۔" وہ دھاڑا پھر اس کی نظر سلیم کے ہاتھوں میں چھری پہ پڑی تو وہ غصے سے پاگل ہو گیا۔اس نے ایک بار پھر صبح کے بازو کو دیکھا جس کی حالت غیر ہو رہی تھی اس نے بڑھ کر زوردار تھپڑ سلیم کے چہرے پہ مارا اور پھر ایک نہیں کہیں تھپڑ وہ تو جیسے نور کے بازو، اس کا خون ،اس کی تڑپ دیکھ کر پاگل ہو گیا تھا۔

"تمہاری اتنی جرأت تم نے ہاتھ بھی کیسے لگایا اسے۔" دھاڑا۔کسی شیر کی دھاڑ سے کم نہیں تھی۔

"اسامہ لالہ اسے چھوڑیں، بی بی تڑپ رہی ہیں اور وہ غزل بھی بے ہوش پڑی ہے۔"

وہ پریشان ہو گیا۔ایک طرف دو بچیوں کی حالت عجیب دوسری طرف اسامہ پاگلوں کی طرح اسے مار رہا تھا۔اس نے صبح کا خیال کرتے چھوڑا اور تیزی سے مڑا،خون کی وجہ سے صبح بے ہوش ہونے لگی تھی مگر درد کی وجہ سے وہ پوری نہیں ہوئی بس بار بار کہے جا رہی تھی۔

"امی، ابو۔میں مر جاؤں گی امی، ابو پلیز آجائیں امی، آپی، بھائی۔"

اسامہ تیزی سے اپنے بازو میں اٹھا چکا تھا اور گل شیر کو بولا کہ وہ غزل کو اٹھائے۔

"مجھے امی کے پاس جانا ہے، مجھے نہیں رہنا میں مرنے والی ہوں۔"اس کا تو جیسے رو رو کر برا حال ہو گیا اور اسامہ کو اس کا رونا بالکل پسند نہیں آیا۔

"شش! ٹھیک ہو جاؤ گی۔" وہ اس کے ماتھے پہ انجانے میں لب رکھ چکا تھا۔

"شش صبح از بریو گرل۔" وہ چلتے ہوئے ایک ملازم کو آواز دینے لگا۔گاڑی کی چابی لائے وہ تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھا اور دوسری طرف گل شیر نے پچھلا دروازہ کھولا۔

"مجھے ماما کے پاس جانا ہے مجھے نہیں رہنا مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔"

وہ جب اسے بٹھانے لگا تو وہ چیختے ہوئے بولی تھی۔

"صبح ریلیکس۔" اس نے اس کے گال تھپتھپائے پھر اس نے دیکھا۔

"اس کو چیک کیا ہے۔" اسامہ کار میں بیٹھا اور تیزی سے چلانے لگا۔ اسے اب غزل کا خیال آیا۔

"سانس تو آ رہی ہے، جلدی کریں اسامہ لالہ ہمیں ڈر لگ رہا ہے۔"

گل شیر بھی بہت گھبرایا ہوا لگ رہا تھا پھر صبح کے رونے پر بولا۔

"بی بی! نہ روئیں، ٹھیک ہو جائیں گی۔"

"میری امی، ابو مجھے چھوڑ گئے وہ تو چاہتے ہیں میں مر جاؤں اور میں مرنے والی ہوں۔" درد سے وہ پاگل ہو رہی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کہے جا رہی ہے۔

"صبح سٹاپ اٹ! کچھ نہیں ہوا۔" اسامہ کو خاصی اونچی آواز میں بولنا پڑا تا کہ وہ چپ ہو جائے وہ پھر بھی روتی رہی۔ اس نے صبح کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"ریلکس ریلکس......"

"مجھے امی کے پاس جانا ہے۔"

وہ ایذا جسم میں پھیلتی اس کی آنکھوں کو نمی سے بھر چکا تھا اور آنکھیں خاصی سرخ ہو گئیں اسامہ کے دل کو کچھ ہوا۔

"میں لے جاؤں گا اگر صبح چپ ہو جائے گی۔" وہ بڑی نرمی سے کہتا ایک ہاتھ سے ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ وہ اپنے زخم کو دیکھ کر رونے میں مصروف تھی۔ اسامہ نے کبھی اسے اتنا زندگی میں روتے ہوئے نہیں دیکھا اور صبح کے ایک ایک آنسو اس کے دل پر گر رہے تھے۔

✲......✲......✲

وہ سب گاڑی نکال کر فوراً نکلے تھے۔ آگے دین اور ثمرن کی گاڑی تھی جبکہ پیچھے خانم اور بلال کی گاڑی تھی۔ انہوں نے آغا جان سے کچھ نہیں کہا بس سرد مہری سے پوچھا کہ اسامہ کہاں ہے؟ تو وہ ان کی نظروں کی تاب نہ لا سکے تو تیزی سے اس کی جگہ بتا کر وہاں سے چلے گئے۔ ان کا دماغ فی الحال ماؤف تھا۔ ان کا بھائی اس حد تک

جاسکتا ہے وہ کبھی سوچ نہیں سکتی تھیں۔گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اچانک ان کی آنکھوں سے نمی بے اختیار نکلی اور یہ بلال کی نظروں سے چھپ نہ سکی۔

''دادو آپ......''

وہ چپ ہو گیا کیونکہ دادو نے اسے اس نظروں سے دیکھا تھا کیونکہ سامنے ڈرائیور گاڑی چلا رہا تھا اور وہ کبھی کسی کے سامنے اپنے آپ کو کمزور نہیں ظاہر کرنا چاہتی تھیں۔

''اسامہ کا نمبر مل رہا ہے؟'' وہ گلا کھنکھار کر سپاٹ لہجے میں بولیں۔

''ایک بار ٹرائی کرتا ہوں، پتا نہیں بیل جا رہی ہے مگر وہ اٹھا نہیں رہا۔''

''ملاؤ اسے، کم سے کم مجھے اس بچے سے امید نہیں تھی وہ ایسا کرے گا وہ پہلے سے ہی ڈسٹرب رہتا تھا خان نے اس کو ذہنی دباؤ میں لا کر ٹھیک نہیں کیا مجھے بچی سے بھی زیادہ اسامہ کی فکر ہے۔''

وہ بہت پریشان لگ رہی تھیں اور بلال ادھر کال کر رہا تھا لیکن اسامہ کیسے اٹھاتا وہ خود نور کو بینڈ یج کرواتا دیکھ رہا تھا۔اتنا پریشان تھا کہ اس کو فون کی آواز کی بھی پرواہ نہیں تھی۔

''نہیں اٹھا رہا وہ، آپ بالکل نہ فکر سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

''اللہ کرے ایسا ہی ہو۔'' وہ ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئیں۔

❀......❀......❀

''بس بھی کر دو صبح اب تو ڈاکٹر نے پین کلرز بھی دے دی ہے۔'' وہ اس کے نرمی سے کہنے پر اپنا چہرہ صاف کرنے لگی پھر بھرائی آواز میں بولی۔

''تمہارے ساتھ اگر ایسا ہوتا نا تو تمہیں پتا لگتا اتنا خون نکلا ہے۔''

وہ سرخ ناک اور سرخ آنکھوں سے ہچکی لیتے ہوئے بولی۔اسامہ پریشانی کے باوجود بھی مسکرا پڑا۔

''تمہیں کس نے کہا تھا اندر جاؤ پہلے ہاتھ جلایا نوڈلز بناتے ہوئے پھر اب کٹ۔کام ہی ایسا نہ کرو اور درد کی بات کرتی ہو تو کبھی مار پڑتی ہے بیٹ سے۔'' وہ بیڈ میں اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولا۔

''کیوں پڑے میں اس کا سر پھاڑ دوں۔''

وہ رو بھی رہی تھی اس کی بات پر دانت پیستے ہوئے بولی۔

''تو اِدھر میڈم کیوں گھبرا گئی، لگاتی نا ایک کان کے پیچھے۔'' وہ اس کا دل بہلاتے ہوئے بولا۔

''وہ بہت زیادہ مار رہا تھا اور مجھے پتا تھا وہ میرے سے نہیں رکے گا اس لیے میں نے گل شیر کو بلایا۔''

''ساتھ میڈم نے کہا، نہیں میں بھی اس فائٹ میں شامل ہوتی ہوں گل شیر سب بتا چکا ہے مجھے۔ کیا ضرورت تھی اگر خدانخواستہ تمہیں کہیں اور لگ جاتی تو......''

''کیا ہونا تھا اچھا تھا کس کو پروا تھی میری......''

اسامہ کچھ کہنے چاہتا تھا مگر لب روک کر اسے گھورا۔ ''بہت ہی ڈرامہ کوئین ہو تم، اس ہفتے میں دو بار بیمار ہوئی، ہاتھ جلایا اور اب یہ تمہارا ارشد بھائی آئے یا نہ آئے ڈاکٹرز مجھے جیل بھجوا دیں گے۔''

''بھجوائیں تمہیں، چلی یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ پہلی بات اس دن کوئی سخت بات نہ کرتے تو میں بے ہوش نہ ہوتی، دوسرا تم نے نوڈلز بنا کر نہیں دیئے، ناچار مجھے بنانا پڑا اینڈ تھرڈ آج تم گھر سے غائب تھے اس لیے میرے ساتھ ہوا۔'' وہ اپنے بازو کو ہولے سے دباتی اپنی بھڑاس نکال رہی تھی۔

''اب بلڈ پریشر بھی شوٹ کرواتا ہے۔''

''بلڈ پریشر اس عمر میں نہیں ہوتا اسامہ۔''

''اچھا ویسے آج تو تمہاری برتھ ڈے ہے برتھ ڈے والے دن ہمیں پاگل کرنے کا ارادہ تھا خود کو نقصان دے کر بیٹھ گئی۔''

''اتنی بری برتھ ڈے میری، آج امی مجھے نئے کپڑے دیتیں اور زبردستی نہلا کر پہناتیں۔''

وہ اب تھوڑی کانپتے ہوئے پھر رونا شروع ہو گئی۔

''امی سے بات کرنی ہے تم نے۔'' اسامہ اس کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔

وہ نفی میں زور سے سر ہلانے لگی۔

''اچھا کچھ کھانا ہے یا پینا۔''

''تمہارا خون پینا ہے میں نے، کافی زیادہ ضائع ہو گیا ہے۔'' وہ تیزی سے کہنے لگی وہ درد کی وجہ سے چڑ رہی

تھی اسے کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

''ڈیپ نہ ہو تو۔'' وہ مسکرایا تھا۔

''وہ ٹھیک تو ہے اسے تو بہت زیادہ چوٹ لگی تھی۔کہیں مر تو نہیں گئی۔'' نور کو اچانک غزل کا خیال آیا۔اسامہ نے نفی میں سر ہلایا۔

''ٹھیک ہے اب، بس نیل اور کہیں جگہ زخم پڑے ہیں ابھی نیند کا انجکشن دیا ہے کل تک کافی بہتر ہو جائے گی۔''

''اس کا ہزبنڈ بہت گندا آدمی ہے۔ایسے کوئی مارتا ہے میں تمہیں کتنا تنگ کرتی ہوں مگر تم نے مجھے کبھی نہیں مارا۔تم اچھے ہو۔''

اس کے کہنے پر اسامہ ٹھہر کر اس دیکھنے لگا تو وہ اس کی حیران آنکھوں کو دیکھ کر سمجھ گئی وہ اسے ایسے کیوں دیکھ رہا ہے۔

''پھر بھی چچی ہو زیادہ خوش نہ ہونا۔''

''میں نے واقعی ایک بات ٹھیک کی تھی۔تم سیریس کنڈیشن بھی ہو اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گی۔'' اسامہ نے ہنس کر تاسف سے سر ہلایا۔

''مجھے یہاں سے لے کر جاؤ۔''

''امی کے پاس نہیں جانا بار بار کہہ رہی تھی۔''

اچانک دروازہ کھلا اور گل شیر شاپر میں جوس اور صبح کے فیورٹ کیک اور بسکٹ لایا۔

''یہ بی بی دیکھیں ہم آپ کے لیے کیا لایا ہے۔''

اسامہ، گل شیر کے آنے پر اٹھ گیا کہ وہ محترمہ کو انٹرٹین کریں۔

⁂......⁂......⁂

دوہا کی دھوپ اپنے عروج پہ تھی، اور عجیب سی لو پھیلی ہوئی تھی۔ایک پچیس سالہ لڑکی جس نے سفید شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔اس کے ہاتھ میں پانچ ماہ کی بچی تھی جس نے خود سفید فراک اور سفید ٹوپی پہنی ہوئی تھی اور

وہ بہت ہی خوبصورت تھی، بھرے جسم اور سرخ سفید رنگت کی حامل جس کی امیر اللہ آنکھیں اپنے بابا پر گئی تھیں۔ پیچھے ایک لڑکی جو آٹھ سال کی تھی اس نے دو بیگ پکڑے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی وہ چلتے ہوئے ٹریک کے تھوڑے سے قریب سیٹ پر بیٹھا پورا ٹریک خالی تھا سوائے کچھ لوگوں کے۔

پھر اس لڑکی نے اپنے بے بی کو جھک کر چوما اور دوسرے بازو میں منتقل کر کے اپنے پونی کیے بالوں کو پیچھے جھٹکا اور پھر اس لڑکی کو کچھ کہا جو اب سیٹس پر بیگ رکھ رہی تھی۔ اچانک اس کی بے بی رونے لگی شاید اسے گرمی بہت زیادہ لگ رہی تھی۔

''میرا بے بی ابھی دیکھنا بابا آئیں گے سفائر کے بابا آئیں گے سفوکی بابا آئیں گے۔''

جبکہ سفائر منہ کھولے رو رہی تھی۔

''جیز مین جانو سفائر کی جوس کی بوتل دینا۔''

''جی آپی۔''

اس نے فیڈر نکالا اور کیپ کھولا اور ثمرن نے اس کے ہاتھوں لے کر سفائر کے منہ میں ڈالا۔

''سفوکس کے ساتھ ہے بابا کے ساتھ نا ماسی کے ساتھ نہیں۔'' وہ اس کے منہ میں ڈالتے ہوئے اس کی ناک کو چھوتے ہوئے بولی۔

پھر اچانک دو سپورٹس کار چلتے ہوئے سامنے سٹارٹ ایریا میں آئیں۔ ایک کالے رنگ کی تھی جبکہ دوسری سفید رنگ کی۔ شیشہ نیچے ہوا تو ہیلمٹ پہنی دو شرارتی آنکھوں نے مڑ کر دوسری کار کی طرف دیکھا جبکہ دوسری طرف بھی شیشہ نیچے ہوا اور مذاق اڑانے والی آنکھیں جس میں دگنی شرارت تھی۔ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

''الادین بھائی قسم سے ہار جانا ہے آپ نے ابھی بھی سوچ لیں۔ سامنے آپ کی بیوی بیٹی بیٹھی ہیں بے عزتی نہ ہو جائے۔''

''وی ول سی مس صبح۔''

صلاح الدین کہتے ہوئے گاڑی کی شیشے اوپر کر چکا تھا اور پھر صبح میڈم بھی اپنے ریس کے لیے تیار تھی۔

❁......❁......❁

اور پھر پورے پانچ لیپ کے بعد جیت بالآخر صلاح الدین کی ہوئی۔ صبح کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ چکا تھا۔ وہ گاڑی سے باہر نکلا اور ہنسنے لگا۔ چلتے ہوئے صبح کی گاڑی کی طرف آیا۔ وہ دروازہ کھول چکی تھی۔ ہیلمٹ اتارا تو اس کے چہرے کے گرد مٹی تھی مگر اسے پروا نہیں تھی۔ وہ ہنسے جا رہا تھا۔

''ہائے میری بہن، بولا بھی تھا جتنی پریکٹس کرلو صلاح الدین علی خان کو ہرا نہیں پاؤ گی۔'' وہ اس کے چہرے کو تھپکانے لگا تو وہ تیزی سے بولی۔

''الادین بھائی، آپ نے چیٹنگ کی ہے میں آپ سے بات نہیں کروں گی پھر سے ریس ہوگی۔''

''کیوں میری موشم اور سفو کے سامنے بے عزتی کروانا چاہتی ہو۔''

وہ اس کے بال بگاڑنے لگا۔

''آپی کو بتاؤں گی آپ کے میاں ایک نمبر کے چیٹر ہیں۔''

''میرا بچہ ابھی چھوٹی سی ہو کتنا اچھا چلا لیتی موشم بھی اتنی اچھی گاڑی نہیں چلا سکتی اور تم ریس بھی لگا لیتی ہو کتنی سمارٹ اور انٹیلی جنٹ ہو۔''

''آپ بہت برے ہیں الادین بھائی۔'' وہ گھور کر بولی۔

''موشم کے سامنے کہنا۔''

وہ چلتے ہوئے اسے کہنے لگا۔ انداز میں دھمکی کی آمیزش تھی وہ وہاں لڑتے بحث کرتے ہوئے ان سب کے پاس پہنچے جہاں بیٹھی ثمرن کے چہرے پہ شرارت بھری مسکراہٹ تھی۔

''کہا بھی تھا مت کرواتی پریکٹس، ابھی پڑھائی پہ فوکس کرو۔'' نور کی گھوری کی پروا کیے بغیر بولی۔

''توبہ، کون سی پڑھائی ابھی ایگزامز ختم ہوئے ہیں ایک ہفتہ نہیں ہوا چھٹیاں ہوئے اور آپ کہتی ہیں پڑھو کیا پڑھوں مس لیکچرار میڈم۔''

وہ بہت غصے میں تھی پھر جیسمین کے باسکٹ سے گیلا تولیہ اٹھانے لگی۔

''بابا جیت گئے، سفو کے بابا...... ارے نہیں میرا مطلب ہے ماسی جیتی ہیں۔''

صلاح الدین سفائر کو اٹھانے لگا تو اس کو پیار کرتے ہوئے بولا جو بابا کی گود میں آکر خاموش ہوگئی تھی ایک

دم نور صبح کی تیز نظروں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

''یہ لو تمہارے لیے buckstar سے فیورٹ سموتھی لائی ہوں۔''

ثمرن نے باسکٹ سے سموتھی نکالتے ہوئے پکڑا یا وہ منہ بنا کر بیٹھتے ہوئے پینے لگی۔

''تو پھر میڈم بس یا کہیں اور بھی جانا ہے۔'' صلاح الدین کے کہنے پر سب نے سر اٹھایا سوائے نور کے۔

''بس جیتے آپ ہیں تو آپ کو ٹریٹ دینی ہو گی اس لیے سکائی ڈائیو۔'' سرپیٹک نور نے نہیں اٹھایا تھا مگر جواب اسی سے موصول ہوا۔

''دماغ تو نہیں خراب تمہارا۔'' ثمرن غصے سے بولی۔

''مجھے کرنا ہے آپ کو تو نہیں کہہ رہی۔''

''دین خبردار آپ نے اس کی کوئی بات مانی۔ تم کچھ اور کر سکتی ہو مگر مرتے دم تک یہ خواہش پوری نہیں ہو گی۔''

''بھائی اب موشم نے روک دیا ہے تو صبح بچے کچھ اور سوچو۔''

''آپ نہ ساری زندگی آپی کے غلام بنے رہیے گا۔'' اس نے دین کو دیکھتے ہوئے کہا اور سپ لینے لگی۔

''ہم تو بنے ہی غلام بننے کے لیے۔ ہے نا سفو۔'' وہ سفائر کے گال چومتے ہوئے بولا۔

''گھر چلتے ہیں ابھی تمہاری بہت چھٹیاں ہیں آج اتنا کافی تھا۔''

''ویسے آپی، جیسے جیسے آپ کی عمر بڑھتی جا رہی ہے ویسے ویسے آپ میں بزرگ والی روح آ گئی ہیں آپ سے تو زیادہ کول مادر جان ہے۔''

''تم لوگ تب تک بیٹھو میں شاور لے کر آتا ہوں۔''

''نہیں، اتنی گرمی میں پاگل نہیں ہے آپ ہمیں اچھے سے ریزورٹ لے کر چلیں وہاں میں بھی فریش ہو جاؤں گی پھر ٹھنڈی ٹھنڈی جگہ لنچ کریں گے سکائی ڈائیونگ آپی کی موجودگی میں ہونے سے تو رہی۔''

''میں تمہیں اچھی طرح جانتی ہوں نور صبح اس لیے ہم ریزورٹ نہیں کسی بیچ میں جائیں گے بس ڈن ہو گیا تمہاری خواہش مانی ہے نا اور ویسے بھی جب سے سفائر پیدا ہوئی دین آپ ایک بار بھی مجھے سمندر لے کنارے

نہیں لے کر گئے۔"

"اور بھی بہت سی جگہ الادین بھائی آپ کو لے کر گئے ہیں وہ کیوں بھول جاتی ہیں۔"

وہ اپنی بات مکمل کر کے ثمرن کی گھوری کو خاطر میں لائے بغیر جیسمین کی طرف متوجہ ہوئی جو فون پہ مصروف تھی۔

"اوے کیا کر رہی ہو خبردار اگر تم نے اپڈیٹ کیا کہ میں ریس میں ہاری ہوں پھر دیکھنا یہ تمہارا آئی فون گئی فون ہو جائے گا۔"

جیسمین نے تیزی سے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر اپنی پینگو سے کٹے ہوئے بالوں کو ٹھیک کرتی بولی۔

"تمہیں آپی ایسا نہ کرنا۔"

"میں ایسا ہی کروں گی اگر میری ناکامی کہیں بھی پھیلی۔"

"تم کیوں اس بیچاری کو تنگ کرتی ہو۔"

ثمرن اب سفائر کو لے چکی تھی جو بار بار ثمرن کا گلے میں دوپٹہ چھیڑ رہی تھی اور اپنا منہ کھول کر ثمرن کا دوپٹہ منہ میں ڈال رہی تھی۔

"یہ بیچاری!! یہ آفت کی خالہ ہے۔"

"پلیز صبح اپنا ٹائٹل کسی کو تو نہ دو۔"

"آپ بہت ہارش ہیں آپی، میرا دل کر رہا ہے پولیس میں چلی جاؤں پھر دیکھنا کیا کرتی ہوں آپ کا۔"

"پلیز تھانے دارنی صاحبہ، ایسا غضب مت کرنا ورنہ اگر کسی نے آپ سے اونچی آواز میں بات کی تو بس پھر اللہ ہی حافظ اس کا۔" ثمرن کی مصنوعی ڈرتے ہوئے بولنے پر جیسمین ہنس پڑی جبکہ وہ ان کی باتوں کو اگنور کر کے سفائر کو اٹھا چکی تھی۔

"سفائر جانو، آپ ہی صرف ماسی سے پیار کرتی ہو ورنہ یہاں تو مین لوگ بھرے پڑے ہیں چلو میرے ساتھ۔"

"ارے کہاں لے کر جا رہی ہو۔" ثمرن نے تیزی سے کہا۔

"میں اپنی بیٹی کو جدھر بھی لے کر جاؤں آپ کو اس سے کیا، ہے نا سفو جانو۔" وہ سفارٔ کو پیار کرتے ہوئے بولی۔

"یہ اس کا جوس بھی لے جاؤ پھر رونا شروع کر دے گی میں ذرا اپنے سٹوڈنٹ کو نوٹس بھیج دوں۔"

"دیں ٹیچر صاحب۔"

وہ اٹھا کر جانے لگی جب دور ہی دوربین میں اسی کو فوکس کرتے ہوئے اب دوربین نیچے کر چکا تھا اس کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ آئی تھی۔ لائٹ براؤن دھاڑی میں اس کے ڈمپل کہیں چھپ گیا تھا سٹیل بلیو آنکھیں نظر کے چشمے میں خوب چمک رہی تھیں اور ہونٹوں میں دبا سگریٹ دھوئیں پہ دھواں اڑا رہا تھا اس کی رولیکس میں لٹکا ایس الفیبٹ بار بار ہل رہا تھا۔ وہ اس کو سیدھا کرنے لگا اور پھر فون اٹھا کر کال ملانے لگا۔

✿.......✿.......✿

اسامہ نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"مجھے درد ہو رہا ہے۔" وہ چہرے پہ تکلیف کے آثار لیے بولی۔

"اوکم آن صبح تمہیں اور درد ابھی کہوں گا، را کی پہ بٹھاؤ تو میڈم فٹافٹ جمپ لگائے گی۔"

وہ اس کے کہنے پر اسے گھورنے لگی پھر جلدی سے اپنے بازو کو ہولے سے دباتے ہوئے بولی۔

"ایسی بات نہیں ہے واقعی بہت زیادہ درد ہو رہا ہے۔"

"اچھا! چلیں مان لیا کیا خود اترے گی کہ میں اٹھاؤں۔"

"سپر مین نہیں ہو چکی رہو۔"

"اُف تم بولتی رہنا اس سے بہتر ہے میں تمہیں اٹھا لوں۔"

وہ اسے کار سے اٹھانے لگا اور مڑا کر انٹر ہونے لگا کہ ایک دم رک گیا پھر اس نے دیکھا تو اس کا چہرہ سفید ہو گیا۔ صبح اپنے بازو کو دیکھ رہی تھی اس کا اس طرف دھیان نہیں تھا پھر اسامہ کو رکتے دیکھا تو پہلے اس کو پھر مڑ کر دیکھا تو اس کا منہ کھل گیا۔

"آپی!"

ثمرن کو لگا۔ وہ سانس نہیں لے سکی گی اس کی چھوٹی معصوم بہن اس شخص کی بانہوں میں، پہلے تو وہ ان کو وحشت سے دیکھتی رہی پھر تیزی سے آگے بڑھی۔ اسامہ نے صبح کو اتارا، اسے جیسے شرمندگی ہوئی بیشک وہ بیوی تھی مگر ثمرن کا چہرہ دیکھ کر اس کو لگا اس نے جیسے بہت بڑا گناہ کر دیا ہو۔

''آپ آگئیں۔'' صبح بہت آہستہ سے بولی تھی۔ ثمرن بھاگتے ہوئے آئی اور پھرتی سے گھٹنے کے بل بیٹھ کر اسے خود میں بھینچ لیا۔

''میری جان میری زندگی۔''

وہ اس کے چہرے پہ تکلیف کے آثار نہیں دیکھ پائی تھی اور نہ ہی اس کے بازو پہ لگی پٹی، بس وہ اپنے تشنگی بھرے دل کو سیراب کر رہی تھی۔ اس پر اپنا پیار لٹا رہی تھی۔

''میری زندگی، میری بہن، میری چاند۔''

صلاح الدین بھی اس کے پیچھے باہر آیا۔ وہ سب بھی آئے اسامہ کا حلق سوکھ گیا۔

''موشم!''

''تم ٹھیک تو ہو......''

ثمرن رو رو کر اس کو چھو کر جیسے یقین کرنا چاہ رہی تھی۔

''بولو نا نوری، تم ٹھیک ہو بول کیوں نہیں رہی۔''

سپاٹ چہرہ لیے نوری اپنی دیوانی سی بہن کو دیکھ رہی تھی۔

''موشم ایزی۔''

صلاح الدین اس کی پاگلوں والی حالت دیکھ کر ڈر گیا۔

خانم کی نظریں اسامہ پر گئیں تو تڑپ اٹھیں۔ وہ لب کاٹے سر جھکائے کھڑا تھا وہ اس وقت انہیں قابل رحم لگ رہا تھا۔

''دین! آپ اسے دیکھیں۔''

وہ نور کو چھوڑ کر اس کی طرف جھپٹی تھی اور اس کا گریبان پکڑ کر چیخ پڑی اس کا انداز دیکھ کر سب کو جھٹکا لگا

انہیں ثمرن سے یہ توقع نہیں تھی۔

''میری بہن کے ساتھ کیا کیا تم نے...... جواب دو۔''

اس کے چیخنے پر صبح نے سر اٹھا کر ان دونوں کو دیکھا۔ صلاح الدین نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

''تم ٹھیک ہو بیٹا۔'' دین نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا اور وہ ہراساں ہو کر اسے پھر آپی کو دیکھنے لگی جو اسامہ پہ چلا رہی تھی۔

''یہ تمہارے بازو میں کیا ہوا۔''

ثمرن، دین کی آواز پر چونکی پھر صبح کا بینڈیج کیا بازو دیکھ کر وہ تڑپ اٹھی۔

''نوری یہ کیا ہوا، یہ اس شخص نے کیا اس ذلیل آدمی نے بول کیوں نہیں رہی ہو، نوری آپی آ گئی ڈرو مت۔''

وہ اس کے پاس آ کر گال کو تھام کر اسے تسلی دیتے ہوئے بولی۔

''اسامہ بتاؤ، کیا ہوا بچی کے ساتھ۔'' خانم نے نا چاہتے ہوئے بھی اس سے سختی سے پوچھا۔

اسامہ کا دل کیا یہاں سے بھاگ جائے مگر اس کے تو قدم جیسے جم گئے۔ ثمرن، نوری کو بالکل خاموش پا کر طیش کے عالم میں تیزی سے اٹھی اور اس کے چہرے پہ تھپڑ دے مارا۔ سب کے منہ ثمرن کے اس ری ایکشن پہ کھلے کے کھلے رہ گئے جبکہ صبح تڑپ اٹھی۔

''آپی......!''

اسامہ بالکل ساکت رہا اور کوئی ردعمل نہ دکھایا۔ وہ اسی چیز کی توقع کر رہا تھا۔

''موشم۔''

صلاح الدین آگے بڑھنے لگا کہ خانم نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔

''بتاؤ مجھے، میری بہن کے ساتھ کیا کیا تم نے۔ بتاؤ چھین لی نا میری بہن کی معصومیت۔ میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔''

ایک اور تھپڑ۔ صبح کو غصہ آ گیا وہ صلاح الدین سے اپنا ہاتھ تیزی سے چھڑواتی بھاگی اور ثمرن کو دھکا دیا۔ وہ کیسے دیکھ سکتی تھی، وہ اسامہ کی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اسے اسامہ ہر چیز سے زیادہ اہم تھا۔ ثمرن کو

جھٹکا لگا نور کے اس اقدام پر وہ بے یقینی سے اپنی بہن کو دیکھنے لگی۔

''آپی! آپ اسامہ کو نہیں مار سکتیں، آپ ہوتی کون ہیں اسامہ کو مارنے والی۔'' وہ چیخ کر بولی تھی۔

''نور۔''

ثمرن کا منہ حیرت سے کھل گیا جبکہ اسامہ نے بھی جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔

''نہیں ہوں میں کسی کی نور، کسی کی بھی نہیں سوائے اسامہ کے۔ آپ لوگوں نے تو مجھے فضول کھلونا سمجھ کر پھینک دیا تھا، جان چھڑوالی تھی آپ نے...... اور مجھے رکھا کس نے تھا، چکی نے یعنی میرے ہزبنڈ نے۔ یہ اچھا ہے آپ برے ہیں سب برے۔ اس نے مجھے آپ سب کی طرح نہیں نکالا گھر سے۔'' وہ اپنی بات سے سب کو حیرت کے سمندر میں گرا رہی تھی۔ یہ بچی اتنا بول سکتی تھی یہ تیرہ سال کی بچی کی اتنی زبان ہو سکتی ہے اتنی سمجھ! اتنی عقل!

''نور صبح کیا بکواس کر رہی ہو تم؟'' ثمرن وحشت زدہ ہو کر چلائی تھی اور پھر اسامہ کو خونخوار نظروں سے دیکھا۔

''میری بہن کو یوز کر کے اس کو ہم سب کے خلاف کر دیا صلاح الدین۔ میں اپنی جان دے دوں گی اگر یہ شخص جیل نہیں گیا۔''

''اسامہ جیل نہیں جائے گا جیل آپ سب لوگ جائیں گے۔''

نوران کے سامنے آتے ہوئے چیخ کر بولی تھی ثمرن پاگل ہو کر اسے تھپڑ لگانے لگی تھی کہ اسامہ جو بالکل چپ کھڑا تھا ثمرن کا ہاتھ پکڑ چکا تھا۔

''دیکھیں آپ بیشک مجھے ماریں مگر پلیز اس پر ہاتھ نہ اٹھائیں۔'' وہ بہت آہستگی سے بولتے ہوئے ان کا ہاتھ چھوڑ چکا تھا۔

''چکی، تم کچھ کہہ کیوں نہیں رہے۔ آپی نے تمہیں اتنی زور سے مارا اس نے کچھ نہیں کیا میں نہیں جانے دوں گی۔'' وہ اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اس کے ساتھ لگتے ہوئے بولی۔

''آپ چلی جائیں آپی۔ آپ اپنی زندگی میں خوش رہیں، میں اسامہ کے ساتھ خوش ہوں۔'' ثمرن کو نور

کے انداز نے پاگل کر دیا۔ وہ ایسی تو نہ تھی یہ کر دیا اسامہ نے۔

"نوری یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔"

ثمرن کو سمجھ نہیں آ رہی تھی سمجھ تو کسی بھی کھڑے شخص کو نہیں آ رہی تھی۔

"نور، یہ شخص اچھا نہیں ہے۔" اس کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئی بالآخر یہی جواز سوجا جس سے وہ قائل ہو جائے۔

"آپ کا تو نہیں ہے نا آپی، میرا چکی ہے اچھا ہے یا برا صرف میرا چکی ہے۔"

وہ رو کر زور سے بولی تھی اور خانم کو یہ بچی ہرگز نہیں لگی۔ انہوں نے منہ پہ ہاتھ رکھا پھر مسکرائیں۔ ان کو تو جیسے اپنا بچپن یاد آ گیا۔ وہ بھی تو ایسی تھیں، چودہ سال کی عمر میں سب سے نڈر، سب سے مضبوط۔ اپنے بھائی کو سنبھالنے والی تو آخر اس جنریشن کی لڑکی کیوں نہیں ہو سکتی۔ وہ اس کچھ کہنے لگیں کہ صلاح الدین نے روکا۔

"اسامہ پوچھ سکتا ہوں تم نے ایسا کیوں کیا؟"

اس کے سختی سے باز پرس کرنے پر وہ فقط خاموش رہا۔ کیا کہتا۔ کہنے کو آخر رہ کیا گیا تھا۔

"تم ابھی اسی وقت میری بہن کو طلاق دو گے۔ سن رہے ہو نا۔" ثمرن بے بسی صرف چلا ہی سکی تھی۔

"چکی۔ مجھے یہاں سے لے جاؤ۔"

"چکی!"

"اسامہ!"

وہ تیزی سے بستر سے اٹھی۔ اس کا چہرہ پسینے سے بھیگ چکا تھا جبکہ سانسیں تیز ہموار چل رہی تھیں، اس کا دل اتنا تیز دھڑک رہا تھا جیسے وہ باہر آ جائے گا۔ اس نے اپنے گلے میں اسامہ کے نام کا لاکٹ چھوا، آنکھیں برسنے لگی تھیں، چھ سال...... چھ سال بیت گئے اسے اسامہ سے الگ ہوئے اور چھ سال اسے نیند نہیں آئی۔ اس نے جتنی بھی گولیاں، جتنے طریقے آزمائے یہ بھیانک خواب ہمیشہ کی طرح اس کی نیند توڑ دیتا۔ اس نے منہ پہ ہاتھ رکھا

"چکی!" وہ کہتے ہوئے اپنا سر تھام چکی تھی۔

"مجھے زندگی سے نکال چکے ہو تو پھر کیوں آتے ہو، کیوں چھ سال سے مجھے پاگل کیا ہوا ہے، کیوں چین نہیں ہے تمہیں، تمہارے بغیر جینا چاہتی ہوں مگر تم ایک آسیب کی طرح چمٹ چکے ہو تم نے تو بس میری زندگی کو تنگ کرنے کی ٹھان لی ہے۔"

اس نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے۔ اسے وہ پل یاد آ رہا تھا جب ثمرن اسے زبردستی کھینچے جا رہی تھی اور وہ پاگلوں کی طرح اسامہ کی ٹانگوں سے چپک گئی کہ ایک دم اسامہ نے اونچی آواز میں روکا۔

"رکیں آپ سب! مجھے بس دس منٹ دیں دے دین بھائی۔" وہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اس کے لہجے میں نجانے کیا تھا کہ دین رک گیا۔

"بھائی! بس تھوڑی دیر کے لیے صبح سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"نہیں میں اب نہیں دوں گی اپنی بہن میں ہرگز نہیں دوں گی۔" وہ اس کے مطالبے پر بل کھا کر رہ گئی۔ وہ اب نہیں کرے گی صبر۔ صبح کے معاملے تو ہرگز نہیں کرے گی۔

"ثمرن بیٹی! صبر۔ جاؤ اسامہ اسے اندر لے کر جاؤ۔" خانم نے بھی اس کے لہجے میں بہت کچھ محسوس کیا تھا۔ اسامہ نے صبح کا ہاتھ پکڑا اور دین نے ثمرن کا بازو۔

"نہیں۔"

"ثمرن تم میرے ساتھ چلو۔" وہ اس کا بازو پکڑتے ہوئے بولا۔

"نہیں جاؤں گی میری بہن پھر غائب ہو جائے گی اس نے میری بہن کے لیے ہمارے محبت کو نفرت میں تبدیل کر دیا یہ شخص قابل بھروسہ نہیں ہے دین میری بات سنیں مجھ پر نہیں تو میری معصوم بہن پر رحم کھائیں۔"

وہ اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"آغا جان جیت گئے۔ ان کو کہہ دیں وہ جیت گئے اور میں ہار گئی میں تو کب کی ہار گئی تھی مگر انہوں نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا۔"

خانم سے رہ نہ گیا۔ بڑھ کر اسے دین سے الگ کر کے اپنے ساتھ لگایا وہ ان کے ساتھ لگ کر پاگلوں کی طرح رو رہی تھی۔

"بس میری جان۔ مت روسب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔"

جبکہ دوسری طرف اسامہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے کر آگیا اور اسے بٹھایا۔

"ان کو بھیج دیں، مجھے نہیں جانا۔ مجھے کہیں نہیں جانا۔ میں نہیں جاؤں گی یہ میرا گھر ہے میں کہیں نہیں جاؤں گی۔"

"نور صبح! ریلیکس۔" وہ اونچی آواز میں اس کو روکتے ہوئے بولا۔

"بات سنو میری، میں جو کچھ کہنے جا رہا ہوں اسے دھیان سے سننا۔"

"تم جو بھی کہو اسامہ میں سنوں گی بس مجھے اپنا، گھر تم گل شیر گھوڑے، ٹی وی کچھ نہیں چھوڑنا پلیز۔"

اس کی بات پہ اسامہ کے دل کو کچھ ہوا۔

"یہ سب تمہارا ہے ہی نہیں صبح، تمہاری اصلی فیملی وہ ہے ہم تمہارے کچھ نہیں لگتے۔"

وہ اب گھٹنے کے بل بیٹھا جس دل سے کہہ رہا تھا وہ خود ہی جانتا تھا۔

"دیکھو جیسے غزل کو اس کے شوہر نے مارا تھا میں بھی تمہارے ساتھ ایسا کرنا چاہتا تھا مگر کر ہی نہیں سکا کیونکہ تم صبح کہتی ہو میں ڈرتا ہوں پولیس سے، جیل سے۔"

"اسامہ۔" وہ حیرت سے منہ کھولے اپنے چچی کو دیکھنے لگی یہ کیا کہہ رہا ہے۔

"چپ رہو ایک سیکنڈ کے لیے۔ میں نے اس دن تم سے جھوٹ کہا تھا تمہاری آپی تمہارے لیے دیوانی ہیں انہیں تمہاری فکر ہے۔" بیچ میں صبح نے ٹوک دیا۔

"جھوٹ بول رہے ہو تم۔ اس لیے کہہ رہے ہو تمہیں وہ جیل لے جائیں گے، نہیں اسامہ، وہ نہیں لے کر جائیں گے۔ میں ارشد بھائی سے بات کروں گی تم نے کچھ نہیں کیا تم بہت اچھے ہو۔" وہ اس کے سہمے ہوئے دل کو تسلی دے رہی تھی یا اپنے۔ وہ نہیں جانتی تھی بس اپنے دل کو تسلی دیتی گئی۔

"صبح میں اچھا نہیں ہوں، میں سچ کہہ رہا ہوں ان گندے والے انکل نے واقعی تمہاری آپی پر ظلم کیے۔ اس کے بعد دین بھائی اچھے تھے وہ تمہاری آپی کو اپنے ساتھ لے گئے ورنہ تمہاری آپی مر جاتی اور میری شادی تمہاری ساتھ اس لیے ہوئی ہے کہ میں بھی تمہیں ماروں۔"

”مگر تم نے ایسا نہیں کیا تم بہت اچھے ہو۔“

وہ اپنی باتوں سے اس کا دل ڈوبا رہی تھی۔ وہ کسی بھی لمحے کمزور نہیں پڑا تھا مگر آج وہ پڑ رہا تھا۔ اسے اپنی کمزوری اکھاڑ کر پھینکنی تھی۔ وہ صبح کی معصومیت چھین نہیں سکتا تھا۔ وہ خود غرض بن کر اس کے رشتوں سے دور نہیں کر سکتا تھا اس کے ساتھ کو کچھ ہوا تو قسمت میں لکھا وہ ہاتھ پہ دھرا بیٹھ گیا مگر وہ صبح کو اس کی زندگی سے کھیلنے نہیں دے گا اسی لمحے وہ سخت پڑ گیا۔

”سمجھ نہیں آ رہی میری بات نہیں ہوں اچھا میں تم سے نفرت کرتا ہوں۔ میری مجبوری تھی تمہیں رکھنا اب تمہارے گھر والے آ گئے ہیں تو بس جاؤ کیوں میرے گلے پڑ گئی ہو۔“

نور ساکت ہو گئی۔ اسامہ؟

”اسامہ“ اسامہ اس کے یہ کہنے پر ایک بار پھر وہ کمزور پڑ رہا تھا۔ اس نے اٹھ کر تیزی سے لیمپ پھینکا وہ ڈر گئی۔

”نام بھی مت لو میرا۔ کبھی، نہیں لگتا تمہارا کچھ۔ جھوٹ بولا تھا تم سے بدلہ لینے کے لیے یہ سب ڈھونگ کیا تھا اگر تم چاہتی ہو صبح، میں تم پر ہاتھ نہ اٹھاؤں تو ابھی اسی وقت یہاں سے چلی جاؤ۔“ لہجے میں جتنی زمانے بھر کی سختی لا سکتا تھا وہ لایا تھا۔

”کیوں جاؤں ہزبنڈ ہو تم میرے۔“ وہ اس کے لہجے کی پروا کیے بنا اپنی زندگی کی خاطر چیخ کر بولی۔

”نہیں ہوں، کچھ بھی نہیں، آئی جسٹ بلڈی ہیٹ یو آئی جسٹ ہیٹ صبح بس یہاں سے چلی جاؤ اپنی زندگی کو آسان بناؤ اور میری بھی۔ چلی جاؤ۔“ وہ چیخ کر اس کے منہ پہ بولا تھا۔

”نہیں جاؤں گی میں۔“

یہ کیا پاگل تھی۔ وہ اس سے بھی زیادہ ضدی تھی۔ وہ ہار ماننے والے میں سے نہیں تھی اس لیے اسامہ کو گہرا سانس لے کر کہنا پڑا۔

”ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں اب میں تمہارے ساتھ ایک پل بھی نہیں رہ سکتا۔“ وہ کہتے ہوئے کمرے سے نکل پڑا۔ صبح کو سمجھ نہ آئی اور پھر جب کمرے میں اس کی غیر موجودگی کا احساس ہوا تو تیزی سے پیچھے مڑ کر بھاگی۔

''چکی، چکی......''

کیا تڑپ تھی اس کے لہجے میں جیسے قیمتی متاع اس سے لٹ جائے گی اور وہ قیمتی متاع اسامہ علی خان تھا۔

''میرے دوست آئیم سوری......''

دوسری طرف وحشت سے بھرپور اچھا دوست سپیڈ لگا کر نیچے آیا اور رک کر ثمرن کو دیکھا جو خانم کے ساتھ کھڑی ان کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔

''اپنی منکوحہ آپ کے حوالے کر رہا ہوں۔'' پتا نہیں وہ آپ کی بہن کہنا چاہتا تھا مگر دل کی بات لبوں سے کیسے پھسل گئی۔ شاید ہجر کا عالم تھا کہ درد زبان پر آ گیا، دین اسے دیکھنے لگا۔ دین کے نظروں میں حیرت ہی حیرت تھی زبان پہ تو جیسے تالے لگ گئے تھے۔ ثمرن نے حقارت بھری نظروں سے نظریں پھیر لیں جیسے کہنا چا رہی ہو کہ چلے جاؤ یہاں سے اور وہ اس کی حکم کی تابعداری کرتا وہاں سے ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا اور ایسا ہوا جیسے کبھی ان کی نظروں کے سامنے نہیں آئے گا۔

''اسامہ......مت جاؤ۔''

اس سے قبل خانم روکتی کیونکہ انہوں نے اس کی لال آنکھوں میں بے پناہ وحشت دیکھ لی تھی کہ صبح کی آواز پہ وہ سب مڑے اور ثمرن چل کر اس کے دوڑتے ہوئے وجود کو اپنے بازوؤں سے روک چکی تھی تب وہ پاگلوں کی طرح اس کی گرفت سے نکلنے لگی مگر جب اسامہ دروازے سے غائب ہو گیا تو وہ بے بسی سے پھوٹ کر رو پڑی۔

''میرا فرینڈ چلا گیا آپی، میرا دوست چلا گیا آپ نے میرا بیسٹ فرینڈ چھین لیا، میرا بہت اچھا ہزبنڈ چلا گیا۔ چکی پلیز آ جاؤ میں تمہیں تنگ نہیں کروں گی چکی۔''

ثمرن نے اس کے سر پر پیار کیا۔

''میری جان بس کر دو۔''

''چکی چلا گیا آپی چھوڑ دیں مجھے۔''

وہ اب ہوش میں آئی تو اس نے ٹائم دیکھا رات کے تین بج رہے تھے۔ سامنے اس کی چکی ڈول پڑی ہوئی

تھی۔ثمرن تو یہ اس کے خریدنے پر حیران ہو گئی تھی اور جیسمین تو اس کی وجہ سے اس کے کمرے میں سوتی نہیں تھی نہ ہی کبھی اکیلے آتی تھی اتنی ڈروانی شکل کو اپنے ساتھ رکھ کر نیندیں تھوڑی حرام کرنی تھی ان سب نے مگر صبح کی تو جان تھی اس ڈول میں۔

"کیا دیکھ رہے ہو؟ پھر جگا دیا نا اب صبح کیا کریں؟ دوبارہ نیند آنے سے رہی اس کو بہت بار آزما چکے ہیں۔"

وہ لیمپ آن کر کے اس سے مخاطب ہوئی۔ ہمیشہ وہ اپنے درد، اپنی تنہائی اپنے آنسو چکی کے ساتھ بانٹتی تھی اور چھ سال سے وہ یہی کر رہی تھی آج تک اس نے اپنا درد اپنے گھر والوں کو نہیں دکھایا بس وہ تھی اور اس کا دوست چکی۔

"تو ڈنر بنائیں آئی نو ٹائم عجیب ہے مگر مجھے بھوک لگ رہی ہے تم تنگ آ رہے ہو گے چلو میرے ساتھ بڑی اکیلے میں بور ہو جاؤں گی تم باتیں کرنا۔"

اس نے اٹھتے ہوئے اپنے بالوں کا ہائی بن بنایا اور اپنی شرٹ اور پجاما سمیت چکی کو اٹھائے دروازہ کھول کر نیچے آئی اور جیسے ہی اس کا دروازہ بند ہوا کوئی بالکنی سے اندر داخل ہوا جیسے وہ پہلے سے کھڑا تھا اس نے اپنے منہ پر ماسک اور کالے کپڑے پہنے تھے مگر اس سب کے باوجود اس کی رولیکس سے نکلتا ایس الفیٹ بالکل صحیح نظر آ رہا تھا اس نے اپنا کام دو منٹ میں کیا اور پھر سپائڈر مین کی طرح بالکنی سے غائب۔ وہ سڑھیاں دبے قدموں سے نیچے اتری پھر اس نے چکی کو دیکھا۔

"دعا کرو وہ ہٹلر کی نانی نہ اٹھ جائے پھر تو بس صبح کی شامت اور تم ہنسنے نہ شروع ہو جانا۔" وہ اس کو کہتے چل کر کچن کی طرف گئی پھر مڑنے لگی کہ صلاح الدین کی آواز پہ اسے رکنا پڑا۔

"ہاں جی کیا چوری ہو رہی ہے اور چکی صاحب بھی کیا کر رہے ہیں آپ کے ساتھ۔"

وہ بالکل تیار یونی فورم پہنے ڈسپرین کی گولی لے رہا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں سفائر کی فیڈر تھامی ہوئی تھی جس میں دودھ تھا ثمرن نے بھیجا ہو گا دودھ گرم کرنے کے لیے۔

"آپ اس وقت۔ آپ کی تو کوئی فلائٹ نہیں تھی۔" وہ اپنی ٹپٹائے ہوئے انداز کو مٹاتے ہوئے سنبھل کر

بولی۔

''بس جو قطر کے شہزادے صاحب ہیں وہ شیڈول پہ تو چلنے سے رہے ان کا جب دل چاہے گا اپنے پرائیویٹ پلین کو اڑانے کو کہیں گے۔ ہم حاضر۔'' امیر اللہ آنکھوں میں تھکن جبکہ عنابی لبوں پہ مسکراہٹ آخر صلاح الدین تھا کیسے اپنی تھکن بتاتا۔

''او اس وقت!''

''نہیں پانچ بجے کی فلائٹ ہے لندن جانا ہے۔''

''اور سر درد ٹھیک ہے آپ کا۔''

''ہاں بس بڑھاپا آگیا۔''

''او پلیز تیس سال کی ہیں اور بڑھاپا...... زیادہ بنو مت۔ آئی بڑی بڑھاپے والی۔ ویسے آپ کی لاڈلی اٹھ گئی۔''

''ہاں اور ثمرن میڈم مجھے سی اوف کرنے کے بجائے میری بیٹی کو سلا رہی ہے۔''

''آپی کو تو رہنے دیں ایسی نو فیلنگز والی بیوی کے ساتھ کیسے رہ رہے ہیں ہمت ہیں بھئی آپ کی۔'' وہ اس کی بیچارگی لیے چہرے پر تاسف سے سرہلاتے ہوئے بولی جبکہ وہ گھورتے ہوئے ہنس پڑا۔

''چہ می توانم بگویم قلبم را بہ او دادہ ام۔''

(میں کیا کہہ سکتا ہوں میں تو اپنا دل دے چکا ہوں اس کو)

نور صبح مسکرائی۔

''شما یک شوہر ایدہ آل ہستید۔''

(آپ ایک آئیڈیل شوہر ہیں۔)

دین مسکرایا۔

''اس میں کوئی شک؟''

''ناٹ ایٹ آل بس آپ جائیں اس سے پہلے آپا جی ہنگامہ نہ کردیں۔''

دین چل کر اس کے پاس آیا۔

"خیال رکھنا اپنا بھی اور میری قلب (دل) کا بھی میں جب موجود نہیں ہوتا تو اپنا ہوش بھول جاتی ہے۔"

"ان کو تو میں سنبھال لوں گی آپ فکر نہ کریں۔"

وہ ہنس پڑا اور اس کے بال بگاڑے۔

"تھینکس چھوٹی۔"

"بھائی۔"

وہ اپنے بال ٹھیک کرنے لگی

"کتنے اچھے ہیں ایک وہ اللہ کرے اسے بھی نیند نہ آیا کرے جس طرح مجھے نہیں آتی خود اس گل شیر کے ساتھ کتنے مزے کر رہا ہوگا اور میری برائی بھی خوب ہو رہی ہوگی بلکہ نہیں اسے تو میں یاد بھی نہیں ہوں گی۔ ظاہر ہے کافی سال بیت چکے ہیں اب تو لازمی بھول گیا ہوگا۔

اس نے کاونٹر پہ اپنی چکی ڈول رکھی اور نوڈلز کا پیکٹ دراز سے نکالنے لگی۔ وہ جب اٹھتی روز ایک نوڈلز لازمی کھاتی۔ پتا نہیں اسے کیا ہوتا شاید کھانے سے نیند آ جائے مگر پھر بھی کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ وہ پیکٹ نکالنے لگی جب ٹھہر گئی اس پہ ایک نوٹ لکھا ہوا تھا۔

"ہاتھ مت جلانا کیونکہ یہ تمہارے نہیں میرے ہاتھ ہیں۔"

اس نے جلدی سے مڑ کر ادھر ادھر دیکھا جیسے نوٹ چپکانے والا بندہ یہیں اس پاس کہیں ہوگا۔

"چکی، یہ کیا ہے یہ کس نے بھیجا ہے۔"

اب وہ ڈول کیا کہتا جو بات تھی اس پہ کیسا سوال؟ بیوقوفانہ سوال!

"ضرور آپی ہوں گی۔ ابھی بھی دین بھائی کو بولا ہوگا یا سونے سے پہلے نوٹ چپکا دیا ہوگا۔ ویسے کتنی گندی رائٹنگ سے لکھا ہے لیکن اس طرح لکھنے کی کیا ضرورت تھی میں ان کی بات سمجھ جاتی۔"

اس نے نوٹ اتارا اور پھر ڈسٹ بن میں پھینکا۔ وہ اب پیکٹ اٹھا کر اپنی یاد تازہ کرنے لگی۔

"اسامہ......اسامہ۔"

وہ سورہا تھا جب نور بستر سے اٹھ کر صوفے کی طرف آئی اور اسے جھنجھوڑنے لگی۔اسامہ نے برا سا منہ بنایا۔

''کیا ہے سونے دو۔''

''مجھے بھوک لگ رہی ہے میرا نوڈلز کھانے کا دل چاہ رہا ہے۔''

اس نے کوئی رسپونس نہیں کیا تو اس نے اسامہ کا کمبل کھینچا۔

''کیا تکلیف ہے۔''وہ غصے سے اپنی مندی آنکھوں کو کھولتے ہوئے بولا۔

''مجھے بھوک لگ رہی ہے۔میں کیا کروں اسے ختم بھی تو کرنی ہے۔''

''جاؤ اس وقت بالکنی سے چھلانگ لگالو ساری بھوک اڑ جائے گی۔''

وہ اب کروٹ لے چکا تھا۔

''میں کیوں لگاؤں۔تم لگاؤ بلکہ آپ سے مدد مانگ کر میں نے بہت بڑی غلطی کی۔میں تو بھول گئی چکی صاحب اور اللہ نے مجھے ہاتھ پیر دیئے ہیں۔میں خود بنالوں گی۔''

''ہاں جاؤ۔''وہ بڑبڑایا۔

اس نے دانت پیس کر کشن اٹھا کر زور سے اس کے سر پر مارا اور پھر میڈم کچن میں آکر پہلے کے پندرہ منٹ نوڈلز ڈھونڈتی رہی اس کے بعد پھر پتیلا اٹھایا تو باقی سارے برتن اس کو نکالتے وقت گرے۔

''اُف!''

پھر میڈم نے پانی بھرا،اس میں نوڈلز ڈالے اور یاد آیا ماچس سے سٹو آن کرنا تھا۔اس میں بھی جیری صاحبہ کامیاب ہوئی اس کے بعد ایک منٹ تک ویٹ کرتی رہی مگر پھر کتے کے بھونکنے کی آواز پر صبح میڈم کے ہاتھ سیدھا ڈر کے مارے پتیلا پہ لگا اور جلن کے ماری صبح کی چیخیں اور پتیلا بھی کیسے برداشت کرتا۔ویپ کی چیخیں!وہ بھی ہاتھ لگنے کے باعث نیچے گر گیا۔پھر جی اسامہ دی چکی کی انٹری ہوئی اور پھر اسے لاؤنج میں لاکر ٹام صاحب جیری صاحبہ کو لیکچر دینے لگے۔

''کس نے کہا تھا نوڈلز بنانے کو؟''

وہ اب اس کے ہاتھوں پر مرہم لگا رہا تھا۔

”تمہیں کہا تھا میں نے مگر تم نے خود ہی کہا جاؤ یہاں سے خود کرو۔“

”میں نیند میں ضرور تھا مگر اتنا دماغ کام کر رہا تھا میں نے بالکنی پہ جمپ لگانے کو کہا تھا۔“

وہ رو رہی تھی کیونکہ جلن بھی تو زیادہ تھی مگر اسامہ کی بات پہ وہ اسے گھورنے لگی۔

”کیوں لگاتی، تم خود لگاتے۔“

اسامہ کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی۔

”سب کو رلانے والی آج خود رو رہی ہے۔“

”آپ فکر نہ کریں آپ کو بھی خوب رلاؤں گی اور وہ بھی جلد ہی۔“

اور وہ واقعی اسے چھوڑ کر رلا چکی تھی مگر وہ بے خبر تھی۔

اس نے نوڈلز بنائیں اور پھر دین اور ثمرن کی آوازیں آئیں۔ دین اسے گڈ بائی بول کر چلا گیا تھا۔ نور صبح کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی کہ کیسا گڈ بائی ہوگا وہ اچھی طرح جانتی تھی پھر اس نے خود کو چکی کی نظریں پاتے ہوئے دیکھا۔

”نہیں میں ایسا نہیں سوچ رہی مجھے ایسے مت دیکھو گندے۔“

وہ گھور کر کہتے ہوئے کانٹوں سے نوڈلز کو ہلانے لگی پھر اس نے ثمرن آپی کی نظریں پاتے ہوئے سر اٹھایا تو پھر اس کی شرارت مسکان کھل کر آئی، ثمرن خود اسی کی طرح لمبی شرٹ اور اور بلیو ٹراؤزر میں ملبوس اس کی نظروں کو گھورتی اندر داخل ہوئی۔

”گڈ بائی ہو گیا؟“

”تم بدتمیز جان بوجھ کر یہاں تھی نا۔“

ثمرن کی گھوری کو خاطر میں لائے بغیر وہ شرارت سے ہنستی بولی۔

”نہیں تو میں اور چکی تو نوڈلز کھانے آئے تھے۔ کیوں چکی۔“

”ایک تو تمہاری ڈول اف خوف آتا ہے پتا نہیں رات تک بھی تم اسے اپنے ساتھ کیسے رکھتی ہو۔“

”میں آپ کی طرح ڈرپوک تھوڑی ہوں اور ویسے بھی چھ سال سے میرے ساتھ ہے ڈر کیوں لگے گا۔

"کیوں چچی۔"

ثمرن نے نظریں گھمائیں اور اپنے بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹتی فریج کھول کر پانی کی بوتل نکالنے لگی۔

"سو گئی سفو۔"

ثمرن نے بوتل کا کیپ کھولا۔

"ہاں! آج پتا نہیں کیوں شور کر رہی تھی شاید دین تیار ہو رہے تھے یا ان کا فون بج اٹھا تھا اسی وجہ سے اٹھ گئی بابا کی جان کو پتا چل گیا بابا جا رہے ہیں۔"

"بس کریں زیادہ بھولی نہیں ہوں میں۔"

وہ معنی خیزی سے بولی۔ ثمرن نے گھورا اور زور سے کمر پہ ہاتھ مارا۔

"بہت زبان نہیں چل آئی تمہاری۔"

"زبان تو شروع سے چلتی تھی میری غور اب کر رہی ہیں۔"

"اف صبح۔ یار گردن میں درد ہو رہی ہے آج میری دل کر رہا ہے صبح یونی سے چھٹی لے لوں۔" وہ اب سٹول پہ اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولی۔

"کرلیں آپ۔"

کندھے اچکا کر وہ اپنے گلے کی چین کو چھونے لگی مگر اس نے اسامہ کا لفظ بڑی مہارت سے چھپا لیا تھا تاکہ آپی نہ دیکھیں۔ ثمرن نے آج تک اس کا لاکٹ نہیں دیکھا تھا وہ کافی لمبا بھی ہو جاتا تھا اور چھوٹا بھی اور ثمرن کو صرف اتنا لگتا اس نے چین پہنی ہوئی ہے۔

"ہائے دین بھائی کب تک آئیں گے مجھے ہارس رائیڈنگ کرنی ہے ان کے ساتھ۔"

"پانچ دن کی تو بات ہے ویسے میں تو ابھی سے انہیں مس کرنے لگی ہوں۔"

وہ پانچ دن کی بات کر رہی تھی جبکہ وہ دو ہزار ایک سو نوے دن تک اسے مس کرتی رہی۔ ہاں وہ گنتی تھی ایک ایک دن جب گزر جاتا تو وہ گنتی اور وہ مس کر رہی تھی مگر اس نے اپنی بات دل تک رکھی۔

"سفو جان کو دیکھ آؤ۔"

''ہاں ضرور مگر خدارا اس چکی کو نہ لے کر جانا۔''

''اف آپی آپ نا! میرے دوست کے پیچھے پڑی رہتی ہیں یہ کچھ نہیں کرتا بس اس کی شکل ڈراؤنی ہے۔''

''ہاں ضرور سفو کو پھر اٹھانا اور تم ہی سلانا۔''

''اللہ رہنے دیں واقعی اس کو دیکھ کر میں بے قابو ہو جاؤں گی میں اور چکی تو اب جا رہے ہیں۔''

''خبردار جیسمین کو اس وقت تنگ کیا۔''

''نہیں کرتی۔''

''صبح میں سیریس ہوں اگر ایسا ہوا تو بہت مار کھاؤ گی۔''

''اچھا اچھا۔''

وہ چلی گئی اور ثمرن اپنی بہن کی پشت کو جاتا ہوا دیکھنے لگی۔ آہ وقت اتنا تیزی سے گذرا تھا کہ پتا ہی نہیں چلا۔ صلاح الدین کو یہاں قطر کے شہزادے نے ایز اپرائیویٹ پائلٹ کی آفر دے دی جو اس نے ثمرن کے مشورے کے بعد آفر قبول کر لی کیونکہ ثمرن جلد از جلد صبح کو اس ماحول سے نکالنا چاہتی تھی۔ وہ مزید صبح کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی تھی جس نے سارا دن رو رو کر خود کو ہلکان کرنا تھا۔ بس اسامہ اس کا دوست چلا گیا۔ بالآخر وہ خانم کے کہنے پر اسے اپنے ساتھ لے گئے دوسری طرف خانم نے آغا جان کو بس اپنے کمرے تک رہنے کی سزا دے دی اس کے علاوہ وہ کہیں باہر نہیں جائیں گے ورنہ وہ اس گھر سے جا سکتے ہیں ان کو کوئی نہیں روکے گا مگر ان کے حکم کا اب کوئی پابند نہیں۔ وہ کینیڈا میں اپنا سارا بزنس وائنڈ اپ کر کے یہاں شفٹ ہو گئیں۔ بلال کو بھی کیا اعتراض ہونا تھا وہ اور اس کے بہن بھائی سمیت یہاں حویلی آ گئے آغا جان کو یہ سب واقعی لمحے میں توڑ کر رکھ گئے ان کے بہن کے ساتھ ساتھ ان کے بچوں نے بھی ان سے منہ موڑ لیا اور وہ یہ صدمہ برداشت نہ کر سکے اور اپنی بہن سے معافی مانگ کر اس دنیا سے چل بسے۔ خانم کو دکھ تھا مگر وہ بھی کیا کرتی بات اب انصاف کی آ گئی تھی۔

دین اور ثمرن نوری سمیت دوہا شفٹ ہو گئے۔ ثمرن خوش تھی اب اس کی بہن اس کے ہاتھوں میں ہے پھر بھی وہ ڈرتی تھی پتا نہیں کیوں؟ وہ نور سے ایسے سوال پوچھتی جس سے پتا چل سکے کہ آیا نور ابھی تک معصوم ہے کہ نہیں اور جب اس سے پوچھا تو نور چیخ کر اس کو چپ کروا دیتی۔ ثمرن کو شروع سے تسلی نہیں تھی کہ نور معصوم ہے

مگر وہ تھی بالکل شیشے کی طرح معصوم، صاف شفاف اور یہ چیز اسامہ کے کردار کی پختگی ظاہر کر رہی تھی۔

وہ ایک پوش علاقے میں رہتے تھے۔ ثمرن نے اپنی پڑھائی پھر سے جاری کر دی اس دوران وہ امید سے ہوگئی تھی مگر ذہنی تناؤ کے باعث اس کا مس کیرج ہوگیا۔ شروع میں تو وہ پریشان رہی نور بھی اپنی آپی کو اتنا بیمار دیکھ کر پریشان ہوگئی تھی پھر اس نے رونا چھوڑ دیا۔ آپی سے لڑنا بند کر دیا جو اس کا روز کا معمول تھا وہ اب نارمل ہو چکی تھی مگر بظاہر اندر سے وہ جتنی ٹوٹی ہوئی تھی وہ اچھی طرح جانتی تھی ان کے ساتھ ان کی نیبر میں ایک کام والی تھی مسز لبنیٰ اور ان کی دو سال کی بیٹی جیسمین وہ بہت اچھی اور بہت ملنسار عورت تھی۔ انہوں نے ثمرن کے گھر میں کام کا پوچھا جس پر ثمرن راضی ہوگئی کیونکہ وہ خود بھی پڑھ رہی تھی اور نور صبح بھی چھوٹی تھی ایسے میں بڑے گھر کو سنبھالنا بھی دشوار تھا......اور پھر سال گزرتے گئے نور صبح بڑی ہوتی گئی۔ لبنیٰ اور جیسمین کے ساتھ خوب اٹیچ ہوگئی اور پھر اس کا سارا دھیان پینٹنگز اور پڑھائی میں لگا رہنے لگا۔ وہ اسامہ کو بھلانا چاہتی تھی مگر بھلا نہیں پا رہی تھی۔ یہ اس کے بس میں نہیں تھا کیونکہ وہ بھلائے جانے والا تھوڑا ہی تھا وہ تو جیسے اس کے دل میں بس گیا تھا اور جو دل میں بس جاتے ہیں انہیں دل سے نکالنا بے حد کٹھن ہے۔ ثمرن اور دین کی بھی اس عرصہ کوئی اولاد نہیں ہوئی مگر وہ خوش تھے اپنی زندگی میں۔ نور بھی ان کی محبت دیکھ کر خوش ہو جاتی اس کا اپنے ماں بابا سے بھی کوئی کانٹیکٹ نہیں تھا کیونکہ ثمرن ناراض ہوگئی تھی۔ اسے امید نہیں تھی۔ اس کے ماما، بابا نور کو حوالے کر کے کراچی روانہ ہو جائیں گے مگر دین چاہتا تھا۔ وہ ان سے ملے پر اسی بات پر ان کی جھڑپ ہو جاتی پھر دین لڑائی نہ ہونے پر مزید بحث ترک کر دیتا۔ اسی دوران ایک واقعہ ہوا۔ ساتھ والے گھر والوں نے لبنیٰ بیگم پہ چوری کا الزام لگا دیا حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی وہ سب غلط فہمی کی بنا پر ہوا، پر کون جانے اور کون سمجھے، دین نے بالآخر جیل سے انہیں اپنے ریفرنس کے تھرو نکالا مگر وہ اتنا صدمہ برداشت نہ کر سکی اور پھر ہارٹ اٹیک کے باعث اس دنیا سے رخصت ہوگئی اور اپنی بیٹی جیسمین ان کے حوالے کر گئی اور تب سے لے کر اب تک ثمرن اور دین نے اسے اپنی بیٹی ہی بنایا ہوا تھا اور یوں سارے واقعے چھ سال میں رونما ہوئے تھے اور وقت تھما نہیں تھا بس چلتا جا رہا تھا اور اب بھی چل رہا تھا۔

✡......✡......✡

”ہاں اب کیا کریں گولی کھاتی ہوں شاید نیند آجائے۔“ صبح کمرے میں داخل ہوئی تو خود کلامی کے انداز

میں کہتی چچی کو اپنی جگہ بٹھایا اور بستر پہ آئی تو رک گئی۔اس نے چٹ کو دیکھا جو ٹیبل پہ رکھا ہوا تھا۔ساتھ میں چھوٹی سے چھری بھی تھی۔اس نے جلدی سے اسے اٹھایا

''میری نیندوں کو اڑا کر تم کیسے سو سکتی ہو۔''

''یہ کیا یہ ہے کون؟'' وہ کہہ کر تیزی سے بالکنی کی طرف گئی جو بند تھی۔اس نے جا کر جلدی سے ساری لائٹس آن کیں پھر نوٹ کو دیکھا پھر چچی کو۔

''یہ کس نے بھیجا ہوگا۔''

پھر دوبارہ سے نوٹ کو دیکھا اتنی گندی رائٹنگ سے لکھا ہے کہ وہ اس کی رائٹنگ کو بھی نہ پہچان لے۔

''یہ جیسمین کی بچی ہوگی مجھے ڈرانے لیکن میں اپنے چچی سے تھوڑا ڈرتی ہوں کیوں چچی وہ تمہیں نکالنا چاہتی ہے مگر میں تمہیں نہیں نکالوں گی۔''

اس نے چٹ کو مروڑ کے ڈسٹ بن میں پھینکا پھر ٹائم دیکھا ابھی نماز میں بہت ٹائم ہے پھر کیا کیا جائے۔ اس نے جلدی سے ٹی وی آن کر دیا اور اپنے فیورٹ کارٹون ڈورے مون لگا دیا۔

✿......✿......✿

''لالہ چھ سال ہو گئے مگر آپ نے ٹی وی میں نیوز چینل نہیں لگایا بس یا تو ہارر فلم یا پھر جو صبح بی بی کارٹون دیکھتی تھیں آپ وہی دیکھتے ہیں کون کہہ سکتا ہے اتنا بڑا ٹائیکون گھر میں آ کر کارٹون دیکھتا ہے۔''

اسامہ نے اپنی گلاسز ٹھیک کیے۔وہ اس وقت براؤن شلوار قمیض میں ملبوس کافی کا گلاس تھامے ڈورے مون دیکھ رہا تھا۔جب گل شیر جو اس سے فائلز کے بارے میں بتانے لگا اسے ٹی وی پہ متوجہ پا کر بولے بغیر نہ رہ سکا۔اسامہ نے چونک کر اسے دیکھا پھر کھل کر مسکرایا تھا جو مسکراہٹ اس کی چھ سال غائب ہوا کرتی تھی اب ہر وقت اس کے چہرے پہ ہوا کرتی تھی۔

کوئی سوچ نہیں سکتا تھا آج کے اسامہ میں اور چھ سال کے اسامہ میں زمین آسمان کا فرق ہے کہاں وہ ہر بات میں غصہ ہو جاتا تھا اب تو کوئی کچھ کہے اسامہ کو غصہ آئے ناممکن۔

''یار دیکھو نا کتنے مزے کا ہے اب دیکھنا یہ نوبیتا رو کر کچھ مانگے گا ڈورے مون سے کیونکہ اس نے شیزوکا کو

امپریس کرنا ہے ویسے کاش میرے پاس بھی کوئی ڈورے مون ہوتا میں اسے گیجٹ مانگتا اور پھر......"

"پھر آپ صبح بی بی کے پاس چلے جاتے۔" گل شیر شرارت سے بولا۔ وہ گڑبڑایا۔

"نہیں تو! اور یہ صبح کا کہاں سے ذکر۔"

"او لالہ، بس کر دیں اب تو رہنے دیں کہ کہاں سے ذکر آپ کی باتوں میں انہیں کا ذکر ہوتا ہے۔"

"تم کیا پوچھنے آئے تھے۔" وہ اس کی شرارت بھرے لہجے کو نظر انداز کرتا بات بدلتے ہوئے بولا۔

"کچھ نہیں یہ آپ نے تین فائل منگوائی تھیں ایک منیر کی ایک صغیر کی اور ایک منشا میڈم کی۔"

"لاؤ دکھاؤ! بڑی جان سے بات ہوئی وہ اور بڑی امی ٹھیک ہیں۔"

مورے صلاح الدین اور ثمرن کے ساتھ قطر نہیں گئی۔ وہ حویلی رہنا چاہتی تھی کیونکہ وہ اسامہ کو ایسا ہارا ہوا ٹوٹا ہوا نہیں چھوڑ سکتی تھی ایک بیٹا تو سکھ میں تھا مگر دوسرا اس لیے وہ راضی نہیں ہوئی جانے پر۔ ردا خانم بھی ان کی بات سے متفق تھی اس لیے انہوں نے بھی ان کے فیصلے کی حامی بڑھی اور اب اسامہ ان دونوں کا پوچھ رہا تھا جو بلال اور حرا کے ساتھ عمرے پہ گئی ہوئی تھیں۔

"ہاں بڑی امی کا پاؤں اب ٹھیک ہے۔"

"صلاح الدین بھائی کو پتا نہ لگے ورنہ وہ پریشان ہو جائیں گے آل ریڈی لندن گئے ہوئے ہیں۔"

"ہاں وہ میں بلال لالہ سے بات کر چکا ہے ارباز لالہ کا بھی میسج آیا تھا آپ نے نہیں اٹھایا۔"

"بازی کا میسج آیا تھا۔"

"جی وہ کہہ رہے ہیں آپ کب آئیں گے۔ فون بھی نہیں اٹھا رہے میری ڈگری ختم ہونے والی ہے۔"

"اُف ایک تو ڈگری اس کی دو ہفتے بعد ہے بلا اب رہا ہے۔"

اسامہ نے گلاسز اتار کر آنکھیں مسلیں۔

"آسٹریلیا بھی تو بہت دور ہے لالہ۔"

"میں نے کیا پیدل چل کر جانا ہے ایک فلائٹ لینی ہے میں وہاں حاضر۔"

"ہاں یہ تو ہے اچھا آپ دیکھیں میں دیکھ کر آؤں آپ کے صبح کی میٹنگ کے سوٹ تیار ہے کہ نہیں۔"

"ہاں جاؤ۔"

وہ فائل کو دیکھنے لگا پھر بور انداز میں اس نے ٹیبل پہ پھینکی کہ بعد میں دیکھ لے گا اس نے پھر سے ٹی وی کے ریموٹ سے آواز اونچی کر دی۔

جیسمین سکول کے یونی فورم میں ملبوس نیچے آئی۔ ثمرن، نور صبح کے کہنے پر آلو کے پراٹھے بنا رہی تھی جبکہ وہ سفائر کو اپنی گود میں سریلیک کھلا رہی تھی۔ جیسمین کو دیکھتے ہی صبح نے گھورنا شروع کر دیا۔ وہ ٹھٹھک کر صبح کو دیکھنے لگی پھر اسے سلام کرتی بیٹھ گئی۔

"آپی کیا بنا رہی ہیں۔"

"جانو پراٹھے کھاؤ گی۔"

"نہیں آپی لیٹ ہو رہی ہوں وین آجائے گی۔"

وہ رک گئی۔ صبح ابھی بھی اسے گھور رہی تھی وہ جوس گلاس میں ڈالنے لگی۔

"آپ ایسے کیا دیکھ رہی ہیں نوری آپی۔"

"دیکھنا کیا ہے میں نے لیکن جو تمہارے ارادے ہیں نا بتا رہی ہوں کامیاب نہیں ہو پاؤ گی۔"

"میں نے ایسا کیا کیا؟" وہ حیرت سے جوس کو لبوں سے لگانے لگی۔

"یہ تو تم اچھی طرح جانتی ہو، ہے نا سفو جانو ماسی ٹھیک کہہ رہی نا۔"

وہ ہاتھ سے صبح کی لمبی لٹ کو اپنی مٹھی میں قید کر چکی تھی اور اس کی مٹھیوں کو صبح نے اپنی لبوں سے چھو لیا تھا۔

"یہ لو جلدی سے کھاؤ صبح تو ادھر ہی ہے بعد میں دے دوں گی۔"

ثمرن تیزی سے آئی اور اسے پلیٹ میں پراٹھے ڈال کر بولی۔

"صبح کیا کر رہی ہو جلدی سے کھلاؤ اسے۔"

"میں کیا کروں سفو جان کھا ہی نہیں رہی۔"

"نخرے کرتی ہے تو رکو مت پھر ڈالو اس کے منہ میں بعد میں روتی ہے۔"

ثمرن اس کی طرف آئی اور سفائر کی ٹھوڑی کو پکڑ کر اس کا منہ کھلوایا۔ وہ کھول تو چکی تھی مگر اپنا مٹھیاں والا ہاتھ منہ میں ڈال دیا ہے۔

''دیکھا۔''

''اچھا ٹھہرو میں آتی ہوں۔''

''شاید محترمہ برگر چپس پسند کرتی ہے وہ نہ دے دیں۔''

صبح شرارت سے اب سفائر کو اٹھا کر اسے چومتے ہوئے بولی جبکہ چھوٹی بلی اپنا منہ صبح کی گردن میں گھسانے لگی۔

''آپ لوگ ناشتہ کریں میں ان میڈم کو باہر لے جاؤں ہچکیاں لینے شروع کردی ہے آپی۔''

''ٹھیک ہے۔''

وہ چلتے ہوئے اسے احتیاط سے اٹھاتی باہر سوئمنگ پول کے پاس لے گئی۔

''سفو جانو بڑی ہو جاؤ پھر ماسی کے ساتھ سوئمنگ کرو گی نا۔ ایسے کیا دیکھ رہی ہو ابھی پلیز مت سونا۔ تمہارے ساتھ ڈورے مون دیکھوں گی آپی کہیں باہر مجھے جانے دینے سے رہیں۔''

جبکہ وہ ٹکر ٹکر صبح کے چہرے کو منہ کھول کر دیکھ رہی تھی اور ساتھ میں ہچکیاں بھی لے رہی تھی۔ اچانک اس کی پینٹ میں فون بز ہوا۔ اس نے ایک ہاتھ میں سفائر کو پکڑا جبکہ دوسرے ہاتھ سے فون نکال کر کانوں سے لگایا۔

''ہیلو! ہاں ربیکا کیا مگر پیپرز تو ختم ہو گئے ہیں یہ کون سا ویک شروع کردیا ہے اچھا سیمسٹر ابھی شروع نہیں ہوا۔ اوکے اوکے۔ مطلب سپورٹس ویک شروع ہونے والا ہے۔ صرف آرٹس کی کلاس اور سپورٹس کلاسز ہوں گی۔ کب تک دو ہفتے؟ چلو ٹھیک ہے چار ہفتے میں کچھ فن ہو جائے۔ میرا نام لسٹ میں ڈال دو۔ ہاں اوکے اوکے اللہ حافظ، ہائے پھر سے یونی سٹارٹ!! سفو پھر سے ماسی بزی۔''

وہ اس کو اٹھاتے منہ بناتے ہوئے بولی جبکہ کوئی دور کھڑا اسے نظریں میں فوکس کیے مسکرا رہا تھا۔ یہ چار ہفتے بہت حسین گزرنے والے ہیں۔

✿......✿......✿

رات کو وہ سو رہی تھی جب کوئی چلتا ہوا اس کے کمرے میں داخل ہوا اس کے ہاتھ میں کچھ تھا جو اندھیرے کے باعث نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ اب چلتے ہوئے اس پر جھکا ہوا تھا اس نے صبح کے لمبے بال اس کے چہرے سے بڑی مہارت سے ہٹائے صبح ہلکا سا کسمسائی۔ اس نے اپنی انگلی کے پوروں سے اس کے گال چھوئے، پھر پیسٹ کا ڈھکن کھولتے ہوئے اس کی ضبط کی ہوئی ہنسی تھوڑی سی چھوٹنے لگی مگر خود پر قابو پاتے ہوئے وہ اپنا کام کرنے لگا اور کام سے فارغ ہوتے ہی وہ کسی جن کی طرح غائب! تھوڑی دیر میں صبح نے اپنے منہ میں عجیب سا کچھ محسوس کیا۔ اس نے زبان سے کچھ چیک کیا تو کچھ عجیب چیز منہ میں پا کر تیزی سے بستر سے اٹھی اور تھوکتے ہوئے اپنے ہاتھوں میں دیکھا۔

فلیور سے پیسٹ معلوم ہو رہی تھی۔ وہ چلتے ہوئے سیدھا واش روم کا دروازہ کھول کر سنک کی طرف جھکی پاس شیشے کے لائٹس آن کی اور دیکھا پیسٹ جو کسی نے اس کے منہ میں ڈالی تھی۔ وہ نل کھول کر پانی اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے منہ میں ڈالنے لگی پھر وہ رک گئی۔

یہ پیسٹ کس نے اس کے منہ میں ڈالی۔ جلدی سے تولیے سے منہ صاف کرتی وہ تیزی سے باہر کی طرف گئی اور کمرے سے باہر نکلی اور چلتے ہوئے وہ سیدھا حسین کے کمرے کی طرف بڑھی اس نے دروازہ کھولا تو وہ بڑے آرام سے سو رہی تھی۔ اس نے تیزی سے لائٹ آن کی اور چل کر اسے دیکھا۔ وہ بہت ہی گہری نیند میں سو رہی تھی۔ وہ گھور کر اسے دیکھتی رہی کہ کتنی ایکٹنگ کرتی ہے۔ مگر وہ واقعی بہت زیادہ ہی گہری نیند میں سو رہی تھی اس کو مزید دیکھنے کا ارادہ ترک کر کے وہ واپس مڑ کر نیچے کچن میں جانے لگی کیونکہ منہ کے ذائقے نے اس کا دل خراب کر دیا تھا۔

❁......❁......❁

وہ چل کر اپنے کمرے میں داخل ہوا تو اپنے کمرے میں ایک نظر ڈال کر وہ اب اپنی بیگ اٹھا رہا تھا۔ اس کا سارا کمرہ صبح کی تصویروں سے بھرا ہوا تھا۔ صبح اپنی آئی پوڈ چھوڑ گئی تھی اور وہ جب تنہا اکیلے گھر آیا تھا تو بیڈ پہ لیٹتے ہوئے اس نے دیکھا۔ صبح کا آئی پوڈ پڑا ہوا تھا۔ اس نے اپنی سرخ آنکھوں سے آئی پوڈ اٹھایا تھا اور اسے کھول کر دیکھا تو چونک پڑا۔ اس نے اپنی وال پیپر میں اسامہ کی تصویر لگائی تھی جس میں وہ سموکنگ کر رہا تھا اور کسی سوچ

میں گم لیپ ٹاپ میں مصروف تھا۔اس نے جلدی سے آئی پوڈ کو کھولا اور پھر ایلبمز میں اپنی بے شمار تصویریں دیکھیں۔

''یہ میری تصویر لیتی رہی۔''

وہ بڑبڑایا پھر اوپر سلائیڈ کرتے ہوئے اس کی تصویریں آنا شروع ہو گئیں۔صبح کی سلفی اس کا معصوم شرارتی سا چہرہ ہر پوز بنائے بہت پیاری لگ رہی تھی۔اس کو دیکھتے ہی اسامہ کے چہرے پہ زخمی مسکراہٹ آئی اور آنکھوں سے نمی جو آنکھوں میں جمع ہوئی تھی بالآخر باہر آ گئی۔

''میں تم سے تمہارا بچپن،تمہارے رشتے نہیں چھین سکتا تھا صبح،میں خود غرض نہیں بن سکتا تھا کیونکہ بعد میں بھی تم نے مجھ سے نفرت کرنی تھی۔ابھی سے کرلو،کم سے کم اتنی تکلیف تو نہیں ہو گی۔''

مگر اسے ہو رہی تھی موت کے برابر تکلیف اور یہ تکلیف اسے چھ سال تک اندر سے کھائی جاتی تھی مگر اس نے مسکرانے کی دوا لے لی تھی۔وہ اب مسکرا کر ہنس کر اپنے درد کو کہیں کونے میں چھپا لیتا تھا۔اس نے یہ چیز صبح سے سیکھی تھی اس نے بہت سی چیزیں صبح سے سیکھی تھیں۔

اب وہ صبح کی ہی تصویر کو بیگ سے نکال کر دیوار پہ لگا رہا تھا۔جو اس نے سپورٹس ریس میں لی تھی اس کا ایکسائیٹڈ چہرہ گاڑی کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ کر اسامہ سے رہا نہ گیا اور وہ لیتا گیا اور پھر کلوز اپ کر کے بار بار دیکھنے لگا۔اس دیوار کا نام ہی اس نے صبح وال رکھ دیا تھا جس میں اس کی ساری تصویر جوڑ کر ایک پورا آرٹ بن جاتا تھا جیسے لگتا پوری دیوار میں صبح کی شکل ہو۔اس نے فوٹو بڑے طریقے سے لگائی پھر مار کر لے کر اس نے تصویر پہ لکھا۔

My stoned heart started beating because of you

(میرا پتھر دل دھڑکنا شروع ہو گیا صرف تمہاری وجہ سے)

آرٹ مکمل ہو چکا تھا اس لیے اس نے صرف یہ لکھا اس میں گزری چھ سال کی ساری صبح کی تصویریں تھیں۔ وہ اس سے کبھی دستبردار نہیں ہو سکتا تھا اس لیے تو اس پر نظر رکھے ہوئے تھا۔پر اب وقت آ گیا تھا وہ مزید اس سے دور نہیں ہو سکتا تھا۔کس وقت اس نے صبح سے نفرت کا اظہار کیا تھا کوئی اس کے دل سے پوچھتا کہ لبوں سے نکلتے

زہریلے الفاظ اسامہ کے لیے اتنے مشکل تھے۔ ایک بات تھی وہ یہ وال صبح کو کبھی نہیں دکھانے والا یہ تو طے تھا وہ ابھی بھی اپنے اظہار میں تھوڑا سا شرمیلا تھا۔ مارکر کی کیپ کو بند کرنے کے لیے وہ اپنی منزل پہ روانہ ہونے لگا۔

"یہ آرٹ ٹیچر آ کیوں نہیں رہا دماغ خراب کیا ہے۔ میں اتنی جلدی آئی ہوں مگر وہ ہے کہ آنے کا نام نہیں لے رہا۔"

"ریلکس صبح! آ جائیں گے ایک تو تم پھٹ اتنی جلدی جاتی ہو۔"

"میں اپنا سینڈوچ جلدی میں چھوڑ کر آئی ہوں اور یہ جوس کا ڈبہ جو اتنی جلدی ختم ہو گیا بھوک سے برا حال ہو گیا تم جانے نہیں دے رہی اور وہ آنے کا نام نہیں لے رہا۔"

"صبر ریلکس ریلکس! اویسے اتنی چڑی ہوئی کیوں ہو۔" حارث نے مڑ کر اس کا چڑا ہوا انداز دیکھا۔

وہ اب اسے کیا بتاتی۔ دو دن سے عجیب ہی ہو رہا ہے اس کے ساتھ، پہلے تو وہ چٹ پھر ٹوتھ پیسٹ تیسرے دن جب وہ جم سے واپس آئی تھی تو اپنے کمرے میں پورے پھولوں کی دکان دیکھ کر اس کا منہ کھل گیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے دنیا کا ایک بھی پھول کسی نے آج تک نہیں چھوڑا ہو گا اور اتنے پھولوں کے ڈھیر کو دیکھ کر اس کی کمرے کی اشیا تو کہیں دب گئی تھیں۔

اس نے حیرت سے اونچی آواز میں جیسمین کو آواز دی۔ ثمرن سفائر کو لے کر شاپنگ پہ گئی ہوئی تھی۔ دین بھائی نے تو کہیں آڈر نہیں کیے شاید کمرے میں غلطی سے آ چکے ہوں، جیسمین اس کے بلانے پر جلدی سے اندر داخل ہوئی پھر کمرے کے اس نظارے پر رک گئی۔

"واؤ یہ کیا؟"

"مجھے یہ بتاؤ یہ کس نے کیا؟ کہیں دین بھائی نے آپی کو سرپرائز تو نہیں کرنا تھا۔"

"پتا نہیں میں تو ابھی آئی ہوں۔ ویسے اگر دین بھائی کا آرڈر ہوتا تو لاؤنج بھرتا نا کہ آپ کا کمرہ۔ کہیں آپ کا تو عاشق نہیں ہے ہائے واٹ آ فیری ٹیل۔"

صبح نے گھورا۔

''پاگل ہو، لگاؤں ایک میں۔ اگر وہ دوسری ردا خانم آ گئیں تو میری گردن مروڑ دیں گی۔ ایک سیکنڈ بھائی کو فون کرتی ہوں۔''

''ویسے آپی اگر دین بھائی نے نہ بھیجا ہو۔''

وہ کال ملا رہی تھی تب جیسمین بولی۔

''اوئے صبر۔ ہیلو دین بھائی السلام علیکم، میں ٹھیک، سب خیریت، اچھا ایک بات تو بتائیں الادین بھائی! پھول اگر بھیجنے تھے تو آپی کے کمرے کا رستہ تو صحیح سے بتا دیتے اب دیکھیں نا یہ جو سرپرائز آپی نے دیکھنا تھا مجھے دیکھنے کو مل گیا۔''

''کیا؟''

دین کی حیرت سے بھری آواز نکلی۔

''ہاں نا لیکن آپ فکر نہ کریں میں آپی کی کمرے میں پہنچا دوں گی۔ بہت ہی خوبصورت ہیں لولی دین بھائی آپ گولز ہیں میں اپنا کام کر کے آپ سے بات کرتی ہوں اللہ حافظ۔''

''ہیلو صبح نوری نور۔'' وہ بولتا رہ گیا جبکہ وہ فون بند کر چکی تھی دین کو سخت حیرت ہوئی پھر ایک دم دماغ میں ایک جھماکا ہوا۔

اس نے جلدی سے اسے ٹیکسٹ میسج کیا۔

''پھول تم نے بھیجے ہے؟''

پانچ منٹ بعد ریپلائی آیا۔

''خبر یہاں تک پہنچ گئی۔''

دین مسکرایا پھر انگلیاں تیزی سے میسج ٹائپ کرنے لگیں۔

''بس ہمیں ہر چیز کی خبر ہوتی ہے ذرا احتیاط کیجیے گا ہم آپ سے بڑے ہیں۔''

''جو حکم سر آپ کو شرمندہ نہیں کریں گے۔''

دین ہنس پڑا۔

''شکریہ۔''

آگے سے کوئی ریپلائی نہیں آیا۔دین نے فون رکھ دیا اور پھر وہ جو سویا ہوا تھا اب دوبارہ سے تکیہ میں منہ رکھ دیا۔

''چلو اسے اٹھاؤ۔'' وہ کہتے ہوئے اٹھانے لگی تو ایک چٹ کو دیکھ کر رک گئی۔اس پہ کچھ لکھا تھا اس نے جلدی سے اٹھایا مگر ابھی پڑھا نہیں سب کچھ شفٹ کر کے جب صبح تیار ہوتے ہوئے خیال آیا تو اس نے پڑھا تو اسے پڑھتے اس کے ہوش گنوا چکے تھے۔

تم نے کبھی دھڑکنوں کا رقص سنا ہے؟

میں نے سنا ہے

جب تمہارے مسکان

چہرے پہ ابھرتی

جب تمہاری

شرارتی آنکھیں گھومتیں

جب تم

منہ پھیلاتی

جب تم

سب کو نچاتی

جب تم

چپ کہتی

جب تم

کھانے کا پوچھتی

جب تم پونی بنانے کا کہتی

جب تم

مجھے دودھ کا گلاس دیتی

جب تم جیان کی تعریف کرتی

جب تم ہارر فلم بنا ڈرے دیکھتی

جب تم ڈر کو اپنی مسکراہٹ میں چھپا لیتی

جب تم میرے کپڑوں میں ملبوس ہوتی

تب

میری دھڑکنیں بنا موسیقی کے رقص کرتیں

اور وہ جب خوشی سے بے قابو ہو کر آس پاس سنائی

دیتی پتا ہے کیوں؟

کیونکہ تم مجھے اسامہ کہتی!

تمہارا اسامہ سڑا ہوا کریلا، تیز مرچ اور ڈینڈرف جیسا خشک انسان مگر اچھا ہزبنڈ......

وہ یہ لفظوں کو پڑھ کر ساکت ہو گئی اور اس میں کوئی شک نہیں یہ خوبصورت رائٹنگ اسامہ کی تھی اور بونگی سی پوئٹری بھی یقیناً صرف اس کا سڑا ہوا ہزبنڈ لکھ سکتا تھا۔

وہ ہوش میں تب آئی جب ایک آواز کلاس میں گونجی۔ اسامہ نے پوچھا تھا اس نے دھڑکنوں کا رقص سنا ہے اس نے سنا تھا ابھی اور اسی وقت اور یہ بھاری گھمبیر آواز نے اسے یہ سنایا تھا۔

"ہیلو ایوری وان۔ آئیم یور نیو آرٹ ٹیچر اسامہ علی خان۔"

اس نے تیزی سے سر اٹھایا۔ بلیک سوٹ میں ملبوس نظر کا چشمہ لگائے گہری براؤن دھاڑی میں وہ اس کا چچی۔

اس کا چچی اسامہ تھا جو اپنی ٹائی ٹھیک کرتا پیور کنفیڈنٹ میں ان کے سامنے موجود تھا۔

"او مائی گاڈ یہ ٹیچر ہے کہ کوئی سپر ماڈل۔"

یہ آواز یقیناً اربیکا کی تھی جس پر صبح چونک پڑی۔اس نے اسامہ سے نظریں ہٹا کر ربیکا کو دیکھا مگر نہ صرف ربیکا کلاس کی تقریباً ساری لڑکیاں اسامہ کو دیکھ کر ہپناٹائز ہو گئیں۔اس نے پھر اپنی آنکھیں مسل کر دیکھنا چاہا پھر رک گئی۔نہیں آئی لائنر لگا ہوا ہے۔

"صبح بڈی۔"

اس نے حارث کی آواز پہ پیچھے کی طرف دیکھا۔وہ اس کے سیٹ کے آگے بیٹھا گردن موڑتے ہوئے بولا۔

"یہ سب لڑکیاں پاگل ہو گئی ہیں اس انکل کو دیکھ کر نجانے لڑکیاں بڑے مردوں کو کیوں پسند کرتی ہیں ہماری کیا کیلے کی چھلکے جیسی شکل ہے جوان کا منہ بن جاتا ہے۔"

صبح ہنس پڑی اور اس نے زور سے دھپ اس کے کندھے پہ لگائی۔

"پہلے اپنی سوکھی سی باڈی میں ہوا ڈالو، پھر دیکھنا کیسی لڈو ہو گی میرے بھائی پہ۔"

اسامہ جو کچھ پیپرز نکال کر بات کا آغاز کرنے لگا تھا کہ اچانک صبح اور ایک لڑکے کو ہنستے دیکھ کر ٹھہر گیا۔وہ جب اندر داخل ہوا تھا تو صبح نے اسے دیکھا پھر اس کے بعد نظریں پھیر کر اس لڑکے سے باتوں میں مشغول ہو گئی اور اس کے کندھے پہ دھپ لگائی۔اتنی بے تکلفی کیا کرتا بیچارا غصہ جو اتنے سالوں سے کہیں چھپ گیا تھا ایسے آیا کہ اس کے پورے جسم کو ہلا کر رکھ چکا تھا۔ساتھ میں پٹھان بھی تھا غیرت تو کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔مٹھیاں بھینچتا وہ اب نظر پیپر پہ ڈال کر کلاس کی طرف متوجہ ہوا چہرے پہ نرمی کا عنصر فوراً غائب ہو گیا اور سختی غالب آ گئی۔

"آپ سب کھڑے ہو کر اپنا انٹروڈیکشن دیں گے اور آپ نے یہ آرٹ کلاس کیوں جوائن کی اس کی وجہ بتائیں گے۔"

"آرٹ کی الف تک نہیں آتی اس کو آرٹ کلاس کا ٹیچر بن گیا۔" یہ تبصرہ نور کا تھا جو اس کے کہنے پر کیا گیا تھا۔اب وہ اسے کیا بتاتا اسی کی خاطر اس نے دو ہفتے تک آرٹ سے ریلیٹڈ ساری چیزیں گوگل سے ریسرچ کیں، کلاسز لیں، بیچارا فیل بھی ہوا لیکن کچھ تو پتا چل گیا۔

اس کے بعد یوٹیوب میں لیسن لیے، دنیا کی کچھ فیمس آرٹ گیلری جا کر دیکھی۔آرٹ کی ہسٹری رٹ کر آیا۔ الف کے علاوہ آرٹ کے بارے میں اس کو تقریباً سب کچھ پتا چل گیا تھا۔

”کیا کہہ رہی ہو۔“ وہ اُردو میں بڑبڑائی تھی تو ریکا نے کہا۔

”سائیلنس پلیز مجھے کوئی باتیں کرتا ہوا نہ نظر آئے۔“ وہ اونچی آواز میں بولا۔

”ابھی تک چچی ہے اور یہ مجھے دیکھ کیوں نہیں رہا۔ ویسے کیا یہ خواب ہے کیا یہ واقعی اسامہ ہے۔ اسامہ دوہا کبھی آ نہیں سکتا کیونکہ اسے پتا ہی نہیں میں یہاں ہوں اگر وہ آتا تو مجھے دیکھتا ضرور ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔ وہ مجھے بھول گیا شاید میں نے اپنے بال بلیک سے لائٹش براؤن کر دیں پر میرے بال تو اتنے ہی ہیں۔ شاید میں چہرہ چینج ہو گیا ہے پر نقش تو...... شاید میک اپ کیا ہوا ہے، اوکم آن صبح ایک آئی لائنز اور گلوس ہی لگی ہے لیکن میرے ناخن پینٹ ہوئے ہیں اور ساتھ میں رنگز اور بریسلیٹ۔

”مس ان بلیک ڈریس، اگر آپ اپنی سوچ کی دنیا سے نکل گئی ہیں تو کیا آپ اپنا تعارف کروانا پسند فرمائیں گی۔“

صبح ایک سپاٹ اور اونچی آواز یہ یقیناً اچھی کی تھی چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ ویسے اس کی آواز کتنی پاگل کر دینے والی ہو گئی تھی۔ اس نے اس کو دیکھتے ہوئے ایک لمحے کے لیے سوچا پھر اس کے کہنے پر تیزی سے اٹھی، ٹیبل پہ موجود جوس کا ڈبہ اس کے تیزی سے اٹھنے پر نیچے گر گیا تھا۔

”اوڈیم! جوس کا ڈبہ اٹھاؤ۔“

حارث کو کہتے ہوئے وہ اپنے ہز بنڈ کو دیکھنے لگی جو اب کوٹ اتار چکا تھا اور اپنے وائٹ شرٹ کی سلیوز مروڑ کر اپنی کالی ٹائی کو ڈھیلی کر چکا تھا اور اب ایک کلپ بورڈ پکڑے نام لکھ رہا تھا۔

Breathtaking handsome

”کیا؟“

سب متوجہ ہوئے، اسامہ نے سر نہیں اٹھایا اسے معلوم تھا اس کی مبہوت کو توڑے گا اور جب اس کے تاثرات دیکھے گا تو کمزور پڑ جائے گا۔

”آپ میرا ٹائم ویسٹ کر رہی ہیں۔“ اس نے بغیر سر اٹھائے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”میرے سال برباد کر کے اس کو اپنے ٹائم ویسٹ کرنے کی پڑی ہے۔“ دانت پیستے ہوئے خود سے ہم کلام

ہوئی۔

"میرا نام نور صبح ہے۔"

"فل نیم پلیز۔"

"نور صبح فرہاد شاہ۔"

وہ ساری دنیا کے سامنے نور صبح اسامہ بن جائے گی مگر اس چکی کے سامنے ہمیشہ نورِ صبح فرہاد رہے گی۔ اسامہ نے اپنی زبان کو زور سے دانتوں سے دبایا نور صبح فرہاد!

"آرٹ کلاس جوائن کرنے کی وجہ؟"

"آپ بھی بتائیں سر آرٹ کلاس جوائن کرنے کی وجہ؟"

یہ چیز اس نے اردو میں کہی تھی۔

"ایکسکیوزمی۔"

بھنویں کھینچی گئی تھیں، آنکھوں میں سوالیہ انداز تھا۔

"بزنس سٹوڈنٹ آرٹ کا ٹیچر۔"

اس نے اسامہ کی سٹیل بلیو آنکھوں میں دیکھا جہاں سرد مہری کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

"آرٹ کلاس جوائن کرنے کی وجہ؟" اس نے پھر اس کی بات اگنور کر کے اپنا سوال دہرایا۔

"شوق۔" جواب بھی صبح سے ایسا آنا تھا۔

"تو کیوں شوق ہے آپ کو مس۔"

"شوق کی بھی کوئی وجہ ہوتی ہے سر۔"

"کیوں نہیں ہوتی، آپ میں سے سوشل میڈیا کون یوز کرتا ہے۔ یقیناً سارے کرتے ہوں گے اس کی وجہ کیا ہے؟"

"فن، انٹرٹینمنٹ، دنیا کو جاننا، ان ٹچ رہنا، اور ایسے بہت سے جواب سارے سٹوڈنٹ دینے لگے۔"

"نیٹ سے ریلیٹڈ سوال پوچھا تو سب بولنے شروع ہو گئے مگر آرٹ کے بارے میں پوچھا تو بس شوق!

ساروں کے بس یہی جواب ایک دو کو چھوڑ کر خیر مس بلیک ڈریس۔"

"اس ڈیش کو میرا نام تک بھول گیا یا بن رہا ہے۔"

صبح کا دل کیا یہ اپنی جوتی اٹھا کر مارے۔ پھر یاد آیا جو بھی ہو، ہے اس کا شوہر تو اپنی سوچ پہ جھرجھری آئی۔

"جی سر بلیک سوٹ۔"

وہ بھی کہاں پیچھا چھوڑنے والی تھی۔ نور صبح جو تھی جو نہ کبھی بدلی تھی اور نہ اس نے بدلنا تھا۔

"یہاں آ کر آرٹ کو ڈفائن کریں؟"

"میں۔"

اس نے اپنے آپ کو اشارہ کرتے ہوئے اس کے کہنے پر کہا تھا۔

"نہیں آپ کے فرشتے۔" اسامہ دی چکی اس وقت سڑک ٹیچر معلوم ہو رہے تھے۔ سارے ہنسنا شروع ہو گئے اور پھر صبح میڈم کو فوراً غصہ آیا آج تک کسی کی جرأت نہیں ہوئی کہ اس پر کوئی ہنسے اور اب سب کی اتنی مجال اس چکی کی وجہ سے آئی تھی۔ وہ تیزی سے ربیکا کو پاس کرتی سیڑھیوں سے نیچے اتری اور ایک ادا سے چلتی اپنے فش ٹیل بریڈ کو سیدھی کرتی وہ اسامہ کے سامنے آئی۔

حارث بڑبڑایا۔

"یہ کہیں وہ سموکر گائے نہ بنا دیں وہ تو اسی چیز سے بس مشہور ہے اور تو اسے کچھ بنانا نہیں آتا۔"

"ہاں صبح کی تھی ایک چیز اچھی ہے سموکر گائے اسے سموکرز پسند ہیں۔ مجھے لگا مگر میری غلط فہمی دور ہو گئی جب شہزادے کا بھانجا قاسم جو صبح کے پیچھے پڑا تھا صبح کو امپریس کرنے کی خاطر پی رہا تھا اور ساتھ میں باقی بھی تھے مگر اس نے تو اتنی نفرت سے انہیں دیکھ کر منہ موڑا تھا میں بھی اس کے انداز سے پوچھ بیٹھی۔

"تمہیں سموکرز نہیں پسند تھے کیا؟ یہ کیا سین ہے۔"

"یہ انہیں سموکر کہتی ہوں بونگے لگتے ہیں چرسی نہ ہو تو سموکر تو صرف وہ تھا جو ایک دھویں سے مقابل کو ہلا کر رکھ دیتا تھا، جس کی ایک ایک ادا دل کو بھاتی تھی، آنکھوں میں شرافت، چہرے پہ حد درجہ کی معصومیت جو صرف میرا ہے۔" وہ کھوئے ہوئے لہجے میں بولی۔

''اور یہ ہے کون ہے جس کا تم ہمیشہ حوالہ دیتی ہو کہ وہ تمہارا ہے۔''

''کوئی نہیں میرا امیجنری گائی ہے۔''

ہمیشہ یہ کہہ کر ٹال جاتی اور اب اس کا سمو کر گائی اس کے سامنے کھڑا تھا۔

''آرٹ کیا ہے؟''

''فیلنگز۔'' صبح نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جو دیکھ اب اس کی بڑی کالی آنکھوں کو رہی تھیں سٹیل بلیو آنکھوں میں حیرت در آئی۔

''جو آپ کا دل آپ کی روح محسوس ہوتی ہے آپ اس کو آرٹ کی صورت میں اظہار کر دیتے ہو چاہے وہ محبت ہو، درد ہو، تنہائی ہو یا پھر نفرت۔''

اس نے لفظ نفرت بہت آہستگی سے کہا تھا کہ وہ بمشکل ہی سن پائے مگر اسامہ نے سنا تھا اور وہ اب اسے دیکھ رہا تھا۔ چہرہ بالکل کھلا ہوا تھا مگر وہ صبح کو جانتا تھا کوئی جانے یا نہ جانے مگر اسامہ صبح کو اچھی طرح سے جانتا تھا درد کو مسکراہٹ میں چھپانے والی وہ اس کی نور صبح ہی تھی۔ خود کو کنٹرول کرتے اس نے لہجے میں سنجیدگی لاتے ہوئے اس کے کہنے پر جواب دیا۔

''غلط! بالکل غلط جواب، میں تو حیران ہوں آپ آرٹ کلاس میں کیا کر رہی ہیں جس کو آرٹ تک کو ڈفائن کرنا نہیں آتا کیا نام ہے آپ کا مس؟''

کیا اس کا نام تک نہیں یاد، وہ بھول گیا اسے ابھی تو اس نے بتایا بھی تھا مگر شاید وہ اس کے نام تک کو سوچنا نہیں چاہتا تھا تو پھر وہ لیٹر کیا تھا؟ وہ اظہار کیا تھا وہ اسامہ نے ہی بھیجا تھا یا کچھ اور ہی تھا۔ وہ شاید اس کے جذبات سے کھیلنا چاہتا تھا کہ آیا وہ اسے ابھی یاد کرتی ہے کہ نہیں مگر اسے اسامہ بھولا ہی کب تھا اس نے اپنے آپ کو کنٹرول کر کے کہا۔

''میرا خیال ہے آپ غلط کلاس میں آ گئے ہیں سر کیونکہ میں نے آرٹ کو بہت اچھے طریقے سے ڈفائن کیا ہے۔ آپ کو اس لیے غلط لگا کیونکہ آپ کو خود نہیں پتا کہ آرٹ کی الف کیا ہے؟''

ساری کلاس اس کی بولڈنس سے واقف تھی مگر ٹیچر کے ساتھ اس طرح بات کرنا انہیں ہضم نہیں ہوا۔

''یہ باز نہیں آئے گی۔'' بولنے والا بھی اس کا دوست حارث تھا۔

''سر بھی تو دیکھو کس طرح بات کر رہے ہیں اور یار مجھے یہ فارمل انداز نہیں لگ رہا۔''

اسامہ کے چہرے پہ غصہ غالب آ گیا۔

''آپ شاید بھول رہی ہیں آپ کس سے بات کر رہی ہیں؟'' وہ سنجیدگی سے کہنے لگا۔

''جی مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میں کس سے بات کر رہی ہوں شاید آپ بھول گئے ہیں خان۔''

اسامہ کی آنکھوں میں شاک آ گیا اور ساتھ میں ساروں کے چہرے پہ بھی، وہ سر کے بجائے خان بول رہی تھی۔

''اینی ہاؤ، آپ اپنی سیٹ پہ تشریف لے جائیں آج تو آپ کی بدتمیزی برداشت کر لی مگر آئندہ میں نہیں کروں گا۔''

وہ کہہ کر اب ڈیسک کی طرف متوجہ ہوا اور دوسرے سٹوڈنٹ سے سوال پوچھ کر جتنا کچھ دماغ میں رٹا ہوا تھا فر فر انگلش میں اپنے خوبصورت ایکسنٹ سے پورے کلاس کو مسمرائز کر چکا تھا جبکہ صبح نے پورے وقت اسے نہیں دیکھا تھا۔

''کیسی ہو غزل؟''

وہ آفس میں بیٹھا سکائپ میں غزل سے بات کر رہا تھا جو موبائل تھامے اسامہ کو دیکھ کر مسکرائی تھی۔

''لالہ آپ تو غائب ہو گئے۔ آپ نے کہا تھا آپ اس ویک تک آئیں گے ہم سے ملنے، ہم سب آپ کو بہت مس کر رہے ہیں۔''

اسامہ مسکرایا۔

''میں بھی کر رہا ہوں مگر یار کیا کروں مجبوری ہے میری، ویسے باقی سب کہاں ہیں۔''

''باقی سب تیاریوں میں لگی ہیں۔ کل میتھ کا پیپر ہے ان کا۔''

''اور میڈیکل کالج کیسا ہے؟، کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی میں نے سنا تم گھبرا گئی تھی۔''

”لالہ اتنا بڑا کالج تھا میں تو کنفیوزڈ ہوگئی۔“

”کیوں ہوئی کنفیوزڈ میری بہن دوسرے کو کنفیڈنس کا لیکچر دیتے خود ہی گھبرا گئی دس از رانگ۔“

”نہیں بعد میں ٹھیک ہوگئی تھی۔ پتا ہے لالہ میری دوستی بھی ہوگئی کافی لڑکیوں سے وہ تو کافی امیر اور ہائی سٹیٹس والی ہیں میں شروع میں ڈر رہی تھی کہ وہ میرا مذاق نہ اڑانے لگ جائیں مگر وہ تو بہت اچھی ہیں۔“

وہ اس کی باتیں سن رہا تھا۔ جب دروازے پہ دستک ہوئی۔

”آجاؤ! غزل بچے میں ذرا کام میں بزی ہوں رات میں بات کرتا ہوں تب تک اپنے سارے کام نپٹا لینا۔“

دروازہ کھول کر پائلٹ یونی فورم میں ملبوس امیر الڈآنکھوں والا شخص جس کی آنکھوں میں اسامہ کو دیکھتے ہی فوراً شرارت در آئی تھی۔

”ارے پائلٹ صاحب جلدی آگئے خیریت۔“

اسامہ حیرت زدہ مسکراہٹ سے اٹھ کھڑا ہوا اور جا کر صلاح الدین کے بغل گیر ہوا۔

”کیا کریں ٹائیکون صاحب پرنس صاحب کا دو دن میں دل بھر آیا اس لیے آنا پڑا۔“ وہ اسامہ کی پیٹھ پہ تھپکی دیتے ہوئے بولا۔

”گھر نہیں گئے آپ۔“

اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا جہاں اسامہ بیٹھا ہوا تھا۔ صلاح الدین بے تکلف ہو کر بیٹھ گیا جبکہ اسامہ دوسری طرف آگیا۔

”نہیں یار گھر اگر چلا جاتا تھا تو اپنی بیوی کو دیکھ کر ہوش ہی بھلا بیٹھتا۔“

اسامہ مسکرایا پھر انٹرکام سے دو کافی منگوائی۔

”تو ملاقات ہوگئی۔“

”ہاں ہوگئی۔“

”کیسی رہی؟“

"آپ کے خیال میں کیسی ہونی چاہیے تھی۔"

"دونوں طرف سے سرد مہری ہو گی۔" وہ پیپر ویٹ گھوماتے ہوئے بولا۔

"جب پتا ہے تو پھر پوچھا کیوں؟"

"کیا کروں۔ تجسس سا تھا شاید میری سوچ غلط ہو جاتی لیکن نہیں چکی اور ویمپ ایک دوسرے سے ہنس کر بات کریں ناممکن۔" وہ انہیں گھورتے ہوئے ہنسنے لگا۔

"پھول کی پکس سینڈ کیے ثمرن نے، بہت خوش ہوئی تھی مجھ سے۔"

"ہیں آپ کی بیوی میرے پھول بھیجنے پر اتنا خوش۔"

اس کے حیرت سے کہنے پر صلاح الدین ہنس پڑا۔

"تمہاری ویمپ نے سمجھا کہ میں نے ثمرن کو بھیجا ہے میں جب بھی کہیں جاتا ایسے ہی کرتا تھا اس بار موقع ہی نہیں ملا، خیر تمہارے آرڈر کو میرا آرڈر سمجھا جو غلطی سے اس کے کمرے میں آ گیا پھر محترمہ نے مجھے کال کر کے خود سے ہی سوال جواب کیے اور مجھے بات کا موقع دیں بغیر فون بند کر دیا۔"

"کیا مطلب ہے اس نے بھابھی کے کمرے میں سارے پھول رکھ دیے۔ کہی وہ لیٹر بھابھی نے۔"

تبھی وہ صبح کے ری ایکشن کو سمجھ چکا تھا اس نے لیٹر نہیں پڑھا۔

"اگر ثمرن پڑھتی تو آج تیسری جنگ چھیڑ چکی ہوتی۔"

صلاح الدین نے اس کو ڈر کو بھگایا۔

"پھر وہ لیٹر کہاں گیا؟" وہ خود سے بڑبڑایا۔

"ویسے تم کب سے رومینٹک ہو گئے؟" وہ اب کافی آنے پر اس اٹھا کر بولا جبکہ اسامہ کا منہ بن گیا۔

"پھول بھیجنے سے تھوڑی رومینٹک ہو جاتا ہے۔"

اس نے صبح والا جواب دیا جو اس کی دوست کو کسی لڑکی کے دینے پر اس نے ڈپٹ کر کہا۔

"فیک فیلنگز! پھول دینے سے بھی کوئی رومینٹک ہوتا ہے ربیکا تم تو پاگل ایسے ہو رہی ہو جیسے کہ اس نے تمہیں پرو پوز کر دیا ہے۔"

''او صبح تم تو رہنے دو! تمہیں کیا معلوم جب تمہیں کوئی پھول بھیجے گا تب تم سے پوچھوں گی۔''

''مجھے کوئی بھیج کے تو دکھائے اس کو اس کی ساری نانیاں یاد دلواؤں گی۔''

وہ کینٹین میں تھی اور یہ ساری گفتگو اسامہ نے اپنے آفس میں سنی تھی۔ کیمرہ صبح کے چہرے پہ مرکوز تھا اور آوازیں ٹیبل کے نیچے لگے مائیکروفون سے آرہی تھیں۔ اس نے ساری ٹیبل میں لگایا تھا کہ شاید کسی میں وہ بیٹھے اور جب اس نے سنا تو اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔

''ویسے ایک بات ہے مسٹر چچی! ایک پھول سے بھی محبت کا اظہار ہو سکتا تھا اور تمہارے سے تو ایک پھول کی امید تھی مجھے مگر یہ سارے پھولوں کا کیا چکر تھا؟'' صلاح الدین اسے ہوش کی دنیا میں لایا اس نے دیکھا پھر سر جھٹک کر مسکرایا۔

''مجھے اس کا فیورٹ پھول نہیں پتا تھا۔ غلط پھول بھیجنے پر اس نے ناراض ہو جانا تھا اور پھر میرے جرم میں مزید اضافہ ہو جانا تھا، اس لیے پاگلوں کی طرح سوچ کے میں نے یہ ڈیسائڈ کیا کہ سارے پھول بھیج دیتا ہوں شاید اس میں سے کوئی پسند کا نکلے۔''

دین اس کے سادگی سے بھرپور جواب پر قہقہہ لگائے بغیر نہ رہ سکا۔

''اُف سادہ رومیو۔''

''میں رومیو نہیں ہوں بھائی۔''

اسامہ کو اس کا حوالہ پسند نہیں آیا

''خیر اچھا ہے میرے جیسا نہ بنا تھلے لگے رہو گے۔''

اس کی شرارت سے بھرپور لہجے میں اسامہ کی بھی ہنسی چھوٹ گئی۔

''مورے سے بات ہوئی، عمرہ ہو گیا۔''

''ہاں الحمدللہ! ابھی مدینہ کے لیے روانہ ہونے لگے ہیں وہ سب۔''

''چلو اچھا ہو گیا۔ میں بھی سوچ رہا ہوں تم دونوں ٹام اینڈ جیری کو اپنے سفو حوالے کر کے ثمرن کو حج کے لیے لے جاؤں پر پھر یاد آتا ہے ٹام اینڈ جیری کو حوالے کرنے سے بہتر ہے سفائر کو اپنے ساتھ لے جاؤں۔''

''بھائی وہ میری بھی کچھ لگتی ہے۔ایک دفعہ بس اس کو دیکھا تھا اور اسے اٹھانے کی حسرت رہ گئی ہے کیسا چاچو ہوں میں جو اپنی بھتیجی سے پیار بھی نہیں کرسکتا۔'' وہ اداسی سے سفائر کو یاد کرتے بولا۔

''زیادہ بنو مت گھر میں گھستے ہونا چوروں کی طرح، اس میں دس دفعہ میری بیٹی کو پیار کر کے ہی جاتے ہو۔''

اسامہ اپنی چوری پکڑنے میں ذرا بھی شرمندہ نہیں ہوا الٹا ہنس کر بولا۔

''پیاری بھی تو بہت ہے۔''

''اب تم نے سفائر کا ذکر کر دیا ہے اور مجھ سے رہا نہیں جا رہا میں تو چلا۔''

''بیٹھیے تو، اتنی جلدی بھی کیا ہے۔''

''ارے نہیں یار، تھکا ہوا ہوں اور تم اب کوشش میں لگو تاکہ میرے گھر میں داخلہ مل جائے ورنہ چور نے کبھی نا کبھی پکڑے جانا اور قسم سے میں بچا نہیں پاؤں گا موشم کی جوتیوں سے! اور ارباز کی کنویکیشن کے لیے چلنا ہے نا میرے ساتھ۔'' وہ ان کی جوتیوں کی بات پر ہنس پڑا پھر ارباز والے ذکر پر سر ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔

''ہاں! آپ بھی جائیں گے۔''

صلاح الدین مسکرایا۔

''تمہارے سے پہلے وہ میرا بھائی ہے میں تو جا رہا ہوں۔''

اسامہ ہولے سے مسکرایا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

''ٹھیک ہے میں آپ کی بھی سیٹ بک کر دیتا ہوں۔''

❂.......❂.......❂

وہ تیزی سے ٹریک پر دوڑ رہی تھی جب بھی وہ اپ سیٹ یا رونے والی ہو جاتی تھی تو وہ پارک میں یا ٹریڈمیل پر بھاگا کرتی تھی۔ٹریک سوٹ میں ملبوس وہ اس وقت اپنے گھر کے پیچھے ایک بہت بڑے پارک کی طرف گئی ہوئی تھی۔رات کے آٹھ بج رہے تھی اور ثمرن کو بنا بتائے وہ یہاں ٹریک میں جوگنگ کرنے کے بجائے دوڑ رہی تھی اور ایسے دوڑ رہی تھی جیسے کوئی میراتھون ریس ہو جس میں اس نے قطعاً نہیں ہارنا مگر وہ دوڑ اپنے ذہن میں نشر ہونے والی سوچ سے رہی تھی جو اس کے بھاگنے کے باوجود اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھی۔

"کیا نام ہے آپ کا۔"

"بالکل غلط جواب۔"

"مجھے تو حیرت ہے آپ یہاں کر کیا رہی ہیں۔"

سوچ سوچ کر اس کا دماغ پھٹ رہا تھا۔

وہ ایک پل کے لیے نہیں رکی تھی حتیٰ کہ اس کا سانس پھول رہا تھا مگر اس کو پرواہ نہیں تھی۔ وہ بھاگی جا رہی تھی یہ کیا ہو رہا ہے کبھی وہ اسے پھول بھیجتا کبھی اس کا ٹیچر بن کر اتنی بدتمیزی سے پیش آتا ہے۔

یہ کیا تھا آخر؟

ثمرن چھت پہ آئی اور اسے دور سے ہی بھاگتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ پارک کی روشنیوں میں صرف وہی اکیلی تھی اور ثمرن کو پریشانی ہوئی۔ وہ کیوں اپ سیٹ ہے کافی عرصہ ہو گیا تھا اسے اپ سیٹ ہوئے۔ اچانک سے ایسا کیا ہوا، وہ اس کو دیکھ رہی تھی کہ پیچھے سے کسی نے اسے اپنے گھیرے میں لیا تھا اور اس کی کنپٹی پہ پیار کیا۔

"کیا دیکھ رہی ہو اور رات کو اس وقت ٹھیک تو ہو؟"

اس نے دین کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور ٹیک لگا کر اپنا سر اس کی ٹھوڑی پہ رکھ دیا۔

"وہ پریشان لگ رہی ہے یونی سے واپس آئی ہے تو کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا۔ آج شور بھی نہیں کیا اس نے، بس خاموش رہی اور وہ اب پارک میں بھاگ رہی ہے کوئی بات ہوئی کہیں وہ پھر سے اسے......"

صلاح الدین مسکرایا اور اس کا سر چوما۔

"پریشان کیا ہونا ہے۔ میڈم کا یونی دو ہفتے کے لیے کھل گیا پیپر ابھی ختم ہوئے تھے تبھی محترمہ کا موڈ آف ہو گا تمہارا وہم ہے۔"

"دین میں اسے جانتی ہوں وہ روتی کبھی نہیں، رونے کے بجائے وہ اس طرح کرتی یا تو ڈھیر سارا پانی پیئے گی یا پھر جاگنگ کے لیے نکل پڑے گی اور یہ دو چیزیں کر رہی ہے۔"

"سویٹ ہارٹ، ٹینشن ایک تو تمہارا نام ٹینشن رکھ لینا چاہیے صبح سے آیا مگر مجھے کوئی پوچھتا نہیں ہے۔" وہ اس کا دھیان بٹا رہا تھا۔

"آپ نا بس کمپلین کیجیے گا ویسے دین آپ سے بات کرنی تھی۔"

وہ مڑی تو اس نے دین کے گلے میں بازو ڈالے۔ دین اس کی ادا پہ مسکرا اٹھا۔

"بولو موشم۔"

"پرنس حماد کا بھانجا نہیں ہے قاسم۔"

دین کو خطرے کی گھنٹی بجی مگر وہ سنتے ہوئے بولا۔

"ہاں تو۔"

"اس کی امی آئی تھی ہمارے گھر ایک دن پہلے صبح گھر پہ موجود نہیں تھی وہ صبح میں دلچسپی ظاہر کر رہی تھی۔ مجھے بھی حیرانگی ہوئی کہاں وہ شاہی خاندان کی شہزادی کا بیٹا اور کہاں میری صبح ویسے صبح میں بات تو ایسی......"

"موشم تم کچھ بھول رہی ہو، صبح کوئی کنواری لڑکی نہیں ہے۔"

اب ثمرن کے تاثرات سرد پڑ گئے۔ اس نے بازو ہٹائی مگر صلاح الدین نے اسے پکڑے رکھا۔

"میں اس نکاح کو نہیں مانتی دین۔"

صلاح الدین کا حیرت سے منہ کھل گیا۔

"کیا مطلب ہے یہ صبح اور اسامہ کی بھرپور رضامندی سے ہوا تھا۔"

"آپ اس شخص کا نام بھی مت لیا کریں دین۔ میرے سامنے وہ درندہ میری بہن کا کچھ نہیں لگتا۔"

"ثمرن تم ہوش میں تو ہو۔"

اب صلاح الدین کو بھی غصہ آ گیا۔

"دین ایک بچی کو اب زبردستی کوئی بھی کام کروائیں گے تو وہ ڈر کے مارے کر لیتی ہے اور میں اس زبردستی شادی کو نہیں مانتی۔" وہ اب اسے الگ ہونے لگی کہ دین نے گرفت مضبوط کر لی۔

"تمہیں لگتا ہے نور صبح جیسی لڑکی کسی کی مرضی کے بغیر کام کر سکتی ہے۔"

صلاح الدین نے بات بالکل ٹھیک کی تھی مگر یہاں کوئی ماننے کو تیار ہو تو۔

"اس بچی پہ زبردستی کی گئی تھی، آپ کو نہیں پتا اور یہ رضامندی کیسی رضامندی جب ماما، بابا اسے اپنے ساتھ

رکھنا نہیں چاہتے تھے تو وہ کیا کرتی اور دین یہ شادی اسلام بھی قبول نہیں کرتی۔" اس نے اپنی بات منوانی کی خاطر اسلام کا سہارا لیا تھا۔ دین نے اسے گھورا۔

"پھر تو ہماری بھی ہوئی تھی زبردستی...... ہماری بھی شادی جائز نہیں۔" دین اب اسے چھوڑ چکا تھا اور تیزی سے بولا۔

"ہماری بات اور تھی دین۔" وہ کمزور سا دفاع کرنے لگی۔

"ہماری بات اور نہیں تھی ثمرن بیگم۔ مجھے بھی میرے گھر والوں نے پریشر کیا آپ بھی دباؤ میں آ کر اس نکاح پہ راضی ہوئی تھیں بعد میں بھی تو۔"

"دین ہماری بات اور تھی ہم ایک دوسرے کو جانتے تھے اور ہمارے درمیان محبت بھی تھی۔" وہ اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

"محبت تو ان دونوں کے درمیان بھی ہے موشم۔ یاد ہے تمہیں نور نے اس اسامہ کو اپنا ہزبنڈ مخاطب کیا تھا۔ مطلب وہ اسامہ کو شوہر مانتی تھی اور دیکھا تھا اس کی آنکھوں میں غصہ......"

"دین سٹاپ اٹ! آپ کا کانٹیکٹ ہے اسامہ سے، اسے کہیں نور کو طلاق دے اس کو کاغذ بھیجیں پھر میں اس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔"

دین کو جھٹکا لگا پھر تلخ ہنسی چھوٹی۔

"تم پاگل ہو ثمرن بعد میں بات کرتے ہیں اس وقت آپ کا دماغ نہیں کام کر رہا۔"

وہ جانے لگا جب ثمرن نے اس کا بازو پکڑا۔

"دین بات سنیں میری۔"

"کیا سنوں میں تمہاری، تم اپنی بہن سے محبت نہیں کرتی اگر کرتی تو ایسی فضول بات اپنے منہ سے نکالتے وقت ہزار بار سوچتی۔"

ثمرن ساکت ہو گئی اس کا ہاتھ چھوٹ گیا۔ آنکھوں میں نمی ابھری۔ دل جیسے سسک اٹھا۔

"میں محبت نہیں کرتی، میں نے اپنی بہن سے بالکل ٹھیک کہا آپ نے صلاح الدین ہاں نفرت کرتی ہوں

اس سے نفرت کرنے کے باوجود میں آغا جان کے سامنے ڈٹ پڑی اپنی بہن کی خاطر موت کو گلے لگانے کے لیے تیار ہوگئی، پانچ دن میں نے کھانا اپنے حلق میں نہیں اتارا۔ مسلسل مار، گالیاں، ذلت میں نے سبھی کیونکہ نفرت جو کرتی تھی۔" اسے اچانک سے پتا نہیں کیا ہوا تھا جو منہ میں آیا کہتی گئی۔ صلاح الدین ایک دم شرمندہ ہوا اسے اپنی کہے کا احساس ہونے لگا۔

"موشم۔"

وہ اس کے قریب آیا کہ ثمرن ایک دم پیچھے ہوئی۔

"نہیں صلاح الدین رات کے وقت لان میں سخت بارش سخت سردی میں کھڑی رہی کیونکہ نفرت کرتی تھی، بیلن کے پڑنے سے میرے دانتوں میں گیپ آ گیا مگر پھر بھی کہتی رہی نہیں میری بہن کی خوبصورتی، معصومیت قائم ہے میری رہنے دو! گردن میں تیر لگنے کے باوجود میں ہر بار مار کھاتی رہی اور کام بھی کیا۔"

اس کی آواز بھرا گئی صلاح الدین چلتے ہوئے اس کے پاس آیا۔

"موشی! آئیم سوری میرا یہ مطلب نہیں تھا۔"

وہ اسے دھکا دے کر نیچے کی طرف روتے ہوئے بھاگی۔

"موشم!! بے بی آئیم سوری۔"

وہ بھاگا تھا مگر وہ رکی نہیں زندگی میں چھ سالوں میں دین نے اس کا دل بری طرح دکھایا تھا اور دین کو خود پہ بے پناہ غصہ آ رہا تھا۔

⁂ ...... ⁂ ...... ⁂

وہ اب بھی دوڑ رہی تھی۔ اس کا چہرہ پسینے سے بھر گیا، ٹانگیں جلنے لگیں، آنکھیں بھی دھندلا رہی تھیں۔ ایک دم سے میسج آیا تو وہ بالآخر رکی ضرور آپی بلا رہی ہوگی اس نے میسج رک کر چیک کیا اور منہ کھول کر گہرے گہرے سانس لینے لگی پھر اس نے دیکھا انون نمبر پہ میسج آیا تھا۔

"اولمپکس میں ابھی چھ مہینے پڑے ہیں تم کہیں حصہ تو نہیں لے رہی۔"

"اوئیو۔ آج تو بتاتی ہوں اسے۔" اس نے جلدی سے نمبر ملایا اور بیل جانے لگی مگر فون اٹھایا نہیں گیا۔

"چچی یہ جو تم کررہے ہو نا میں اس میں تمہیں کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔"

وہ اب بینچ میں بیٹھ کر خود کو نارمل فیل کررہی تھی۔ اسامہ واپس آ گیا، اسامہ کیوں آیا وہ تو اسے اپنی زندگی سے نکال چکا تھا۔ چلو اگر وہ مان بھی لے وہ یہاں آیا بھی کسی کوئنسیڈنس کی بنا پر مگر یہ میسج، یہ پھول، یہ خط، وہ ثابت کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس نے اپنی گردن سے اسامہ نام کی گولڈ کی چین نکالی اور اسے دیکھا۔

"میرے دوست مجھے چھوڑ کر مت جاؤ میرے اچھے ہزبنڈ میں ارشد بھائی کو نہیں بتاؤں گی۔"

"آئی جسٹ ہیٹ یو بلڈی ہیٹ یو صبح۔"

"میں جارہا ہوں میں اب ایک پل بھی تمہاری ساتھ نہیں رہ سکتا۔"

اس نے ٹیک لگائی اور اوپر آسمان کو تکنے لگی۔ اسے اپنا پل یاد آنے لگا جب وہ چھ سال پہلے یہاں آئی تھی۔

ثمرن اس پر کمبل ڈال رہی تھی اور اس کے سر پہ پیار کرنے لگی۔

"میری جان۔"

ایک بار پھر پیار کیا پھر وہ اٹھ کر مڑنے لگی جب صبح نے اسے روکا۔

"آپی۔"

وہ مڑی۔

"ہاں بولو نوری۔"

"امی بابا کہاں ہیں؟"

اس پر ثمرن خاموش ہو گئی پھر چل کر اس کے پاس آ گئی۔

"بس جہاں بھی ہیں بالکل محفوظ ہیں تم فکر نہ کرو۔"

"پھر بھی آپ کو تو پتا ہو گا آپ ان سے ملنے گئی تھیں۔"

ثمرن نے اس کے بال ٹھیک کیے۔

"سو جاؤ صبح، مجھے دین بلا رہے ہوں گے۔"

وہ اب کیا جواب دیتی اس لیے بات بدلتے کہہ کر چلی گئی تھی۔ وہ اب کروٹ لے چکی تھی۔ پھر ایسے اس کی نظر کمرے کے ایک صوفے پہ پڑی۔ ایسا صوفہ وہاں بھی تھا جس پہ اسامہ لیٹا کرتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی اور تکیوں کو بھینچ کر اس نے رونا شروع کر دیا۔

''چکی! میں تمہیں بہت مس کرتی ہوں، مجھے کیوں چھوڑ کر چلے گئے اسامہ۔ اب مجھ سے کون لڑے گا میری کون پونی بنائے گا، کون مجھے رات کو کھانا دے گا پلیز واپس آ جاؤ چکی......''

اس کی ناک رونے کے باعث سرخ ہو گئی تھی پھر منہ صاف کرتی وہ اٹھی پھر بستر سے اتری۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر آسمان کو دیکھا۔

''اللہ تعالیٰ! پلیز میرا چکی مجھے واپس کر دے آپ نے پہلے میرے ماما، بابا سے دور کر دیا مگر پلیز اللہ مجھے میرا دوست واپس دلا دے۔''

وہ ہچکیاں لے کر رونے لگی۔

''میں روزانہ نماز پڑھوں گی بس آپ مجھے چکی دے دیں۔ میں ابھی پڑھوں گی، فجر کا بھی الارم لگاؤں گی۔ میں کسی کو تنگ نہیں کروں گی مگر چکی دے دے میرا دوست واپس چاہیے۔''

اس نے پھر دوبارہ اپنا گیلا منہ صاف کیا پھر جو اس کی ماما نے وضو کا طریقہ بتایا وہ ایسے کرتی گئی پھر الماری کھول کر اس نے دوپٹہ ڈھونڈا تو کوئی نہیں ملا مگر ایک چھوٹا سا ایک کپڑوں کے ساتھ ملا۔ وہ نکال کر اس نے اپنے گرد باندھا اور کمرے میں جائے نماز ڈھونڈی۔ وہاں نہیں تھی تو ایسے کارپٹ پہ پڑھنے کا ارادہ کیا پھر اچانک یاد آیا کہ قبلہ کس طرف ہے۔ گھر میں تو ایک طرف سیدھا طرح سے پڑھتے ہیں مگر یہاں! اس نے یاد کرنا چاہا کہ گھر میں آپی اور دین بھائی کہاں پڑھتے ہیں بالکل سامنے تو ایسا ہی ہوا پھر وہ نماز شروع کر چکی تھی جو اس کے قاری صاحب نے اسے سکھائی تھی۔

جب نماز مکمل کی تو ہاتھ اٹھا کر بس ایک ہی دعا تھی لبوں پہ، اس کو بس ایک بار چکی سے ملا دے، اس کا دوست واپس کر دے، اس کا دوست اس کی چھ سال مسلسل دعاؤں سے واپس آ گیا تھا مگر ایک اور آزمائش کھڑی تھی ثمران آپی دوسرا اسامہ کا عجیب رویہ۔ گہرا سانس لیتی وہ اب اٹھی، پر ایک دم رک گئی کیونکہ بینچ کے ساتھ ہی

جھاڑیوں میں ہل چل ہوئی تھی۔ جیری الرٹ ہوگئی ٹام کی بو آرہی تھی۔ قدم آہستہ آہستہ بڑھاتے وہ دوسری طرف آئی چہرے پہ بل پڑ گئے۔ اس نے فون نکال کر اسی نمبر پہ کال ملائی مگر مقابل بھی ٹام تھا کیسے بیل کی آواز اونچی رکھتا۔ اس طرف اندھیرا بھی تھا اس لیے کچھ نہیں نظر آرہا تھا۔ اس نے فون سے ٹارچ آن کیا اور اس طرف بڑھی۔ جھاڑیوں میں چھپے اسامہ کو سمجھ نہیں آئی کہ کس طرف بھاگے۔

"پٹے گا چچی۔" وہ خود سے بولا اور جلدی سے ایک طرف ہونے لگا۔

صبح آگے ہوئی کہ اچانک ثمرن کی کال آنے لگی۔ وہ اس پر متوجہ ہوئی تو ٹام یعنی کہ اسامہ دی چچی فوراً اٹھا اور سپیڈ لگادی۔ کیپ پہننے کے باعث اس کا چہرہ نظر نہیں آیا۔ صبح نے ایک دم سر اٹھا کر دیکھا اور ٹام کو بھاگتے ہوئے پا کر اس کی بھی سپیڈ لگ گئی۔

"تمہیں تو میں چھوڑوں گی نہیں میری جاسوسی کر رہا تھا یہ۔" اس نے جلدی سے دوڑتے ہوئے سامنے پڑا بیٹا اٹھایا۔ حفاظتی تدابیر کے طور پر وہ اب پارک کے گیٹ سے باہر نکلنے کے بجائے دوسری طرف نکلنے کے لیے جمپ لگانے لگا مگر صبح کا نشانہ بڑا فٹ تھا۔ بھاگتے ہوئے تیزی سے اس نے بیٹا پوائنٹ کیا اور مارا اور پھر بس اسامہ کی کمر صبح کے وار سے بچ نہ سکی۔

"اُف اللہ!"

بس جی پھر درد جسم میں ایسا پھیلا کہ اسامہ کو رات میں تارے نظر آئے کیونکہ پہلے تو وہ صبح کی روشنی میں رات کے باوجود کھوئے ہوئے تھے۔

"رک جاؤ میں تمہیں ابھی بتاتی ہوں۔"

جیری صاحب اس سے قبل اس کو اس کی نانی یاد دلاتی ٹام صاحب نے ہمت کی اور تیزی سے اپنے گھر کی طرف بھاگے۔ اب صبح شور نہیں کر سکتی تھی کیونکہ یہ کالونی کے لوگ جتنے اچھے ہوتے مگر اس کی جاہلوں کی طرح شور کرنے پہ ضرور سکیورٹی کو بلا دیتے۔ ویسے بھی صبح صاحبہ کی پہلی بھی بہت کمپلین تھی اور وہ ثمرن سے مزید ڈانٹ نہیں سننا چاہتی تھی۔

''اُف میری ماں۔''

اسامہ کراہتے ہوئے بولا جب گل شیر نے برف والا بیگ اس کی کمر پہ رکھا۔

''لالہ اُف میری ماں نہیں اُف یہ نور! ویسے کیا ضرورت تھی ایسے جھاڑیوں میں گھسنے کی اس کے بعد فٹ بھاگے۔''

''ہائے مجھے کیا پتا تھا وہ آفت ابھی تک سے ہے۔'' درد سے وہ جیسے بے حال ہو رہا تھا۔

''زیادہ نہ بنیں، چھ سال سے اس کی جاسوسی میں لگے ہیں اور اب کہہ رہے ہیں کہ مجھے کیا پتا؟'' گل شیر نے بیگ کو اس کے کمر پہ دبایا اس نے سسکی لی۔

''تم بولنا بند کرو گے۔ میں امید نہیں کر سکتا تھا اتنے نشانے پہ لگائے گی یہ لڑکی کہ ایسا لگا سارا معدہ باہر آجائے گا۔ ہائے......اور اس کو خود ہی سینس ہو گیا میں جھاڑیوں کے پیچھے ہوں۔ کال بھی ملا رہی تھی۔ محترمہ نے اُف گل شیر آرام سے۔''

''ویسے ابھی سے یہ حال لالہ بعد میں تو بس اللہ ہی حافظ ہے آپ کا۔''

''اس ویمپ کو تو چھوڑوں گا نہیں۔ شکر ہے کمر پہ لگا اگر چہرے وغیرہ بھی لگتا تو اس کو پورا یقین ہو جانا تھا کہ میں ہی تھا۔''

''ان کو یقین ہے لالہ آپ ہی ہے۔'' اس نے اسامہ کی خوش فہمی دور کرنا چاہی۔

''لیکن اب دیکھنا میں کیا کروں گا ویمپ صلاح الدین بھائی کو خود کہے گی مجھے پاگل خانہ چھوڑ آئے۔'' وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے اپنی رولیکس میں لگا ایس الفیبٹ کو دیکھنے لگا پھر اپنا منہ تکیہ میں گھسا دیا۔

۞......۞......۞

''دیر کیوں لگا دی تھی۔''

ثمرن نے اس کو دیکھا پھر کہتے ہوئے پلیٹ ٹیبل پہ لگانے لگی۔

''سب نے کھانا کھا لیا۔'' وہ بات بدلتے ہوئے ان سے پوچھنے لگی۔

''ہاں کھا لیا بس میں اور تم رہتے ہیں آؤ بیٹھو۔''

"ہیں، دین بھائی کے ساتھ نہیں کھایا آپ نے؟"

وہ آپی کے چہرے میں کچھ کھوج رہی تھی مگر ثمرن کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔

"مجھے بھوک نہیں تھی۔"

"کوئی بات ہوئی ہے۔" صبح کی مشکوک نظریں، ثمرن نے زور سے آنکھیں میچیں پھر گہرا سانس لیتے ہوئے بولی۔

"نہیں بھئی سفائر کو سلانے گئی تھی رو رہی تھی دین اور جیسمین کھانا کھا چکے تھے۔ میں نے سوچا تمہارے ساتھ کھا لوں گی تم بتاؤ کیا بات ہے۔"

وہ اکتائی ہوئی لگ رہی تھی تو صبح نے کندھے اچکائے۔

"کوئی بات نہیں۔"

"تو اس پہر کیوں شوق چڑھا تھا دوڑ لگانے کا، یہ لو جوس پیو، چہرہ پیلا کر دیا ہے پہلے ہی جم جاتی ہو باسکٹ بال کھیلتی ہو، اتوار کو ہمیشہ کرکٹ کا میچ، جسم دیکھ رہی ہوں سوکھ کے کانٹا ہو گیا ہے۔"

"آپی اگر آپ کو کمپلیکس ہے تو آپ بھی جوائن کر لیں جم، پر میرے شوق کو میرے سے دور نہ کریں۔"

ثمرن لزانیا کی پلیٹ لائی تو مسکرا پڑی۔

"سیدھے سیدھے کہو موٹی ہو گئی ہوں۔"

"ارے نہیں اب بس دکھتی ہیں اور ابھی تو آپ کا بے بی ہوا ہے آپ نے بھی سفو کے تین مہینے بعد جاب دوبارہ سے شروع کر دی۔"

"کیا کروں جانو، مصروف رہنا چاہتی ہوں اور تعلیم حاصل کی ہے تو کیوں ضائع کروں ویسے بھی کلاس تو صرف میری دو گھنٹے کی ہوتی ہے باقی تو سارا دن سفائر ہی ہوتی ہے تم نے تو وقت دینا چھوڑ دیا ہے۔"

"تو پھر آپ بھی میرے جیسے کام شروع کر دیں میں آپ کا بھرپور ساتھ دوں گی۔"

"ہاں اور میڈم نے مجھے ہرا دینا ہے اور ناکامی مجھ سے برداشت نہیں ہو گی تم سے خوب لڑوں گی موڈ آف ہو گا میرا اور جب میرا موڈ آف ہو گا تو بس اس دن گھر سے کھانا نہیں بنے گا اور پھر تم دین کو کہہ کر پیزا منگواؤ گی

پھر سب کی پارٹی اور میں یہ ہونے نہیں دوں گی۔"

صبح جو مسکرا رہی تھی اس کا منہ ایک دم لٹک آیا۔

"آپ نے تو پابندی لگائی ہوئی پیزا کی۔"

"کیونکہ میں نہیں کھا سکتی نا اس لیے میں نہیں چاہتی کہ کوئی اور کھائے۔"

"ڈاکٹر نے منع نہیں کیا آپ کو بس آپ ویٹ کے چکروں میں ایسے کر رہی ہیں۔"

"پھر دین کی نظریں بھٹک جائیں گی۔"

"بھٹک کے دکھائیں اوّل تو وہ ایسا کریں گے نہیں کیونکہ آپ کے علاوہ ان کو کوئی خوبصورت لڑکی لگتی نہیں ہے، ساری لڑکیوں کو دیکھتے وقت ان کی بینائی کھو جاتی ہے اور اگر ایسا ہوا تو پھر بغیر ٹانگوں کے بیٹھے رہ جائیں گے بتا رہی ہوں میں۔" نورِ صبح نے مزے سے کہا۔

"نوری کیسی فضول باتیں منہ سے نکالتی ہو، اللہ نہ کرے۔" ناراضگی کے باوجود بھی ثمرن کا دل تڑپ اٹھا تھا اور وہ غصے سے بولی تھی۔

"سوری آپی پر آپ نے بات ایسے کی کہ مجھے بہت غصہ آ گیا۔"

"خیر کھانا شروع کرو جوس ہی پیتی رہو گی اور ہاں شاور نہ لینا پسینہ آیا ہوا ہے۔" اب اس سے ناراض ہونے کے باوجود تائید کرنا نہیں بھولی تھی وہ ایسی ہی تھی۔ ایک ماں کی طرح سب کا خیال رکھتی تھی۔

"اُف آپی!" نور نے منہ بنایا۔

"ویسے ایک بات بتاؤ نوری؟" اچانک ثمرن کے ذہن میں کچھ آیا

"جی بولیں۔"

"ثمرن سفائر بہت رو رہی ہے۔" اس سے قبل وہ کچھ کہتی کہ اچانک صلاح الدین تیزی سے آیا اور کہنے لگا۔ ثمرن نے اسے نہیں دیکھا اور سر ہلاتے ہوئے اٹھی۔

"آج یونی اتنی خالی کیوں لگ رہی ہے، ربیکا کہاں ہے ہیری۔" جیسے اس نے ہیری کو دیکھا جھٹ خالی

سے سکول کو دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"تمہیں تو پتا ہے شروع کے دنوں میں سب کو جوش چڑھا ہوتا ہے اس کے بعد چھٹیاں منانے چل پڑتے ہیں ویسے فکر نہ کرو یہ امیر باپ کی اولادیں آجائیں گے چلو کینٹین چلتے ہیں۔"

وہ بھی اپنی پونی کو کس کے باندھ کر بیگ کو کندھے پہ لٹکاتی کینٹین کی طرف بڑھی اور دروازہ کھولا۔

"لو سارے بھوکے کینٹین میں گھسے ہیں، میں ذرا عمر سے مل لوں۔"

وہ چل کر ان کی طرف بڑھا جہاں ان کا گروپ تھا جبکہ صبح چلتے ہوئے اپنا پروٹین شیک آرڈر کرنے لگی۔ وہ دیکھ رہی تھی کاونٹر پہ کوئی نہیں تھا اس نے اردگرد دیکھا پھر اچانک اسامہ سامنے آیا۔

"یس مس صبح آپ نے کیا آرڈر کرنا ہے۔"

وہ ایک دم پیچھے ہوئی جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔

"کیا ہوا۔"

وہ اب آنکھیں مسل کر اسے دیکھنے لگی پھر اردگرد دیکھا۔ سب اپنی باتوں میں مشغول تھے اس نے حارث کو آواز دی۔ اسامہ کے تاثرات پتھر لیے ہوئے جا رہے تھے مگر اسے خود کو کنٹرول کرنا تھا پر اس کا ماچس کی تیلی جیسا ہیری پتر بہرہ تھا۔ اسے صبح کی آواز سنائی نہ دی صبح نے اسے ایک پھر پکارا، پر کوئی فائدہ نہیں تھا۔

"سٹے سی۔"

"یس؟"

اس نے پاس کھڑی لڑکی کو پکارا جو کہ دوسری طرف کھڑی پیسٹری کے مزے لے رہی تھی جب صبح کے کہنے پر چونکی۔

"کیا ہوا میں پیسٹری نہیں دینے والی۔"

"پیسٹری کا نہیں پوچھنا یہ ہمارے سر نہیں ہے۔"

اسامہ شرارت سے مسکرایا جسے اس نے تیزی سے صبح کی نظروں سے چھپایا تھا۔

"پاگل ہوا اتنا ہینڈسم ٹیچر یہ کام کرے گا یہ حسام ہے سامی کو بھول گئی۔" سٹے سی اسے ایسی دیکھ رہی تھی جیسے

اس کی عقل اور نظر پر شبہ ہوا تھا۔

"نہیں بھولی میں! لیکن تم سب اندھے ہو گئے ہو۔"

"صبح آپ کا آرڈر۔"

اسامہ نے پھر دہرایا۔

"یہ گولیاں مجھے دن میں نہیں اثر کرنے لگیں۔" وہ اسامہ کے کہنے پر خود سے بڑبڑائی پھر مڑ کر اس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سنو! اگر تم حسام ہو تو صبح باجی بولتے ہو باجی کیوں نہیں بھول رہے۔"

اسامہ اس کے کہنے پر سٹپٹا گیا مگر وہ بھی دی چکی تھا ایکٹنگ بھرپور کرنی تھی۔

"نہیں نہیں مس باجی تو جاہل بولتے ہیں میں پڑھا لکھا ہو گیا ہوں نا اس لیے مس بولوں گا آپ بتائیں کیا لیں گی۔"

اس کا منہ ایک دم کھل گیا۔ اسامہ کو زیادہ سوچتے ہوئے اب اسے حسام میں اسامہ نظر آنا لگا ہے۔

"آرڈر۔"

"نہیں بھاڑ میں جاؤ۔"

وہ تیزی سے کہتی مڑی، سٹے سی نے اسے دیکھا۔ اسامہ نے اسے تھمز اپ دیا اب وہ دیکھنا کیا کرتا ہے۔

آج اس کی یونی میں آف تھی تو وہ اس وقت گھر پہ تھی۔ دین اسے منانے کے لیے ہلکان ہو رہا تھا مگر وہ ماننے کے لیے تیار نہیں تھی سارا دن وہ اسے اگنور کرتی سفائر کے ساتھ وقت گزارتی رہی۔

"اِدھر بھی بندہ ہے اسے بھی پوچھ لو اسے بھی پیار کا حق ہے۔"

وہ سفائر کو کپڑے پہنا رہی تھی جب دین چینل چینج کرتے ہوئے بولا پر وہ خاموشی سے اپنا کام کرتی رہی۔

"سوچو موشم! اگر اسامہ مجھے زبردستی کہتا کہ تمہیں طلاق دے دوں کیونکہ نور کہہ رہی ہے کہ میں اس کی آپی کے لیے اچھا نہیں ہوں تو کیا کرو گی۔" دین کے اچانک کہنے پر اس کے ہاتھ ایک دم ساکت ہو گئے۔

"کوئی کہے دین موشم میں کبھی محبت تھی ہی نہیں انہیں الگ ہو جانا چاہیے بس ختم بیشک جو بھی تھا وہ بس ایک

الفت تھی۔" وہ اس کے رکے ہوئے ہاتھ دیکھنے لگا مگر اپنی بات جاری رکھی۔ آنسو ٹپ ٹپ سفائر کے چہرے پہ گرنے لگے۔ وہ منہ کھول کر عجیب عجیب سی آوازیں نکال رہی تھی۔ صلاح الدین اٹھا اور اس کے کو سیدھا کر کے سامنے کیا اس کا چہرہ پورا گیلا ہو گیا تھا۔

"میری کیفیت مت سمجھنا تم پھر سے یہ کام شروع کر دیا ہے۔"

ثمرن نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کر اس کے سینے پہ سر رکھ دیا بس پھر برسات شروع۔ دین نے اس کے گرد بازو پھیلائے اور اسے خود میں بھینچ لیا۔

"آپ نے ایسا کیوں کہا دین آخر کیوں۔"

صلاح الدین نے اس کے سر کو تھپکا۔

"بس بس۔"

"میں نوری کا بھلا چاہتی ہوں اور آپ، آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں اس کی دشمن ہوں۔"

اس نے اس کو الگ کر ہاتھوں کے پیالے میں اس کا چہرہ تھام کر انگوٹھے سے اس کے نین سے نکلتے پانی کو صاف کیا۔

"تم اس کی دشمن ہرگز نہیں ہو میری جان بلکہ اس کی دوسری ماں ہو مگر جواب کرنے جاؤ گی اس سے تم دشمنی سے بھی بدتر کام کرو گی وہ اسامہ کی پسلی سے نکلی ہے تم اسے کیسے کسی اور کا مقدر بنا سکتی ہو۔"

"دین۔"

"نہیں موشم! آج تک جو تم نے کہا ہے وہ میں نے سنا ہے مگر ابھی بس تم مجھے سنو کوئی دباؤ نہیں ڈال رہا بٹ پلیز ایک بار تحمل سے سن لو اور پھر سوچو پھر فیصلہ کرو۔"

اس نے ثمرن کے بال پیچھے کیے اور پھر مڑ کر اپنی بیٹی کو اٹھایا اور اسے پیار کیا جواب بالکل سونے والی ہو رہی تھی۔

"رات کو جگا جگا کر اب میری جان سو رہی ہے۔ ڈیڈی کی جان! تم اسے سلا کر آؤ میں ابھی مورے سے بات کر کے تمہارے پاس آتا ہوں اس وقت مجھے کوئی کام کرتی نظر نہ آؤ پر ایک بات آج تم اسامہ کی اچھائی

اور برائی کو تولنا تم اس دن کو یاد کرنا جس دن تم نے صبح کو اس سے الگ کیا تھا اس دن تو تم نے اسے دیکھا تھا بس پھر دھیان سے سوچنا اگر نہیں سمجھ آتی تو اسامہ کو ایک موقع دو وہ حق رکھتا ہے ثمر، اس کے ساتھ زیادتی مت کرو۔"

وہ کہہ کر سفائر کو اس کو دے کر اور اس کے گال تھپال کر چلا گیا جبکہ وہ بالکل خاموشی سے اس کی پشت کو جاتا ہوا دیکھنے لگی۔

✿......✿......✿

آج وہ کلاس کے اندر آئی تو کلاس بالکل خالی تھی۔ اس نے گھڑی کو دیکھا تو کلاس کو اس وقت شروع ہو جانا تھا مگر پھر اسے یاد آیا کہ آرٹ روم میں جانا تھا۔

"شٹ۔"

تیزی سے بھاگتے ہوئے وہ آرٹ روم کی طرف بڑھی اور دس منٹ میں وہ فرسٹ فلور پہ پہنچی۔ کلاس شروع ہو چکی تھی اور اسامہ بورڈ پہ کچھ لکھ رہا تھا۔ وہ دروازہ کھلنے کی آواز پہ مڑا۔ بھاگنے کی وجہ سے اس کا سانس پھول گیا تھا اس لیے وہ رک کر گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ اسامہ نے اسے دیکھا پھر وقت کو پھر بولا۔

"آپ کی صبح ہو گئی مس صبح فرہاد!"

فرہاد کو اس نے خاصا زور دے کر بولا تھا۔

"مجھے نہیں پتا تھا کلاس آج فرسٹ فلور پہ ہے۔" وہ اس کو گھورتے ہوئے بولی تھی۔

"کلاس میں دھیان کہاں ہوتا ہے آپ کا۔"

اب کی بار وہ سختی سے بولا تھا مگر صبح نے جتنی سختی جھیلنی تھی وہ اس پل جھیل چکی تھی جب اسامہ نے اس سے اپنی نفرت کا اظہار کر کے چھوڑ دیا تھا اس لیے اب اسے کوئی فرق نہیں پڑنے والا تھا۔

"دھیان کلاس میں تھا میرا مگر ایک سٹوڈنٹ ہونے کے ناطے اب ساری باتیں دماغ میں یاد تو نہیں ہو سکتیں۔"

اُف! یہ لڑکی۔

"بہر حال آپ پہلی دفعہ لیٹ ہوئی ہیں اس لیے آپ کو چھوڑ رہا ہوں دوبارہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔"

''چھوڑ تو تم پہلے چکے ہو اب کتنا چھوڑو گے۔'' وہ دھیمے لہجے میں کہتی سر ہلا کر خالی سیٹ ڈھونڈنے لگی۔

''آج آپ کا پہلا دن ہے تو آج میں آپ کی سوچ دیکھنا چاہتا ہوں اور آپ اپنی سوچ اسے سکیچ یا پینٹنگ کی صورت میں بنائیں گے۔آپ کے پاس وقت صرف چالیس منٹ کا ہے یور ٹائم سٹارٹ ناؤ۔''

صبح نے بڑے سے پیج کو اپنے سامنے پایا پھر اس نے اپنے بیگ سے کریون باکس نکالا اور پھر گہرا سانس لیتے ہوئے وہی بنانے لگی جس میں وہ ماہر تھی اور اسے چالیس منٹ بھی درکار نہیں تھے وہ یہ کام پورے بیس منٹ میں بھی کر سکتی تھی۔اسامہ راؤنڈ لگا کر اس کے پاس آیا جس نے ابھی تک اتنا خاص سٹارٹ نہیں کیا تھا۔

''واؤ بہت اچھا۔'' وہ سفید پیج کو دیکھ کر طنزیہ بولا تھا۔صبح نے نظریں اٹھا کر اسے گھورا،وہ بھی مسکراتی نظروں سے اسے گھور رہا تھا اور ایک دم صبح کا دل عجیب ہو گیا۔

''یہ داڑھی میں اور بھی زیادہ ہینڈسم ہو گیا ہے۔''

''اسامہ تم شیو مت کرنا تم نا بیرڈ رکھنا۔''

''کیوں؟''

وہ لاؤنج میں بیٹھے کوئی ہارر فلم دیکھ رہے تھے اچانک نور صبح کے دماغ میں بات آئی وہ اسامہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔مگر جواب بڑا سپاٹ سا آیا تھا پر دوسری طرف کسے پروا تھی۔

''ایسے روز روز وہی تمہاری سیم شکل دیکھتی ہوں اس دفعہ ڈفرنٹ کچھ لاؤ تا کہ میں بھی بور نہ ہوں۔''

اور اسامہ کا ایک بار پھر دل کیا اس کی گردن مروڑ دے۔

''صبح میڈم تم گنجی ہو جاؤ وہ کیا ہے نا تمہارے وہی چڑیلوں کی طرح لمبے بال دیکھتے ہوئے بور ہو گیا ہوں۔''

اور پھر ساری رات ان کی بحث ہوتی رہتی۔اسامہ نے فوراً نور کے سامنے چٹکی بجائی۔

''ہیلو میڈم! آپ نے اگر پینٹنگ نہیں کرنی تو آپ کلاس سے باہر جا سکتی ہیں۔''

صبح نے لب بھینچ لیے پھر بولی تو کافی آہستہ سے۔

''کل آپ نے اپنی کمر تڑوائی تھی آج کیا آپ نے ٹانگیں بھی تڑوانی ہیں۔''

اسامہ ٹپٹا گیا اس لڑکی کو آئی ایس آئی میں جانا چاہیے۔

"میں سمجھا نہیں مس صبح اور آپ کو میرے سے فری ہونے کو کس نے کہا ہے۔"

"تو آپ کو بھی فری ہونے کی کس نے اجازت دی ہے ٹیچر ہیں تو ٹیچر ہی رہیں کچھ اور بنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔ ہائے اس کی صبح

وہ مسکرا کر تھوڑا سا جھکا وہ ایک دم پیچھے ہوئی کلاس میں موجود سٹوڈنٹ کی بھی پروا نہیں ہے بدتمیز۔

"ٹیچر سے پہلے میں تمہارا شوہر ہوں اور مجھے فری ہونے کے علاوہ بہت سی چیزوں کی اجازت ہے۔" وہ یہ کہہ کر رکا نہیں چل پڑا اور وہ اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ بڑے آرام سے چل رہا تھا۔ اسے کمر پہ نہیں لگی تھی یا پھر وہ کوئی اور تھا نہیں یہ لازمی یہی ہوگا سر جھٹک کر اپنے کام پہ مصروف ہوئی

"تم نے ٹھیک کیا مگر دین تمہیں ایسے نہیں کہنا چاہیے تھا وہ نہیں محبت کرتی تو پھر اور کون کرتا ہے اس سے۔"

ردا خانم اس کی پوری باتیں سننے کے بعد بولیں۔

"خانم! میں کون سا انکار کر رہا ہوں بس مجھے اچانک غصہ آ گیا۔ ٹھیک ہے اسامہ سے اس وقت الگ کرنا بنتا تھا اگر نور صبح خود کہتی یا روتی تو میں کیوں نہ انہیں الگ کرتا مگر خانم آپ خود بھی جانتی ہیں اسامہ اور نور ایک دوسرے سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ نور کی حالت دیکھی تھی آپ سب نے مگر میں چھ سال سے دیکھتا آ رہا ہوں وہ میری بیٹی جیسی ہے سفائر اور اس میں، میں نے کوئی فرق نہیں رکھا اور میں کیا چاہوں گا میری بچی کی زندگی خراب ہو اور دوسری طرف میرا بھائی ہے اسامہ چھ سال ...... چھ سال وہ نور کی جاسوسی کرتا رہا جیسے ہی اس کا سمسٹر ختم ہوتا وہ دور کر دوہا کی فلائٹ پکڑتا اور بس پھر اپنے کام میں لگ جاتا اور جب وہ بزنس اسٹیبلش کر چکا تھا تو ہمارے گھر کے تھوڑے فاصلے پہ اس نے کڑوروں پہ مشتمل ولا خرید لیا۔ کس لیے صبح کی خاطر اور سچ پوچھیں اتنا شاید میں اپنی بیوی کا دیوانہ نہیں ہوں جتنا اسامہ صبح کا ہے اس رشتے میں محبت کی نہیں عشق کی مہک آتی ہے اور اسامہ جیسا بندہ جو لڑکیوں سے بھاگتا تھا آج ایک لڑکی کے پیچھے پڑ گیا جو اس کی شرعی اور قانونی بیوی ہے۔"

وہ اپنے بات ختم کر کے پانی کا گلاس لینے لگا۔

"بات تم نے سو فیصد ٹھیک کی ہے دین بیٹا مگر یہ بھی تو دیکھو ثمرن کی کیفیت ماں باپ اور بھائی کو اس نے چھ سال تک نہیں دیکھا۔ ماں باپ کا تھوڑا سا سہارا ہوتا تو وہ ایسے جذباتی نہ ہوتی اب اس کے میکے میں صرف نور صبح ہے اور وہ اس کو کھونے سے ڈرتی ہے...... اور دین اس کی جگہ رکھ کر سوچو گے نا تو پھر بیٹا اس کو سمجھ پاؤ گے واقعی بہت مشکل ہوتا ہے اپنی زندگی قربان کر دینا۔ بیشک اللہ نے اس کی آزمائش کی صورت میں تم جیسا اچھا اور محبت کرنے والا شوہر اور ایک خوبصورت زندگی عطا کی مگر پھر بھی دین زخم تو زخم ہوتے ہیں اور بعض زخم مندمل ہونے میں کافی سال لگ جاتے ہیں اگر اس کے ماں باپ اس وقت اس کے ساتھ ہوتے تو وہ کبھی ایسا نہ کرتی۔ وقت دو پاکستان لاؤ اسے ارباز کی ڈیٹ فکس کرنے لگی ہوں اور اسامہ کا کہنا ہے اس کی شادی کی تیاریاں شروع کر دیں میرا ابھی معاملہ رہنے دیں میں بھی سمجھاؤں گی اور ثمرن بھی اسامہ کو اچھی طرح جان لے گی بس کچھ مت کہنا اسے اور پریشرائز تو ہرگز نہیں کرنا۔"

"ٹھیک ہے جیسا آپ چاہیں ویسے یہ ارباز کی بات آپ نے مجھے کیوں نہیں بتائی۔"

"ابھی بات نہیں ہوئی تھی میرے ان لوگوں سے اس لیے ایسے کیسے بتا دیتی یہ لو تمہاری ماں آ گئی بات کروں ان سے۔"

وہ بات کرنے لگا ان سے پھر دیکھا ثمرن اسے ہی دیکھ رہی تھی پھر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"ویسے یہ تم کیا کالا کالا کر رہی ہو ایک تجویز دوں۔"

وہ پورے دس منٹ بعد آیا صبح کو اب اس نے مصروف پایا تھا تو اس کو تنگ کرے بغیر نہ رہ سکا وہ اسے اگنور کر کے اپنے کام میں لگی رہی۔

"ایک خوبصورت سا بندہ بناؤ اس کی نیلی آنکھیں ہوں اور ساتھ میں اس کی دو پونیاں بنی ہوں پرفیکٹ نہیں ہے۔"

صبح کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔ اسے وہ پل یاد آ گیا مگر پھر سر جھٹک کر اپنے کام میں لگی رہی۔ سر اسامہ اسے دیکھتے رہے پھر پینٹنگ کو۔ مطلب یہ بھی اس سے زیادہ پھوہڑ نکلے گی کیونکہ اس وقت سوائے کالا رنگ بیچ

میں پھیلنے کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا اور ٹائم اس کے پاس صرف بیس منٹ تھے اب وہ اسے خوب ڈانٹے گا۔وہ مسکرا کر آگے بڑھ گیا۔

اور جب پورے بیس منٹ ہو گئے تو اس نے ٹائمز اپ کہہ کر سب کو اپنے کام میں روک دیا۔اس کا دل کر رہا تھا سب سے پہلے صبح کا کارنامہ دیکھیں مگر نہیں اس نے سب کی طرف پہرا دیا اور آنکھوں کے اشارے سے ان کے کام کو اپرو کیا اور کسی کو ڈسا پیر ولیکن کوشش اچھی بول کر جب بالآخر صبح کے پاس آیا تو پہلے اسے دیکھا جو اَب اپنے فون پہ مصروف ہو گئی تھی اور پھر پینٹنگ کو تو جیسے رک گیا اور اسے لگا سارا پل جیسے کی وقت رک گیا تھا بس ایک وہ تھا اور اس کے سامنے ایک پینٹنگ جس میں وہی تھا مگر جیسے اس کا عکس آہستہ آہستہ ریت کی مانند اڑ رہا تھا جیسے اس کے منہ سے نکلتا سگریٹ کا دھواں، اس کی کھڑی ناک بالکل جیسی تھی ویسی صبح نے پورٹریٹ کی۔اس میں اس کی شیو ہوئی تھی اس لیے کوئی اب تک اس مسٹری گائی کو پہچان نہیں سکا تھا جو اَب ان کا ٹیچر ہے۔دوسرے ہاتھوں کی انگلیاں صرف لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پہ مرکوز تھیں جبکہ ان آنکھوں میں گو کہ وہ سٹیل بلیو نہ تھیں کیونکہ پینٹنگ بلیک اینڈ وائٹ تھی مگر اس میں درد تھا جو چھ سال پہلے اس کی آنکھوں میں ہوا کرتا تھا۔نور نے اس کی آنکھوں میں درد کی گہرائی کو پہچان لیا تھا جو آج تک کسی نے نہیں پہچانا تھا ورنہ تصویر اسامہ کو اتنی مکمل کبھی نہ لگتی۔وہ بنا کچھ کہے صبح کو دیکھے بنا کلاس سے چلا گیا۔سب حیرت سے اسامہ کو دیکھنے لگے جبکہ صبح کو بھی حیرت ہوئی اسے کیا ہوا؟

✿.......✿.......✿

آج ان کی باسکٹ بال کی پریکٹس کا پہلا دن تھا۔صبح چینج کر کے آئی۔اس نے اپنی ٹیم کے مطابق لائٹ بلیو سپورٹس ڈریس پہنا تھا مگر وہ چینجنگ روم میں اپنے بال ٹھیک کرنے لگا۔بالوں کی پونی باندھ رہی تھی کہ اچانک اس کا فون بج اٹھا۔

”اُف اب اس وقت کون ہوگا۔“

اس نے بنا دیکھا اٹھا لیا اور ہیڈ فون کان میں لگایا۔

”ہیلو۔“

"ہائی بیوٹیفل لیڈی۔"

اس لفنگے کی آواز سن کر صبح کا دل خراب ہو گیا۔کوئی کہہ بھی سکتا تھا وہ شاہی خاندان کا ہے۔

"کیوں اپنا بازو ایک بار پھر تڑوانا چاہتے ہو مجھ سے۔آرام نہیں آتا۔"

وہ سختی سے پنزا اپنے بے بی ہیر میں لگا رہی تھی۔

"ہائے یہی چیز تو آپ کی بھاتی ہے صبح میڈم ورنہ ہم شہزادی کے لاڈلے سپوت کو کسی چیز کی کمی ہے۔" وہ اترا کر بولا۔

"تو اگر کمی نہیں ہے تو یہاں اپنا وقت کیوں برباد کر رہے ہو۔" اس نے تڑک کر جواب دیا۔

"آپ جیسی بندی کے لیے اگر مجھے اپنا آپ بھی برباد کرنا پڑے تو ہم حاضر ہیں۔"

"مجھے شہزادی رامین سے پوچھنا پڑے گا کہ ان کے گھر میں گدھا کیسے پیدا ہو گیا۔رکھو فون ہر وقت دماغ کھانے لگ جاتے ہو مغلوں اور تم لوگوں میں کوئی فرق نہیں لگتا مجھے۔"

"ہائے ایسے تو نہ کہیں ویسے ہمارے ہاں پارٹی آ رہی ہے۔"

"تو میں کیا کروں میں کوئی کیٹرنگ والی لگی ہوں میں اب بتا رہی ہوں قاسم تم شہزادے کے بھانجے ہو یا پوتے یا ڈونکی میں بالکل بھی متاثر نہیں ہونے والی۔"

اس سے قبل کچھ کہتا صبح نے فون بند کر دیا۔

"اُف زندگی پہلی مصیبت سے بھری ہے اوپر سے یہ......"

وہ چل کر گراؤنڈ کی طرف آئی سب ایک دوسرے کے ساتھ خوش گپوں میں لگے ہوئے تھے وہ ان سے بنا بات کیے سیدھا بال حارث سے کھینچ کر اسے باؤنس کرنے لگی۔

"ارے یہ کیا میں پہلے کرنے والا تھا۔"

"چپ کرو سارا دن کھیلتے ہو مجھے عرصہ ہو گیا ہے۔"

"کیا دو دن پہلے عرصہ کہتے ہیں اسے۔"

وہ اس سے بال پکڑنا چاہ رہا تھا مگر صبح اسے بال نہیں دے رہی تھی۔باؤنس کر کے وہ نیٹ کے قریب آ رہی

تھی جبکہ حارث بھاگ کر آرہا تھا۔ وہ ایک دم پیچھے ہوئی وہ آگے ہو کر گرنے لگا وہ ہنس پڑی اور دوسری طرف آئی۔ وہ بالآخر کامیاب ہونے لگی کیونکہ جیسے اس نے پھینکا اور بال نیٹ میں جانے لگی مگر کوئی چھ فٹ تین انچ لمبی ہائیٹ والا اسامہ دی چکی بلکہ نہیں اسامہ دی کوچ نے فوراً بال کو کیچ کر کے جمپ لگائی۔ نور صبح کا منہ کھل گیا وہ اسے ایک خوبصورت ونک سے نوازتا بال دوسری طرف باؤنس کر کے جانے لگا۔ صبح کو ہوش آیا اور وہ تیزی سے اس کے پیچھے آئی۔

"یہ ہر جگہ مکھی کی طرح کیوں گھس رہا ہے۔" کہتے ہوئے اس کی پشت کی طرف آئی۔

مگر وہ پیچھے ہوا تو وہ اس سے ٹکرا کر لڑکھڑانے لگی۔ اسامہ کی ہنسی چھوٹی صبح کو اس کے ہنسنے پر آگ لگ گئی اور تیزی سے اس کے پاس آکر کہنے لگی۔

"سر بال واپس کریں۔"

"لو۔"

وہ ہاتھ میں بال پکڑے اسے لینے کے لیے کہہ رہا تھا مگر اس کے ارادے تو نہیں لگ رہے تھے، صبح لینے لگی کہ اسامہ نے بازو میں رول کر کے گردن تک لیے کر دوسرے ہاتھ میں لے کر گیا۔ وہ چڑ کر اس کے پیچھے آئی وہ اور بھاگتے ہوئے نیٹ کی طرف گیا۔ اسامہ دی چکی نے گن گن کے خوب بدلے لینے تھے۔

"ہیری اس کو پکڑو۔"

وہ حارث کا حیرت سے کھلے منہ کو دیکھنے لگی مگر وہ اسامہ سے کیسے بال نکالتا۔

"بچے سے کیا کہہ رہی ہو لٹل گرل۔"

وہ اب جمپ لگا کر بال اندر گرا چکا تھا اور صبح نے جلدی سے بال اٹھائی۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کیا یہ وہ نہیں تھا جسے کمر پہ لگی تھی، کیسے وہ اتنے آرام سے کھیل رہا تھا، ساروں نے اسامہ کے اتنے سپر طریقے سے کھیلنے پر تالیاں بجائے بغیر نہ رہ سکے۔ صبح سب سے اچھی پلیئر تھی لیکن اسامہ کو کھیلتے ہوا اور تالیاں وصول کرتے دیکھ کر غصہ آگیا۔ وہ بال اٹھا کر بغیر کسی کی پرواہ کیے اسامہ کو مارنے لگی، پر وہ تیزی سے سائڈ پہ ہو گیا اور بال حارث کو جا کر لگ گئی۔

"اُف صبح۔" وہ چلایا۔
اسامہ اب کھڑا دل شکن مسکراہٹ سے صبح کو دیکھ رہا تھا پھر سنجیدگی سے کہنے لگا۔
"بہت محنت کی ضرورت ہے مس صبح۔"
"میں باسکٹ بال کی چیمپئن رہ چکی ہوں سر مجھے آپ مت بتائیں۔" وہ غصے سے بولی یعنی کہ یہ اب اسے بتائے گا۔
"لگتا تو نہیں ہے انسان کو شوخیاں بھی مارتے وقت سوچ لینا چاہیے اینڈ ایم گولڈ میڈلسٹ ان Yale university اور مجھے سکالرشپ بھی باسکٹ بال کی چیمپئن ہونے پر ملی تھی اس لیے میرے سے بہتر نہیں کھیل سکتی ہوں گی آپ۔"
ساروں کے منہ سے واؤ نکلا۔ واقعی میں ہی واز دا مین آف مینی ٹیلنٹ اور صبح حیرت سے اسے تک رہی تھی یہ اسی کا اسامہ تھا نا؟۔
"خیر گائز آپ سب کا میں کوچ ہوں گروپ آئے کے بیتان ہیں اور گروپ بی کا کوچ میں ہوں اس لیے ٹائم بہت کم ہے اور ورک بہت زیادہ، کوشش کریں گے کہ اندر بھی کھیلیں اور باہر بھی کیونکہ میچ کی لوکیشن سپرائزنگ ہے اور میرا ماننا ہے کہ موسم جیسا بھی ہو، بارش ہو، دھوپ ہو مگر کھیلیے ایسے کہ آپ کو اردگرد کی بھی کوئی پرواہ نہ ہو۔ یو ہیو ٹو فوکس ان یور گولز رائٹ ہم اپنے گروپ میں دو حصے کریں گے اور ہر ایک حصہ کا ایک کیپٹن ہوگا مگر ڈیسائڈ میں کروں گا کہ کون اس قابل ہے مس صبح فرہاد، وہ جو بال آپ نے پھینکی ہے جلدی سے اٹھا کر لائیں۔"
وہ کہتا ہوا سرخ چہرہ لیے صبح کی طرف متوجہ ہوا جو شعلہ بار نظروں سے دی چکی کو سبق سکھانے کا سوچ رہی تھی۔ ان سب کو اسامہ نے اتنی پریکٹس کروائی کہ مشکلوں سے چار گھنٹے بعد انہیں بریک ملی اور صبح کو لگا اس کی ٹانگیں عنقریب ٹوٹ جائیں گی۔ وہ اب نہیں رکے گی کتنا ڈانٹتا ہے اتنی ڈانٹ اس نے بچپن میں نہیں سنی اس کی، پر یہاں وہ اس کا کوچ تھا اس لیے عزت کرنی پڑی پھر وہ کچھ سوچتے ہوئے پرنسپل آفس جانا چاہتی تھی پر یہ چھوڑتا تب نا۔
"سر بریک دے دیں۔"

ہیری نے پسینے سے بھرے اپنے گھٹنے زمین پہ رکھتے ہوئے کہا۔ سب سے زیادہ ترس اس بیچارے پہ کیا جاتا تو غلط نہ ہوگا۔ اسامہ سے بغیر اشارہ کرتا رہا کہ حارث نے کچھ ایسا اشارہ کیا تو وہ رک گیا۔

”سر، میں مرجاؤں گا۔“ اسامہ نے اس کے کہنے پر اپنی مسکراہٹ چھپائی، گہرا سانس لیتے ہوئے کہنے لگا۔

”ٹھیک ہے آپ سب جائیں مس صبح آپ کو بہت پریکٹس کی ضرورت ہے اس لیے آپ میرے ساتھ رہیں گی۔“

سب تو خوشی سے بھاگے اور صبح کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ وہ بھی بال پھینک کر جانے لگی اسامہ سامنے آیا اور ابرو اوپر کیے جبکہ صبح دوسری طرف جانے لگی وہ پھر اس کی راہ میں حائل ہوگیا۔

”کہاں ویمپ کدھر بھاگنے کا ارادہ ہے۔“

صبح نے سر اٹھا کر اپنے شوہر کو دیکھا جو شرارت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

”راستے سے ہٹیے۔“

وہ نفی میں سر ہلانے لگا صبح نے اپنے لب بھینچ لیے۔

”میں نے کہا راستے سے ہٹیے۔“ وہ تیزی سے اسے کہتی، اس کی سٹیل بلیو آنکھوں میں دیکھنے لگی مگر وہ پرواہ کیے بغیر جھکا کہ وہ ایک دم پیچھے ہوئی۔ اس نے اردگرد دیکھا پھر جلدی سے بھاگنے لگی کہ اسامہ نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

”سوری لیڈی ابھی ہم میچ لگائیں گے۔“ اس نے اس کو روکنے کی وجہ بتائی۔

”میچ میری جوتی لگائے گی بازو چھوڑیں میرا۔“ وہ دھاڑی!! وہ مصنوعی ڈرتے ہوئے جیسے اس کا ہاتھ چھوڑ چکا تھا۔

”اُف شیرنی! ہولے ایزی۔“

”ایک بات بتائیں وہ آپ ہی تھے نا جس نے وہ ٹوتھ پیسٹ والی حرکت کی، پھر سٹکی نوٹس اور اس کے بعد میری جاسوسی کرنا پھر یہ آرٹ کلاس میں ٹیچر کے روپ میں اس کے بعد میرے ہی گروپ کے کوچ بننا۔ خیر جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے آپ آرٹس میں سب سے برے تھے۔“

شرارتی مسکان اسامہ دی چکی کے چہرے پہ آئی تھی۔

''اتنا جانتی ہو، مجھے چیکو۔'' وہ ہنستے ہوئے اب بال اٹھا چکا تھا۔

''چلو وائف کھیلتے ہیں۔''

''مجھے نہیں کھیلنا آپ کے ساتھ۔ کیوں آئے ہیں واپس۔''

وہ سیدھا اس کے سامنے آئی۔

''میں گیا ہی کب تھا جو واپس آتا۔''

وہ اس کی بات سمجھ نہیں پائی تھی۔

''دیکھیں! یہ آپ اپنی فلسفیانہ بات اپنے پاس رکھیں اینڈ یو جسٹ لیو می آلون۔''

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا کہے۔

''اچھا چھوڑو اس بات کو باسکٹ بال کھیلتے ہیں۔'' وہ مزے سے باؤنس کرتے ہوئے بولا۔

''نہیں کھیلنا میں نے۔''

''پرنسپل کے پاس خبر کر دوں گا میں۔''

''آپ کیا کریں گے میں کروں گی دیکھنا آپ۔''

وہ چٹکیوں میں کہتے ہوئے تیزی سے مڑی اور جبکہ اسامہ پہلے دیکھتا رہا پھر اس نے دوسری طرف دوڑ لگائی۔

✿......✿......✿

وہ کچن میں آیا تو وہ چائے بنا رہی تھی مگر سوچ میں وہ کہیں اور پہنچی تھی۔ دین چلتا ہوا اس کے پیچھے آیا اور اس کے گرد بازو پھیلا کر اسے پیار کیا وہ چونک پڑی پھر اسے دیکھتے ہی تیزی سے اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی مگر وہ گرفت مضبوط کرتا جا رہا تھا۔

''چھوڑیں مجھے۔'' وہ ناراضگی سے بولی تھی۔

''اُف سمجھا کر گیا تھا مگر یہاں تو دوہا کی گرمی کچھ زیادہ چڑھ گئی ہے ٹھنڈی نہیں ہوئی اوپر سے چائے نے اور

دماغ خراب کردینا ہے چھوڑو اسے کوک پلاتا ہوں دماغ ٹھنڈا ہوگا محترمہ کا۔"

وہ سٹور بند کر کے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہنے لگا۔

"اسامہ، اسامہ، اسامہ! کیا ہے اسامہ میں جس کو سب اچھا سمجھتے ہیں۔"

وہ غصے سے اپنا بازو چھڑوانے لگی مگر دین نے اس کے کمر کے گرد بازو حائل کر کے اسے اونچا کیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

"ابھی میں نے کیا اسامہ کی بات کی تم خود ہی شروع ہو گئی۔ خیر اگر اس کا ذکر چھیڑ دیا ہے تو میری جان تم اسامہ کو اچھی طرح سے نہیں جانتی وہ دنیا کا سب سے خوبصورت شخصیت اور سادے دل کا مالک ہے۔ ایک بار ملو اس سے یقین جانو تمہیں مایوسی نہیں ہوگی۔ جیسا تمہارا دین ہے اس سے لاکھ بہتر اس کا بھائی ہے۔" وہ پیار سے سمجھاتا اسے زیر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اگر آپ کا بھائی اچھا ہوتا نا تو وہ صبح سے کبھی مر کر بھی شادی نہیں کرتا مگر اس میں تو ہوس تھی، پتا نہیں میری بہن بھی منہ سے کچھ نہیں کہتی ورنہ وہ بھی......" اسے اسامہ کی تعریف اچھی نہیں لگ رہی تھی پتا نہیں کیا ہوا اسے کہ جو منہ میں آیا کہتی چلی گئی یہ پرواہ کیے بغیر کہ اس کے شوہر کو اس کی بات سے گہری تکلیف پہنچی ہے۔

"شٹ اپ، جسٹ شٹ اپ ثمرن۔" وہ اب دھاڑا تھا ایک دم ثمرن دہل گئی۔ دین اتنے غصے سے پہلی بار چلایا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اتنا غصہ۔

"میں نے اگر تمہیں اتنی چھوٹ دی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے تم جو دل میں آئے بکواس کرو۔"

وہ اب اسے چھوڑ چکا تھا۔ دین کو اتنا غصہ کبھی کسی پہ اتنا نہیں آیا تھا جتنا اپنی محبوب بیوی پر آیا تھا وہ ایسا کیسے کہہ سکتی ہے۔

"دین۔" وہ ایک دم گھبرا گئی تھی دین کا ایسا انداز! اس کے دل کو کچھ ہوا۔

"بس۔ اسامہ کا جتنا اعلیٰ کردار ہے وہ مجھے تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر اس نے صبح کے ساتھ تعلق قائم بھی کر لیا تھا کون سا گناہ کیا تھا۔ بیوی ہے وہ اس کی مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہے صبح کی معصومیت اس کے چہرے سے پتا دیتی ہے اور اگر اسامہ کچھ ایسا کرتا تو وہ اس کے جانے پر روتی نا بلکہ تمہیں سب بتاتی۔ جتنی وہ منہ

پھٹ ہے تمہیں نہیں لگتا وہ یہ بات بھی چھپاتی تم سے۔میں بھی کس سے بحث کر رہا ہوں تم اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر بیٹھی رہو مگر آئندہ تم نے میرے بھائی یا بہن کے بارے میں کچھ کہا تو میری برداشت سے باہر ہوا ثمرن بس پھر......

وہ اسے ساکت چھوڑ کر مڑ گیا۔

''دین!''

⚙......⚙......⚙

وہ چلتے ہوئے پہلے شاور لے کر ڈریس چینج کرنے لگی۔اس کے بعد باہر آئی تو دیکھا اس کا اسامہ والا لاکٹ باہر آیا ہوا تھا۔اس نے اسے چھوا اور آئینے میں اپنے عکس کو دیکھا۔یہ کیا آنکھیں اتنی لال کیوں تھیں؟ آخر کیوں اسامہ واپس آیا اس پر نفرت کے تیر پھینک کر اب کیوں مزید زخم کھولنا چاہتا ہے۔وہ جتنی بہادر بنتی اتنا اسامہ اسے کمزور کرنے کی کوشش کرتا۔لب بھینچتے ہوئے وہ تیزی سے لاکٹ اندر کرنے لگی۔بال کو خشک کر کے بیگ اٹھا کر باہر آئی اور سیدھا پرنسپل آفس کی طرف بڑھی۔

⚙......⚙......⚙

''واٹ......''

''ایسا کیسے ہوسکتا ہے تم نے ایسا کیسے ہونے دیا۔''

وہ جو آفس میں کھڑا ٹائی باندھ رہا تھا،فون پہ بات بھی سن رہا تھا ایک دم اس کے ورکر کے کہنے پر جو اس نے بات سنی اس کہ دماغ بھک سے اڑ گیا۔

''فوراً پولیس کو بھیجو۔ایسے کیسے آٹھ سال کی بچی کا نکاح کر سکتے ہیں۔ان الو کے پٹھوں کو دس دفعہ کہہ چکا ہوں مگر پھر بھی کوئی بات سمجھ میں آئے تو،میں اپنے علاقے کے لیے کام کروں،جی نہیں میں یہ کام اپنے علاقے کے لیے نہیں اپنے ملک کے لیے کر رہا ہوں اور میں اپنی بہنوں کے ساتھ ایسا ظلم ہونے نہیں دوں گا۔رکھو فون ان نواب کی اولاد کو بتاتا ہوں کہ انہوں نے اسامہ علی خان کے کاموں میں ہاتھ ڈال کر اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری ہے۔''

غصے سے کہتا اس نے فون بند کیا اور منہ سے ان کے لیے زیرلب گالی نکلی کیونکہ سننے میں آیا اس بچی کا ریپ کیا گیا اور ریپسٹ اس کا کزن تھا۔ ماں باپ جاننے کے باوجود خاموش رہے تاکہ خاندان کی عزت خراب نہ ہو اور اسی ریپسٹ سے اس کی شادی کروادی۔ یہی بات اسامہ کو آگ لگا رہی تھی۔ اس نے اپنے دوست کو فون ملایا اور چند منٹ بعد فون اٹھالیا گیا۔

''ہاں روہان بڈی! کیسے ہو؟ نہیں ہوں میں یار بات ہی ایسی ہے، دماغ خراب ہورہا ہے میرا اب دھیان سے سنو میری بات......''

''لڑکی کا نام تجل ہے، کزن ہے نام آفرین ہے اس خبیث کا، میرا بس نہیں چل رہا پاکستان آجاؤں سب سے پہلے تو ان ماں باپ کو گولی سے اڑاؤں۔ مت پوچھو یار یہ ہونا بھی باقی رہ گیا تھا۔ خیر بندے بھیجے تو دھمکی دینے لگے کہ اپنے علاقے کا باپ ہوگا مگر یہاں کام نہیں چلے گا۔ حیدر سے پلین شروع کرواتی آرام سے بات سننے سے تو رہے! میں ادارے کے ساتھ میٹنگ رکھتا ہوں اسی بارے ڈسکشن کرنی ہے کوشش کرنا تم بھی آجانا، ہاں بس بیس منٹ کی ہوگی ٹائمنگز کا میسج بھیج دوں گا اوکے، اوکے اللہ حافظ۔'' اس نے فون بند کر ڈیسک پہ رکھا اور تھکے ہوئے انداز سے آنکھیں بند کیں اور انہیں مسلنے لگا۔ وہ بہت اپ سیٹ ہوگیا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کرے۔

سیٹ پہ دھڑم سے بیٹھا اور ٹیک لگا کر اس نے شیشے کے پار شام کو ڈھلتے ہوئے دیکھا اس کی آنکھیں دکھ سے بھر گئیں۔ اس لڑکی کے ساتھ کیا ہوا ہوگا ذرا بھی رحم نہیں آیا اس کے گھر والوں کو اس درندے کے حوالے کرتے ہوئے۔ یہ بات سوچتے ہوئے اس نے وحشت زدہ ہوکر سگریٹ نکالا اور منہ میں ڈال کر لائٹر جلایا۔

✿......✿......✿

''آپ بیٹھیے۔ میں پرنسپل صاحب سے پوچھتا ہوں آپ کو اندر بھیجتا ہوں۔''

وہ سر ہلا کر سامنے کرسی پہ بیٹھ گئی اور سوچ میں ڈوب گئی۔

''کیا بات کروں گی پرنسپل صاحب سے کہ کیوں نکالیں اسے۔ کچھ تو سالڈ ریزن ہو جس سے یہ فوراً نکالا جائے! ابھی جو سچ ہے وہ کہتی جانا ویسے بھی پرنسپل سر میری بات مان جائیں گے انہیں پتا میں جو کہتی ہوں بالکل

ٹھیک کہتی ہوں۔

''چچی پھر چلا جائے گا ابھی تو دیکھا تھا اسے یہ کیا کر رہی ہو صبح'' دل نے اچانک اس کی سوچ میں خلل ڈالتے ہوئے آواز دی۔

''جو بندہ تمہیں پہلے سے ریجیکٹ کر چکا ہے اس کی خاطر سوچ رہی ہو نہیں صبح نہیں وہ شخص تمہاری قدر نہیں کرتا۔''

''وہ کرتا ہے اگر وہ نہ کرتا تو تمہارے پیچھے کیوں آتا۔''

دل نے دلیل دی مگر اس سے قبل وہ سوچتی بلاوا آ چکا تھا اور سوچنے کا ٹائم ہرگز نہیں تھا وہ آفس کی طرف بڑھی جہاں پرنسپل سر کی کرسی مڑی ہوئی تھی جس کے باعث وہ انہیں دیکھ نہیں سکتی تھی اور اس طرف دھواں نکل رہا تھا صاف پتا چل رہا تھا وہ سموکنگ کر رہے ہیں مگر یہ پرنسپل سر کب سے سموکنگ کرنے لگے۔

''السلام علیکم سر۔'' اس نے سر جھکتے ہوئے بڑے پروفیشنل انداز میں کہا مگر جواب ندارد، وہ کندھے اچکا کر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولی۔

''سر مجھے آپ سے کمپلین کرنی تھی۔''

بس جب صبح میڈم شروع ہو جائیں تو انہیں کون روک سکتا ہے۔

''سر وہ ہمارے نیو آرٹ ٹیچر اور کوچ جن کا نام ''چچی۔'' انتہائی بدتمیز انسان ہے میرا مطلب اسامہ علی خان وہ مجھے آج صبح سے بہت تنگ کر رہا ہے، یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے نا کہ سٹوڈنٹ کے ساتھ ایسا بیہو کریں۔'' وہ بالوں کو اپنے کانوں کے پیچھے کرنے لگی جبکہ وہ گلا کنکھارتے ہوئے کہنے لگے۔

''اتنے ٹیلنٹڈ بندے کو کیسے نکال سکتا ہوں میں، مجھے تو بہت خوشی ہوئی تھی بلکہ فخر ہوا تھا کہ وہ ہمارے کالج میں پڑھائیں گے۔''

آواز جانی پہچانی تھی مگر دھیان نہیں تھا۔

''سر نہیں وہ بہت بدتمیز ہے۔ میں نے ان کا کچھ نہیں بگاڑا ویں فری ہو رہے ہیں۔'' اسے پرنسپل سے اسامہ کی تعریف ہرگز اچھی نہیں لگی۔

''ڈیئر ویپ! اگر چھ سال پہلے بھول گئی بیچارے اسامہ کا کیا حشر کیا تھا اور جب چچی کی باری آئی تو بس کمپلین اس بیچارے نے تو سنگل کمپلین بھی نہیں کی تھی ناٹ فیر مائی لو۔''

سیٹ مڑی اور سگریٹ پکڑے اسامہ دی چچی کو وائز اے پرنسپل دیکھ کر نور صبح کا سر چکرا گیا۔

''تم۔''

وہ سگریٹ کو اپنے منہ میں رکھ کر مسکرایا۔

''ہاں! میں نہیں ہو سکتا۔''

اس نے مٹھی بنائی۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ دل جیسے دھک دھک کر کے باہر آنے کو بیتاب ہو رہا تھا پھر لب دبائے سامنے آتے ہوئے ٹیبل پہ دونوں ہاتھ جما کر جھکتے ہوئے بولی۔

''مسٹر اسامہ کیا چاہتے ہو؟ اتنے ڈرامے کرنے کے بجائے سیدھے سیدھے بتا دو! یہ سب کیا ہے کتنے پیسے دیئے ہیں یونی والوں کو؟''

اس نے سختی سے اسامہ کو دیکھا جو بے حد دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا پھر ٹانگ اٹھا کر سیدھا ڈیسک پہ رکھے وہ ایک دم پیچھے ہوئی۔ وہ ہنس پڑا۔

''اُف تم بہت ہی چالاک تمہیں کیسے پتا چلا۔''

''کتنے دن کے لیے خان۔'' وہ سیدھا ڈیسک پہ ہاتھ مار کر چلائی تھی جبکہ وہ ڈھٹائی سے مسکرایا تھا۔

''میری بیوی نے میری کب سے تابعداری کرنا شروع کر دی۔ ویسے بھی خان مجھے زیادہ بوڑھا بناتا ہے میں اسامہ ٹھیک ہوں نہیں بلکہ چچی صرف تمہارا چچی۔''

''سٹاپ اِٹ جسٹ سٹاپ۔'' اس سے یہ بات برداشت نہیں ہوئی تھی جبھی تیزی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔

''میرا کوئی شوہر نہیں ہے۔ ٹھیک ہے میرا شوہر چھ سال پہلے مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ سمجھے اس نے اپنے منہ سے تمام ریلیشن میرے سے ختم کر دیئے تھے، اس نے اپنی نفرت کا اظہار بھی کر دیا تھا اس لیے میں اب آزاد ہوں مسٹر خان، سو آپ اپنی لمیٹس میں رہیں۔ اب بولنے کے حق میں تب ہوتے جب آپ کے پاس کوئی حق ہوتا

مگر آپ نے یہ حق خود اپنے ہاتھوں سے گنوایا ہے۔آپ اپنا ٹائم ویسٹ کر رہے ہیں اس طرح کی چیپ حرکتوں سے میں آپ کی دیوانی نہیں ہو جاؤں گی۔"

"یہی تو چیز مجھے میری صبح کی پسند ہے حیا ہے اس میں وہ ایسی حرکتوں سے امپریس نہیں ہوتی۔" وہ ڈھٹائی سے مسکرایا جبکہ اس کا میٹر گھوم گیا ڈھیٹ انسان۔

"مسٹر اسامہ علی خان میرے خیال میں آپ کو اپنی بتیسی بہت پیاری ہے اس لیے میری جان چھوڑ دیں۔"

"یہ تو تمہیں سائن کرتے وقت سوچنا چاہیے تھا یا میرے پیچھے پیچھے پڑ کے مجھے میرا دیوانہ بنا کر سوچنا چاہیے تھا۔"

"دیوانہ......! دیوانہ میں اِدھر تھوڑی دیر رہوں گی تو میں پاگل ہو جاؤں گی بہر حال میرا پیچھا چھوڑ دیں یہ آپ کے لیے بہتر ہو گا۔"

"پیچھا اب تو ناممکن ہے! تم تیاری پکڑو۔"

وہ جانے لگی جب اسامہ نے سگریٹ بجھا کر اٹھا اور پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس کے پاس آیا۔

"کس چیز کی۔" وہ تیزی سے بولی۔وہ دل شکن انداز میں مسکرایا اور اس کے مزید قریب آیا وہ ایک دم پیچھے ہوئی۔

"بھئی ظاہر ہے رخصتی کی، چھ سال بہت بھاری رہے مجھ پر۔"

وہ اور قریب آیا وہ اور پیچھے ہوتی گئی اتنا کے ڈیسک نے صبح کو روک دیا۔

"رخصتی! میں آپ کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی اور رخصتی واٹ آ جوک۔"

"چلو اگر دھوم دھام سے نہیں کرنا چاہتی تو ابھی اپنے گھر چلو۔" وہ اب دونوں ہاتھ ڈیسک پہ رکھے بولا۔صبح نے اسے دھکا دیا مگر وہ کچھ ضرورت سے زیادہ بھاری تھا ایک انچ بھی نہیں ہلا۔

"آپ کا کوئی حق نہیں ہے سمجھے۔دور ہٹیں میں چلاؤں گی اور آپ کا امیج خراب ہو گا۔"

اسامہ ہنسنے لگا اس کی بات پہ اتنا کہ اس کی سٹیل بلیو آنکھوں میں نمی آنے لگی۔

"اُف حق۔ابھی بتاتا ہوں۔"

اس نے سائڈ پہ ہی پڑا پیپر اٹھایا جیسے اس تو قع تھی وہ یہی کچھ اس کے ملنے پر کہے گی۔

"یہ لو حق کی اجازت میرے اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر تم سے چھ سال پہلے نکاح کیا تھا شرعی اور قانونی طور پہ کوئی مجھے روک نہیں سکتا لیکن تم جانتی ہو مجھے! میں زبردستی نہیں کرتا، اس لیے سویٹ ہارٹ آپی سے ملنے دو مجھے سب کی رضامندی سے تمہیں اپناؤں گا پہلے تم تو مان جاؤ۔"

اس نے پیپر سامنے کیے صبح پہلے اسے دیکھتی رہی پھر اس نے پیپر کھینچ کر اس کے منہ پہ مارے۔

"یو ہیو نو رائٹ ٹو کال می واٹ ہٹیں اب۔"

"صبح! بار بار رائٹ کی بات مت کرو میرا پہلے ہی دماغ بہت گھوما ہوا ہے اگر مزید گھوم گیا تو رونے کے سوا اور کچھ نہیں رہے گا۔" وہ اب سنجیدہ ہو گیا، سپاٹ لہجے میں اسے ڈرانے لگا مگر وہاں کسے ڈر تھا۔

"روئیں میرے دشمن اور آپ کا میٹر بھی ہے جو گھومے گا۔ ہٹ جائیں اسامہ ورنہ میں مجبور نہ ہو جاؤں کہ......"

اسامہ سمجھ گیا۔ وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے اس کے تاثرات سخت ہو گئے پہلے ہی وہ پریشان تھا۔ مزید اپنے آپ کو ریلکس کر رہا تھا کہ صبح کی منہ سے تو نہیں مگر اس کی ہمت کیسے ہوئی دماغ میں بھی یہ بات سوچے۔

"کہ ایک لفظ بھی کہ سے آگے بولا نا صبح تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا ایک بات کلیئر کر دوں تم نور صبح فرہاد نہیں ہو تم نور صبح اسامہ ہو اس سے کلیئر ہوتا ہے کہ میرا رائٹ صرف تم پر ہے اور کسی کا نہیں اگر ذہن میں یہ بات دوبارہ لائی کہ اس نام کو الگ کیا جائے یا کوئی اور تمہاری زندگی میں آئے تو آئی سوئیر، تمہارے ٹکڑے کرنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگاؤں گا۔"

سرد لہجے اور بے پناہ غصیلے لہجے میں کہے گے الفاظ نے صبح کو ڈرا دیا۔ اس نے اسامہ کا یہ رنگ پہلی دفعہ دیکھا تھا اتنا خطرناک۔

"دیکھ لوں گی میں تمہیں۔"

وہ اپنی نمی اسے دکھانا نہیں چاہتی تھی اس لیے دہاڑ کر کہتی وہاں سے بھاگ گئی۔ اسامہ نے اسے نہیں روکا پہلے ہی اس کا دماغ خراب ہو گیا تھا مزید اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا سر کو تھام کر پھر اس فون کو اٹھایا پھر کال

ملائی جب تک اس بچی کا مسئلہ سولو نہیں ہو جاتا وہ چین سے نہیں بیٹھے گا۔

⁂......⁂......⁂

''ہم ملک جو کچھ کریں وہ خان ہوتا کون ہے ہماری بیچ میں ٹانگ اڑانے والا۔''

وہ سگار کے کش لے رہے تھے جب ان کو خبر آئی ادارے کی ٹیم آئی ہوئی ہے اور وہ ملک جلال کو بلا رہی ہے کہ وہ باہر آئے۔

''سر وہ کہہ رہے ایک تو بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی اوپر سے اسی کے ساتھ نکاح پڑھا دیا اور یہ قانون کے خلاف بات جاتی ہے۔'' ان کا بندہ سامنے کھڑا پورے خبر کی تفصیل بتا رہا تھا۔

''یہ ہمارا خاندانی معاملہ ہے ہم جب مرضی چاہیں شادی کروائیں اور جب اس کے ماں باپ کو اعتراض نہیں ہے تو باہر کے شخص کی جرأت بھی کیسی ہوئی کہ وہ ہمارے خاندانی معاملے میں دخل اندازی بھی کرے۔''

''اب میں انہیں کیسے روکوں سر، وہ تو پچاس سے زیادہ لوگ ہیں اور باہر شور بھی ڈالا ہوا ہے۔''

''ذرا فائرنگ کر کے ان کی بولتی بند کرو پھر پتا چلے گا کہ کس کے معاملے میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔''

''جو حکم سائیں۔''

وہ سر ہلا کر مڑ پڑا تھا وہ مزے سے گلاس اٹھا کر اپنے شغل میں مصروف ہو گئے۔

⁂......⁂......⁂

''لالہ صبح بیوی کو اس کا مطلب پتا چل گیا کہ آپ یونی کے پچاس پرسنٹ انویسٹر ہیں۔''

اسامہ اور گل شیر کھانا کھا رہے تھے جب گل شیر نے آج کے دن کے بارے میں پوچھا تو اسامہ نے بتایا۔

اس کے بعد وہ پھر دوسرے معاملے کے بارے میں بات کرنے لگے کہ اچانک گل شیر بول اٹھا۔ اسامہ ایک دم چونک پڑا پھر پانی کا گلاس لیتے ہوئے بولا۔

''نہیں، میرا نہیں خیال۔ ہاں اسے شک ضرور پڑا تھا کہ میں یہ سب پیسے دے کر اس کی سارے رول ادا کر رہا ہوں آدھی بات تو اسے پتا چل گئی تھی، تمہیں تو پتا ہے کتنی چالاک ہے۔''

''چالاک تو نا بولیں اسامہ لالہ بی بی کو سمجھدار کہیں۔''

"اوئے ہوئے وہ تمہیں میرا چچہ کہتی تھی لیکن یہاں تو مسٹر اس کے چچے نکلے۔" وہ ہنس کر بولا۔

"لالہ! آپ بھی تو بس دو ہفتے کے لیے آرٹ کے ٹیچر، پرنسپل اور کوچ بنیں گے۔"

"تو ظاہر ہے اس کی خاطر اب میں ساری زندگی تو بننے سے رہا۔ ان دو ہفتوں میں اسے منانا ہے اور پرنسپل جارج میسن تو چھٹیوں پہ گیا ہے کون سا پرنسپل کے کوئی کام ہوتے ہے میں بس کوچ ہی ہوں آرٹ کا تو سچ پوچھو میں نے سب کو فیل ہی کروا دینا ہے اتنا اچھا بناتے ہیں کہ بندہ ان پر تنقید بھی نہیں کر سکتا۔"

"ویسے تب بھی میں کہوں آپ اتنا پیسہ ایک تو ادارے میں بنانے میں لگایا پھر سکول پھر ہوسپٹل اور اب اچانک سے دوہا کی ایک یونی ورسٹی میں پیسہ لگانا سمجھ سے باہر تھا۔ پھر سمجھ آئی مطلب کا کام نکالنے کے لیے آپ نے ایسے کیا۔"

"ظاہر ہے نیو یونی تھی بن رہی تھی پیسہ درکار تھا اس میں امیر بچوں کے ساتھ ساتھ غریبوں کو بھی پڑھنے کا موقع ملے تو میں نے چند پیسے کیا دے دیئے اس میں کون سی بڑی بات ہوگی۔ تعلیم بے حد ضروری چیز ہے میری تو بھرپور کوشش ہے میں اپنا سارا پیسہ دوسروں پہ لٹا دوں۔" وہ سٹیک کو چھری سے کاٹتے ہوئے بولا۔

"یہی سوچ تو آپ کی مجھے پسند ہے لالہ! پیسے کی پرواہ نہ کرنا اس لیے تو اللہ آپ کی مال و برکت میں کمی نہیں لاتا۔"

"خیر کل میرا یونی جانا مشکل لگ رہا ہے۔ جانا چاہتا بھی ہوں کیا کروں اس بچی کا مسئلہ مجھے پریشان کر رہا ہے کیا بیت رہی ہوگی اس پر۔"

وہ واقعی بہت پریشان لگ رہا تھا۔

"آپ فکر نہ کرو لالہ! آپ کے پولیس دوست سے بات ہوئی۔"

"روحان نے کہا کہ فکر نہ کرو بٹ پھر بھی وہ کیسے کرے گا فیملی بیک گراونڈ سٹرانگ ہے۔"

"آپ ٹینشن نہ لو لالہ! ویسے آپ کا بات ہوا غزل بہن سے۔" وہ بات بدلتے ہوئے بولا۔

"بہت خوش لگ رہی تھی مجھے کتابوں کی، کوٹ، سٹیشنری کی فوٹو سینڈ کی۔ کئی بار تھینک یو کے میسج بھیج چکی ہے مجھے۔"

"آپ نے محنت بھی تو بہت کی ہے اس پر اتنی مصروفیت کے باوجود پڑھاتے رہے۔"

"بس کر دے خان کے بچے، میں آئسکریم ہرگز نہیں کھلانے والا۔" اسامہ شرارت سے بولا۔

"آپ کو لگتا ہے میں آئسکریم کا بھوکا ہوں ہماری محبت پر شک ہے آپ کو۔" وہ ناراض ہوا۔

"سوری بڈی!! اچھا اب کھانا کیوں چھوڑ رہے ہو صبح بی بی کی جاسوسی نہیں کرنی۔"

"نہیں ہم نہیں کرے گا آپ پھر کہے گا آئسکریم کا بھوکا ہے ہم۔"

"توبہ جیسے جیسے عمر بڑھتی جارہی ہے زنانہ والی حرکتیں اپنانا شروع کردیں۔ تمہارا بھی بندوبست کرتا ہوں۔" وہ پانی کا گلاس پیتے ہوئے بولا۔

"پہلے اپنا تو کرلیں پھر میرا کیجیے گا۔" وہ کہہ کر اٹھ پڑا۔ اسامہ کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ اپنی واچ سے نکلتے ہوئے اس کو دیکھا پھر چہرے پہ شرارت سوجی پھر سوچا محترمہ کو پہلے بھی اتنا تنگ کیا ہے آج رہنے دیتے ہیں۔

❁..........❁..........❁

"خیریت بچے۔"

دین کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھا جب صبح کو اندر آتے ہوئے ساتھ میں کافی کا کپ تھامے دیکھ کر پوچھا۔ تاہم اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔

"آپی نے آپ کی کافی بھیجی ہے ویسے سب ٹھیک تو ہے نا آج مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے آپ کی لڑائی ہوئی ہے۔" وہ چل کر ٹیبل پہ کافی رکھ کر سامنے چیر پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے تمہیں ایسا کیوں لگا۔" دین اس کی چالاکی سے واقف تھا مگر اس کی ہوا نہیں لگنے دینا چاہتا تھا اس لیے سنبھل کر بولا۔

"پتا نہیں آج آپ نے آپی کو مخاطب نہیں کیا ان کی طرف نظریں اٹھا کر نہیں دیکھیں اور اب آپی بھی آپ سے بات نہیں کر رہیں۔ ان کا منہ بھی سوجا ہوا ہے کافی بھی آپ کو خود دیتی تھیں۔"

"بہت غور نہیں کرتی ہم پر۔" وہ مسکرایا اور کتاب کو رکھتے ہوئے بولا۔

"کیا کروں آپ لوگوں کے علاوہ میں کس پر غور کروں؟ آپ ہی دونوں میرے لیے میرے ماں باپ میری بہن بھائی میرے دوست ہیں۔"

صلاح الدین کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ آئی۔

"تو میرا بچہ ماما، بابا میں کبھی لڑائی ہو جاتی ہے پھر صلح بھی ہوتی ہے۔ بس چھوٹی سی لڑائی ہو گئی تھی کوئی نہیں ٹھیک ہو جائیں گے اور میں تو اس کے بغیر رہ بھی نہیں سکتا، تو ناراضگی بھی بس صبح تک غائب۔"

"دین بھائی آپ نے آپی کو ہرٹ تو نہیں کیا۔"

دین کافی کا سپ لینے لگا جب اس کے کہنے پر رک سا گیا۔

"تمہاری آپی اس وقت بہت حساس ہوئی پڑی ہے تو کوئی بھی چھوٹی بات اسے ہرٹ کر سکتی ہے فکر نہ کرو کیوں ٹینز ہو رہی ہو صبح۔"

"بھائی تمہاری آپی کیا ہوتا مطلب بہت بڑی لڑائی ہوئی ہے ورنہ موشم کہنے سے آپ کی زبان نہیں تھکتی تھی۔"

"اُف وکیل صاحبہ آپ تو ہر چیز کی بار یکی دیکھتی ہیں۔ ویسے کرائم کا سبجیکٹ مجھے اب معلوم ہوا کہ مجرم کی نیچر پتا لگ سکے۔"

"خیر بھائی صبح تک آپ دونوں مسکراتے ہوئے ایک دوسرے سے پہلے جیسے ملتے ہوئے نظر آئیں ورنہ آپ صبح کو جانتے ہیں وہ پھر کیا کرے گی۔"

"اوکے میری ساسوماں آپ کو شکایت کا موقع ہرگز نہیں دوں گا۔"

"اوکے ویسے بھائی آپ کا کوئی رشتہ دار تو نہیں آیا دوبارہ۔"

دین ایک دم چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"میرا رشتے دار؟"

"کچھ نہیں۔"

اسے سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہنے جا رہی تھی اس طرح آپی کو پتا چل جاتا تو وہ آگے...... اس سے سوچا نہیں گیا اس

لیے بنا کچھ کہے چل پڑی جبکہ دین حیرت سے دیکھتا رہا پھر جیسے ساری بات سمجھ کر اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔

وہ گراؤنڈ میں آئی تو ابھی کوئی نہیں آیا تھا۔ یار یہ کیا ہے اسے بھی کیا ضرورت پڑی ہے روز روز آئے یونی اگر کوئی آ نہیں رہا آج آرٹ کلاس نہیں تھی جس پہ اس نے شکر منایا تھا اگر آرٹ کلاس نہیں تھی تو یقیناً وہ پریکٹس کے لیے بھی نہیں آئے گا مگر اس کی غلط فہمی تھی وہ جیسے ہی بال کو باؤنس کرتے ہوئے نیٹ پہ پھینک کر مڑی تھی اسامہ دی کوچ سامنے کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔

”آج تو پریکٹس نہیں تھی آپ کیوں آ گئیں محترمہ۔“ وہ اس وقت کوچ کے یونی فورم کے بجائے نیوی بلیو شرٹ اور ڈارک بلیو پینٹ میں ملبوس اپنے ورک موڈ کے حلیہ میں تھا۔

”مجھے کسی نے بتایا نہیں بہر حال میچ کی پریکٹس کرنی تھی مجھے اور آج موسم بھی اچھا ہے۔“ وہ سپاٹ لہجے میں کہتی بال کو پکڑ کر پھر باؤنس کرنے لگی۔

وہ چل کر دوسری طرف جا رہی تھی جب اسامہ نے بال اس سے پھرتی سے لیا اور خود باؤنس کرنے لگا۔ صبح نے اسے برے منہ لیے اسے دیکھا اور اس کے پیچھے نہیں بھاگی بلکہ سینے پہ ہاتھ باندھے کھڑی رہی۔ وہ پیچھے مڑ کر اسے ایک نظر دیکھنے لگا تو پھر باؤنس کر کے اس کے پاس آیا۔

”کیچ کرو صبح واقعی میں موسم اچھا ہے اور پریکٹس بھی بے حد ضروری ہے مگر ٹریننگ کے لیے ایک کوچ کا ہونا ضروری ہے۔“

”نہیں آپ کھیلیں، آپ کا یونی ہے جو دل کرتا ہے کریں۔“ وہ جلے دل سے کہتے ہوئے وہیں ایک جگہ کھڑی ہوگئی۔

”ہاں اور یونی کے علاوہ آپ بھی میری ہیں تو مجھے آپ کے ساتھ بھی کھیلنا ہے۔“ اس نے بال پھینکی جو صبح کو لگنے والی تھی اس لیے اپنے بچاؤ کے لیے کیچ کیا۔

”بہت بڑی غلط فہمی ہے آپ کو کہ میں آپ کی ہوں۔“

''چلو ایک میچ لگاتے ہیں اگر میں جیتا تو تم میرے ساتھ ڈیٹ پہ چلوگی اور اگر تم جیتی تو میں تمہارا پیچھا چھوڑ دوں گا۔''

اس کا منہ کھل گیا۔

''آئی نو تم بہت اچھا کھیلتی ہو بیسٹ پلیئر ہو کوچ کی بھی ضرورت نہیں ہے تو آج ثابت کردو مسز اسامہ یو کین بیٹ می۔''

صبح کی گرفت بال پہ مضبوط ہوگئی۔ اس کی آنکھیں خونخوار نظروں سے اسامہ کو دیکھے جا رہی تھیں۔ وہ اسے چیلنج کر چکا تھا اور یہی موقع تھا۔ یہی موقع جس سے وہ اپنا بدلہ لے سکتی تھی۔ سوکھی حلق کو کنکھار کر اس نے ہمت کی اور بولی۔

Bring it on usama Ali Khan

اسامہ کے چہرے پہ بھرپور مسکراہٹ آئی۔

Be prepare for date wifey

''اور تم بھی تیار ہو جاؤ خان یہاں سے جانے کی تیاری پکڑلو۔''

✿.......✿.......✿

سب کو اکٹھا کر لیا تھا۔ ظاہر ایک طرف چچی دوسری طرف ویپ تو اکیلے کھیلنے میں کون سا مزا تھا۔ ہیری صاحب تو اپنی صبح میڈم کے ساتھ جبکہ دوسری طرف سب لڑکیاں اسامہ دی کوچ کے ساتھ۔ بڑا ہی کوئی عجیب سا سین تھا۔ صبح کو سپورٹ کرنے والوں کی تعداد لڑکے جبکہ اسامہ کے ہاں لڑکیاں۔

''ہار جاؤ گی صبح! ابھی بھی سوچ لو۔''

''میں نے کیا کہا ہے تیاری پکڑو تم اپنی۔''

واہ کیا جوش تھا۔

''کنفیڈنس اچھا صبح ڈارلنگ بٹ اوور کنفیڈنس بالکل بھی نہیں۔''

گیم شروع ہو چکی تھی۔ بال ہوا میں اچھالا گیا جسے نور صبح کیچ کر کے اسامہ کو پاس کرتی باؤنس کرنے لگی۔

اسامہ تیزی سے مڑا جبکہ نور صبح نے ایک نظر اسے دیکھا تو بائیں طرف ہوئی مگر وہ بھی چکی تھا وہ بھی اس طرف آیا اور باؤنس کیے بال کو کھینچ کر مڑا، نور اب اس کے پیچھے بھاگی دل کر رہا تھا اس کے سیاہ کالے بال کھینچ کر بال لے لے۔ اسامہ نیٹ کے قریب آیا اور اسے پھینکنے لگا کہ صبح جی نے اپنے پانچ فٹ پانچ انچ کی ہائٹ میں لمبی سے جمپ ماری اور بال کو ہاتھ سے مار کر دوسری طرف کیا۔

''شٹ۔''

نور صبح اس طرف جانے لگی مگر اسامہ نے فوراً بال اچک لیا اور باؤنس کرنے لگا نور صبح پکڑتی کہ وہ تین بار باؤنس کر کے اٹھا لیتا۔ پھر دوسری طرف آ کر وہ باؤنس کر کے گھوم رہا تھا۔ وہ پہلے رکی پھر دائیں جانب آ کر وہ اسامہ کی پشت پہ آئی اور سامنے پیر رکھا وہ پیچھے ہوا، تھوڑا سا لڑکھڑایا۔ صبح نے پھرتی سے بال لی اور باؤنس کر کے تیزی سے اپنے گول کی طرف بھاگی اور پھر صبح میڈم بال نیٹ کے اندر ڈال چکی تھی۔

''یس۔''

وہ خوشی سے اچھلی اور اسے دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔ یہ مسکرا کیوں رہا ہے اسے عجیب لگا۔ وہ اسے دیکھے جا رہی تھی جب اسامہ صاحب نے تیزی سے بال اٹھائی اور آنکھ مار کر تیزی سے بال باؤنس کر کے اپنے سائڈ کے طرف گئے۔ اس کا منہ کھل گیا اس نے اسے چپ کا تاثر کیا تھا وہ اس کے پیچھے دوڑی مگر اب وہ اسے بال کو پکڑنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔

''کم آن صبح یو کین ڈو اٹ۔''

ہیری نے نعرہ لگانا ضروری سمجھا کیونکہ صبح نے اس کو کچا چبا دینا تھا۔ ربیکا جوس کا گلاس تھامے حیرت سے ان دونوں کو کھیلتا ہوا دیکھنے لگی پھر ہیری کو دیکھا۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے۔''

''نور صبح نے سر کو چیلنج دیا ایک پوائنٹ اس کا آ چکا ہے دیکھو کیا ہوتا ہے۔''

''واٹ یہ آخر ہو کیا رہا ہے۔''

صبح اسامہ کی سائڈ سے گزرنے لگی تو وہ پیچھے ہوا۔

''یار اتنا میری بانہوں میں آنے کو شوق ہے تو صبر کر جاؤ مگر مجھے ڈسٹریکٹ تو نہ کرو۔'' وہ شرارت سے کہہ کر بال باؤنس کرنے لگا۔

''یہی بانہیں کاٹ ڈالوں گی اگر آپ نے مزید کوئی بکواس کی۔'' وہ غصے سے اس کے سامنے آئی بال لینے۔

''ہائے ظالم منکوحہ۔''

وہ جمپ لگا تا دور سے ہی بال پھینک چکا تھا اور بال نیٹ کے اندر چلی گئی اور پھر لڑکیوں کی ہوٹنگ ایک پوائنٹ اسامہ دی چکی کو مل چکا تھا۔

⁂ ...... ⁂ ...... ⁂

وہ سفائر کو پریم میں ڈال کر اپنا بیگ سائڈ پہ رکھ کر اس کو کھلے مسکراتے منہ کو ہنس کر دیکھنے لگی۔

''کیا دیکھ رہا ہے میرا بے بی کیوں مسکرایا جا رہا ہے سفو جانو، ماما اب فارغ ہو گئی ماما کے ساتھ پارک جائے گا ماما کی جان۔''

ایک دم سے اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اس نے مڑ کر دیکھا دین کھڑا ہوا تھا۔ وائٹ شرٹ اور بلیو جینز میں آنکھوں میں چشمہ لگائے وہ ثمرن کو نہیں مسکراتے ہوئے اپنی بیٹی کو دیکھ رہا تھا جو اس وقت امیر الڈ گرین فراک میں بالوں میں اسی رنگ کا ہیر کیچ لگائے اپنی ہم رنگ آنکھوں سمیت بہت پیاری لگ رہی تھی۔

''ماما کی نہیں ڈیڈی کی جان۔''

ثمرن ایک دم پیچھے ہوئی کیونکہ دین سے بازو اس کا مس ہوا تھا وہ جھک کر سفائر کو اٹھا چکا تھا اور اسے چومنے لگا اور وہ بابا کی آغوش میں آ کر ہنستے ہوئے دین کے گردن میں اپنا منہ دے کر ہو ہو والی آوازیں نکال رہی تھی۔

''میری بیٹی کو ایسے کیوں کپڑے پہناتی ہو کہ اسے میری بھی نظر لگ جائے۔''

وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔ پیار کی خوشبو تو محسوس نہیں ہو رہی تھی دین ایسا ہو جائے گا اس نے کبھی سوچا نہیں تھا۔ وہ جلدی سے اپنا بیگ اٹھا کر پارک کی سائڈ کی طرف بڑھی۔ یہ دوہا کا تقسیم پارک تھا اور وہ جب کبھی اپ سیٹ ہوتی یا ڈپریشن میں چلی جاتی تو وہ صبح یا جیسمین کو لے کر جاتی۔ ان پانچ مہینوں میں جب سے سفائر ہوئی تھی اسے جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا کیونکہ دین اس کا اتنا خیال رکھتا تھا اتنی توجہ کہ ان پانچ مہینوں میں کوئی ٹینشن چھو کر نہیں

گزری تھی، پر اب اسامہ کی خاطر دین نے اسے کھری کھری سنائی تھی۔ دین نے سفائر کو دیکھا جو اب دین کی گلاسز کو چھیڑ رہی تھی۔

"ماما کو منانے کا طریقہ بتاؤ یار میری موشم ناراض ہوئی اچھی نہیں لگ رہی۔"

"ائی ائی۔"

"یہ کیا ہے ائی ائی صبح بھی تمہیں کیا عجیب آوازیں سناتی ہے، اب ماسی کو پتا چلا ابھی تک صلح نہیں ہوئی بس پھر بابا کی خیر نہیں اس لیے منسو نہیں میری جان اور بابا کی مدد کرو۔" وہ سفو کی ننھی سی ناک چومتے ہوئے بولا اور وہ اپنی بڑی بڑی بابا جیسے آنکھوں کو حیرت سے دیکھنے لگی۔ اب بابا کیا کریں گے۔

تین پوائنٹس صبح کے اچکے تھے جبکہ اسامہ دی چکی حیرت کے طور پر ابھی ایک نمبر پہ تھی صبح کی خوشی کو کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ تمسخر مسکراہٹ سے اسامہ دی چکی کو دیکھنے لگی اور زبان نکال کر اس کا مذاق بنایا مگر وہ تو بس مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ نہ غصہ تھا نہ ہی اپنے ہارنے کی پریشانی تھی۔ بس وہ مسکرا کر دوبارہ سے بال کو باؤنس کرنے لگا اور پھر اس کو گزر کر بال پھینکنے لگا کہ صبح نے جلدی سے اچھل کر مارنا چاہا مگر اسامہ نے بال پھینکی ہی نہیں بلکہ نیچے کر کے ٹرک کیا۔ اگر دو پوائنٹس صبح کو مل گئے تو وہ ہار جائے گی پتا نہیں وہ جیت گئے مگر وہ ایک بار پھر چکی کو کھو دیں گی۔

وہ اپنے غصے میں بھول رہی تھی اس کا دوست جس کو آئے صرف چار دن ہوئے تھے۔ وہ اب ایک بار پھر چلا جائے گا۔ وہ رک گئی ایک بار پھر اسامہ نے پوائنٹس حاصل کر لیے مگر اسے حیرت ہوئی نور کیوں رک گئی۔

وہ مڑا تو وہ اب اسے دیکھ رہی تھی اسامہ نے محسوس کیا کچھ ہوا ہے وہ بال اٹھا کر باؤنس کرتا اس کی طرف بڑھا۔

"کیا ہوا؟"

منہ سے بولا نہیں تھا، ابرو سے اشارہ کیا تھا آنکھوں میں نمی آ رہی تھی۔ وہ کمزور پڑ رہی تھی اس کے قدم ڈگمگا رہے تھے اپنے دل کو ڈپٹتی تیزی سے بال پکڑ چکی تھی اور اپنے نیٹ کی طرف بڑھی۔

''نور کیا کر رہی ہو اسامہ اپنے لفظوں کا پکا انسان ہے وہ چلا جائے گا۔''

''نور وہ نہیں جائے گا وہ ایسے تنگ کر رہا ہے تم جیت کے دکھاؤ۔''

ایک دم سے دماغ اور دل کی جنگ شروع ہوگئی تھی اور اسی جنگ میں اسامہ نے اس سے بال پھرتی سے لیا اور تیزی سے ایک فاصلے پہ آ کر بال پھینکا اور پھر جیت اسامہ دی چکی کی ہوگئی۔ نور نے جیت جانا تھا مگر وہ بھی جیت گئی تھی کیونکہ اس کا اسامہ جیت گیا تھا۔ عورت کی جیت تو اسی میں ہوتی وہ اس کی محبت میں اپنا آپ ہار دیتی ہے اور یہاں واقعی جیت نور کی ہوئی تھی۔

اسامہ خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ ساری لڑکیاں تیزی سے اٹھیں اور چلانے لگیں۔ اسامہ پاگلوں کی طرح اچھلا جیسے اس نے ورلڈ کپ جیت لیا ہو مگر وہ اب نور کو ڈیٹ پہ لے کر جائے گا اب رش کافی ہو گیا تھا، ہیری بھاگتا ہوا صبح کے پاس آیا۔

''تم نے اتنا اچھا کھیلا نور کیا ہوا تھا کوئی بات ہوئی ہوگی ورنہ تم بالکل جیتنے والی تھی۔''

وہ کچھ کہے بنا وہاں سے چلی گئی۔

✿......✿......✿

''کہاں بھاگی جا رہی ہو۔''

وہ مڑی تو دین پرائیم میں سفائر کو لائے اس کے پیچھے آیا۔

''میں کہاں بھاگ رہی ہوں۔''

''سفائر پریشان ہو رہی تھی اس کی ماں کہاں ہے۔''

''سفائر جب اپنے بابا کے ساتھ ہوتی ہے تو وہ پریشان نہیں ہوتی۔'' وہ تیز لہجے میں کہتے ہوئے غباروں کی طرف بڑھی اور ان میں سے خریدنے لگی اور پھر وہ ایک طرف گئی۔ جہاں ایک غریب بچہ کھڑا حسرت سے ان غباروں کو دیکھ رہا تھا۔ یہ چیز ثمرن سے پوشیدہ نہیں رہ سکی تھی اس نے بڑھ کر اسے دیا۔

''یہ لو سویٹ بوائے۔'' ثمرن مسکرا کر بولی۔

''میں۔'' وہ عربی میں بولا تھا۔

"یس۔آپ کے لیے لونا اور یہ لو پیسے چندا اچھا سا بڑا سا جوسی برگر کھانا ٹھیک ہے۔"

اس کو غبارہ پکڑا کر وہ مڑی، دین مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا وہ نروٹھے پن سے نظریں گھماتی دوسری طرف بڑھنے لگی۔اسے سفائر کی فکر نہیں تھی کیونکہ وہ دین کے پاس تھی اور وہ فی الحال دین کے پاس جانا نہیں چاہتی تھی۔

"ویسے تمہاری ماما کا دل کتنا سوفٹ ہے میرا دل ایک سیکنڈ میں پگھلا دیتی ہے میری موشم!اب ڈیڈی ہر حال میں منائیں گے اپنے پرشین لفظوں سے۔"

❁......❁......❁

وہ لاکر بند کرنے لگی تو اچھلی اسامہ کھڑا ہوا تھا۔

"جان بوجھ کر ہاری ہو نا۔"

وہ ایک دم شاک سے اسے دیکھنے لگی پھر تیزی سے مڑ کر بولی۔

"نہیں۔"

"جھوٹ مت بولو صبح اور تم کبھی جھوٹ بولتی نہیں ہو۔ہاری ہو نا جان بوجھ کر۔"

"کیا بکواس کر رہے ہیں آپ۔"

"تم مجھے کھونا نہیں چاہتی تھی مگر یقین جانو یہ کھیل مجھے میٹر نہیں کرتا تھا میں پھر بھی تم سے دستبردار نہیں ہونے والا تھا۔"

"آپ جیت گئے تو جائیں منائیں اپنا جشن مگر ایسی فضول باتیں مت کریں۔"

"میں کیسے جیت سکتا ہوں کیونکہ میری صبح ہاری تھی میں تو ہارا ہوں صبح۔"

جیسے اسامہ نے آگے سے کچھ کہا وہ تڑپ اٹھی پھر چیخی۔

"نہیں ہوں میں آپ کی صبح پلیز بس کر دیں۔میرا پیچھا چھوڑ دیں۔"

"او کے ریلکس۔خیر ڈیل جو تھی میں جیتا ہوں رات کے سات بجے تیار رہنا اینڈ لیس تم لیمن پہنا ہمیشہ تمہیں سوٹ کیا ہے۔" وہ اس کے چیخنے پر ایک دم اچھلا تھا پھر ریلکس انداز میں بولا۔

"ایکسکیوز می۔ابھی آپ کہہ رہے تھے مجھے اس میچ سے کوئی فرق نہیں پڑنا تھا تو میرا بھی یہی کہنا ہے مجھے بھی

نہیں پڑتا اور میں کسی ایرے غیرے کی ساتھ ڈیٹ پہ نہیں جاتی۔ سمجھے آپ۔" وہ انگلی اٹھا کر اسے غصیلے لہجے میں باور کروانے لگی۔

"سات بجے شارپ نہیں تو مجھے آپی کو بتانا ہوگا تم ابھی تک میرے سے رابطے میں ہو۔"

اس کا منہ کھل گیا پھر چہرے پہ ہاتھ پھیر کر اس نے خود کو کمپوز کیا۔

"ٹھیک ہے بول دیں۔ کیا ہو جائے گا ماریں گی، سنائیں گی، گھر سے نکالیں گی جو آپ نے کیا وہی کریں گی کوئی بات نہیں میرے نصیب میں ٹشو پیپر کی طرح یوز کر کے پھینک دینا ہی ہے پہلے ماں باپ پھر شوہر اب بہن نے نکال دیا تو کیا فرق پڑتا ہے۔"

وہ کہہ کر مڑ گئی کہ اسامہ چلتے ہوئے دوبارہ اس کی راہ میں حائل ہوا۔ ایک بات صبح نے محسوس کی وہ اسے تنگ کرتا تھا پیچھے پڑا رہتا تھا مگر اسے کبھی چھوا نہیں تھا وہ یہ حق رکھتا تھا پر......وہ سر جھٹکنے لگی۔

"گل شیر سے نہیں ملو گی وہ تمہیں ہر وقت یاد کرتا ہے۔ پورا دن بی بی سے شروع ہو کر بی بی پہ ختم۔" وہ رک گئی پھر سر جھٹک کر اسے کو سائڈ پہ کر کے جانے لگی کہ اسامہ نے ایک بار پھر کہہ کر روکا۔

"ایک خاص مہمان سے بات کرو گی۔"

وہ جانے لگا اس نے بازو سامنے کیا تا کہ وہ جا نہ سکے۔

"صبح! ایک سیکنڈ۔"

وہ رک گئی مگر چہرے پہ بیزاری قائم تھی۔ اسامہ نے فون نکال کر اسے کچھ سرچ کر کے پکڑایا اس نے نا سمجھی سے دیکھا پھر پکڑ کر دیکھا ایک لڑکی تھی جس نے سفید شلوار قمیض کے ساتھ سفید کوٹ اور نیلے رنگ کا دوپٹہ سر پہ پہنا ہوا تھا اور چہرے پہ بھرپور مسکراہٹ تھی۔ نقش جانے پہچانے لگ رہے تھے مگر پھر بھی پہچاننے سے انکاری تھی۔

"کون ہے یہ؟"

اس نے اب کی بار پہلی والی صبح کی طرح معصومیت سے پوچھا تھا ایسا لگتا تھا اس کا غصہ اس کی سختی فیک تھی یہ تو اس کی زندگی کا کبھی حصہ نہیں تھی۔ اسامہ کا دل ایک بار پھر دھڑک اٹھا۔ اس لڑکی کی لمبی پلکیں مار دیتی تھیں،

پلکوں کا اٹھانا اور گرانا ایک رقص معلوم ہوتا تھا جس سے دل جھوم اٹھتا تھا۔

''پہچانو اسے۔''

وہ ایک دم سے انگلی سے اس کا چہرہ قریب کرنے لگی پھر اس نے ایک دم حیرت سے سر اٹھایا۔

''اسامہ! یہ وہ غزل ہے نا وہی غزل جو اس بندے کی بیوی تھی جس نے میرے بازو میں۔''

اسامہ مسکرایا۔

''یہ او مائی گاڈ یہ کیا ڈاکٹر بننے والی ہے۔ اتنی پیاری ہوگئی ہے۔ کیا سلیم سے جان چھوٹ گئی؟ یہ کیسے ہوا آپ مجھے بتائیں میں اس سے بات کر سکتی ہوں۔''

وہی پرانی صبح ہر غم و فکر سے دور معصوم سی بارہ سال کی نور صبح اس کی صبح یوٹیوب، کارٹون، کھانوں کی دیوانی دنیا میں مست رہنے والی۔ اچانک گل شیر کا فون آنے لگا وہ ایک دم ہل نہ سکی اسامہ نے اس سے لیا۔

''بات کرو گی۔'' وہ پوچھتا کہ صبح نے اس سے فون لیا اور آنسر کے بٹن کو دبا کر اٹھایا۔

''ہیلو۔''

''لالہ! خبر دینی تھی آپ کو۔ لالہ آپ کی آواز عورتوں جیسی کیوں ہوگئی کیا سگریٹ نے آپ کی بھاری آواز کو بٹھا دیا۔'' گل شیر کی فراٹے بھر زبان پل میں رکی جب اس نے صبح کا ہیلو سنا۔

''گل شیر کیسے ہو؟'' وہ مسکرا کر بولی ایک دم جیسے سکوت چھا گیا۔

''بب۔ بی بی۔ آ۔ آپ۔'' وہ اٹک اٹک کر بولا تھا۔

''تمہاری آواز تو ابھی تک ویسی ہے گل شیرا ابھی تک لالہ کے چمچے۔''

وہ چہک کر بولی۔ اسامہ کا منہ مسرت کے باعث جیسے کھل اٹھا تھا یہی بات تو صبح کی مختلف تھی خالص بھرپور خالص۔ نہ انا تھی نہ اکڑ، بس دکھ تھا جو اس کا دوست چھوڑ کر چلا گیا۔ چھ سال بھی کوئی کم ہوتے ہیں اور وہ کیوں کرتی نفرت اسامہ سے، اس کی سانس میں وہ بس چکا تھا اور چھ سال اس انسان کی یادوں میں وہ جی رہی تھی۔ لفظ بھی اس کی کیفیت کو بیان نہیں کر سکتے تھے، بس دکھ تھا چھوڑ کر گیا تو اب آیا بھی چھ سال بعد دکھ کا اظہار بنتا تھا اور اس سے ہی بنتا ہے جس سے آپ کو محبت ہو...... ورنہ شکوہ غیروں سے تو ہرگز نہیں کیا جاتا۔

''بی بی آپ مجھے یقین نہیں آ رہا آپ ہمارا بی بی ہونا، ہماری چھوٹی سی بہن۔''

''ارے سینٹی کیوں ہو رہے ہو۔ ویسے کتنے بے مروت ہو تمہارے لالہ نے نہیں پوچھا مگر تم تو پوچھ سکتے تھے مگر نہیں......''

اسامہ دلچسپی سے اسے دیکھا جو اب ہر دنیا سے بے نیاز اپنے دوست سے بات کرنے میں مصروف تھی۔

''نہیں بی بی! ہم آپ کو بہت یاد کرتا تھا اسامہ لالہ سے پوچھیں کیا آپ کی صلاح ہو گئی ہمیں بہت اچھا لگا تو آپ کب آ رہا ہے بی بی۔''

بس پھر اتنی فینٹسی کافی تھی۔ صبح رک گئی اس نے مڑ کر اسامہ کو دیکھا یہ اسے اچانک کیا ہو گیا تھا وہ ایک دم سے کیسے جذبات کو قابو نہ پا سکی اسامہ کی آنکھوں میں فتح کے رنگ دیکھ کر وہ تیزی سے گل شیر سے مخاطب ہوئی۔

''اللہ حافظ گل شیر۔''

وہ فون بند کر کے سامنے ٹیبل پہ رکھتے مڑ کر بھاگی اور اسامہ حیرت سے تکتا رہا اسے کیا ہوا۔

❁......❁......❁

وہ خاموشی سے ایک چیئر پہ بیٹھ گئی۔ دین چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔ وہ کھسکی مگر دین مزید قریب ہوتا چلا گیا۔

''سفائر! اماں کو دیکھو کیسا منہ بنایا ہوا ہے ایسے ہی منہ سات سال پہلے بنایا تھا کتنی ینگ اور پریٹی سی تھی مگر اب ایک غصے والی اماں ہی بنی ہوتی ہیں۔''

اس نے مڑ کر دین کو دیکھا اور سفائر کو اور پھر تیزی سے اٹھی وہ اس کے پیچھے آیا اور وہ اب ٹکٹ لے چکی تھی کہ کچھ دیر وہ سکون سے اپنا مائنڈ ریلیکس کرے۔

اس نے اب مڑ کر دیکھا تو دین کہیں بھی نہیں تھا۔ پہلے تو حیرت ہوئی ابھی تو ادھر ہی تھا مگر پھر سر جھٹک کر اپنی مطلوبہ رائڈ کی طرف بڑھی۔

❁......❁......❁

اس نے اپنی چھ اور سات پینٹنگز نکالی تھیں اور اپنے کمرے میں سامنے رکھی تھیں اور اب وہ گھٹنے میں اپنا گال رکھتی انہیں دیکھ رہی تھی۔

"صبح میرے لیے گیم میٹر نہیں کرتا میں نے تم سے پھر بھی دستبردار نہیں ہونا تھا۔"

"میں کون سا جیتا ہوں میں تو ہارا ہوں کیونکہ میری صبح ہاری ہے۔"

اسامہ کو کیا اس سے محبت ہو گئی ہے؟

اسامہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے؟

اس سے ملنا ہو گا۔ اس سے بات کرنی ہو گی۔ اس سے اپنے دل کا حال نہیں چھپا سکتی تھی وہ پاگلوں والی حرکتیں کیوں کرنے لگی۔ اتنا نخرہ نہیں، نخرہ تو نہیں تھا ایک دکھ تھا وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا۔ جاتا تو چلا جاتا مگر اپنی نفرت کا اظہار کر کے گیا تھا۔ وہ جاننا چاہتی تھی اس کے دل میں کیا ہے؟

تصویروں سے نظر ہٹاتی وہ اٹھی اور الماری کی طرف بڑھی اور الماری میں سے اپنا لیمن سوٹ نکالنے لگی اس کو ثمرن آپی نے عید پر بنا کر دیا تھا جو لان کا تھا اور اس کا دوپٹہ شیفون کا تھا اس کو دیکھتی وہ الماری بند کرنے لگی اور تیار ہونے کے لیے بڑھی۔

"گولیوں سے ڈرا رہا تھا حملہ تو نہیں کیا تھا اتنے تم لوگ پاگل ہو، او گاڈ میں کہاں جاؤں۔"

وہ غصے سے چلایا تھا پھر لب کاٹتے ہوئے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا اٹھا، چہرے پہ ہزار تھکن تھی ایک صبح کی وجہ سے دوسرا یہ معاملہ کچھ زیادہ ہی لٹک رہا تھا۔

"کاشف جلدی سے سفینہ کو بولو مجھے سکائپ کریں میں بتاتا ہوں اب اس ملک کے ساتھ کیا کرتا ہوں وہ اسامہ علی خان کو جانتا نہیں ہے، اس میں میری جان کیوں نہ چلی جائے مگر میں اس بچی کے ساتھ ظلم نہیں ہونے دوں گا۔ مجھے میں سفینہ سے بات کر کے تمہیں دوبارہ کال کرتا ہوں ٹھیک ہے او کے اللہ حافظ۔"

فون بند کرتا وہ اب فون بیڈ پہ پھینک چکا تھا اور جلدی سے اپنا لیپ ٹاپ بیگ سے نکالنے لگا کہ اچانک اس کا فون بج اٹھا۔ وہ ٹیبل پہ لیپ ٹاپ رکھتا فون کی طرف بڑھا، دیکھا تو صبح کی کال تھی۔ یہ کہیں خواب تو نہیں ہے۔ اس نے جلدی سے اٹھایا۔

"ہیلو صبح!"

''لوکیشن کون سی ہے؟'' اس کی نرم آواز اسامہ کے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔

''لوکیشن؟''

''ڈیٹ پہ بلایا تھا آپ نے۔''

فون اسامہ سے گرتے گرتے بچا تھا۔ یار یہ خواب ہی ہے گل شیر اندر آیا تو اسامہ کو فون پہ شاکڈ پایا۔

''لالہ کیا ہوا؟''

''لالہ۔''

''شیر مجھے ایک تھپڑ لگاؤ۔''

نور صبح نے فون کی طرف دیکھا یہ کیا کہہ رہا ہے؟

''لالہ آپ کا طبیعت ٹھیک ہے کیسی بات کر رہے ہیں۔'' اسے اسامہ کی بات پر حیرت ہوئی۔

''نہیں یار لگاؤ۔''

''آپ کا دماغ صبح بی بی کی محبت میں پاگل ہو گیا ہے۔''

صبح نے گل شیر کی آواز سنی تو نجانے کیوں چہرے پہ اس کی بات پہ مسکان آ گئی۔

''ام صبح! یہ تم ہی ہو نا۔''

''لوکیشن؟''

وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

''ہاں ہاں کہاں بلاؤں میں نے سوچا ہی نہیں۔ رکو میں تمہیں ٹیکسٹ کرتا ہوں۔''

اس نے جلدی سے فون بند کیا پھر اسے دیکھا پھر پاگلوں کی طرح کسی ٹینیجر کی طرح اچھلا اور یا ہو کا نعرہ لگایا۔

''لالہ۔''

اس نے گل شیر کا ہاتھ پکڑ کر کھل کر کپل ڈانس کرنا شروع کر دیا۔ اُف اسامہ دی چکی اچھے ہز بنڈ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

''یار کہاں بلاؤں، میرے ذہن سے نکل گیا اور میں کیا پہنوں اس میں اچھا تو لگوں گا نا پتا نہیں کیا کہے گی

وہ۔مان کیسے گئی اتنی جلدی خیر جو بھی میری صبح کو غصہ بھی بہت تھوڑا ہوتا ہے وہ زیادہ ناراض تو نہیں ہو سکتی۔"

وہ کسی معصوم بچے کی طرح اتنے سوال پوچھ رہا تھا۔

"شیو کرلوں مگر نہیں اسے میں بیرڈ میں حسین لگتا ہوں گلاسز اتار دوں کیا کروں پہلے ٹیکسٹ تو کردوں۔"

گل شیر کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"تم کیوں ہنس رہے ہو جلدی سے میرا نیوی بلیو سوٹ نکالو میں شاور لے کر آیا۔"

وہ گھور کر کہتا اب اپنے کام میں لگ گیا۔

***

وہ ہنڈولا جسے انگریزی میں فیرس ویل کہتے تھے اس کی کیو میں کھڑی ہوئی تھی دیکھا تو پیچھے دین کھڑا ہوا مگر اس کے ہاتھ میں سفائر نہیں تھی۔سفائر کو اس نے بچوں کو سنبھالنے والے سینٹر میں تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ثمرن نے ایک بار بھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا دین کو لگ رہا تھا وہ مڑے گی مگر ایسا نہیں ہوا۔چلتے جیسے وہ پہنچے اور وہ بیٹھی دین فوراً اندر داخل ہو کر بیٹھ گیا۔اس بندے کے وہ پہلے ہدایت کر آیا تھا اس لیے اس نے بھی فوراً دروازہ بند کر دیا۔ثمرن نے حیرت سے دیکھا

"واٹ دا ہیل۔" وہ غصے سے اٹھی۔

"موشی بیٹھو۔"

"آپ مجھے موشی مت بلائیں۔"

غصہ سے نہیں بلکہ ناراضگی سے کہا گیا تھا۔

"میں تو یہی بلاؤں گا مجھے روک کے دکھاؤ تم۔"

وہ اب بیٹھ گیا تھا۔

"دروازہ کھلوائیں اور میری بیٹی سفائر کہاں چھوڑ آئے۔"

غصے سے کہتے ایک دم ممتا غالب آگئی۔دین مسکرایا۔

"بیٹی کی فکر ہے شوہر کی نہیں۔"

http://sohnidigest.com

"صلاح الدین سفائر کو کہاں چھوڑ آئے۔" وہ اب حقیقت میں پریشان ہو گئی کہ سفائر کہاں ہے۔

"جدھر بھی ہے بالکل محفوظ ہے اس نے مجھے خود بھیجا کہ ڈیڈی ممی کو منائیں۔" وہ پرسکون لہجے میں کہتے آرام سے بیٹھ کر اردگرد دیکھنے لگا۔

"دین! وہ رونے لگ جائے گی آپ کو پتا ہے وہ اجنبی چہرہ دیکھ کر گھبرا جاتی ہے۔"

ثمرن ساری ناراضگی بھلا کر روہانسی ہو رہی تھی۔

"نہیں گھبراتی وہ تمہاری طرح نہیں ہے وہ اپنی ماسی پر گئی ہے۔"

"اُف۔"

رائنڈ شروع ہو گئی اور وہ اوپر جانے لگے۔

"اگر وہ روئی نا آپ اسے چپ کروائیں گے۔"

"ظاہر ہے میری بیٹی ہے میں مناؤں گا۔"

وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگا جو بلیو لمبی شرٹ اور بلیو جینز میں گلے میں بلیو پرنٹڈ سکارف ڈالے بنا میک اپ میں سادگی سے بھرپور اس کے دل میں اتر رہی تھی۔

نور آفتابی نور رابہ روح من آورد

(خوبصورت کرن میری روح میں روشنی بکھیر چکی ہے)

اس نے اس کے گھمبیر اور خوبصورت لہجے میں فارسی سنی تو اس کا دل دھڑک اٹھا۔

زن زیبای من

من تا آخرین نفس تو را دوست دارم

(میری خوبصورت بیوی میں تمہیں اپنے آخری سانس تک چاہتا رہوں گا)

پتا نہیں کیا کہہ رہا تھا پھر بھی اس کی لہجے میں آنچ محسوس کرتے ہوئے اس کے گال دہک اٹھے تھے۔

اب رائنڈ اونچائی پہ رک گئی۔ دین چل کر اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ تھام لیا اس نے جھٹکا نہیں مگر وہ دوسری طرف دیکھ رہی تھی۔ دین مسکرایا۔

"تمہیں شکایت تھی نا کہ میں تم سے پہلے جیسا پیار نہیں کرتا شکایت تو مجھے بھی ہے میری موشم بھی پہلے جیسی نہیں رہی۔ میری چھ سال کی محبت اور محنت کو ضائع کر دو گی تو مجھے غصہ آئے گا۔"

وہ کچھ کہنے لگی لیکن دین نے اسے روک دیا۔

"یہ فیصلہ رب پہ چھوڑ دو۔ اس نے ان کا رشتہ باندھنا تھا اور ان شاءاللہ وہی سب بہتر کرے گا رب پہ سب کچھ چھوڑ دو گی جیسے تم کیا کرتی تھی دیکھو نا آج تمہاری زندگی کتنی حسین ہے۔" وہ اب اس کی کانوں پہ پڑے ٹاپس کو چھو رہا تھا۔ وہ اب جھکا ثمرین پیچھے ہونے لگی تو وہ کانوں میں میٹھی سرگوشی کرتا ہوا پھر فارسی میں بولا تھا۔

یک موسیقی است کہ ملودی شیرین را بہ قلب من می دہد

(You are a music that bring sweet melody to my heart)

"دین۔"

وہ سرخ پڑ گئی کیونکہ اس لفظ کا مطلب جانتی تھی۔ وہ صبح نے بتایا تھا کیونکہ صبح نے فارسی دین سے سیکھی تھی۔

دین نے اس کی کنپٹی پہ پیار کیا۔

"سوری۔"

وہ اب بھرپور لہجے میں کہتا ثمرن کی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔ ثمرن کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی اس نے دین کے چہرے کو اپنی انگلیوں سے چھوا۔

"ایک شرط پہ الا دین صاحب۔"

وہ اپنے موڈ میں آگئی تھی۔

"وہ کیا؟"

"روز ہی آپ اپنی محبت کا اظہار کریں گے پھر آپ کی موشم بھی آپ سے ناراض نہیں ہوگی۔"

دین مسکرایا اور اس کی انگلیوں کو چھوا۔

"ڈن۔"

"اور ایک اور! مجھے اب پلین رائڈ بھی دینی ہے آپ نے دو سال تک کوئی رائڈ دی ہی نہیں۔"

"اور کچھ۔"

"مجھے اس وقت ڈھیر ساری رائڈز کروا کر اچھا سا ڈنر کروائیں گے اور شاپنگ بھی۔"

دین نے گھورا۔

"کتنی مطلبی ہو موشم۔"

"اب جو بھی ہوں جیسے بھی ہوں آپ کی ہوں۔"

دین ہنس پڑا اور پھر بڑھ کر اس کی ماتھے پہ اپنی محبت کی مہر چھوڑی۔

من دیوانہ ای ہستم در عشق تو بانوی من

I am madly in love with you lady

وہ اب اپنی کار ایک ایسی جگہ پہ لایا جہاں صبح کھڑی اس کا ویٹ کر رہی تھی۔ اس نے اسی پارک میں اسے بلایا تھا کہ وہ اسے پک کر لے گا۔ اپنی لائٹ پنک ٹائی کو ٹھیک کرتا وہ اپنی گلاسز کو سیدھے کر کے خاصا نروس لگ رہا تھا گو کہ اس کی بیوی تھی مگر گھبراہٹ ایسی تھی جیسے کسی بلائنڈ ڈیٹ تھی۔ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ فون پہ ٹیکسٹ کرنے لگا اور دس منٹ میں وہ باہر آئی۔ اس کے ہاتھ میں کچھ تھا وہ جلدی سے نکلا اور اس نے صبح کو دیکھا تو دیکھتا رہ گیا وہ لیمن سوٹ میں ملبوس بالوں کو کرل کیے پیچھے چھوڑے صرف رسٹ کلر کی لپ سٹک لگائے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ وہ تو مسمرائز ہو گیا۔

"پلیز ایک تو پہلے دیر کر دی آپ نے اسے پیچھے رکھیں۔"

وہ بھی نیوی بلیو سوٹ میں بہت ہینڈسم لگ رہا تھا مگر وہ اس سپاٹ لہجے میں پینٹنگ پکڑاتی دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ اسامہ ہوش میں آیا تو منہ بن گیا۔

"اتنا تیار ہوا ہوں مجال ہے امپریس ہوئے توبہ حسین لڑکیوں کے کتنے نخرے ہیں میرے کپڑے کاٹ کر پہننے والی کے اب ادائیں دیکھو۔" پھر اس نے دیکھا۔

"شرم کر اسامہ وہ تیرے لیے گفٹ لائی اور تو۔" ضمیر نے اس کی دل کو بھرپور شرمندہ کروایا۔ سر جھٹکتے ہوئے

اس نے جلدی سے پچھلی سیٹ پہ گفٹ رکھا اور اندر بیٹھا۔ وہ شیشے کے اس پار دیکھ رہی تھی اسامہ اس کی تعریف کرنا چاہتا تھا مگر سمجھ نہیں آ رہی تھی کیا کہے وہ اتنا نروس کب تھا؟ پورے ورلڈ میں پینچ کرنے والا بھرپور کنفیڈنس والا مرد آج اپنی بیوی سے گھبرا گیا۔

"گاڑی میں کیا ڈر ہے۔"

صبح نے مڑ کر عام سے لہجے میں کہا۔

"نن نہیں......"

"تو کس کا انتظار ہے کوئی اور آ رہا ہے۔"

اُف زبان وہی کی وہی۔

"نہیں۔"

"گاڈ مجھے بھوک لگ رہی ہے صبح سے آپی بھی غائب ہیں کین یو جسٹ سٹارٹ دا کار۔"

"اچھا۔"

وہ منہ بنا کر کہتا چلانے لگا۔

"کتنا بور لگ رہا ہے یہ ڈیٹ ہے کہ میں اسے سکول چھوڑ رہا ہوں۔"

"سٹوپڈ گانا لگاؤ اس سے ماحول رومینٹک ہوگا۔"

اس نے فٹافٹ ایف ایم لگایا۔ اچانک گاڑی میں عاطف اسلم کی آواز گونجی۔

"دل نے کہے کہانیاں پہلی دفعہ

ارمانوں میں رومانیاں پہلی دفعہ

ہو گیا میں بیگانہ میں ہوش سے پہلی دفعہ

پیار کو پہچانا احساس ہے یہ نیا

سنا ہے سنا ہے

یہ رسم وفا ہے

جو دل پہ نشہ ہے
وہ پہلی دفعہ۔"
اسامہ کو یہ گانا اپنی زندگی کا حصہ لگا۔اس نے صبح کو دیکھا جو خاموشی سے آگے دیکھ رہی تھی۔
"کبھی دردسی کبھی زردسی
زندگی بے نام تھی
کبھی چاہتیں ہوئی مہربان
ہاتھ بڑھ کے تھامتی۔"
وہ گلا کھنکارنے لگا۔اس نے ایک نظر اسامہ کو دیکھا۔
"ویسے ایک بات تو بتائیں۔"
"ہاں بولو۔"
ایک دم وہ چونک کر مڑا۔
"آپ جیسے خشک مزاج ایسا گانا کب سے سننے لگے۔"
اسامہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔
"ایک وہ نظر ایک وہ نگاہ
روح میں شامل اس طرح
بن گیا افسانہ اک بات سے پہلی دفعہ
پالیا ہے ٹھکانہ
بانہوں کی پناہ۔"
اسامہ نے اس کی موٹی کالی آنکھوں کو دیکھ کر گھورا۔
"میں خشک نہیں ہوں میرا مطلب ہے میرا مزاج نہیں ہے۔"
"جو بھی ہے سوٹ نہیں کرتا۔"

اسامہ مڑا اس نے گھور کر اس ویپ کو دیکھا جو اپنے فون کو لکا ہلکا سا اچھال رہی تھی اس کا فون بجنے لگا صبح نے اسے دیکھا جو اپنے کوٹ سے فون نکال کر اب کانوں سے لگا رہا تھا۔

"السلام علیکم! او سوری یار انفورم کرنا بھول گیا تھا۔ اچھا سنو جو خبر اکٹھی کی تھی تم نے مزید دو لڑکیوں کے گھر جاؤ۔ ہاں ہاں ٹیسٹ کروا کر انہیں ایکسپوز کرو۔ دھمکی کی ضرورت نہیں ایسا شخص دھمکی کے قابل نہیں ہے تم لوگ فکر نہ کرو۔ تم لوگ میری پروٹیکشن میں ہو۔ ٹھیک ہے بس کام میں لگ جاؤ۔ بس ان شا اللہ جلد آ رہا ہوں۔ او کے اللہ حافظ۔" اس نے فون ڈیش بورڈ میں رکھا مگر صبح کا حیرت سے کھلا منہ اور پھٹی ہوئی آنکھیں اسے اپنے اوپر محسوس ہوئیں۔

"دھمکی، دو لڑکیاں اسامہ تم واقعی گینگسٹر بن گئے۔"

ٹام صاحب کے چہرے میں بڑی شرارت بھری مسکان آئی اب آئی نا چیری ہاتھوں میں۔

"اب کیسے چھپا سکتا ہوں ہاں انڈر ورلڈ سے تعلق ہے میرا مگر مجھے پتا چلا میری بیوی کرائیم کی سٹوڈنٹ ہے۔"

Unbelievable are you serious

اسامہ نے گن سائڈ بورڈ سے نکالی صبح ایک دم پیچھے ہوئی وہ مسکرا پڑا مگر اچانک صبح نے جھک کر اپنے پرس سے کچھ نکالا اور اسے نکالنے کے بعد اسامہ کا منہ کھل گیا۔

"گریٹ اگر آپ گینگسٹر ہیں تو میں دہشت گرد!! جیسے وہ گن اصلی ہے تو یہ بھی اصلی ہے۔"

اس نے گرینائٹ بم اپنے ہاتھوں میں سامنے کیا اسامہ ہنس پڑا۔

"بچوں کو پاگل بنا سکتی ہو مجھے نہیں۔"

"نہیں یہ شاہی خاندان سے خاص لائی ہوں جہاں دین بھائی کام کرتے ہیں وہ شہزادے کو بھانجا نہیں ہے قاسم وہ سائینٹسٹ ہے اس نے مجھے دیا گفٹ میں یہ پورے جگہ کو نہیں بس ایک بندے کو تباہ کر سکتا ہے اور میں اپنی پروٹیکشن کے لیے لائی ہوں۔"

اس کی لہجے میں مضبوطی محسوس کر کے اسامہ کے اندر سرد لہر دوڑی تب ہی یہ محترمہ ڈیٹ پہ مانی تھی تا کہ میرا

صفایا کر سکے۔

"صبح مذاق ہے نا۔"

"نہیں میں بھلا آپ سے کیوں مذاق کروں گی کبھی کیا ہے میں نے۔" وہ اس کے سامنے کرتے ہوئے بولی

اسامہ پیچھے ہوا۔

"پلیز اگر یہ اصلی ہے تو واپس رکھو اسے۔"

"ارے گینگسٹر کو کیسے ڈر لگ سکتا ہے فکر نہ کریں زیادہ نہیں بس تھوڑا سا منہ جلاتا ہے چھوٹا سے اکپلوزو

ہے۔"

"صبح رکھو اسے واپس۔"

اسامہ نے تیزی سے ڈرائیو کرتے اس کا ہاتھ پیچھے کیا۔

"اچھا بس اس کا رنگ اٹھا دوں پھر رکھتی ہوں۔"

وہ اس کے رنگ کو کھینچنے لگی، وہ چیخا۔

"صبح سٹاپ اِٹ۔"

"کیوں بس تھوڑا سا کھولوں گی آخر آپ مجھ سے نفرت کرتے ہیں نا تو میں بھی اپنی نفرت کا اظہار کرنے لگی

ہوں۔"

"پاگل لڑکی رکھو اسے ورنہ الٹے ہاتھ کی پڑے گی۔" وہ دھاڑا۔ پہلے والا اسامہ دی چکی آ گیا۔

"نہیں رکھوں گی۔" اس نے ناک چڑائی۔

"رکو! میں بتاتا ہوں۔" ایک ہاتھ سے سٹیئرنگ تھامے دوسرے سے پکڑنے لگا کہ صبح پیچھے ہوئی۔ وہ گاڑی

روک چکا تھا کہ صبح نے رنگ ہٹا دیا۔ اسامہ نے تیزی سے کار کا دروازہ کھولا اور پھرتی سے باہر نکلا لیکن صبح کی

خاطر پھر واپس مڑا کہ ٹھا کی آواز آئی اور دھواں پھیلا۔

"صبح!"

گاڑی سے دھواں نکلنے لگا۔ وہ جلدی سے اندر گھسا لیکن اس کی سمیل نے اس کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا

”اومائی صبح۔“ وہ چیخا۔

اس نے بڑھ کر دوسرا دروازہ کھولا لیکن یہ سمیل سر پہ حاوی ہو رہی تھی۔

”اُف پاگل لڑکی میں اس کو اٹھا کر پھینک کر رہوں گا اگر اسے کچھ ہوا صبح۔“

ایک دم کسی کی پاگلوں والی ہنسی سنائی دی۔ وہ گلاسز اتار کر دوسری طرف بڑھا کہ رک گیا کیونکہ وہاں صبح بالکل سلامت پیٹ تھامے ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

”آئی جسٹ پرینک یو چکی۔“ وہ ہنسی کے بیچ میں بولی۔

”ویسے اسامہ میں بچی ضرور ہوں مگر بیوقوف نہیں۔“

وہ کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔ اسامہ نے حیرت سے دیکھا جب فلیش اس پر پڑا دیکھا اس نے تصویر لے لی ہے۔

”چہرہ دیکھیں اپنا۔ او گاڈ۔“

وہ وہی صبح بن گئی اتنی جلدی اتنی آسانی سے ماننے والی پھر اسامہ دی چکی کو غصہ آیا اور وہ پھرتی سے بڑھا۔

نور نے چونک کر دیکھا اور تیزی سے بھاگی۔

”میں تمہارا قتل کر دوں گا صبح۔“

”ہاں چکی جو ٹھہرے۔“ وہ تیزی سے بولی۔ وہ ایک سنسان علاقے میں تھے کیونکہ وہ اسے بیچ پر لے کر جا رہا تھا جو اب قریب ہی تھا مگر صبح کی حرکتیں کروا ہی نہ دے ڈیٹ۔ صبح کی سپیڈ اس بار کچھ زیادہ ہو گئی تھی کیونکہ وہ اب سپورٹس وومن تھی انرجی لیول بھی زیادہ تھا۔ پر اچانک کتے کی آواز پر وہ رک گئی اور ایک دم جرمن شیپرڈ کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ وہ ڈر کر مڑنے لگی کہ اسامہ نے اسے اٹھا لیا۔ وہ چیخی۔

”ہاں اب تو میں اس کے سامنے کھانا پیش کرنے لگا ہوں کیا خیال ہے۔“

وہ گرانے لگا کہ نور اس کے کالر تھام کر کانوں میں چیخی۔

”اب تو پکا گراؤں گا۔“

”نہیں نہیں۔“

پھر وہی سین ہوا تھا ان کے ساتھ وہ اس کو تنگ کر کے مزید قریب لے کر جا رہا تھا کتے کے جو مسلسل کھڑے بھونک رہا تھا۔ نور نے اس کے بال کھینچ لیے۔

"صبح!" وہ غصے سے بولا۔ ایک دم کتا بھاگ گیا اسامہ نے دیکھا تو ہنس پڑا۔

"ابھی تک کتے سے ڈرتی ہو وہ تم جیسی بھینس کو کچھ نہیں کہے گا۔"

"بھینس کس کو کہا۔" وہ غصے سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

"تمہیں۔"

"تو اپنے چہرہ دیکھا معصومیت کے پیچھے سب سے بڑے سیریل کلر دکھتے ہو، اب اتارو مجھے۔"

"نہیں اتاروں گا ویسے حد ہوتی ہے اگر مجھے چوٹ لگ جاتی۔"

"تو میں کیا کروں، چھ سال اتنے گہرے زخم دے کر اپنی چوٹ کی پڑی ہے تمہیں۔"

وہ پرانے والے موڈ میں آ گئی۔ اسامہ کے کانوں میں وہی موسیقی ابھری۔

Your the best Chucky I'm lucky to have you

اور وہ کمزور پڑ گیا۔ جھکنے لگا مگر آنکھوں میں اجازت درکار تھی۔ ایسا بھی کوئی ہوتا ہے جو اپنی شرعی بیوی سے اس کو چھونے کی اجازت چاہ رہا ہو۔ اتنی پاک بازی۔ صبح رک سی گئی اور اپنی موٹی آنکھوں سے اس کی سٹیل بلیو آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ اچانک سے پلکیں گریں کیونکہ ان آنکھوں میں بہت سے جذبات تھے جن کی وہ تاب نہ لا سکی مگر آنکھوں نے انجانے میں اجازت دے دی تھی اور پھر اسامہ نے اس پر پیار کی مہر چھوڑ دی اور اس وقت نور صبح کو لگا تھا وہ بے ہوش ہو کر گر جائے گی کیونکہ اسامہ نے رشتے کا پہلا استحقاق استعمال کیا۔ پھر اس نے صبح کو دیکھا جس کی بند آنکھوں سے نمی نکل آئی تھی۔

"یہ کیا؟"

وہ حیرت سے اپنی جیری کو دیکھنے لگا۔ اس نے سر نہیں اٹھایا تھا جیسے پہلی بار اپنے آنسو نکلنے پر شرمندگی ہوئی ہو۔

"تم تو نفرت کرتے تھے اسامہ مجھ سے تم نے ہی کہا تھا آئی جسٹ بلڈی ہیٹ یو......"

وہ اسے اتار کر دیکھنے لگا جو اپنی آنکھیں جلدی سے صاف کرنے لگی تھی۔

”صبح! میری۔“

”نہیں اسامہ میں آ تو گئی تم سے ہنس کر نارمل انداز سے بات کی مگر تمہیں کیا لگتا ہے میں وہ سب بھول گئی۔ سب کچھ جو تم نے مجھے چھوڑ جانے سے پہلے کہا تھا ابھی تک ہانٹ کرتے ہیں کانوں میں، نیند سے محروم ہو گئی تھی میں، میں شکوہ نہیں کرنا چاہتی تھی اسامہ۔“

نور کہتے ہوئے ایک لمحے کے لیے رکی پھر اسے دیکھا جو اسے ہی سن رہا تھا جیسے وہ چاہتا تھا وہ بولے اپنا دل کھولے کیونکہ اسے یقین تھا نور صبح اپنا دل کم سے کم اس سے نہیں چھپائے گی۔

”میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی تھی، تمہیں اپنا سب کچھ مان چکی تھی، تم نے جب کہا تھا کہ کسی کو میری پرواہ نہیں، سب بھائی کی خاطر مجھ سے جان چھڑا چکے ہیں تو میں مان چکی تھی میں جو کسی کی بات کا یقین نہیں کرتی تھی، اچانک سے تمہارے کہے ہوئے ایک ایک لفظ کو ماننے لگی، میں اس دن سے تمہیں اپنا سب کچھ مان چکی تھی کہ صبح روتی کیوں ہو کیا ہوا، اگر تمہارے گھر والے نہیں ہیں، کیا ہوا انہیں اگر قدر نہیں ہے مگر اسامہ تو ہے نا، جب میں نے تم سے کھانے کی ڈیمانڈ کی تھی مجھے پتا تھا تم نہیں لے کر دو گے پر اچانک سے تم نے گاڑی روکی اس کے بیس منٹ بعد تم آئے تم جان نہیں سکتے اسامہ تم میرے لیے اس دن سے سپیشل ہو گئے کہ میرے کہنے پر وہ شخص بنا کچھ کہے رکا اسے کیا ضرورت تھی۔ بھوکی رہتی اس کی بلا سے مگر تمہارے اندر کی اچھائی نے تمہیں یہ سب کرنے پہ مجبور کیا، دوسری بار میں تمہارے قریب تب ہوئی تھی جب تم غلط نیت سے میرے قریب آ رہے تھے، تم کچھ بدلا لینا چاہتے تھے، تمہارے اٹھتے ہاتھ جب ایک دم ساکت ہوئے تھے، جب تمہاری ان آنکھوں میں نمی نکلی تھی تب مجھے پتا چل گیا میرے دل نے گواہی دے دی کہ صبح اس سے زیادہ اچھا اور دل کا صاف بندہ کوئی ہو نہیں سکتا میری چھوٹی سے معصوم سی سچی محبت تو اس دن سے شروع ہو گئی تھی۔ واقف تو تب ہوئی تھی جب تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے، مجھے لگا جتنا بھی لڑوں، جتنا بھی تنگ کروں تم اسامہ تم مجھے سب کی طرح چھوڑ کر نہیں جاؤ گے، تم اپنی صبح کو نہیں چھوڑو گے مگر تم ایک کمزور لمحے میں آ گئے۔ اسامہ مجھے شکوہ تھا اور کروں گی کیونکہ میں اب بھی تمہیں اپنا مانتی ہوں تمہارا مجھے نہیں پتا، پر جانے سے پہلے یہ نفرت کا اظہار تو نہ کرتے، بھلے کچھ نہ کہتے تم یہ سمجھے یہ ہماری

دوری کے لیے بہتر ہوگا مگر نہیں اسامہ وہ لمحہ میرے لیے ایک ہجر کا لمحہ تھا۔اب جس سے اتنی محبت کرتے ہو محبت بھی نہیں عشق میں اس سے بھی انکار نہیں کروں گی اور اس شخص سے عشق جو آپ کا سب کچھ ہو جس کے ساتھ آپ اپنی زندگی گزار رہے ہو اور امید بھی یہی ہو کہ وہ شخص آگے بھی آپ کے ساتھ رہے گا۔میری زیست کا حاصل تم تھے اسامہ،اور تم نے چھ سال مجھے میری زیست کے حاصل سے محروم رکھا میرے چھ سال مجھے واپس کردو اسامہ تب میں کھلے دل سے معاف کروں گی تمہاری نفرت کے الفاظ بھی بے معانی ہو جائیں گے اگر تم میرے چھ سال کے ایذا کو مٹا دو۔‘‘

شدت سے کہتے ہوئے اس کا دل بھرا گیا۔اسامہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا پھر اس کے گرد بازو پھیلا کر اپنا فراغ سینے میں کھل کر رونے کی اجازت دی مگر صبح نے نم آنکھوں سے زور سے مکے مارے۔

’’خاموش کیوں ہو گئے، جواب نہیں تمہارے پاس مجھے اپنی محبت میں مبتلا کر کے پھر ہلکی سی نفرت کی کوشش کر کے تم نے سب سے بڑا جرم عائد کیا ہے تمہیں سزا ملنے چاہئے وہ بھی سخت سے سخت سزا۔‘‘

اسامہ اداسی سے مسکرا پڑا۔

’’سزا تو تمہیں بھی ملنی چاہیے اپنی معصوم شرارتوں، بھولے پن، صداقت سے میرا سخت دل پگھلا دیا اس کے بعد وہ دل کسی اور کے حوالے کرنے کی اجازت بھی نہ دی تمہیں تو عمر قید ہونی چاہیے وہ بھی میرے سنگ۔‘‘

صبح نے اس کو بازو پہ زور سے چٹکی دی۔

’’کبھی نہیں میں اتنی آسانی سے نہیں مانگوں گی مجھے میرے چھ سال سود سمیت واپس چاہئیں۔‘‘

’’کہاں سے لاؤں میں وہ چھ سال؟‘‘

وہ اب حیرت اور پریشانی سے دیکھنے لگا۔

’’ہاں خود تو مزے سے چھ سال گزار لیے، مجھے تو اپنی سحر میں جکڑ کر نیند سے محروم کر دیا اسامہ تم بہت برے ہو مجھے گھر چھوڑو مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ بس ڈیل پوری ہوئی۔‘‘

وہ ناراضگی سے کہتی ہوئی جانے لگی جب اسامہ نے تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑا اور وہ اپنی نمی سے بھری آنکھیں لیے مڑی۔

http://sohnidigest.com

وہ اب اس کا چہرہ اٹھا کر اس کی نمی کو صاف کرتے ہوئے بے بسی سے مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"مجھے تو اچھی طرح جانتی ہو صبح، اتنا شاید مجھے میرے پیدا کرنے والوں نے نہیں جانا پھر بھی یہ کہہ رہی ہو کہ میرے منہ سے نکلا نفرت کا لفظ اس سے ثابت کرتا کہ میں تم سے نفرت کرتا ہوں۔ نہیں صبح مجھے اظہار کرنا ہی نہیں آتا۔ اس میں تھوڑا کوڑا ہوں مگر اگر میرے دل نے دھڑکنا شروع کیا ہے اگر میں زندگی میں لوٹا ہوں تو صرف تمہاری وجہ سے، مجھے پتا ہے چھ سال کے اندر تم پر کیا گزری مگر یہ بھی تو دیکھو تمہیں تمہاری آپی کا پیار ملا ہے، دین بھائی کی باپ جیسی شفقت، سفائر جیسی خوبصورت بھانجی جس سے تم نے اپنے خالہ والے ارمان پورے کیے اور بھی بہت سے لوگ تھے میرے ساتھ رہ کر تم ان سب سے محروم رہ جاتی۔ ان خوشیوں، ان دنوں سے محروم ہو جاتی میں تو تمہارا پھر سے ہو جاتا مگر تم ان پلوں کو دوبارہ سے انجوائی نہ کر پاتی اور مجھے یہ گوارا نہیں تھا جن چیزوں سے میں محروم رہا ہوں وہ صبح بھی رہے۔"

صبح اس کی باتوں میں جیسے کھو سی گئی تھی، مسکرائی اور اس کے داڑھی والے گال کو ہاتھوں سے چھوا پھر اس کی ٹائی کو ٹھیک کرتے ہوئے اسے دیکھا۔

"ایک بات بتاؤ وہ جو تمہیں فون کرتی تھی لڑکی اس نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا۔"

اسامہ ایک دم اس کے پیارے سے جواب کا منتظر تھا اچانک اس کے یہ کہنے پر ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب کس کی بات کر رہی ہو۔"

"صبح سے کوئی بھی چیز چھپ نہیں سکتی میں آپ کی یونی فیلو کی بات کر رہی ہوں جو آپ کو فون کیا کرتی تھی۔" اسامہ دنگ رہ گیا پھر سنبھلتے ہوئے بولا۔

"ہاں ہاں تو...... نہیں تمہاری برتھ ڈے سے پہلے اس کی مسڈ کال آئی تھی مگر میں نہیں اٹھائی اس کے بعد سے مجھے حیرانگی اس کے فون آنا بند ہو گئے۔" اس نے صبح کی شرارت بھری آنکھوں کو دیکھا وہ اب مسکرا رہی تھی۔

"کیسے اٹھاتی کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا تم میرے ہزبنڈ ہو۔"

"تم نے کیا کیا؟" اسامہ کا حیرت سے منہ کھلا۔

"بس اتنا بتایا اسامہ کی میں بیوی ہوں آپ کون بول رہے ہو پہلے تو وہ بولی تمہاری آواز بچوں جیسی ہے کون

سا مذاق ہے میں نے ساری سٹوری سنادی اور پھر فون میں ایسا سناٹا چھایا شاید ہی کسی ہارر فلم میں چھایا ہو۔" وہ کھلکھلا کر بتانی لگی اسامہ پہلے اسے ہونق سا دیکھنے لگا پھر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"او گاڈ صبح تب ہی کہوں وہ مجھے اتنی عجیب نظروں سے کیوں دیکھ رہی تھی۔ وہ کیا پورا یونی ایسے دیکھ رہا تھا جیسے میں عنقریب ان کا خون کرنے والا ہوں۔ مجھے کیا پتا تھا اس ویمپ نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے۔" وہ اس کی کھل کر ہنسنے پر مسکرائی تھی پھر کہنے لگی۔

"ویسے ہیڈ اینڈ شولڈر سے سر دھونے لگے ہو کہ مزاج میں خشکی کم محسوس ہو رہی ہے۔"

اسامہ ایک دم ہنستے ہوئے ہلکی سے گھوری سے اسے نوازنے لگا۔

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔"

اس نے صبح کے بال بگاڑے، اس نے اسامہ کو مارنا شروع کر دیا۔

"ارے ارے۔"

"مجھے یاد آیا تم نے مجھے بہت تنگ کیا اس کے بدلے یہ لو۔"

تیزی سے مکا مارنے لگی۔

"پاگل ہو گئی لڑکی کوئی مینٹل ہاسپٹل بھی نہیں ہے جو تمہیں چھوڑ آؤں۔"

وہ اس جیری سے بچنے کے لیے بھاگا کیونکہ اس کے مکے بہت بھاری تھے۔

"واؤ یہ اتنا بڑا گھر تم نے لیا ہے۔"

وہ اسے ڈنر کروانے کے بعد اپنے گھر لے آیا تھا۔ حیرت کی بات ہے نہ آپی کی کال آئی تھی نہ ہی جیسمین کی۔ اس لیے اس نے بھی کوئی پرواہ نہیں کی تھی۔ وہ اب اتری تھی تو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ کسی ونڈر لینڈ میں آ گئی ہو۔

"گھر کو چھوڑو آؤ کل شیر سے ملتے ہیں ابھی ایگزامز کی تیاری کر رہا ہو گا بیچارا ٹینشن میں ہو گا تمہیں دیکھے گا تو خوشی سے پاگل ہو جائے گا۔"

"گل شیر کیا پڑھ رہا ہے۔"

"گل شیر پی ایچ ڈی کر رہا ہے۔"

ایک دم وہ رک کر حیرت سے اسامہ کو دیکھنے لگی۔ اسامہ اس کی حیرت بھانپ گیا۔

"گل شیر نے پرائیویٹ ایگزامز دیئے تھے ایف ایس سی کے جب تم آئی تو وہ فارغ تھا پھر وہ تمہارے جانے کے بعد میرے ساتھ اسلام آباد آ گیا۔ میرے ہی کہنے پر اس نے اکنامکس میں آڈمیشن لیا پھر بعد میں وہ ٹاپ کرنے کے بعد لمز چلا گیا۔ ماسٹر کرنے اور اب میرے ہی زبردستی کرنے پر اس نے شروع کیا! انداز پہ کبھی جج نہ کرنا وہ اپنوں کے ساتھ ایسے ہی بولتا ہے ورنہ تم اس کی انگریزی سنو تو دنگ رہ جاؤ۔ میری کمپنی کا جنرل مینیجر ہے۔"

"او مائی گاڈ! گل شیر کام ایسا کرتا تھا تو مجھے لگا وہ پڑھا بھی نہیں ہوگا۔"

"بس اب تم دیکھنا اسے اپنے کمرے میں ہی ہوگا۔"

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اوپر لے کر آیا۔

"ہائے یہ منحوس پی ایچ ڈی کھا گیا مجھے۔ لالہ نے خود نہیں کیا مجھے گھسیٹ دیا۔"

وہ نوٹس بنانے میں مصروف بڑبڑا رہا تھا جب اچانک سے دروازے کے کھلنے پر سر اٹھایا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"شیرے! پہچان کون آیا۔" اسامہ کے کہنے پر صبح بھی اس کے پیچھے اندر آئی تو وہ بھی گل شیر کو دیکھ کر دنگ رہ گئی، کہاں ٹوپی اور سادے شلوار قمیض میں ملبوس اس کا دوست گل شیر اس وقت ریڈ ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں ملبوس کلین شیو اور ماڈرن ہیر کٹ میں اسی کمیونٹی کا حصہ لگ رہا تھا۔

"او تیری! گل شیر......" صبح خوشی سے اسامہ کو دیکھتے ہوئے بولی جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو آیا یہی ہے۔

"جی بی۔"

وہ حیرت سے اٹھا۔

"یہاں تو ٹرانسفورمیشن ہو گیا واؤ۔"

وہ اسامہ کے ساتھ چلتی اس کے پاس آئی۔

”ہیری نے تمہاری فوٹو دیکھی تھی پہلے والی اگر اب دیکھ لے تو وہ دنیا سے اٹھ جائے گا۔“

اسامہ نے گھورا اس وقت اس کا کیا ذکر۔

”اچھا! کب لی۔“ گل شیر کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کہے۔

”ارے میرے دو فون تھے نا آئی پوڈ تو رہ گیا مگر فون تو تھا میں نے تمہاری لی تھی اور اسے دکھایا تھا یہ میرا دوست ہے تو وہ ہنسا تھا پریشان نہ ہو، بڑی دھلائی کی تھی اس کی ویسے او ایم جی آئیم سو ہپی گل شیر تم تو کوئی ماڈل لگ رہے ہو۔“ صبح کا بس نہیں چل رہا تھا ابھی گل شیر کی تصویر لے کر کسی میگزین کو دے آئے، گل شیر کا چہرہ سرخ ہو گیا اس کے انداز پہ اسامہ ہنس پڑا پھر کہنے لگا۔

”اچھا بس بس تعریفیں مت کرو ورنہ شادی کروانی پڑ جائے گی مجھے اس کی۔“

”ویسے بی بی! لالہ نے مجھے انجوائی کرنے کے بجائے پی ایچ ڈی کا بوجھ ڈال دیا یہ تو کسی کو نہیں چھوڑتے سب کو ماسٹر سے کم ایجوکیشن کی اجازت نہیں ہے۔“

”اس چچی کو تو رہنے دو وہ چھڑی سے مارتا تھا یہ پڑھا پڑھا کر مارے گا۔“ صبح نے اپنے چچی کو ایسا دیکھا کیونکہ واقعی زیادتی تھی شیر پر، اسامہ اس کی گھوری خاطر میں لائے بغیر وقت کو دیکھنے لگا پھر کچھ یاد پڑتے ہوئے بولا۔

”تم دونوں باتیں کرو میں ابھی ایک چھوٹی سی بیس منٹ کی میٹنگ کر کے آیا۔“

”اس ٹائم کون سی میٹنگ؟“ صبح نے ٹائم دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں رات کے تین چار بجے بھی ہوتی ہے یہ ٹائم تو کچھ بھی نہیں ہے لالہ بہت مصروف بندے ہیں۔“ اسامہ کے بجائے گل شیر نے کہا۔ اسامہ فون نکال کر نمبر ملاتے ہوئے چلا گیا۔

”بڑے مصروف۔ مجھے تو لگ رہا تھا تمہارے لالہ جیسا فارغ بندہ اس دنیا میں ہے نہیں۔ اتنا بھی کوئی ویلا ہوتا ہے۔“

گل شیر کے چہرے پہ تبسم پھیلا۔

”وہ تو آپ کو امپریس کرنا تھا، ورنہ سچ پوچھیں تو چوبیس گھنٹے میں سے ایک گھنٹا ہی وہ صرف اپنے لیے نکال پاتے ہیں اور آپ کے ساتھ دو ہفتے گزارنے کی خاطر تو پچھلے دو مہینے تک نون سٹاپ ورک۔“

وہ اب بیٹھ کر باتیں کرنے لگا۔ باتوں میں صبح نے اس کا انداز دیکھا تھا بالکل پڑھے لکھوں والا تھا مگر زبان صبح کے ساتھ ایسی تھی پٹھانوں والی سادگی سے بھرپور۔

”کتنے چھپے رستم ہو، تم تو اتنے پڑھے لکھے نکلے مگر ایکسنٹ ابھی تک قائم رکھا اپنا۔“

گل شیر اس کی بات سنتے ہوئے کہنے لگا۔

”بس کیا کروں بی بی، ایسی بولتا ہوں ایک تو عادت ہے اوپر سے، اس طرح بولنے پر مجھے اپنی حیثیت نہیں بھولتی کہ میں آخر ہوں کیا، خیر آپ اتنی دیر سے آئی ہیں آپ سے چائے پانی کا نہیں ہوچھا، آپ کے لیے کیا منگواؤں؟“

”نہیں ابھی کھانا کھایا ہے میں نے بالکل فل ہوگئی ہوں، میں یہاں باتیں کرنے آئی ہوں کھانے پینے نہیں۔“

”ویسے اسامہ لالہ سے صلح ہوگئی؟“

”کیوں نہ ہوتی صلح؟ میں کیا بہت مشکل کیسی تھی۔“

”لالہ کے لیے تو آپ بہت بڑا مسئلہ تھی۔ انہیں لگا آپ اتنی آسانی سے نہیں مانیں گی، پلیننگ تو ایسے کرر ہے تھے جیسا بہت بڑا معرکہ مارنا ہے مگر یہ تو اتنی آسانی سے کام بن گیا جیسے اسامہ لالہ نے آپ کو ٹوٹی دی اور آپ ایک بچے کی طرح اس لالچ میں ان کی بات مان گئیں۔“

صبح نے پہلی گھوری دکھائی پھر اپنی چھپی مسکراہٹ کو نہ چھپا سکی۔

”میرا اور اس کا رشتہ ہی ایسا ہے کہ ایک چھوٹا بچہ کسی بڑے کا ہاتھ تھام لیتا ہے اور بنا کچھ سوچ سمجھے اس کے ساتھ چل پڑتا اسے صحیح غلط کا فرق نہیں پتا ہوتا۔ جس بندے کے ساتھ آپ جار ہے ہیں وہ آیا آپ کے لیے بہتر ہے کہ نہیں مگر ان کے ہاتھ کی گرمی آپ کو سکون بخشتی ایک عجیب سی تحفظ کا احساس دلاتی ہے اور آپ ان کی سنگ ساری زندگی چلنے کے لیے تیار ہو جاتے ہو اور ان کے ہاتھ جیسے ہی آپ سے الگ ہوتے ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے

کسی میلے میں کھو گئے ہو، اب بھٹک گئے ہو آپ کو راستہ نہ مل پا رہا ہو اور آپ انہیں پکارنے لگ جاتے ہیں کہ کہاں غائب ہو گئے۔ یہی چیز میرے ساتھ چھ سال پہلے ہوئی تھی اور میں ان چھ سالوں میں کسی میلے جسے ہم دنیا کا نام کہتے ہیں بھٹکتی رہی اس کی تلاش کرتی رہی جو میرا سب کچھ تھا اور اس تلاش میں جب مجھے وہ مل گیا اس کا ہاتھ اس کی گرمی نے مجھے ایک بار پھر تحفظ کا احساس دلایا جس میں محبت اور بہت سے جذبے شامل تھے تو میں کیوں انکار کرتی، کیوں جھٹکتی وہ ہاتھ اور آج مجھے میرا اصل مل چکا ہے تو اس چیز سے کیا لڑنا کیا ناراض ہونا۔"

وہ اتنی گہرائی میں چلی گئی تھی گل شیر نے سوچا نہیں تھا کہ یہ نور صبح ہی بول رہی ہے وہ حیرانگی سے اسے تکتے بالآخر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ تو آپ نے بالکل ٹھیک کہا ہے بی بی واقعی آپ دونوں کا رشتہ ایسا ہے اور جو آپ نے بات کی اس بات میں یہ بھی بتا تا چلوں کہ اسامہ لالہ کا بھی حال آپ کے کھونے سے ایسا تھا کہ انہوں نے کسی قیمتی متاع کو کھو دیا ہو اور وہ ایسی بھٹکی ہوئی روح بن گئے جن کو نہ رات کو چین تھا نہ دن کو بس ایک خوش باش والا ماسک پہن کر زندگی گذار رہے تھے اوروں کے لیے اپنا آپ وقف کر دیا اور آج ان کے چہرے پہ خوشی کے اصل رنگ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ نہ صرف انہوں نے ہم سب نے آپ کو بہت مس کیا تھا بی بی آپ واقعی ہمارے گھر اور زندگی کی رونق تھی۔" گل شیر کے خلوص اور محبت نے اس کی آنکھیں نم کر دیں اور اس کا دل موم ہو گیا کہ کتنے سارے لوگ ہیں جو اسے چاہتے ہیں مگر وہ ایموشنل نہیں ہونا چاہتی تھی اس لیے تیزی سے بات بدلنے کے لیے ہنستے ہوئے بولی۔

"خیر اب میں اپنے گھر آئی ہوں تو اچھی سی کافی پلاؤ پھر گپیں مارتے ہیں ایک ایک ڈیٹیل بتانا مجھے سب کی ان گزرے چھ سالوں میں کیا کیا ہوا ہے۔"

گل شیر بھی اس کی کیفیت سمجھ گیا اس لیے مسکرا کر اٹھا۔

۞......۞......۞

"نور صبح کدھر گئی ابھی تک نہیں آئی۔"

ثمرن، جیسمین کے پاس آئی تھی جبکہ دین سفائر کو سلانے لے گیا تب صبح کے بارے میں پوچھا۔ جیسمین کا

چونکہ ٹیسٹ چل رہا تھا اس اس کا دھیان نہیں گیا تیاری کے چکروں میں۔

”کہاں ہے، کال کی تم نے ایسے چلے جانا ٹھیک ہے مگر میں آٹھ بجے کے بعد افورڈ نہیں کر سکتی اس کا باہر رہنا دماغ تو نہیں خراب اس کا۔“ ثمرن برہم ہو رہی تھی کہ اچانک صبح کی آواز پر مڑی۔

”میری برائیاں سامنے کر لیا کریں پیٹھ پیچھے کیوں لگی رہتی ہیں آپی۔“ وہ اپنے جوتے اتار کر اب کچن کی طرف گئی اس کو اتنا تیار اور مشرقی روپ میں دیکھ کر ثمرن کو جھٹکا لگا کیونکہ وہ بہت کم ہی شلوار قمیض پہنتی تھی۔

”کدھر تھی تم؟“

صبح نے پانی کا گلاس ڈالا۔ تب ثمرن اس کے پیچھے آتے ہوئے بولی۔

”پارٹی تھی۔“ وہ پانی کا سپ لیتے ہوئے بولی۔ اسامہ میٹنگ میں بزی تھا اس لیے اسے بنا بتائے وہ پیدل ہی آ گئی کیونکہ گھر بالکل قریب تھا۔

”کون سی پارٹی۔“ مشکوک نظریں اس کے سراپے کی طرف گئیں۔

”میں گھر آئی تھی آپ موجود نہیں تھی ورنہ آپ کو بتا دیتی۔“ عام سے لہجے میں کہتے گلاس رکھنے لگی۔

”فون تو کر سکتی تھی نا۔“

”آپی ہمیشہ جاتی ہوں آج اتنی تفتیش کیوں کر رہی ہیں ہیری آیا تھا مجھے لینے۔“

”میرا سوال کچھ اور تھا صبح جواب تم کچھ اور دے رہی ہو۔“

”آپی مجھے اس وقت نیند آ رہی ہے صبح بات کرتے ہیں۔“

”نہیں مجھے بتاؤ کون سی پارٹی تھی۔“ ثمرن کو جیسے ضد سے ہو گئی۔

”میری کلاس فیلو کی شادی ہونے والی ہے تو وہ پاکستان جا رہی ہے میں اس لیے تیار ہوئی ورنہ آپ جانتی ہیں۔“

”ربیکا اور ہیری کے علاوہ اور کون دوست ہے تمہارا! کسی کے لیے تم کبھی نہ جاؤ۔“

”موشم!! سفائر نے شور ڈالا ہوا ہے۔“

صلاح الدین کی اوپر سے اونچی آواز آئی۔ نور صبح نے شکر کا سانس لیا اور پھر شکر مناتی وہ ثمرن کے سامنے

سے گزر گئی ثمرن مڑ کر اسے جاتا ہوا دیکھنے لگی اسے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا پھر صلاح الدین کے دوبارہ پکارنے پر مڑ گئی۔

وہ اپنے کپڑے تبدیل کر کے بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹ کر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی وہاں موجود شخص کو دیکھ کر اچھلی پھر ایک دم سنبھل کر اسے گھورتے ہوئے تیزی سے کہنے لگی۔

''میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو۔''

اسامہ نے چکی کو اٹھایا ہوا تھا تب صبح کے بولنے پر بے اختیار مڑا بل تو اس کے ماتھے پہ بھی آ گئے۔

''تم ایسے کیسے چلی گئی میرا انتظار کرتی۔''

''ہاں تاکہ تیسری جنگ شروع کروا دیتی۔''

وہ ایک بار پھر اپنے ایک دم کھلنے والے بالوں کو دوبارہ جوڑے کی شکل میں لپیٹنے لگی اور بستر پر دھڑم کر کے بیٹھی۔ اسامہ اسے دیکھنے کے بعد اپنے ہاتھوں میں موجود چکی کو دیکھنے لگا پھر دل شکن انداز میں مسکرایا۔

''ویسے یہ چکی کو دیکھ کر کیسے سو جاتی ہو۔ او سوری میں تو بھول گیا تم خود ایک بھوتنی ہو۔''

اس کی بات پر صبح نے تکیہ اٹھا اور زور سے اسے مارا اسامہ ہنس پڑا۔

''تمہیں بھی تو دیکھ کر سویا کرتی تھی۔''

وہ رک گیا۔ وہ بھی رک سی گئی۔ کہتے کہتے جیسے پل منظر کے سامنے آ گئے تھے اور وہ اپنے ماضی میں جیسے پہنچ چکے تھے وہ چلتے ہوئے اس کے سامنے آیا اور بیٹھا۔

''شادی کرو گی مجھ سے؟'' وہ نرمی سے اس کی آنکھوں میں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ پتا نہیں یہ بات کیسے اس کے منہ سے نکلی تھی۔ وہ دونوں ہی اس بات سے حیران تھے اچانک ہی صبح نے اسے گھورا اور مکا لہرا کر اس کے کندھے پہ مارا۔

''یہ کیسا سوال ہے؟ اور اتنا بورنگ پروپوزل۔ گاڈ اسامہ دل خراب کر دیا ہے جاؤ یہاں سے۔''

وہ اب کمبل اٹھا کر لیٹنے لگی۔

''تو کیسے پروپوز کرتے ہیں؟ ویسے بھی ہماری شادی ہو چکی ہے۔'' وہ تھوڑا سا پیچھے ہوا تاکہ وہ کمبل اپنے

اوپر اوڑھ لے۔

''وہ بھی کوئی شادی تھی بھلا نہیں مجھے آپی والا کام ہرگز نہیں کرنا۔ مجھے دھوم دھام سے شادی کرنی ہے ورنہ پھر ساری زندگی ایسے اکیلے بیٹھے رہنا۔''

''ابھی آپی کے کمرے میں جاؤں رشتہ مانگنے۔'' وہ دل شکن انداز میں مسکراتے ہوئے اٹھا۔

''ہاں ہاں جائیں، پھر میں آپ کی سوجی ہوئی آنکھ کی ذمہ دار نہیں ہوں گی اچھی خاصی شکل ہے آپ کی بگڑ جائے گی اور پھر مجھے بگڑے ہوئے شکل کے آدمی سے شادی ہرگز نہیں کرنی۔''

''خیر جلدی تو مجھے بھی نہیں ہے ویسے پہلی ڈیٹ پہ ہی پروپوزل، آرام سے اپنے پڑھائی مکمل کرو۔ سفو کو بھی تھوڑا سا بڑا ہونا ہے اور۔ تب تک اس کے اور بہن بھائی بھی ہو جائیں گے اس کے بعد......''

وہ رک گیا کیونکہ وہ آنکھیں بند کر کے تقریباً سو گئی تھی۔ وہ بھی اتنی جلدی چھ سالوں میں صبح کی آنکھ لگ گئی بنا نیند کی گولی استعمال کیے اور وجہ اسامہ تھا جو اس کی زندگی میں آسودگی کا باعث تھا۔ اسامہ اس کے پر سکون اور معصوم چہرے کو دیکھتا رہا پھر مسکرا کر اٹھ گیا۔ اس پر کمبل درست کرتا جیسے وہ ہمیشہ اس کے بے ترتیبی سے سونے پر کیا کرتا تھا۔ اس کے گال ہولے سے تھپکا کر وہ مڑ کر چچی کو دیکھنے لگا تو مسکرا پڑا بس اب اس کو کوئی فکر نہیں تھی اس کی صبح راضی ہو گئی باقی وہ سب سنبھال لے گا۔

''ارباز کی کونوکیشن سرمنی ہے دو دن بعد چلنا ہے میرے ساتھ۔''

وہ اب سفارئر کو کوٹ میں لٹا کر بستر پہ آئی تھی جب دین فون پہ مصروف اس کو آتا دیکھ کر بولا۔ ثمرن کا چہرہ یک دم سپاٹ ہو گیا جب جب اس کے خاندان کے ایک ایک فرد مورے یا خانم کے علاوہ کسی کے بارے میں سنتی تو وہ بگڑ جاتی۔ پتا نہیں لیکن اس کا بھی کوئی قصور نہیں تھا جب جب ان حویلی والوں کا ذکر ہوتا ایک ایک اس پر بیتا سب کچھ نظروں کے سامنے گھوم جاتا ہے اور اس کے جسم اور دل پہ لگے زخم پھر سے ہرے ہو جاتے ہیں۔

''نہیں آپ جائیں، جیسمین کا سکول ہے نور صبح کی بھی یونی ہے میری جاب ہے ویسے بھی طبیعت ایسی نہیں ہے ٹریول کر سکوں۔''

"صبح اور جیسمین رہ لے گی ویسے بھی ڈیئر یہ پاکستان تو نہیں ہے۔"

"پھر بھی دین دو لڑکیوں کو تنہا نہیں چھوڑ سکتی ان دونوں کی ماں اب میں ہوں اور ایک ماں ہونے کے ناطے میں کوئی رسک نہیں لے سکتی۔"

"اُف میری بیوی! اچھا ٹھیک ہے مگر پاکستان چلنا ہوگا دو ہفتے کے اندر اندر۔"

ایک دم ثمرن الرٹ ہوگئی۔

"کیوں؟" تیزی سے کہا۔ کیوں کی اُمید دین کو تھی اس لیے آرام سے بولا۔

"ارباز کی شادی فکس ہوگئی ہے منگنی ہوئی پڑی تھی اپنی خالہ کی بیٹی سے ارباز کی تعلیم بھی مکمل ہوگئی ہے اور اب اس کی شادی کریں گے۔"

"اور اور اس کی......"

وہ یہ سوچ رہی تھی ایسے مرد اور خاص کر روایتی خاندان والے مرد دوسری شادی کر بھی چکے ہوتے ہیں اگر پہلی موجود ہو یا نہ ہو دین سمجھ گیا بہن اس کو دینا بھی نہیں چاہتی اور بہن کی جگہ کسی اور کو سوچ کر گھبرا رہی ہے۔

"خانم سے جوتیاں نہیں کھانیں اسامہ نے اور ویسے بھی اس کا کہنا ہے اس کی شادی ہو چکی ہے۔"

اور ثمرن خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ ایک دم کچھ ہوا تھا اسے اس لڑکے نے ابھی تک شادی نہیں کی مگر کیوں شادی کی جھنجھٹ میں کوئی پڑے گا وہ ان کو تو مفت کا مال مل جاتا ہے ڈرامے باز اور دین اس کا ساتھ دیتے ہیں میں اب کچھ نہیں بولوں گی خواہ مخواہ ناراض ہو جائیں گے۔

"سن رہی ہو۔"

وہ ایک دم چونک کر دین کو دیکھنے لگی۔

"جی۔"

"میں کہہ رہا ہوں شاپنگ شروع کر دو ویسے بھی ثمرن انکار نہیں کرنا مورے بہت اداس ہو رہی ہیں۔ عمرے سے واپس آنے والی ہیں اس کی بھی مبارکباد دینی ہے اور دوسرا وہ سفائر کو دیکھنا چاہتی ہیں پیدائش پہ بھی وہ نہیں آسکی تھی۔"

"مگر دین۔"

"اگر موشم تم مجھ سے پیار کرتی ہو تو آج مجھے ثابت کر کے دکھاؤ" اس کی چیلنجنگ بات پہ وہ اسے گھورنے لگی پھر اس کے سینے پہ سر رکھ کر بولی۔

"محبت کو بھی بھلا ثابت کیا جاتا ہے۔"

"ہاں کیا جاتا ہے میں ہر منٹ ہر سیکنڈ کرتا ہوں مگر مجال ہے میری بیوی کبھی ثابت کریں۔" وہ اس کے بال سہلاتے ہوئے بولا۔

"دین مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے اس حویلی میں جانے کا دل نہیں کر رہا ہے۔"

"تم اس بار سنہری حویلی کو بہت مختلف پاؤ گی موشم۔"

"جانتی ہوں پر دل گھبراتا ہے میرا، میں آپ اور سفائر کو اپنوں سے دور بھی نہیں کرنا چاہتی جیسے میں اور صبح اپنے اپنوں سے دور ہوئے اس لیے اب جیسا کہیں گے میں تیار ہوں ویسے بھی آپ نے میرے لیے بہت کچھ کیا اور اس کے مقابل یہ بات ماننا کچھ بھی نہیں ہے آپ کے لیے جان دینا چاہوں تو دے سکتی ہوں۔"

دین ہنس پڑا اس کے آنکھیں چومتے ہوئے بولا۔

"بس بس یہی بہت ہے میرے لیے تھینک یو سو مچ موشی۔"

اور ثمرن کو اب اپنے سے زیادہ نور کی فکر لگ گئی اگر وہ اسامہ کو دیکھ کر پھر سے نہیں وہ اس وقت بچی تھی اور بچوں کو الفت سی ہو جاتی ہے پر اب وہ بڑی ہو گئی ہاں اسے کوئی دلچسپی نہیں ہوگی۔

خود کو پُرسکون کرتے ہوئے وہ آنکھیں موند چکی تھی مگر اسے کیا معلوم تھا جسے وہ الفت کہہ رہی تھی وہ الفت نہیں تھی بلکہ محبت تھی یا شاید اب وہ محبت کی سٹیج سے آگے نکل چکی تھی اور پاکیزہ عشق کبھی مٹتا نہیں وہ ہمیشہ روح میں بس جاتا ہے اور یہ اسامہ اور نور صبح کے دل میں بس گیا تھا۔

⁂......⁂......⁂

زور سے اخبار کو پٹخ کر پھینکا گیا۔

"اس خبیث خان کی اتنی جرأت مجھے ایکسپوز کرے، کہاں سے لایا ہے یہ خبر بتاؤ مجھے اتنی مشکلوں سے میں

نے کور کی تھی ساری میری عزت مٹی میں ملا دی۔"

ملک جلال کی دھاڑ سے پورا ملک ہاؤس ہل گیا تھا۔

"وہ جو عمارت بنا رہا ہے نا کیا نام ہے اس کا صبح فاؤنڈیشن ختم کر دو، ایک نشان نہیں رہنا چاہیے اس کل کے لڑکے نے کیا سمجھ لیا۔ یہ سب کر کے میں پیچھے رہ جاؤں گا ہرگز نہیں اب اس خان کے بچے کو میں بتاؤں گا کہ ملک جلال کون ہے دفع ہو جاؤ۔"

آنکھوں میں لالی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے خون آنکھوں سے نکل آئے گا ان کی آنکھوں میں کسی خون آشام درندے کا عکس دیکھ کر سب کے سب یہاں سے بھاگے کہ ان کا کوئی بھروسہ نہیں تھا ابھی گولیوں کی بارش کر دیتے۔

✿......✿......✿

وہ آپی کو جلدی سے پریکٹس کا کہہ کر گاڑی لے کر سیدھا اسامہ کے گھر پہنچ گئی۔ کار کو باہر ہی پارک کر کے وہ اتری۔ دیکھا تو گرے ٹریک سوٹ میں ملبوس اسامہ دی چکی اچھا ہزبنڈ بھاگتا ہوا اس طرف آ رہا تھا۔

"ارے تم۔"

"گڈ مارننگ ہزبنڈ۔"

وہ مسکرایا۔

"اتنی صبح صبح کس خوشی میں یہاں پہنچ گئی محترمہ۔" وہ اس کے سامنے کھڑا ہو کر مسکرا کر بولا۔

"کہ آپ مجھے اچھا سا ناشتہ بنا کر دو گے۔" وہ بھرپور کھلاہٹ سے بولی۔

"بس میرے سے دوستی شاید محترمہ نے کھانے کی وجہ سے کی تھی ورنہ شاید گھر والے کھلاتے نہیں کچھ بھی۔" وہ گھورتے ہوئے کہنے لگا۔

"اچھا باہر مت کھڑے ہو، چلو اندر اچھا سا بڑ چکن سینڈوچ بنا کر کھلاؤ پھر مجھے ہیری کو پک کرنا ہے، پھر یونی جانا ہے۔"

"آپی کو بتا کر نہیں آئی۔" وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولا۔

''آپی اتنا نہیں پوچھتی پر کل میری کلاس لینے لگی تھی خیر گل شیر اٹھ گیا۔''

''نہیں نماز پڑھ کر سو گیا تھا جبکہ میں جوگنگ کے لیے نکل گیا۔''

''آؤ میرے ہاں تو دین بھائی اٹھے ہوئے تھے وہ پاکستان کی بکنگ کروا رہے ہیں، مجھے جب پتا چلا تو میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا او گاڈ مجھے مظفر آباد جانا ہے میں نے اتنا مس کیا مظفر آباد کو کہ کیا بتاؤں۔ ویسے اس سے یاد آیا تم نے بتایا غزل ڈاکٹر بن رہی ہے تو وہ سلیم کا کیا ہوا؟ کیا بنا؟''

''سلیم کو جیل ہو گئی تھی مگر ایک مہینے کے اندر اندر وہ چھوٹ گیا۔ میری تو بھرپور کوشش تھی وہ سڑتا رہے مگر خیر غزل سے میں ڈائیورس دلوا چکا تھا۔ اس کی ساس ہمارے ہاں کام کرتی تھی یعنی وہ سمجھو ہماری ٹیلر تھی انہوں نے غزل کو اپنی بیٹی سمجھ کر رکھنے کو کہا مگر میں راضی نہ ہوا لیکن خانم نے اس کی ذمہ داری لے لی تو وہ ادھر ہی حویلی میں رہتی رہی مگر جب اس کی ساس کی ڈیتھ ہوئی تو دو سال پہلے میں نے اسے عیشا ہاؤس بھیج دیا۔''

''واؤ بہت اچھا ہو گیا وہ بہت گندا تھا بہت مارتا تھا اس کو ایسے انسان کو تو انسان بھی نہیں کہنا چاہیے ویسے عیشا ہاؤس کہاں ہے اور کس کا ہے۔''

اسامہ کافی مشین نکالتے ہوئے اسے دیکھنے لگا اور مسکرایا۔

''میرا ہے بلکہ میرا نہیں ساروں کا ہے غریب، یتیم، بوڑھے، لاچار ڈائیورسی اپاہج سب کا گھر ہے۔''

''کیا مطلب تم این جی او کا کام کرتے ہو تم ایک سوشل ورکر ہو۔'' نور کے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی

اسامہ ہنس پڑا پھر کافی مشین میں ڈالتے ہوئے بولا۔

''نہیں سوشل ورک شوخے لوگ کرتے ہیں میں بس ایک مسلمان ہوں اور ایک مسلمان ہونے کے ناطے اپنے بہن بھائی کی مدد کر رہا ہوں بلکہ خدا کا کام ہے میں تو ایک وسیلہ ہوں۔''

وہ سنجیدگی سے نور کو اتنا پیارا لگا تھا کہ وہ خود کو روک نہیں پائی تھی اور سیدھا جا کر اسے ہگ کر چکی تھی اسامہ ایک دم ہنس پڑا۔

Your the best Chucky I'm lucky to have you

وہ وہی تیرہ سالا والی صبح بن گئی جس کو اپنے دوست سے بے پناہ محبت تھی اس کی اندر کی چھپی اچھائی نے تو

نور کو اس کا دیوانہ بنایا تھا اس خول میں چھپے انسان میں ایک ہیرا تھا ہیرا بھی نہیں کو وہ نور کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

''خیر جلدی کرو پھر تم لوگوں کو پریکٹس کروا کے مجھے کسی اہم کام کے لیے جانا ہے۔''

''ویسے اتنا بزی شخص کے پاس پرنسپل ٹیچر بننے کا وقت کیسے آ گیا۔'' وہ اسامہ کا جبڑا پکڑ کر پیار سے ہلاتے ہوئے بولی۔

''بس تم جیسے ویمپ کے لیے تھوڑا سا خون جلانا پڑا۔ اف پاگل ہو گیا ہوں اتنی ہیک ٹک روٹین۔''

نور نے گھورا۔

''کبھی سیریس نہ ہونا تم۔''

''تم کبھی ہوئی ہو جو میں سیریس ہوں۔''

''پہلے والے اچھے لگتے تھے اور یہ ویمپ کو کس کہا، ابھی خون چوستی ہوں۔''

وہ دانت نکال کر اس کے قریب آئی کہ اسامہ ایک دم پیچھے ہوا۔

''لو آ گئی چڑیل میرے گھر پہلے ہی انیمک ہوں اور ختم کر دوں خون میرا۔''

''نہیں اب میرے اندر ویمپ موڈ آن ہو گیا ہے میں تو اب تمہارا خون پیوں گی۔''

وہ ہنستے ہوئے اس کے پیچھے دانت نکال کر آئی۔

✿......✿......✿

وہ نیٹ پہ بال گرا کر مڑی تو رک گئی۔ قاسم کھڑا ہوا تھا۔ لمبا اونچا مہنگے لباس میں ملبوس ہینڈسم قاسم اس کے سامنے موجود تھا۔

''ابھی چھٹیاں ہوئی تمہاری پھر سے یونی کھل گئی۔''

''تم یہاں کیا کر رہے ہو۔''

صبح کے ماتھے پہ بل پڑ گئے۔

''سویٹی بھول کیوں جاتی ہو کہ یہاں کی ٹیچر میری بیسٹ فرینڈ ہیں۔''

''بیسٹ فرینڈ یا گرل فرینڈ؟''

صبح آنکھیں گھماتے ہوئے جھک کر بوتل اٹھانے لگی۔

''کیوں تمہیں جیلسی ہوتی ہیں۔''

صبح ہنس پڑی۔

''یار شہزادے جاؤ اپنا کام کرو میں تمہاری شکل دیکھنا نہیں پسند کرتی اور جیلسی۔''

''ہاں سمجھ سکتا ہوں یہی چیز تو تمہاری پسند ہے مغرب کے روپ میں چھپا تمہارا مشرقی حسن تمہاری حیا اور تمہاری کم عمر مجھے تمہارا دیوانہ کرتی ہے۔''

''ہاں بالکل صحیح کہا، ساری باتوں کی ایک بات میری حیا مجھے اجازت نہیں دیتی اور رہی بات جیلسی کی تو میں صرف اپنے شوہر کے لیے ہو سکتی ہوں کیونکہ اس کا حق صرف مجھ پر ہے میں یہاں غیروں کے لیے پوزیسو یا جیلس۔ ہونہہ!

''ہاں تو یہ شوہر بننے کا حق مجھے دے دونا۔''

''سوری میں حق کسی کو بہت پہلے دے چکی ہوں۔''

وہ کہنا چاہتی تھی پھر یہ بھی تھا آپی کو پتا چل جائے گا مگر نہیں جب وہ شادی شدہ ہے تو وہ کیوں انکاری ہو۔

''سوری میری بہن نے یہ بات چھپائی ظاہر ہے تم بھی پوچھو گے پھر وہ ہے کہاں لیکن بتاتی چلوں میں میرڈ ہوں۔''

ایک دم قاسم کو جھٹکا لگا۔

''واٹ؟''

''جی اور یہ ابھی کی بات بھی نہیں ہے چھ سال پہلے کی اور میرا نکاح دین بھائی کے کزن سے ہوا تھا۔''

''تم مذاق کر رہی ہو میرے سے جان چھڑانے کا اچھا طریقہ ہے صبح اور مجھے ایسے مذاق نہیں پسند۔''

وہ تو جیسے غصے میں آ گیا۔

''مجھے مذاق پسند ہے بہت زیادہ مگر بات اگر میری پرسنل پہ آتی تو اس میں کوئی مذاق نہیں کرتی اور آپ کو مسئلہ ہے تو میں ابھی اپنے شوہر سے ملاقات کروا دیتی ہوں۔''

''سٹاپ اٹ نہ کرنے کے لیے تم اتنا گر سکتی ہو جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے صبح مگر اب نہیں بہت تم سے بات کر لی مگر اب میری ماں اور بہن آئے گی تمہاری بہن سے رشتہ مانگنے اور تمہاری بہن انکار ہرگز نہیں کرے گی۔''

''اب میرا جوتا اٹھ گیا نا قاسم تو تمہاری بدنامی ہو گی۔ میں لحاظ نہیں کروں گی میں نے بتایا نا میری شادی ہو گئی ہے، ہو گئی ہے۔ کتنی بار بتاؤں اور بولا بھی ہے کہ میں ملواتی ہوں پھر بھی تمہیں لگ رہا ہے۔'' وہ اب غصے سے بولی تھی پھر تیزی سے اسامہ کے کمرے کی طرف بڑھی مگر پتا چلا وہ کب کا چلا گیا۔ وہ اب اپنا فون نکال کر کال ملا رہی تھی اس نے فون کاٹ دیا اس کو غصہ آیا۔

''فون اٹھاؤ۔'' اس نے ٹیکسٹ کیا وہ جیسے سینڈ کا بٹن دبانے لگی فوراً میسج آ گیا۔

''میٹنگ میں بزی ہوں بعد میں بات کرتا ہوں۔''

وہ اب پرسکون ہو گئی ویسے بھی شادی ہو چکی دوسرا آپی اس پر زبردستی نہیں کرے گی تھوڑا غصہ ہو گی پھر مان جائے گی۔

⁂......⁂......⁂

''آپ جواب کیوں نہیں دے دیتیں۔''

ثمرن نے حیرت سے ان کو دیکھا پھر پریشانی سے ان کی لائی چیزوں کو وہ سوچ نہیں سکتی تھی ان کے خاندان والے صبح کو اپنے بہو منانے کے لیے تیار ہیں مگر وہ فیصلہ کیسے ایک دم کرتی۔

''مجھے بہت خوشی ہوئی آپ لوگ آئے مگر ہماری حیثیت کا تو پتا ہے آپ کو۔''

''دیکھو ثمرا! ہم نے تم سب کو اپنا فیملی ممبر سمجھا کبھی بھی یہ نہیں سمجھا تم ہمارے پائلٹ کی بیوی ہو بلکہ اپنی بیٹی کی طرح مانا ہے اسی طرح صبح کو بھی اور میرے بیٹے کی پسند ہے وہ تو میں چاہوں گی میرے بیٹے کی خواہش پوری کروں آخر اکلوتا بیٹا ہے میرا۔''

شہزادی بیتا نے اس کا ہاتھ تھاما، ثمرن مسکرا پڑی۔

''یہی چیز تو مجھے آپ کی پسند ہے جنبل ہیں آپ مگر مجھے دین سے بات کرنے دیں اس کے بعد صبح سے بھی

پوچھوں گی۔"

"ہاں پوچھو کیوں نہیں صبح ہماری جان کی تو بہت اہمیت ہونی چاہیے مگر ثمرن بہن نہیں ایک ماں ہونے کے ناطے سوچنا اور اسے پیار سے بتانا کہ وہ انکار نہ کر سکے حالانکہ معلوم ہے مجھے وہ ہرگز نہیں کرے گی۔"

وہ سر ہلانے لگی۔ وہ اب نور کے آنے کا انتظار کر رہی تھی اور جب وہ آئی تو ثمرن کی زبان سے ایک لفظ نہیں نکل پا رہا تھا۔ صبح ہی دین آسٹریلیا کے لیے نکل چکے تھے وہ بھی نہیں تھے کہ بتا سکتی لیکن اسے دین کا جواب معلوم تھا۔

"صبح۔"

صبح جوان کے ساتھ لنچ کر رہی تھی چونکی۔

"جی آپی میں آج بہت محسوس کر رہی تھی آپ بہت خاموش تھیں۔"

"نہیں تو تمہیں ایسا کیوں لگا۔"

"بس کیا دین بھائی سے پھر تو لڑائی نہیں ہوگئی۔" وہ اب چاول کا چمچ منہ ڈال کر ہلکا سا گھورتے ہوئے بولی۔

"ایسی بات نہیں ہے دین اور ہماری لڑائی میری اور تمہاری طرح نہیں ہوتی، اس کو چھوڑو یہ بتاؤ آئی نو ابھی تم صرف اٹھارہ سال کی ہو پر میں چاہتی ہوں۔"

"میں شادی شدہ ہوں ہاں اگر آپ نے میری رخصتی کروانی ہے تو ضرور نور صبح کا نام اسامہ سے لگ چکا ہے اب وہ قیامت تک نہیں ہٹے گا آپی۔" وہ سمجھ گئی تبھی تیزی سے بولی۔ ثمرن کو جھٹکا لگا اور وہ بالکل ساکت ہوگئی وہ ابھی تک اسامہ کو نہیں بھلا پائی تھی۔

"نور صبح۔"

لب واہ ہوئے تو بس یہی کہا گیا۔

"تمہیں ابھی تک وہ شخص یاد ہے تم ابھی تک اس شخص کو نہیں بھولی۔"

"یہ اس شخص کیا ہوتا ہے آپی اور میں کبھی بھولی ہی نہیں اسے تو مجھے ایک دم کیسے یاد آنے والی بات بے معنی

ہوگئی۔کوئی بیوی اپنے شوہر کو بھی بھول سکتی ہے بھلا۔"

"نورِ صبح!۔" ثمرن غصے سے اٹھی صبح جبکہ پرسکون بیٹھی رہی۔

"صبح صبح۔"

صبح ایک دم چونک پڑی ثمرن اسے پکار رہی تھی۔

"جی آپی۔"

وہ کچھ زیادہ ہی سوچ میں نہیں جانے لگی۔

"میں یہ کہہ رہی ہوں شادی کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"تم کچھ نہیں کہو گی انہیں جو کچھ کروں گا وہ میں کروں گا ایسے دل میں نفرت اور پھیل جائے گی کہ میں نے تمہارا دماغ خراب کیا ہے ورغلایا ہے میں چاہتا ہوں وہ پورے دل اور بھرپور آمادگی سے یہ رشتہ قبول کرے۔"

"جی آپی یہ کوئی عمر ہے ویسے۔"

"میری بھی اس عمر میں ہوئی تھی۔"

وہ اسے کہنا چاہتی تھی آپ سے بھی چھوٹی عمر میں ہوگئی میری مگر خاموش رہی۔

"آئی نو تم ابھی ینگ ہو مگر اگر اچھا رشتہ مل رہا ہو تو کیوں ہاتھ سے گنوائیں سویٹ ہارٹ۔"

اس نے صبح کا ہاتھ پکڑا۔

"آپی فی الحال میں نے کرنی نہیں ہے فی الحال کیا؟ مجھے کرنی ہی نہیں ہے میں بس پڑھائی میں کنسنٹریٹ کرنا چاہتی ہوں اور اپنا کیریئر بنانا چاہتی ہوں۔"

اس نے گویا بات ہی ختم کردی مگر ثمرن کو یہ وقت ٹھیک نہیں لگ رہا تھا ویسے بھی یونی سے تھکی ہاری تھی پوچھنا ٹھیک نہیں تھا وہ آہستہ آہستہ اس کے دل میں یہ بات ڈالے گی۔

❁......❁......❁

سب کے قہقہے چھوٹ پڑے صبح کلاس میں نہیں آئی تھی اور اسامہ دی چکی کا غصے سے برا حال ہوگیا تھا۔بس نہیں چل رہا تھا اس لڑکی کا جو کبھی باز آجائے اور اسے بخش دے۔اصل میں واقعہ یہ ہوا تھا کہ اسامہ دی چکی

میٹنگ اور اپنے دیگر کاموں میں بھول گئے کہ ان کی بیوی ویمپ نے انہیں پاگلوں کی طرح فون کیا تھا اور انہوں نے بعد میں کال کرنے کو کہا جب وہ فارغ ہو جائے پر بیچارے چچی رات کے بارہ بجے فارغ ہوئے اور سو گئے۔ ایسی بے ہوشی والی نیند چچی کو کبھی نہیں آئی اور ان کا بیچارا فون بج بج کے پاگل ہو گیا پھر مسز چچی یعنی ویمپ کو اپنا اگنور ہونا برداشت نہ ہوا تو صبح فجر کے وقت پہنچ گئی اپنے گھر۔

وہاں دیکھا اسامہ دی چچی ابھی تک ہوش و خرد سے بیگانہ تھے اور نور صبح کو آگ لگ گئی یہاں وہ رات سے بے چین تھی کہ آپی کچھ کرنہ دیں یہاں چچی مزے سے دنیا سے بے نیاز سو رہا تھا۔ صبح میڈم نے اپنے بیگ سے سامان نکالا اور پھر اپنا کام کر کے یہ جا وہ جا اب ہوا یہ کہ اسامہ دی چچی اٹھے انگڑائی لے کر انہوں نے جب ٹائم دیکھنے کے لیے فون اٹھایا تو ٹائم کی تو پرواہ نہیں بلکہ اپنے ہاتھوں میں لگی تیز ریڈ نیل پالش نے ان کے ہوش اڑا دیئے پھر انہوں نے دیکھا نہ صرف ہاتھ بلکہ پیروں میں بھی بڑی ہی خوبصورتی سے لگائی۔

''یہ کیا۔''اس نے اپنے ہاتھوں کو وحشت زدہ ہو کر دیکھا۔ چہرہ تو محترم کا ایسا سفید ہوا جیسے کوئی چڑیل دیکھ لی ہو۔ تیزی سے اٹھ کر جلدی سے واش روم بھاگے مگر ادھر سے بھی اس کی چیخ نکلی کیونکہ صبح میڈم اس کے بال بلیو کر چکی تھی اس کے خوبصورت کالے بال اس وقت نیلے رنگ کے ہو گئے تھے۔ یا اللہ یہ کون سی آفت آئی تھی دماغ نے کام کیا تو آفت کا نام فوراً دماغ میں آیا اور پھر جب اسامہ دی چچی کو غصہ آیا تو بس پھر ان کے سارے ہوش کی ٹاٹا بائی بائی ہو جایا کرتی تھی مگر اب تو اپنے کام کا سٹریس بھی ایسا حاوی تھا کہ بس پھر نہ نیل پالش صاف کرنے کا سوچا، سیدھا شاور لیا کہ کم سے کم یہ صاف کیا جائے مگر پچاس بار شاور کرنے کے باوجود بھی نہیں رنگ اتر پایا پھر مزید ہائپر ہوئے اور جیسے سکول میں داخل ہوئے تو اسامہ دی کوچ کو ایک نئے روپ کی میم دیکھ کر سب کی ہنسی کو بریک لگا اور اسامہ دی چچی کے غصہ کا بریک فیل۔ اب چچی صاحب اس چیری کو ڈھونڈ رہے تھے جو ایک سیڑھیوں میں بیٹھی ربیکا کو قصہ سنا رہی تھی۔ ربیکا نے جب اسامہ کو دیکھا تو اس کا منہ کھل گیا پھر ان محترمہ کی ہنسی چھوٹی جبکہ صبح دی چیری مڑی اور غصہ سے بھرپور ٹام کو دیکھ کر وہ ڈر گئی یہ سکول کیسے آ گیا۔

''تمہیں تو میں۔''

وہ تیز سے اوپر بھاگی اسامہ بھی پیچھے بھاگا ربیکا کو اب جھٹکا لگا یہ کیا اسامہ سر نور کے پیچھے کیوں بھاگے۔

''اب میں تمہیں قسم سے صبح نیچے اٹھا کر گرادوں گا۔''

''پہلے پکڑ تو لو!! بلیو ہیر چکی۔''

''صبح!''

وہ تیزی سے چھت کی طرف بڑھی اور اسامہ نے بھی اپنی سپیڈ بڑھائی مگر جیسے وہ پہنچی چھت کا دروازہ بند تھا اسامہ نے اسی وقت پکڑ لیا۔

''یہ کیا کیا ہے تم نے۔''

وہ غصے سے دھاڑا وہ ہنسنے لگی پاگلوں کی طرح۔

''ہنسنا بند کرو۔'' وہ چلایا۔ اسے کوئی پرواہ نہیں تھی اس وقت اس کی دشمن سامنے تھی جو بدقسمتی سے اس کی بیوی بھی تھی۔

''ویسے کیوٹ لگ رہے ہو ہزبنڈ۔''

''صبح! یہ کیا بے ہودگی ہے۔''

''میں نے ایسا کیا کیا۔'' وہ معصومیت سے آنکھیں نکالتے ہوئے بولی وہ اب چوہیا کے بجائے بلی لگ رہی تھی۔

''تم نے میرا فون نہیں اٹھایا۔''

''فون نہیں اٹھانے پر تم یہ کرو گی۔'' وہ اب غصے سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

''آئی نو بلیک میں تم ڈیشنگ لگتے تھے مگر بلیو بھی کور ین ایکٹور۔''

''میں نہ تمہیں سیڑھیوں سے گرادوں گا۔'' وہ اب اس کو پکڑ کے گرانے لگا۔

''پھر جان آپ کی ہی جائے گی۔''

بات تو اس نے سو فیصد سچ کہی تھی۔

''جلدی سے میرے بالوں کا کچھ کرو۔''

''غصہ میں کام کریں دماغ کا نیل پالش صاف کرنے کے لیے پرفیوم بھی استعمال کر سکتے تھے دوسرا بال

شیمپو سے صاف بھی نہیں ہونا تھا اس کا سپیشل ریموور ہے۔"

"جو بھی جلدی چلو ار باز کی کنویکیشن میں ایسے نہیں جا سکتا۔" وہ اپنے بالوں کو کھینچتے ہوئے بے بسی اور غصے کے ملے جلے تاثرات سے بولا۔

"نہیں ہز بنڈ بہت اچھے لگ رہے ہیں ہاؤ کیوٹ نیل پالش۔"

اس نے اسامہ کا ہاتھ اٹھا کر پیار سے پکڑا اور پکس لینے لگی اسامہ نے کھینچا اور چھینکنے لگا۔

"نہیں نہیں۔"

"اگر تم نے ابھی میرا کچھ نہیں کیا تو میں ایک تو تمہارا فون گرا دوں گا اور دوسرا سب کے سامنے اٹھا کر لے جاؤں گا۔"

"ہاؤ کیوٹ پھر پیچھے گانا لگایئے گا تینو لے کے میں جاؤں گا دل دے کے میں آواں گا۔"

اسامہ اٹھانے لگا

"اچھا اچھا چلیں۔ انسان مذاق کرتا ہے اور حد ہوگئی۔"

وہ فون لے کر نیچے اتری وہ بھی اترا مگر یہ منظر کسی سے محفوظ نہیں رہا تھا اور وہ تھی الف۔

❂......❂......❂

رات کا پہر تھا۔ وہ لوگ چھپکے سے فاؤنڈیشن کے اندر داخل ہوئے۔ اندر جانے کی اجازت بھی گارڈ سے ملی جو چند پیسے میں ہی بک چکا تھا ان سب کے ہاتھوں میں بڑے بڑے سلنڈر اور مٹی کے تیل کی بوتلیں تھیں اور پھر وہ اپنا کام جلدی سے کرنے لگے اور جب کام ہوگیا تو باہر نکل کر ماچس سے اپنا کام کر کے یہاں سے بھاگ اٹھے اور پھر پورا ایشا فاؤنڈیشن کی نئی عمارت کو دس منٹ کے اندر اندر آگ نے اسے اپنے لپیٹ میں لے لیا جس میں موجود دو ٹیچرز اور ایک کھانا پکانے والی ماسی وہاں رہ رہی تھی کیونکہ دو کمرے وہاں بن چکے تھے اور آہستہ آہستہ نئے آنے والے افراد کو وہاں بھیجا جا رہا تھا مگر اس آگ نے ان کو اپنے اصل مقام پہ پہنچا دیا۔

❂......❂......❂

اسامہ دین کے ساتھ بیٹھا کانووکیشن سرمنی میں بیٹھا ہوا تھا جب اس کا فون بج اٹھا اس نے دیکھا اور شور

سے بچنے کے لیے وہاں سے اٹھ کر باہر آیا۔

''ہاں علی بولو۔''

اور پھر پورے دس منٹ میں اسامہ کی ایسی حالت کہ جیسے زمین اس کے پیروں تلے سے نکل گئی ہو۔ اسے لگا اس کو سانس نہیں آئے گی۔ بات برسوں کی محنت اور کڑوروں کا پیسہ لگنے کی بات نہیں تھی بات تھی کہ اس کے اس ایکشن سے تین انسانی جانیں چلی گئیں اور اسامہ اس بات کو سوچتے ہوئے لڑکھڑا اٹھا۔

''یہ کام ملک نے کیا ہے نا'' سرخ آنکھوں اور پتھریلے لہجے میں بولا تھا۔

''پتا نہیں سر، پر لوگ کہہ رہے ہیں کہ گیس لیک ہو گئی تھی۔''

''شٹ اپ۔ کوئی گیس لیک نہیں ہوئی پولیس کی تفتیش کرواؤ۔ میں کل تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں اور میں بتا رہا ہوں ساتھ والی عمارت کا ایک بھی فرد وہاں سے باہر نہ جائے۔ سٹاف بھی، اگر ایسا نہ ہوا تو بس پھر اپنا انجام دیکھ لینا۔ سمجھے۔''

وہ چیخا تھا۔ اندر سے داخل ہوتے لوگ اس کو حیرت سے دیکھنے لگے فون بند کر کے اس نے اپنا چہرہ تھاما۔

''امی! آئیم سوری!! امی میری وجہ سے۔''

اس کی آنکھوں سے پانی نکل آیا۔ وہ جو اچھا کام کرنے جا رہا تھا آج اس کو یہ اچھا کام بہت مہنگا پڑ گیا تھا۔ سر کو تھامتے ہوئے وہ تیزی سے اندر بڑھا تا کہ دین کو خبر دے سکے۔

''یہ فون کیوں نہیں اٹھا رہے۔ پورا ایک دن ہو گیا ہے پتا نہیں کیسا آدمی ہے اف۔''

دل بے قرار ہو رہا تھا۔ ایک دن اسامہ کی آواز نہیں سنی تھی تو وہ پاگل ہو رہی تھی یونی میں بھی اس کا دل نہیں لگ رہا تھا اس نے واٹس ایپ میں میسج سینڈ کیا مگر سنگل ٹک ہوا تھا۔ اس سے مراد تھا اسامہ کا فون بند ہے اس نے جتنی ممکن کوشش کی کہ اس سے رابطہ کر سکے پر لاحاصل وہ اپنا دل بہلانے کے لیے اپنے گھر چلی گئی۔ اسامہ کا گھر یعنی اس کا گھر گیٹ آٹومیٹک سسٹم پہ کھلتا تھا۔ اس نے اپنی کار میں ایک بٹن دبایا اور دروازہ کھل گیا۔ گاڑی اندر داخل کی اور اتری۔ بیگ نکال کر چابی نکال رہی تھی کہ دروازہ کھل گیا گل شیر باہر آیا۔

”بی بی۔“

”السلام علیکم گل شیر۔“ وہ مسکرا کر بولی۔

”وعلیکم سلام۔ آئیں اچھا کیا اسامہ لالہ سے بات ہوئی آپ کی۔“ وہ اس کے ساتھ اندر داخل ہوئی تب وہ پوچھنے لگا۔

”یہی تو میں تم سے پوچھنے آئی تھی اس چکی کے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟ کیوں ایسا کرتا ہے؟“

”بزی ہو گئے وہ۔“ وہ اس کی غصے اور پریشان روپ کو دیکھ کر تسلی دینے لگا۔

”دین بھائی بھی ساتھ ہیں اس کے۔ ان کا تو آپی کے ساتھ رابطہ ہے اور یہ سڑا ہوا کریلا نہ ہو تو......“

وہ غصے سے صوفے پہ دھڑم کر کے بیٹھی گل شیر کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی۔

”تو آپ نے دین بھائی سے کیوں نہیں پوچھا۔“

”ہاں تاکہ دین بھائی اور آپی میری درگت بناتے مجھے اسامہ سے دور کر دیتے۔“ وہ چڑ کر بولی۔ اسے پتا نہیں کیوں اتنا غصہ آ رہا تھا ظاہر ہے اسامہ نے ایک دن کال نہیں کیا تھا تو اس کا کیا انجام ہوا تھا اور اب تو ایک دن سے بھی زیادہ ہو گیا ہے۔

”اچھا آپ ریلیکس کریں میں ابھی آپ کے لیے کچھ لاتا ہوں۔“

اس نے کچھ نہ کہا اور جلدی سے ٹی وی آن کر دیا۔ دیکھا تو سامنے ڈورے مون پوز ہوئے پڑے تھے اس نے ناسمجھی سے دیکھا اور پھر گل شیر کو آواز دی۔

”یہ کارٹون کون دیکھتا ہے۔“

”اسامہ لالہ۔ پتا نہیں انہیں کیا اوبسیشن نیوز چینل کو تو گویا دیکھتے نہیں۔ کہتے ہیں پہلے ہی زندگی میں کم ٹینشنیں ہیں بس پھر گھر میں بھی بس کارٹون اور موی کے علاوہ کچھ نہیں چلتا رہی نیوز کا کیا ہے وہ تو نیٹ اور اخبار میں آ جاتا ہے۔“

وہ مسکرا پڑی۔ اس نے پلے کا بٹن دبایا اور دیکھنے لگی۔ پر پتا نہیں آج دل کیوں بہت زیادہ گھبرا رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہے یا ہونے والا ہے۔ خراب دل سے اس نے دوبارہ ٹی وی بند کر دیا اور اپنے کنپٹیوں کو انگلیوں سے

دبانے لگی پھر ایسے اٹھ پڑی گھر کا چکر لگانے لگی۔

ایک دم رک گئی۔ اسامہ نے اسے صرف گھر کا اوپری حصہ دکھایا تھا کہ گل شیر اوپر ہے۔ اس کے بعد سیڑھیوں کے بالکل نیچے اور ساتھ والا کمرہ نہیں دکھایا۔ واقعی میں اسے بھی دھیان نہیں تھا ورنہ حیری تو ہر چیز کو گھس گھس کے دیکھتی ہے۔

چلتے ہوئے وہ کمرے کی طرف بڑھی کمرے کو صفائی کروانے کے لیے گل شیر نے کمرہ کھلوایا ہوا تھا وہ دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ گل شیر نے اسے آواز دی وہ رک گئی۔

''آئی گل شیر۔'' کہتے ساتھ ہی وہ دروازہ بند کرتی مڑی۔

آج اس کا دل بے حد اداس تھا اس لیے کسی چیز کا من نہیں ہو رہا تھا آج دوہا کا موسم بھی بے حد اداس سا تھا شاید دوسروں کی نظروں میں بے معمول کا موسم تھا مگر اسامہ کے بنا یہ خوبصورت شہر کسی صحرا کے سوا خالی ویران معلوم ہو رہا تھا۔

''سلنڈر کافی جگہ جگہ رکھے گئے ہیں، تیل بھی ایسے جگہ لگایا ہے جہاں گیس پائپ کے قریب ہو۔ باقی کہیں بھی استعمال نہیں کیا کوشش تھی کہ پتا نہ لگے انہوں نے اپنے پولیس بھیجی رپورٹ کے لیے اور بس گیس لیک کا کہہ کر چلے گئے۔'' اس کا دوست روہان اسے جلی ہوئی عمارت دکھاتے ہوئے ساری تفصیل بتا رہا تھا۔

''مجھے پتا تھا ایسی بکواس کہیں گے ایسے کیسے ہو سکتا ہے اور گارڈ بھی ملوث تھا اس میں ورنہ مجال ہے کوئی اندر داخل ہو سکے۔''

اسامہ جبڑے بھینچے شعلہ برس نظروں سے اس جلی ہوئی عمارت کو دیکھ رہا تھا۔

''تم پریشان کیوں ہوتے ہو اسامہ۔ ویسے واقعی میں تم اس ملک کا کیس چھوڑ دیتے دیکھو نا اس نے کیا کر دیا۔''

''تم جیسے پولیس والے سے مجھے یہی امید تھی۔'' اسامہ تیزی سے بولا وہ ایک دم چپ ہو گیا۔

''میں تو تمہارے بھلے۔''

"مجھے اپنے بھلے کی پروا نہیں ہے مجھے اس بچی کی پروا ہے جس کے ساتھ زیادتی ہوئی۔تم اس کی جگہ خود کو رکھ کر سوچو گے نا تب تمہیں اس کی تکلیف کا اندازہ ہوگا آج ایک ملک کے کیس کو چھوڑ دوں گا تو ایسے تو ہزار اس سے بھی طاقت ور لوگ آئیں گے ان کو بھی چھوڑنا ہوگا پھر کیا فائدہ ہوا میری اتنی محنت کا،کوئی پھر میں ہر لڑکی کو امید دلائی موت تو آنی ہی آنی ہے اس سے کیا ڈرنا مگر میں بزدلوں کی طرح چھپ کر کونے میں بیٹھ کر مرنا نہیں چاہتا۔ملک میں کبھی تبدیلی نہیں آئے گی جب تک ہم اپنے آپ کو نہیں بدلیں گے اس لیے اس نے جو یہ کوشش کی ہے کہ میں اپنے ارادوں سے پیچھے ہٹ جاؤں گا تو اس کی بہت بڑی غلط فہمی ہے۔"

اس کے لہجے میں ایسی پختگی تھی کہ ایک منٹ کے لیے تو روہان جیسے چپ ہو گیا پھر اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

"تو بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے ہمیں اپنے آپ کو بدلنا چاہیے اور میرے دوست میں تمہارے ساتھ ہوں آؤ میرے ساتھ میرے پاس ایک پلان ہے۔"

✿.......✿.......✿

صلاح الدین کو واپس آتا دیکھ کر اس نے سوچا اسامہ بھی آ گیا ہو مگر وہ نہیں آیا تھا۔وہ دین بھائی سے بھی نہیں پوچھ سکتی تھی آخر اسامہ گیا کہاں گل شیر بھی پریشان ہو گیا۔اس نے لاعلمی کا اظہار کیا تھا وہ بھی کوشش کر رہا تھا کہ رابطہ کر سکے۔

"شیر!تم دین بھائی سے پوچھو نا میں پوچھوں گی تو وہ مشکوک ہو جائیں گے اور آپی کو بھی پتا چل جائے گا۔"

وہ اس وقت گھر آئی تھی اور گل شیر کال پہ کال ملا رہا تھا مگر نمبر بند تھا۔

"ان کا نمبر بند جا رہا ہے۔"

"میں اس چکی کا خون کر دوں گی اگر وہ مجھے دوبارہ چھوڑ کر چلا گیا۔"وہ غصے سے بولی تھی۔

"وہ نہیں جائیں گے بی بی۔انہوں نے تو کبھی آپ کو چھوڑا ہی نہیں تھا آپ ایسے نہ کہا کریں۔" گل شیر ہلکی سی مسکراہٹ پہ بولا۔

"میں بھول گئی تم تو اس کے چچے ہو،وہ گیا تھا اور اب بھی چلا گیا وہ ایسا ہی کرتا ہے میری زندگی میں آتا اور

جب میں اس کی عادی ہو جاتی ہوں تو وہ ہوا کے جھونکے سے فوراً غائب۔ تم نہیں سمجھ سکتے مجھے کسی نے تکلیف نہیں دی جتنی اس نے چھ سال۔ چھ سال اس کے بغیر رہی اور ہمارا ساتھ کتنا تھا دو ہفتے کا جبکہ میں اپنی ماما، بابا کے ساتھ بارہ سال گزار چکی تھی۔ ان سے دور ہونے کی اتنی تکلیف نہیں تھی ایسا پتا کیوں ماں باپ کے لیے تو میں پرائی تھی صبر آ گیا مگر جس سے دل کے تار جڑ چکے ہو ان سے دوری سب کچھ روک دیتی ہے خون گردشوں میں دوڑتا، سانسیں جسم میں پھیلتیں جیسے تھم جاتی ہیں پھر جب یہ ہوتا ہے تو پتا ہے کیا ہوتا ہے آپ ختم ہونے لگتے ہو کیونکہ روح بھی آپ کے جسم میں رہنا گوارا نہیں کرتی جہاں دل کی ڈوری ہی کٹ گئی ہو۔''

وہ اتنے بڑی باتیں کر رہی تھی کہ گل شیر گھبرا گیا۔ وہ ایسی ہی تھی۔ چھوٹی سی عمر میں بڑی بڑی باتیں کرنے والی سے آج شیر کو ڈر لگ رہا تھا۔

''آپ چھوٹی ہیں بی بی ایسی بڑی بڑی باتیں مت کیا کریں۔ کاور لگتی ہیں۔'' وہ اس کے اداس دل کو ہلکا کرتے ہوئے بولا۔ وہ اسے گھورے بغیر نہ رہ سکی۔

''اب میں تمہارے دوست سے بات نہیں کروں گی میں اسے ہمیشہ معاف کر دیتی ہوں مگر اب نہیں۔''

''نہیں اب میں اسامہ لالہ کی وکالت کروں گا آپ یہ غلط کر رہی ہیں۔ وہ اپنے کام میں مصروف ہوں گے۔''

''ایسا کیا کام ہے شیر دکہ وہ اتنی سی اطلاع نہیں دے سکتے رہنے دو اب آ جائیں تڑپے گا میری آواز کے لیے۔'' وہ ناراضگی سے کہتی چل پڑی اور گل شیر چل کر پیچھے آیا۔

''بی بی ناراض نہ ہوں وہ واقعی کام میں پھنس گئے ہوں گے میں دین لالہ سے بات کرتا ہوں پھر آپ کو بتاتا ہوں۔''

وہ گھور کر سر جھٹک کر چلی گئی۔

✿......✿......✿

''ارے واہ مگر ڈریس اور جولیری تھوڑی مشکل ہے مگر تم فکر نہ کرو میں آرڈر کروا دوں گی انڈیا سے بس تم اچھی سی پریکٹس شروع کرو۔ باقی رہی میک اپ کی تو صبح تو ماسٹر ہے میک اپ میں۔''

ثمرن نے جب نور صبح کی بات سنی تو مسکرا کر بولی۔

ان کے ہاں ایک ڈرامہ فیسٹول بھی شروع کروادیا گیا۔ان میں سے کیس کی مرضی تھی کہ وہ کیس ڈرامہ کا نام لکھوا کر اسے ریپرسنٹ کریں۔صبح کو انگلش پلے میں مائینڈ یور لینگوئج کروانا چاہتی تھی مگر پھر اپنی زبان کو اولیت دینا اس نے ضروری سمجھا۔

''ویسے آپی دین بھائی کو تو برا نہیں لگے گا۔''

ثمرن پیپرز چیک کر رہی تھی اس کے اتنے سنجیدگی سے کہنے پر رک گئی۔

''تم کب سے یہ باتیں سوچنے لگی۔ کچھ زیادہ سنجیدہ طبیعت نہیں ہوتی جا رہی ہے میڈم کی دین کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا تم جانتی ہو وہ بہت مختلف ہیں۔''

''سنجیدہ اور صبح آپی بہت بڑا جوک ہوگا ثمرن آپی۔'' جیسمین ٹی وی دیکھ رہی تھی تب بولی۔

''تمہیں بولنا ضروری تھا میں نے ایسے ہی پوچھا مجھے معلوم ہے۔''

''بس پھر کیا مسئلہ اتنی ٹینز کیوں لگ رہی ہو۔''

ثمرن نے اس کے چہرے پہ پھیلے اضطراب کو بہت محسوس کیا۔

''نہیں تو بس تھوڑی نروس ہوں۔''

''نروس اور صبح آپی۔''

''جیسمین تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے میں کوئی روبوٹ ہوں، ہو جاتا ہے پریشان۔'' وہ چڑ کر بولی ثمرن ہنس پڑی۔

''ہاں تو اور کیا صبح بھی آخر انسان ہے فکر نہ کرو میری جان سب بالکل اچھا اور پرفیکٹ ہوگا اچھا آج صبح کی باری ہے چلو میڈم بہت کر لیے نخرے جا کر شاہی ٹکڑے بنائیں کل جیسمین کیک بنا چکی تھی۔''

''روز روز میٹھا کیا کھانے میں ضروری ہے۔'' وہ گھورتے ہوئے اپنے چچی کو پکڑے ہوئے بولی۔

''جی دین کو عادت ہے۔''

''اور یہ عادت پتا ہے آپ نے ڈالی ہے ورنہ دین بھائی کافی بھی بغیر دودھ کے پیتے تھے۔''

''بس کام نہ کرنا جواب دینا کون سا مشکل کام ہے میں نے یہ پیپرز کل جمع کروانے ہیں جاؤ بھی دیکھو سارا دن لگی رہتی ہوں ایک میٹھا ہی بنوانے کا کہتی ہوں اتنا بھی کر سکتی۔''

''اف ٹھیک ہے کرتی ہوں تم بھی اٹھو ایسے تو بیٹھنے نہیں دوں گی۔''

کار ایشا ہاسپٹل اس نے روکی اور پھر گاڑی سے اتر کر اس نے بچی کو نکالا۔

''آجاؤ بیٹا۔''

وہ ہراساں نظروں سے اردگرد دیکھ رہی تھی اس کے چہرے پہ خوف تھا بے پناہ۔ اسامہ نے نرمی سے اسے دیکھا اور ہولے سے مسکرا کر بولا۔

''آپ کو میرے سے ڈر لگ رہا ہے۔''

وہ اب اسامہ کو دیکھنے لگی مگر بولی کچھ نہیں۔ اس نے فون سے کال ملائی اور دس منٹ بعد سفید کوٹ میں ملبوس زارا بھاگتے ہوئے آئی۔

''السلام علیکم لالہ۔''

''وعلیکم السلام زری، اس کو اپنے ساتھ لاؤ میرے کو دیکھ کر گھبرا رہی ہے۔ زیادتی والا معاملہ ہے۔''

آہستہ سے کہا گیا اچانک زارا نے اسے دیکھا۔

''اس کو پہلے کمفرٹیبل کرو پھر آرام سے ہر چیز پوچھنا اور لکھ دینا ایک ایک ڈسکرپشن پھر اس کا ٹیسٹ لینا۔ جلدی سے سکول سے لایا ہوں میں۔ اس کو جلد از جلد واپس پہنچانا ہے تاکہ اس کی فیملی کو شک نہ پڑے۔''

''ٹھیک ہے لالہ۔''

''ندا! یہ زارا آپی ہیں یہ آپ کو یہ مزے کی چیزیں کھلائیں گی آپ جاؤ ان کے ساتھ پھر آئی پرامس میں وہاں لے جاؤں گا۔''

وہ نم آنکھوں سے کبھی ادھر کبھی ادھر پھر بولی۔

''مجھے واپس نہیں جانا! مجھے واپس نہیں جانا۔''

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے بولی۔

''اچھا ہم آپ کو نہیں لے کر جائیں گے میں آپ کا بڑا بھائی ہوں نا۔ وہ کیا مارتا ہے آپ کو؟'' اسامہ گھٹنے کے بل جھک کر بولا وہ بس روئے جا رہی تھی اسے صبح یاد آ گئی اس نے سر پہ ہاتھ رکھا اور اس کو اشارہ کیا۔

''آپ رو نہیں آپ کا بھائی ہے نا چلو نہیں بھیجوں گا آپ کو ذرا لے جاؤ اسے۔''

''آؤ پرنسز۔''

اس نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے ساتھ لے کر چل پڑی جبکہ وہ گہرا سانس لے کر فون نکال کر اپنی ویمپ کو کال ملانے لگا۔

''یہ لو یہ تمہارا رول ہے سلیم کا، بادشاہ میں گل شیر کو بلا لوں گی وہ ساتھ دے رہا ہے میرا اور دلرام کہاں سے ڈھونڈو ایک تو ربیکا تمہیں اردو کیوں نہیں آتی۔''

صبح نے بیچ میں ان کے ڈائیلاگ پکڑائے تب وہ ببل گم چباتی ربیکا کو بولی۔

''بھئی جب نہیں آتی تو کیا کروں مجھے بس تمہارا رقص دیکھنا ہے۔''

''ویسے ایک بات ہے سٹیج ٹوٹ جائے گا جب صبح ناچے گی۔'' ہیری ہنستے ہوئے بولا صبح نے پیج کو رول کر کے زور سے اس کے سر پہ مارا۔

''تمہیں یہ رول دینا نہیں چاہیے تم نا ہجرا بنو گے بس یہ طے ہو گیا۔''

''توبہ کرو صبح مذاق کیا تھا تم سیریس ہو گئی۔'' ہیری ایک دم اس کی بات سے گھبرا گیا۔

''مگر میں سیریس ہوں میرا مذاق اور اڑاؤ۔'' وہ بگڑ گئی تھی ویسے بھی اسامہ کی وجہ سے اس کا ایک ہفتے سے موڈ خراب تھا۔

''کیا ہو رہا ہے۔''

وہ ایک دم رک گئی اس نے سر اٹھایا تو دشمن جاں کھڑا ہوا تھا تو بالآخر پورے ہفتے کے بعد آ گیا اس کے تاثرات عجیب سے ہو گئے۔

"سر آپ کہاں تھے اتنے دنوں سے۔"

ساروں نے اسامہ کو دیکھ کر ایک ساتھ سوال دہرایا جبکہ صبح اسے دیکھ ہی نہیں رہی وہ اپنے پیپر پہ نظریں جمائے اسامہ کی نظریں اپنے اوپر محسوس کر رہی تھی۔

"تم لوگ تو خوش ہوئے ہوگے دوسرا کوچ سنا ہے بہت لیٹیسٹ ہے تم لوگوں پر۔" اسامہ چلتے ہوئے ان کے پاس آیا اور ان کو بولا۔

"یس سر میرا مطلب نہیں سر آپ جیسا بیسٹ کوچ ہمیں زندگی میں کبھی نہیں ملا۔"

وہ مسکرایا پھر بولا تو سب کی گھورتی ہوئی نظر حارث پر تھی۔

"تو پھر ٹھیک ہے فوراً ڈریس چینج کر کے گراونڈ میں آؤ۔"

صبح جلدی سے اپنے پیپر اٹھا کر تیزی سے مڑی اور چلنے لگی کہ کسی نے پھرتی سے اس کا ہاتھ پکڑا اور کھینچ کر ایک کلاس روم میں لے گیا اور دروازہ لاک کیا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔" وہ بگڑ کر بولی۔

"کل سے کال کر رہا ہوں کیوں نہیں اٹھا رہی اور گل شیر سے کیا سننے کو ملا صبر نہیں کر سکتی۔"

وہ بہت غصے میں تھا اسے صبح کی طرف سے اگنور ہونا اچھا نہیں لگا جبکہ صبح کو تو اس سے بھی زیادہ غصہ آیا تھا۔

"ایک ہفتہ کیا میں نے اور کتنا کرتی میں، اور یہ بہت بدتمیزی تھی اسامہ کلاس کا کوئی بندہ دیکھ لیتا تو کیا سوچتا۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔ کیا غصہ تھا؟

"اوہو۔ پھر تو بہت غلط ہو جانا تھا اتنی شرمندگی ہونی تھی یہ تو میں بھول گیا کہ میں ٹیچر اور تم سٹوڈنٹ ہو، پر ساری باتوں کی ایک بات تم میری بیوی ہو اس لیے اس بات پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔" وہ داڑھی پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

"ہو گیا تمہارا۔ اب مجھے جانے دو۔" وہ کہتے ہوئے جانے لگی جب اسامہ نے بازو ایک طرف کر اسے جانے سے روک دیا۔

"ابھی کے ابھی ناراضگی ختم کرو ورنہ میں تمہیں یہاں سے جانے نہیں دوں گا۔"

''ناراضگی! تم ناراضگی کے بات کرتے ہو خان۔''

''مجھے خان مت بلایا کرو۔'' وہ مسکرا کر مصنوعی غصے سے بولا۔

''تم ہی کہا کرتے تھے مجھے اسامہ مت بلایا کرو۔'' وہ گھور کر بولی۔

''وہ بھی ایک بہت بڑی ریزن تھی بعد میں بتاؤں گا پہلے راضی ہو جاؤ۔''

''تم مجھے راضی یہاں بیٹھ کر کرتے رہنا وہاں آپی میرا رشتہ عنقریب طے کرنے لگی ہیں شہزادی کے بیٹے سے۔''

اس نے جیسے ہی کہا اسامہ بالکل شل ہو گیا۔ اس کی آنکھیں کالی ہو گئیں پھر چہرہ سرخ انگارہ ہو گیا۔

''کیا مطلب ہے تمہاری بہن بھول گئی ہیں کہ ہمارا نکاح ہوا چکا ہے کوئی منگنی نہیں تھی جسے جب مرضی توڑ کر کسی اور سے شادی کروا دیں۔'' وہ دھاڑا نہیں تھا مگر اس کی آواز خطرناک تک سرد، دھیمی اور تیز تھی کہ نورِ صبح کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔

''آپی اس نکاح کو نہیں مانتیں اسامہ۔''

وہ اس کو دیکھ کر رہی تھی جو اپنے آپ کو بھرپور کنٹرول کر رہا تھا ورنہ وہ جانتی تھی اس کے دل میں کتنے جھکڑ چل رہے ہوں گے اور وہ خود کو پھٹنے سے روک رہا تھا اور جب اس نے یہ کہا تھا تو اس نے سامنے دیوار کو زور سے مکا مارا کہ وہ ساکت ہو گئی۔ در و دیوار اس کے مکے کی بدولت خالی کلاس گونجنے لگی۔

''اسامہ۔'' نورِ صبح سے بولنا مشکل ہو گیا اسے اسامہ سے اس طرح کی امید نہیں تھی۔ اسامہ تیزی سے باہر نکل گیا وہ جلدی سے اس کے پیچھے آئی۔

''اسامہ! اسامہ! میری بات سنو۔ اف یہ جذباتی ترین شخص کہیں اس وقت آپی کے پاس نہ پہنچ جائے۔''

جبکہ وہ خود کو کنٹرول کرنے کی خاطر یہاں سے بھاگ رہا تھا وہ ہمیشہ اپنے لفظوں سے نکلے الفاظ سے ڈرتا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ یہ کسی زہر سے کم نہیں ہیں اور وہ اپنے زہر میں ڈوبے لفظوں کو ہر ممکن روکنے کی کوشش کرتا تھا تا کہ کسی کو نقصان نہ ہو۔

وہ کیمپس سے باہر نکل کر تیزی سے پیدل چلنے لگا۔ وہ یہ بھول گیا کہ سامنے اس کی کار ہے اتنی ٹینشن سے وہ

لوٹ کر آیا تھا اور مزید بوجھ اس کے سر پہ آ گیا اس دن بچی کا ٹیسٹ کروا کر اس نے اپنے دوست روہان کے گھر اسے بھیج دیا وہ اس کے علاوہ کہیں محفوظ نہیں تھی وہ اب روہان کے گھر سے نکلا تو اسے انون نمبر پہ کال موصول ہوئی اس نے اٹھا لیا۔

"تم نے میری بہو کو کیڈنیپ کیا ہے۔"

یہ تیز غصے سے بھرپور مردانہ آواز یقیناً ملک کی تھی، اسامہ کے ماتھے پہ بل آئے مگر بے حد ہوشیاری سے بولا۔

"ارے ملک صاحب! مجھ پر کتنا الزام لگائیں گے آپ، میرے عمارت کو آگ لگا کر بھی آپ کو چین نہیں آیا۔"

وہ تیزی سے مڑ کر روہان کے گھر میں گھسا جس نے کہا تھا تمہاری کال ریکارڈ کی جائے گی اگر ملک کا فون آئے دروازے پہ بیل بجاتے وہ اس سے بات کر رہا تھا۔

"اسامہ علی خان! لگتا ہے تمہیں اب بھی آرام نہیں ہے۔ چاہتے ہو کہ اپنے اپنوں کو بھی کھو دوں۔" وہ دھمکی زدہ لہجے میں بولا۔

"میں اصول کا پکا ہوں ملک۔ اپنے اصولوں کی خلاف ورزی نہیں کرتا اور میرا فرض ہے کہ میں اپنے اس ملک کی ماں، بیٹی، بہنوں کو تحفظ فراہم کروں نہ صرف تحفظ بلکہ ان کی قیمتی شے جو کہ عزت ہے اس کی بھی حفاظت کروں اور ان کے حق کے لیے لڑوں اگر اس چیز میں میری یا میرے گھر والوں کی جان جاتی ہے تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حیرانی کی بات ہے نا لیکن میرا نہیں خیال تم جیسے سنگدل شخص کے لیے یہ حیران کن بات ہو گی موت تو برحق ہے اس نے اپنے وقت پر آنی ہے میرے یا تمہارے پر نہیں ہے اس لیے مجھے اپنے اپنوں کی موت کی دھمکی نہ دو۔ میں بزدل کی طرح تمہارے پیر نہیں پکڑنے والا یہ تمہاری سب سے بڑی غلط فہمی ہے۔"

ملک تو اس کے لہجے اس کی الفاظ کی مضبوطی سے دنگ رہ گیا۔

"میری بہو مجھے واپس کر دو خان ورنہ تمہیں اپنے کیے پہ پچھتاوا ہو گا۔" وہ اپنی حیرت پہ قابو پاتا، خطرناک لہجے میں بولا۔

"میری چھوڑو، اپنے کیے کی پروا کرو بھلا ہو گا تمہارا۔"

کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔ روہان نے اسے دیکھا تو اب اس کا چہرہ تھکا تھکا لگ رہا تھا وہ بڑھ کر اس کے بغل گیر ہوا اور اس کی پشت کو تھپکا۔

"فکر نہ کرو، ان شاءاللہ کامیابی ہمیں ہی ہو گی۔"

اور بھی کافی ثبوت اکٹھے کرنے کے بعد اسامہ نے وکیل ہائر کیا اور سارے ثبوت اس کے حوالے کر دیئے۔ اس پر کیڈ نیپنگ کا الزام لگایا گیا تھا مگر بچی ندا کے بیان نے جیسے انہیں بچا لیا تھا پھر بھی اس کے گھر والے پر زور تھے کہ اسے ورغلایا گیا ہے ورنہ وہ کبھی ایسا نہ کہتی۔

اب دو ہفتے بعد کورٹ میں پیشی تھی تب تک وہ روہان کے گھر رہ گئی۔ کچھ بھی ہونے پر سیدھا الزام ملک خاندان پہ لگے گا کیونکہ پہلے ہی سارے ثبوت ملک کے خلاف جا رہے ہیں وہ اب اپنا معاملہ جلد از جلد ٹھیک کر کے پاکستان واپس لوٹنا چاہتا تھا مگر یہاں تو جیسے مزید گتھیاں بن چکی تھیں جسے اس نے سلجھنا تھا وہ آخر کب تک سلجھاتا رہے گا۔

"چچی رک جاؤ۔"

وہ بھاگتی ہوئی اونچی آواز میں بولی اور اس کی طرف تقریباً پہنچ گئی تھی اور اس کا بازو پکڑ کے پھولی ہوئی سانسوں سمیت بولی۔

"تم پاگل ہو گئے ہو اسامہ! گاڑی وہاں چھوڑ کر پیدل جا رہے ہو کریزی میڈ مین غصے میں ناتمہاری عقل واقعی گھٹنے میں چلی جاتی ہے۔"

"ہاں پاگل ہو گیا ہوں اس وقت مجھے اکیلا چھوڑ دو۔"

اس کا دل جیسے خراب ہو رہا تھا۔

"اگر تم نے یہ کہا نا سچ میں تم سے سارے رشتے توڑ کر چلی جاؤں گی۔"

اسامہ کا بی پی شوٹ کر گیا اور طیش کی عالم میں اس کا بازو زور سے پکڑا اور اپنے سامنے کیا۔

"توڑ کے تو دکھاؤ تم چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہو گی۔" وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"اسامہ!! ریلکس۔"

وہ واقعی بہت قابل رحم لگ رہا تھا اس لیے نور کا دل پگھل گیا وہ اس سے اور ناراض نہیں ہو سکتی تھی۔

"آج رات تم اپنی بہن سے بات کرو گی اور میری آمد کا بتاؤ گی انہیں کہنا کہ وہ تیار رہیں اور میں منہ سے کوئی انکار نہیں سنوں گا۔"

اسے غصے میں سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا بول رہا ہے حتیٰ کہ خود ہی صبح کو روکا تھا اس نے۔

"اسامہ آرام سے۔ پلے ہو جانے دوں پھر بیٹنگ۔"

"تم تو چاہتی نہیں ہو نا وہ پرنس کی اولاد تمہیں زیادہ اٹریکیٹ کرنے لگی ہے اس کی دولت اس کی ٹھاٹ سے تمہارا دل ڈگمگا گیا ہے جان چھڑا لو پوری دنیا اسامہ سے جان چھڑوانا چاہتی ہے تم بھی چھڑوا لو۔"

وہ ساکت ہو گئی۔

"اسامہ۔"

"بس نور منہ سے کہہ دو مجھے مت لٹکاؤ ایسے میرے جانے کے بعد پرنس کے سحر میں۔"

وہ آگے سے کچھ کہتا، نور صبح نے تیزی اور تقریباً چیختے ہوئے اس کے سینے میں زور سے ہاتھ مارا تھا۔

"تم پاگل ہو گئے اسامہ پاگل، خبردار اگر تم نے میری روح میرے دل کو کھوٹ کہا چہرہ سلامت نہیں رہنے دوں گی میں نے پہلے بھی کہا تھا آج بھی کہوں گی اور روز حشر تک بولتی رہوں گی اگر نور صبح ہے تو وہ صرف اور صرف اسامہ کی۔ ہیو یو گاٹ واٹ خان جا کر آرام کریں کیونکہ آپ کا دماغ اس وقت توازن نہیں لگ رہا اور میں آپ سے اس بات پر معافی نہیں مانگوں گی کیونکہ آپ نے بہت گری ہوئی بات کی ہے۔"

نم آنکھوں اور سخت لہجے میں کہتے ہوئے وہ مڑ گئی جبکہ وہ لب بھینچتا رہ گیا۔ اسے اس وقت اپنے کہے ہوئے پہ پشیمانی تھی نہ صبح کی حرکت پہ غصہ وہ بس بے حسی سے اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا اور پھر اپنے دکھتے ہوئے گال پہ ہاتھ پھیرتا وہ اپنی کار کی طرف بڑھا۔

✿......✿......✿

"پیار کیا تو ڈرنا کیا جب پیار کیا تو ڈرنا کیا
پیار کیا کوئی چوری نہیں کی......"

"ارے پاگل یہ کیا لگادیا یہ فلموں والا فضول کام نہیں کرنا اس میں غزل تھی۔"
صبح نے پلیئر بند کیا۔
"یار اتنا زبردست ناچ رہی تھی دیکھنے دو۔"
"اتنا بے ہودہ نہیں ناچنا رقص کرنا ہے اور دھیما دھیما رقص۔" صبح نے ہیری کو گھورتے ہوئے کہا۔
"بھئی پھر مجھے نہیں بننا سلیم۔ کیسا شہزادہ ہوں ایک کنیز سے ڈانٹ سننی پڑ رہی ہے۔"
"ویسے جو سٹوری صبح نے مجھے بتائی ہے نا ہیری اس میں شہزادہ بزدل اور کمزور ہے اور یہ واقعی تمہیں بہت میچ کر رہا ہے۔"
ربیکا کے کہنے پر سب ہنسے۔ ایک دم سر اسامہ کو کوچ کے روپ میں دیکھ کر سب کی ہنسی کو بریک لگی۔
"اگر سب فارغ ہو گئے ہو تو برائے مہربانی سب گراؤنڈ میں آجائیں۔"
سب کا منہ اتر گیا اور وہ اٹھنے لگی۔ ویسے بھی میچ میں بہت کم وقت رہ گیا تھا اس لیے بنا بحث کیے اٹھ گئے جبکہ صبح وہیں بیٹھی رہی۔ ہیری نے دیکھا تو بولا۔
"اٹھو۔"
اس نے اسامہ کو دیکھا پھر ہیری کو اس نے ہاتھ آگے کیا۔
"اٹھاؤ یار کھینچو......"
ہیری نے جھلا کر تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ اسامہ نے لب سختی سے بھینچ لیے اور ادھر ہی کھڑا رہا۔ یہاں سے ہلا نہیں جب تک صبح اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی اور ہیری جانے لگا کہ اسامہ نے اس کو کندھے سے پکڑ کر روکا۔
"سنا ہے تم سلیم کا رول پلے کر رہے ہو۔" وہ بڑی عام سے لہجے میں بولا۔
"جی سر۔"
"ویسے کہا تو سب نے بالکل درست ہے حال تو تمہارا سلیم جیسا ہی ہے بٹ ڈیئر اس وقت ناکام عاشق میں ہوں تو مجھے یہ رول تم دے دو۔"

وہ اب شرارت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"سر! پہلے ہی اتنے رول ادا کر رہے ہیں آپ صبح کی خاطر، یہ بھی کریں گے کہیں آپ سیکرٹ ایجنٹ تو نہیں ہیں۔" اس کے شرارت سے کہنے پر اسامہ ہنس پڑا۔

"ویسے یہ تمہاری صبح دوست نے اتنا بونگا پلے کیوں رکھا۔"

"صبح تو پاگل ہے کوئی نہ کوئی پھٹا کام کرنا ہے انارکلی بن کر سلیم کو انگلی کے اشارے پہ نچوانا چاہتی ہے اس کو کیا سب کو۔"

"تو میرے دوست اب اس بار مختلف ہوگا اب انارکلی نہیں سلیم اسے نچائے گا اور ایسا کہ اس کی زبان سے سلیم نہیں اسامہ نکلے گا جاؤ اب کھیلو اور صبح بی بی کو شک نہ پڑنے دینا کہ میں تمہیں جانتا ہوں۔"

وہ ہنسنے لگا پھر اس کی گھوری پہ رک گیا۔

"اوکے لالہ۔"

"گڈ۔"

"ویسے لالہ یورپ کا ٹرپ تو پکا ہے نا یا ایسے ہی بیوقوف بنایا۔"

"تمہیں تو میں۔"

وہ بھاگا اور وہ اب ہاتھ کلیپ کرتا اور گہرا سانس لیتا مڑ گیا۔

حارث سے اس کی ملاقات ایک چھوٹے سے میکنک کے طور پہ ہوئی تھی چھ سال پہلے وہ اسلام آباد کے لیے روانہ ہوا تھا تو راستے میں اس کی گاڑی خراب ہوگئی۔ وہ تو شکر تھا پیٹرول پمپ قریب تھا وہاں پہنچ کر اس نے کسی سے بات کی انہوں نے کہا وہ بندہ آپ کے پاس بھیج دیں گے پورے پندرہ منٹ ایک سرخ سفید رنگت کی حامل کا بچہ جو صبح کی عمر کا ہی تھا میلے سے کپڑوں اور سامان سمیت آیا، اسامہ کے لیے سب نارمل تھا مگر جب سے صبح گئی تھی سب کچھ جیسے بدل گیا تھا اس لیے وہ حیرت سے اس چھوٹے سے بچے کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟"

جب وہ کار کی بونٹ کھول کر اس میں سے کچھ دیکھ رہا تھا تو اسامہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔

”حارث نام ہے لالہ مگر یہاں ہم سب کو ہیری پتر کہتے ہیں۔“

اس کی زبان سے معلوم ہو گیا وہ بھی پٹھان ہے۔

”بہت خوبصورت نام ہے عمر کیا ہے تمہاری؟“

”تیرہ سال کا ہوں۔“

یعنی کے وہ صبح جتنا ہی ہے۔

”اتنی سی عمر میں کام۔“

”کیا کروں بیمار اکیلی ماں کا خیال رکھنا ہوتا تو کمانا پڑتا ہے پہلے کام سیکھتا تھا پھر میں خود ہی کرنے لگا تاکہ زیادہ پیسے مل سکے۔“

اسامہ جیسے اس کی بات سن کر ٹھنڈا پڑ گیا۔

”انہیں کیا بیماری ہے؟“

”کینسر۔“

اب اسامہ سانس نہ لے سکا جبکہ وہ پانی ڈالتے ہوئے مزید بولنے لگا شاید باتونی تھا۔

”مورے کہتی ہیں کوئی فائدہ نہیں ہے مت کیا کر اتنی محنت، مگر کیا کروں اگر محنت نہیں کروں گا تو ایک ہی رشتہ ہے میرا اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھوں گا یہ لیں لالہ ہو گیا۔“

اسامہ نے اپنا چہرہ تیزی سے جھکا لیا تاکہ وہ بچہ اس کی آنکھوں میں نمی نہ دیکھ لے۔اس نے جیب سے کافی سارے پیسے نکال کر اسے دیئے۔

”صاحب یہ تو بہت زیادہ ہیں صرف دو سو ہیں۔“

وہ پانچ پانچ ہزار کے ڈھیر سارے نوٹ دیکھ کر بوکھلا گیا تھا۔

”ہیری پتر رکھ لو۔لالہ کہا تھا تو لالہ ہی سمجھو کیا مجھے میری ماں سے ملواؤ گے۔“

”ہاں کیوں نہیں۔“

وہ پہلے سوچتا رہا مگر اسامہ کی آنکھوں میں درد اس نے بھی دیکھ لیا تھا یہ بچہ ہی کیوں اس کی آنکھوں میں درد

دیکھ لیتے تھے یا شاید درد میں مبتلا لوگ دوسرے کے درد کو ہی سمجھ سکتے تھے۔

پھر اس کے بعد اسامہ ان سے ملنے گیا، مزید پیسے دیئے ہیری کو کام کرنے سے منع کر دیا کہ وہ سارا خرچہ اٹھائے گا اور اس کا سکول میں بھی آڈمیشن کروائے گا۔ وہ ماں بیٹے اس خدا کے بھیجے گئے فرشتے کو دیکھ کر شکر کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے تھے مگر شاید ہیری کی ماں کو اسامہ کے پیسے سے کیا علاج بھی قبول نہیں تھا اور وہ ایک مہینے میں اس دنیا سے چل بسی، اور وہ غم میں لیے حارث کو اپنے ساتھ، اپنا بھائی بنا کر لے گیا۔

❁......❁......❁

وہ سفائر کو ایک ہاتھ سے تھامے جبکہ دوسرے ہاتھ سے ٹرالی گھسیٹتی چل رہی تھی کہ بے دھیانی میں وہ سامنے کھڑے شخص کو دیکھ نہ سکی اور اسے جا کر لگ گئی۔ جھٹکا لگنے پر اس نے تیزی سے سفائر کو تھاما اور معذرت میں کچھ کہنے لگی کہ رک گئی۔ اس شخص نے پہلے اسے پھر اس کی گود میں نیلی رنگ کی فراک میں ملبوس سفائر کو دیکھا تو مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

''السلام علیکم! کیسی ہیں آپ۔'' وہ نرمی سے بولا تھا۔ ثمرن کے تاثرات عجیب ہو گئے وہ کچھ بھی کہے بغیر جانے لگی کہ اسامہ نے روک دیا۔

''بھابی۔''

''تم یہاں کیا کر رہے ہو۔'' وہ دھیمی آواز میں غرا کر بولی۔ اسامہ نے کچھ بھی کہے بغیر اس کے ہاتھ سے سفائر لیا اس کا منہ کھل گیا وہ کچھ کہنے لگی کہ اسامہ نے سفائر کو پیار کیا۔

''سو کیوٹ۔''

''میری بیٹی مجھے واپس کرو۔''

کافی سارے لوگ ان کے درمیان تھے اس لیے ثمرن کوئی تماشہ نہیں چاہتی تھی ورنہ جو اس وقت اس کے چہرے پہ وحشت تھی اسامہ کو لگا تھا وہ ابھی اسی وقت اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی۔

''سفائر! آپ کی امی مجھے ڈانٹ رہی ہیں۔ آپ کے چاچو پر غصہ کر رہی ہیں۔'' وہ شرارت سے بولا۔

''تم قطر میں کیا کر رہے ہو، صبح کو مجھ سے چھیننے آئے ہو۔ ہے نا۔'' اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اسامہ کا کیا کر

ڈالے اسامہ ان کو دیکھتا رہا پھر بولا تو آواز میں خوشگواری تھی۔

”بھابی! میں میٹنگ کے سلسلے میں۔۔“

”جھوٹ مت بولو۔ پورے ملک میں تمہیں قطر ہی ملا تھا میٹنگ کرنے کے لیے اگر یہ لندن، امریکا ہوتا تو میں مان جاتی ایک چھوٹے سے ملک میں میٹنگ میں مان نہیں سکتی۔“ وہ سخت لہجے میں بولی پھر یاد آنے پر مزید بات جاری رکھی۔

”اور تم صبح سے ضرور ملے ہو گے تب ہی میں کہوں وہ اتنا عجیب کیوں بیہو کر رہی ہے۔“

”بھابی صبح۔“

اس نے سفائراس کے ہاتھوں سے کھینچنا چاہا مگر اسامہ پیچھے ہو گیا۔

”اسامہ میری بیٹی واپس کرو۔“

”یہ میری بھی کچھ لگتی ہے بھابی کم سے کم آپ مجھے اس سے ملنے سے نہیں روک سکتیں۔ مجھے بتائیں آخر میں نے کیا کیا ہے مجھے ایک بار میرا جرم بتا دیں میرا قصور ہو یا نہ ہو میں آپ سے معافی مانگ لوں گا۔“ وہ روہانسا ہو گیا۔

”ایک تو جرم کیا اوپر سے کہتے ہو میرا قصور نہیں ہے۔“ وہ اب کی بار چلائی تھی۔

سب لوگ متوجہ ہوئے تھے جبکہ اسامہ بالکل پرسکون انداز میں انہیں دیکھ رہا تھا، سفائر نے رونا شروع کر دیا اسامہ نے اسے ہلایا مگر وہ او ررو ئے جا رہی تھی۔

”میری نابالغ بہن سے شادی کی پہلا جرم، میرے ماں باپ کو مجبور کر دیا کہ وہ یہ شہر چھوڑ دیں دھمکی کے بنا ایسا ممکن نہیں ہو سکتا وہ راضی ہوئے ہو دوسرا جرم، میری بہن کو تنہا حویلی کے بجائے ایک ویران فارم ہاؤس لے گئے تیسرا جرم، اس کو ورغلایا اس کا فائدہ اٹھایا پھر ہمارے خلاف کیا پھر اس کے بازو پہ زخم اور کتنے جرم بتاؤ میری بہن نیند کی گولیاں کھاتے ہوئے سوتی ہے۔ رات کو کمبل میں چھپ چھپ کر روتی ہے میری بہن کے ساتھ اتنا کچھ کر کے تم کہتے ہو تم نے کیا کیا رات تک پاگلوں کی طرح بھاگ کر وہ ہر چیز سے دور بھاگنے کی کوشش کرتی ہے، ٹی وی کھانے کی شوقین کے حلق سے اب نوالہ بھی مشکلوں سے اترتا کام کر کے اس نے اپنے جسم کو ہلکان

کر دیا ہے اور تم کہتے ہو تم نے کیا کیا ہے۔"

لوگ حیرت سے کھڑے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے جو بالکل تھکی ہوی برستی ہوئی آنکھوں سمیت قابل رحم لگ رہی تھی۔ اسامہ کا دل پسیج گیا۔ وہ یہ کیسے بھول سکتا تھا وہ اس پر کیے گئے ظلم نے اسے یہ سب کرنے میں مجبور کیا تھا، ایک ایک منظر اس کے سامنے لہرا رہے تھے وہ چھت پہ سگریٹ پینے آیا تھا پہنچ کر جیب سے لائٹر جونہی نکالا اس نے چونک کر دیکھا تو اسے جھٹکا لگا تیزی سے بھاگ کر وہ اس طرف آیا۔

"امی!۔" زبان سے یہ لفظ نکلا تھا تو اس نے دیکھا بے ہوش وجود عیشا کا نہیں ثمرن کا تھا وہ تو جیسے پریشان ہو گیا۔ پہلے تو اسے لگا تھا اس کی ماں ہے پر یہ لڑکی اس کی ماں جیسی لگ رہی تھی اس نے اس کا چہرہ تھپتھپایا پھر جلدی سے اس نے گھبراتے ہوئے کلائی سے چیک کیا تو چل رہی تھی۔ وہ تھوڑا پر سکون ہو گیا کہ شکر ہے وہ زندہ ہے پھر اس نے دیکھا اس کی گردن پہ خون جما ہوا تھا وہ اور گھبرا گیا۔ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے دیکھا تو گردن کی سائیڈ پہ ہی سوراخ جیسا زخم ہوا تھا کس نے کیا۔

اردگرد دیکھا تو سامنے نظر ایک تیر پہ پڑی یہ کس کی حرکت تھی یہ تو ارباز کا تھا کہیں نہیں وہ ایسا کیوں کرے گا۔ سر جھٹکتے ہوئے اسے بے ہوش وجود کو اسامہ ہوش میں لانا چاہتا تھا مگر کیسے اچانک نظر سامنے ٹیپ پہ پڑی۔ جلدی سے اٹھ کر اس نے تیزی سے سامنے پڑے ٹیپ سے پانی اپنے ہاتھوں میں قید کیا اور تیزی سے لا کر اس کے منہ پہ چھینٹے پھینکے مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا اس نے کچھ سوچ کر سگریٹ جلایا اور اس کو دھواں پھر ناک کے قریب لے کر گیا وہ بھر پور کوشش کر رہا تھا وہ اٹھ جائے اس کی ماں کی طرح ہمیشہ آنکھیں نہ بند کر دے۔ اچانک ثمرن نے کھانسنا شروع کر دیا۔ اس کے نقوش کھینچے گئے تھے وہ کھانستے ہوئے اٹھنے لگی کہ اسامہ ڈر کے مارے تیزی سے اٹھا اور نیچے کی طرف بڑھا کہ وہ بڑی امی کو خبر دے سکے وہ اس کو جا کر دیکھیں۔

ثمرن نے ہاتھ جوڑے تو وہ چونکا۔

"میری بہن کو اکیلا چھوڑ دو۔ اگر تم اپنے جرم کا کفارہ ادا کرنا چاہتے ہو تو میری بہن کو طلاق دے دو۔"

کیا تڑپ تھی۔ وہ سمجھ رہا تھا وہ اس کی کیفیت اچھی طرح سمجھ سکتا تھا جو کچھ ان کے ساتھ ہوا تھا وہ اس کی نظروں سے چھپا تو نہیں تھا مگر اس نے ان کے اندر کی تڑپ کو دل سے محسوس کیا تھا اور وہ ثمرن کی برداشت کی داد

دیتا تھا جس نے اپنی بہن کی خاطر سب کو سہا۔اتنی اچھی تو کوئی بہن نہیں ہوتی اتنی ہمدرد اس نے گہرا سانس لیا اور سفائر کو گال پہ پیار کرتا اس نے ثمرن کو دیا۔

”آئیم سوری۔ میں واقعی بہت گناہگار ہوں مگر میں نے صبح کو اپنی عزت سمجھا ہے اور کوئی انسان کیسے اپنی عزت کو اپنے ہاتھوں خراب کر سکتا ہے میں آپ کی ہر کہے کا احترام کرتا ہوں اور میں نے کیا اسے خود سے دور آپ کے حوالے کر کے کیونکہ میں جانتا تھا آپ سے زیادہ خیال اور محبت اسے کوئی نہیں دے سکتا اور اس کے رشتے سے بھی دور نہیں کر سکتا تھا مگر آپ پلیز مجھے ایک موقع دیں۔ایک موقع اگر آپ کو مجھ میں کوئی کھوٹ لگا یا مجھے صبح کے لیے قابل نہیں سمجھا تو میرا آپ سے وعدہ ہے کہ میں آپ کے کہے بغیر صبح کو طلاق دے دوں گا اور ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلا جاؤں گا ارباز کی شادی تک کا وقت دے دیں۔آپ میرے لیے میری ماں کی جگہ ہیں اور اصول کا پکا اسامہ آپ کو مایوس نہیں کرے گا۔“ بے انتہا سنجیدگی سے وہ ثمرن کو ساکت چھوڑ کر چلا گیا۔

✡.......✡.......✡

وہ چلتی ہوئی اس کے کمرے میں آئی، دیکھا تو وہ اب پریکٹس کر کے پانی کی بوتل پینے میں مصروف تھی۔ ساتھ میں صفحے پہ غور کر رہی تھی۔

”پریکٹس کیسی جا رہی ہے؟“

صبح نے سر اٹھایا تو مسکرائی۔

”توبہ آپی پہلے تو لگا تھا بے حد آسان ہے پر اب تو لگتا ہے جیسے سب کچھ بھول گیا ہے۔بہت کم دن رہ گئے ہیں اور کام بہت زیادہ اوپر سے ہیری دل کرتا ہے سر نوچ لوں مجھے ضرور ہرائے گا اپنی ڈائیلاگ بازی مارنے لگتا ہے اور بیچ میں اسے ہنسی آجاتی ہے ایک صرف میں اور گل شیر ہی اچھا کام کر رہے ہیں۔“ وہ چل کر اس کے پاس آئی۔

”گل شیر کون؟“

”اللہ گل شیر کو نہیں جانتی آپ گل شیر گل شیر۔“ وہ ایک دم بولنے لگی تھی اور پھر جیسے بولتے بولتے رک گئی۔

”نہیں تم بہت سے لوگوں کا مجھ سے ذکر نہیں کرتی۔“

"کچھ لوگ ضروری نہیں ہوتے جن کا ذکر کیا جائے۔" وہ اسامہ کو یاد کرتے ہوئے سرد مہری سے کہنے لگی۔

"ماما کی بات یاد ہے تمہیں۔" ثمرن نے بڑے عام سے لہجے میں کہا تھا۔

"جی کیا کہا تھا انہوں نے۔"

"لڑکی ہر بات مجھے یاد دلاتی ہو اب خود بھول جاتی ہو انہوں نے کہا تھا میں دیتی ہوں سونے کا نوالہ اور رکھتی ہوں شیر کی نظر۔"

"امی کو اس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی ہم خود ہی سب کچھ بول جاتے تھے یا ایک دوسرے کی چغلی لگا دیتے۔" ثمرن ہنس پڑی۔

"خیر اب باتوں کو نہ گھماؤ جو دل میں ہے بول ڈالو میں ہرگز تمہیں نہیں ڈانٹوں گی۔" ثمرن نے اب سنجیدگی سے کہا تو نور چونک پڑی۔

"کیا؟"

"نور تم بھولی نہیں ہو۔"

"ہاں وہ تو ہے پر آپ کو ہوا کیا اچانک ایسے۔"

"اپنے دل کا......"

"ثمرن آپی اس کو کپڑے چینج کروائیں اس نے گند کر دیا۔"

جیسمن نے اس شرارتی امیراللہ آنکھوں والی بلی کو اٹھایا جو اپنی حرکت پہ رونے کے بجائے کھلکھلا کر ہنس رہی تھی اور اس کی گردن منہ دینے لگی کہ جیسمین نے فوراً ثمرن کو پکڑایا ثمرن نے گھورا سفائر کو۔

"میری بیٹی کو ایسے نہ کہا کرو کیا ہوا ایک تو کھاتی بھی اتنا سا اوپر سے مٹی میں بھی جان نہیں ہوتی۔ کیوں سفو جانو۔" نور صبح نے سفائر کی حمایت کی۔

"ایک تو اس لڑکی نے مجھے پریشان کر دیا ہے ابھی فیڈ کروایا تھا۔ اور ہاں جیسمین چینج کر کے صبح کا پارسل پکڑا دینا میں اس نہلا کر لاتی ہوں جلدی سے دین کو پتا چلا تا مجھے پر برسیں گے۔"

وہ ڈریس پہن کر آئینے کے سامنے آئی۔لال رنگ کے انارکلی کے آؤٹ فٹ میں وہ کسی کھلے ہوئے گلاب سے کم نہیں لگ رہی تھی۔اس کو سوٹ بالکل فٹ ہوا تھا برش اٹھا کر وہ پہلے اپنے بال سیٹ کرنے لگی مگر اس کے بال الجھ رہے تھے بیچ میں سے۔

''اُف ایک تو یہ لمبے بال بھی عذاب ہیں۔''

اس نے برش میں پھنسے بالوں کو نکالنا چاہا کہ ایک ہاتھ نے اس کے ہاتھوں کو پکڑا اس نے جلدی سے آئینے میں دیکھا۔گرے شرٹ اور بلیو جینز میں وہ چھایا ہوا لگ رہا تھا اتنے بڑے آئینے میں بھی اس کے دراز قد سے اس کا چہرہ چھپ گیا تھا۔

''کیا دو پونیاں بنانی ہیں تمہاری۔'' وہ اس کے کانوں کے بالکل قریب بولا تھا وہ ڈر کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

''انارکلی بننے جارہی ہوں سکول گرل نہیں۔''

وہ مڑ کر ناراضگی سے کہتی برش لینے لگی جب اسامہ نے ہاتھ پیچھے کیے۔

''ناراضگی صبح میڈم کو سوٹ نہیں کرتی وہ تو الٹا بدلا لیتی ہے میں پورے دو دن بدلے کا منتظر تھا مگر یہاں تو بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔''

''میری محبت پر شک کیا تھا تم نے تمہیں پتا ہے اسامہ تم ہر بار مجھے ہرٹ کرتے ہو میں تمہیں ہر بار معاف کر دیتی ہوں میں نے کبھی کسی کے ساتھ ایسا نہیں کیا اور بار بار تم میری محبت کا فائدہ اٹھاتے ہو۔'' وہ گلوگیر لہجے میں کہنے لگی۔

''او تو میں سپیشل ہوں تمہارے لیے لیکن اس میں میرا کیا قصور تم خود مجھے غصہ دلاتی ہو اور میرے غصے کو تمہیں بچپن سے معلوم ہے۔''

''اب مجھے تنگ مت کرو، ویسے بھی آج میرا موڈ سخت خراب ہے، میرا پلے بہت خراب جانے لگا ہے مجھے پکا یقین ہے اور پھر بھی اتنی محنت کر رہی ہوں۔''

وہ برش لے کر جانے لگی کہ اسامہ نے اس کی کلائی تھام لی۔

"اجازت ہے۔"

اس نے بال بنانے کا کہا تھا وہ اس پہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اس کی اجازت ہے کہنا بہت اچھا لگا تھا بہت سی چیزیں تھیں۔ اسے اسامہ کی پچھلا کے رکھ دیتی اسے بیڈ پہ اشارہ کرتی وہ اب اپنے پنز اٹھا کر نیچے بیٹھ گئی جبکہ وہ اوپر بیڈ پہ۔

"ایک مزے کی بات بتاؤں تمہیں۔"

"اپنا کام کریں آپ یہ مت بھولیں میں آپ سے راضی ہوگی اصل میں بال میں اب بھی آپی سے بناتی ہوں اور وہ سفو جان کو سلا رہی ہیں۔"

"ویسے اتنا پیارا نام ہے اس کا تم خواہ مخواہ بگاڑ رہی ہو۔"

وہ اس کے بالوں کو اپنی مٹھی میں لیتا ہوا بولا۔ وہ آگے سے کچھ نہیں بولی بس۔ اپنے بازو پہ لگے کام کو چھیڑنے لگی۔ اسے لگا اسامہ اب تعریف کرے گا اب کرے گا مگر ایسا ہو سکتا تھا کہ چلی کبھی تعریف کریں وہ بال بنانے میں بے حد مصروف تھا۔

"تمہیں پتا ہے غزل کیا کہتی ہے۔" وہ چونک کر بولی کچھ نہیں۔

"سن رہی ہو۔" وہ بال کھینچتے ہوئے بولا

"اُف!"

اس نے تیزی سے اسامہ کی ٹانگوں پہ مکا مارا

"اف ظالم ویمپ۔"

"چھوڑ دو میرے بال۔"

"نہیں یہ تمہارے نہیں یہ میرے بال ہیں ویسے تمہیں آج مجھے سوری کہنا چاہیے تھا۔"

"کس خوشی میں۔" وہ مڑ کر طنزیہ انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"مجھے مارا تھا کتنی بدتمیز بیوی ہو۔" وہ گھورتے ہوئے بولا۔

"وہ مار تو بہت کم تھی، تمہارے تو بال کھینچنے چاہئیں تھے مار مار کر خون نکال دینا چاہیے تھا۔"

وہ اب اس کے بال بنا چکا تو اچانک صبح کے دروازے پہ دستک ہوئی۔وہ ایک دم تیزی سے اٹھی۔

"صبح آپی!ثمرن آپی کھانے کے لیے بلا رہی ہیں۔"

صبح نے گہرا سانس لیا اس نے اپنے بال نہیں دیکھے اس نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔

"اب جاؤ یہاں سے ویسے بھی آج ثمرن آپی کو شک پڑ گیا تھا وہ تو شکر تھا سفو آ گئی چلو یہاں سے۔"

"یار کھانے پہ بلا رہی ہیں بھابی چلو نا۔"وہ اسے تنگ کرتے ہوئے بولا۔

"بھابی تمہیں کھانا بنا دیں گی اگر انہوں نے تمہیں یہاں دیکھ لیا اور کب بات کرو گے آپی سے۔"

"میرا موڈ نہیں ہے جب میری بیوی مجھے نہیں مناتی میں کیوں بھلا مناؤں بھابی کو۔"

"تھینک یو فور ہیر......"

اس نے عام سے پونی کے بجائے فش ٹیل بریڈ وہ بھی اتنی خوبصورت دیکھی تو اس کا منہ کھل گیا۔

"جانتا ہوں اچھی ہے بتانے کی ضرورت نہیں مجھے مناؤں۔"

"اسامہ جاؤ۔"

"آپی دروازہ تو کھول دیں۔"

"تم جاؤ میں آ رہی ہوں۔"وہ تیزی سے بولی۔

"پہلے مناؤ۔"

وہ اب بستر پہ ٹانگ رکھے بیٹھ گیا صبح نے اسے پھر اپنے فون کو دیکھا تیزی سے اٹھا کر میوزک میں وہی گانا لگا دیا جس دن اسامہ رویا تھا۔

"مان گیا بے بی اب جائیں یہاں سے۔"

اسامہ کا منہ اتر گیا۔

"تم جیسی بچوں والی بیوی ہو تو پھر آدمی کا اللہ ہی حافظ۔"وہ تاسف سے سر ہلاتا اٹھ پڑا مگر جاتے ہوئے اس کے بال کھینچ کر بھاگا تھا۔

"چچی۔"

مگر وہ صاحب کسی سپائیڈرمین کی طرح ٹیرس سے غائب ہو گئے تھے۔

❁......❁......❁

''ثمرن جی میں آپ کی بہن سے بہت محبت کرتا ہوں میں جانتا ہوں میرے پاسٹ میں کافی لڑکیوں سے دوستی رہی ہے مگر صبح کو جب سے دیکھا ہے جب سے جانا ہے مجھے سب عورتیں بے حد معمولی لگنے لگی ہے اس کے آگے اب پلیز ہاں کر دیں میں صبح کو جلد از جلد اپنانا چاہتا ہوں۔''

''اسامہ لڑکیوں سے دور بھاگتا ہے اسے تو ایک عجیب سی الرجی ہے ان سے غصہ کا اتنا تیزی کے کیا بتاؤں مگر اس کا دل بے حد صاف ہے اتنا کہ شاید کسی کا بھی نہ ہو۔''

''آپ بیشک مجھے مار لیں مگر پلیز اس پر ہاتھ نہ اٹھائیں۔''

''ویسے آپ کی بہن میں کتنا غرور ہے کوئی بندہ ہو تو اسے تھپڑ لگا دے۔''

قاسم تیزی سے بولا تھا۔

''میں اس کو اس کے اپنوں سے دور نہیں کر سکتا تھا جو محبت اور جو خیال آپ رکھ سکتی ہیں وہ اور کوئی نہیں۔''

''آپی اسامہ نے کبھی مجھے ایسا ویسا ہاتھ نہیں لگایا وہ تو سوتا بھی صوفے پہ تھا اور میں جب بے ہوش ہوئی تو وہ مجھے ہاسپٹل لے کر گیا مجھے کپڑے بھی دیئے اور تو اور میری پونی بناتا اس نے مجھے سینڈوچ بھی رات کو بنا کر دیا تھا آپی اس نے مجھے کبھی مارا بھی نہیں تھا۔''

''آپی! قاسم نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا میں نے اس کے کپڑے گندے کر دیئے پر میری غلطی نہیں تھی میں نے پھر اسے بیٹ مارا تو آنٹی نے ڈانٹا۔''

''آپ کی بہن آپ کے حوالے کر رہا ہوں۔''

''میرے میں اگر ذرا بھی کھوٹ ہوا تو مجھے آپ کو کہنے کی ضرورت نہیں ہو گی میں تو رصبح کو طلاق دے دوں گا اور یہاں سے چلا جاؤں گا۔''

''آپ ہماری ڈرائیور کی بیوی ہے مجھے مت ڈانٹیں۔ سمجھیں۔'' تیرہ سالا قاسم غصے سے بولا۔

''آپ میرے ماں کی جگہ ہیں میرے لیے قابل احترام۔''

وہ سفائر کو سلاتے اچانک ذہن میں اسامہ اور قاسم کا موازنہ کرنے لگی ساری باتیں اسامہ کی حق میں جا رہی تھیں۔ ایک بات، کوئی ایک بات اس میں غلط ہو سوائے اس کے اس نے نور صبح سے چھوٹی عمر میں نکاح کیا۔

"میرا چکی میرا دوست چلا گیا آپی...... آپ نے اچھا نہیں کیا۔"

کسی نے چٹکی بجائی۔

"کہاں گم ہے میری موشم۔"

صلاح الدین نے جھک کر سفائر کو پیار کیا اور اسے پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کہیں نہیں یہیں ہوں۔"

"خاموش خاصی لگ رہی ہو کہیں پھر محترمہ کو غصہ آنے لگا۔" وہ شرارت سے بولا۔

"آپ بھی نا دین۔"

"ارباز کی ڈیٹ فکس ہو گئی ہے اس کی ساس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو شادی جلد از جلد رکھ لی۔"

وہ اب اس کے چہرے کے تاثرات کو جانچتے ہوئے بولا جبکہ وہ بالکل نارمل انداز سے سن رہی تھی جیسے یہ نیوز اس کے لیے نیو اور شاکنگ نہ ہو۔

"ڈیٹ کب ہے اس کی۔" ثمرن نے آہستہ سے کہا۔

"اگلے مہینے کی تیسری تاریخ یعنی دس دن رہ گئے ہیں میں تمہیں فورس نہیں کروں گا۔"

"ٹھیک ہے میں کل جیسمین کو شاپنگ کے لیے لے جاؤں گی نور اپنی ریہرسل میں بزی ہے اس کا بھی بس ہفتہ رہ گیا ہے اس کے بعد فارغ ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب کا کیا سفائر اپنے داد کے گھر نہیں جائے گی اور میں مورے کو بہت مس کر رہی ہوں۔"

صلاح الدین کا منہ حیرت سے کھل گیا اسے یقین نہیں آیا کہ ثمرن کے منہ سے نکلا ہے۔

"موشم یہ تم نے ابھی جو بولا ہے دوبارہ بولنا۔"

"دین سو جائیں مجھے بہت نیند آ رہی ہے۔"

"میں جیسے سونے دوں گا تمہیں بولو پھر سے۔"

وہ اس کے پاس آیا اور کہا۔

"مجھے بہت زیادہ والی نیند آ رہی ہے دین۔"

"موشم تم نے آج مجھے بہت خوش کر دیا۔"

"زیادہ خوش نہ ہوں دین!"

وہ اس کی شرارت سے تیزی سے اٹھی۔

وہ بالکل ریڈی سٹیج پہ اپنی پرفارمنس کا ویٹ کر رہی تھی۔ ربیکا کو دیکھا تو اس کو ایک کنیز کے روپ میں دیکھ کر وہ دنگ رہ گئی۔

"واہ بھئی واہ۔ کیا کہنے ہے میڈم کے۔" نور نے واری صدقے ہوتے انداز میں کہا ربیکا مشرقی لڑکیوں کی طرح جھینپ گئی۔

"یہ حارث کا بچہ کہاں غائب ہو گیا اس بدتمیز کا رول آنا ہے۔"

"حارث تو آج واقعی نظر نہیں آیا۔"

"کیا...... یہ کیا کہہ رہی ہو اگر وہ نہیں آیا نا میں قسم سے اس کا سر پھاڑ دوں گی۔"

"او پلیز سرور نہیں پھاڑنا آ جائے گا۔ رکو میں کال کرتی ہوں ہو سکتا ہے ڈریسنگ روم میں ہو۔"

جب پندرہ منٹ بعد نہ آیا تو صبح کا غصے سے برا حال ہو گیا۔ لب کو وہ سختی سے دبائے تیزی سے سٹیج کی طرف آئی تو پردہ گرا ہوا تھا اور باقی سب لوگ بھی موجود تھے اور پھر اسے شدید گھبرا ترین جھٹکا لگا۔

سلیم کے ڈریس میں ملبوس اپنے اسامہ دی چچی کو دیکھ کر پہلے تو وہ دنگ رہ گئی پھر اسے ساری بات سمجھ آئی کہ حارث کیوں نہیں آیا کیوں وہ پلے میں دلچسپی نہیں لے رہا۔ وہ بڑھتے ہوئے تیزی سے اس کے پاس جا کر خوب سنانے لگی تھی کہ یکدم پردہ چاک ہوا۔ اسامہ نے اسے دیکھا اور اس روپ میں دیکھ کر اچانک ہی صبح کو ہنسی آئی اور اسے روکنے لگی اب ڈائیلاگ کے دوران کیسے اپنی ہنسی روکتی اچھا خاصا پلے خراب ہو جائے گا۔

یہ سین جشن کا تھا جہاں سلیم کی نظر پہلی بار انارکلی پہ پڑنے تھی۔ تھا تو خاصا چھوٹا مگر صبح کو سین کافی لمبا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ خوش گپوں میں مصروف ہونا تھا مگر آنکھوں کے کونے میں اسامہ دی چچی کا عکس تھا جو بالکل مبہوت سا اسے تک رہا تھا۔ تھا تو یہ پلے کا حصہ لیکن اس کی آنکھوں کی وارفتگی اتنی اصل معلوم ہو رہی تھی کہ اب صبح بھی اپنے نظروں کا روک نہ سکی پھر احساس ہونے پر آنکھوں میں تنبیہہ کی کہ او ور ہو رہا ہے کنٹرول یور سیلف۔ مگر وہاں ہوش میں کون تھا۔

یہ چھوٹا سے سین ختم ہوا اور فوراً پردہ لہرایا۔ سارے بیک سٹیج کی طرف گئے جبکہ وہ اس کے پاس چلتے ہوئے آئی۔

"تم نے آخر ٹھان لیا اسامہ علی خان کسی طرح مجھے ہرانا ہے کل کو میں اگر جاب کروں گی تو تم تو میرے باس ہو گے، بال کٹوانے جاؤں گی تو میرے ہیر ڈریسر ہو گے، ریسٹورنٹ میں جاؤں گی تو میرے ویٹر ہو گے، کار ٹھیک کروانے جاؤں گی تو تم تو میرے مکینک ہو گے۔"

اسامہ چونکا پھر اس نے اپنی بیوی کو دیکھا۔ چچی کے ماتھے پہ بل آئے۔

"اتنا فارغ نہیں ہوں میں۔"

"ہاں ہاں وہ تو دیکھ رہی ہوں، مجھے سمجھ نہیں آتی آخر آپ بلینیر کیسے بن گئے ہاں ضرور وہ امریش پوری والے انکل نے ساری جائیداد دے دی ہو گی۔"

وہ آغا جان کے ریفرینس پر مسکرا پڑا۔

"جی نہیں کسی نے مجھے کچھ نہیں دیا سب کچھ اپنے بل بوتے پہ کیا۔ تم تو پہلے اپنے ماں باپ پر پلتی رہی پھر میرے پر اور اب اپنی بہن پر۔"

انجانے میں اسے شرارت سوجی۔

"نہیں تو امی ابو مجھے اٹھا کر پھینک دیتے، تم یہ سب کر کے دکھاتے پھر میں تمہیں بتاتی اور رہی بات آپی کی تو وہ مجھ سے پیار کرتی ہیں اور ان کا فرض ہے مجھے پالنا کیونکہ میرے شوہر اور میرے ماں باپ کو میری ضرورت نہیں ہے۔" وہ تیزی سے کہہ کر جانے لگی۔

"پاگل ہے یہ لڑکی۔" کہہ کر وہ دوسری طرف چلا گیا۔

وہ اندر آئی اور ربیکا سینے پہ ہاتھ باندھے اسے پولیس والی نظروں سے دیکھ رہی تھی اور کرائم سٹوڈنٹ صبح نے اس کی گھوری پہ ابرو اچکائے کہ کیا ہوا۔

"کیا سین ہے۔"

"نیکسٹ سین سلیم اور بختیار کا ہوگا۔ ویٹ کرو یار اتنی سخت بھوک لگ رہی ہے۔ صبح پریشانی میں ناشتہ بھی نہیں کیا۔"

"بات کو مت گھماؤ صبح یہ سر اور تمہارا کیا سین کہیں OMG are you two dating?"

صبح گھبرا گئی، ارد گرد دیکھا اور پھر اپنی موٹی دوست کو جلدی سے اس کے پاس آ کر بولی۔

"چپ کر موٹی کیا بکواس کر رہی ہے۔" وہ تیز لہجے میں کہتے ارد گرد دیکھنے لگی۔

"مسز اسامہ علی خان!"

ایک دم کسی کی آواز پر وہ مڑی ایک عورت تھی۔ برگر کنگ کی یونی فورم میں ملبوس آرڈر پکڑے چٹ پر اونچا بولی۔

"مسز اسامہ۔"

نور صبح کے چہرے پہ گھبراہٹ آ گئی۔

"مسز اسامہ! سر اسامہ کی بھی بیوی بھی آئی ہیں، ہائے سر کی بیوی بھی ہے۔ سر شادی شدہ ہیں، نہیں اتنے ہینڈسم اینڈ سمیشنگ پرسنالٹی کے مالک سر شادی شدہ۔"

مسز اسامہ کا لفظ سنتے ہی سب کے چہرے پہ غم کے سائے ایسے لہرائے جیسے اسامہ نے ان سے کسی قسم کے وعدے کیے ہوں، لہجے میں تو ایسے گہرا صدمہ تھا کہ صبح کو ہنسی بھی آئی اور اپنی قسمت پہ رشک مگر اسامہ کی اس فضول حرکت پر اسے تاؤ بھی آیا تھا۔ کچھ سوچتے ہوئے وہ آگے بڑھی۔

"ہاں ہاں، میں ہوں مسز اسامہ لاؤ دو آرڈر سخت بھوک لگ رہی ہے۔"

ایک دم جیسے بیک سٹیج میں سکوت چھا گیا۔

”ہیر یو گو۔“

”ہزبنڈ نے پیمنٹ تو کردی تھی کیونکہ میرے پاس ابھی ایک روپیہ نہیں ہے سوری کرونا۔“

سب کے منہ کھل کر باہر آگئے وہ صبح کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے پہلے بار دیکھ رہے ہوں۔

”ہزبنڈ۔“

ربیکا کی آواز بھی کسی شاک سے کم نہ تھی صبح شرارت سے ہنس پڑی۔

”ارے پاگلو، سخت بھوک لگ رہی تھی سڑتی رہے اس کوچ کی بیوی میں اس کی بیوی! پاگل ہو میں تو کسی شخص کو منہ نہیں لگاتی۔“

سب لڑکیوں کی جیسے جان میں جان آئی مگر ربیکا اپنی دوست کو گھور رہی تھی جواب برگر نکال کر کھانے لگی۔

”ویسے صبح کوچ تمہیں ڈانٹیں گے۔“

”کسے پرواہ ہے۔“

”او محترمہ برگر بعد میں کھانا ماں بیٹی والا سین آگیا ہے۔“

”چل موٹی میری ماں۔“

اس نے منہ بنا کر ربیکا کا ہاتھ پکڑا اور وہ بالکل خاموشی سے پرسوچ نظروں سے دیکھتی اس کے ساتھ چل دی۔ کچھ تو گڑبڑ تھی۔

✿......✿......✿

خانم کے حکم سے سب کھڑے اپنے مہمان کا انتظار کر رہے تھے۔

”اسامہ نے گاڑی بھیجی ہو بھی کہ نہیں۔“ مورے انہیں دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

”اوہو بات ہوگئی ہے اب تو وہ پہنچنے بھی والے ہیں۔“

”پتا نہیں بہت شرمندگی ہو رہی ہے خانم ان سے نظریں نہیں ملائے جائیں گی۔“ مورے کے گھبراہٹ کو نظرانداز کرتے ہوئے وہ سدرہ کو آواز دینے لگیں۔

”سدرہ! پھولوں کے ہار آگئے ہیں نا۔“

سدرہ نے اپنا سفید دوپٹہ درست کیا اور اپنے تین سالا بیٹے کو فیڈر پکڑا رہی تھی۔ چار مہینے پہلے بیوگی کی چادر اوڑھ کر وہ سنہری حویلی اپنے بیٹے سمیت آ گئی تھی کیونکہ اس کے سسرال والے اس منحوس لڑکی کو اپنے ساتھ نہیں رکھنا چاہتے تھے جس کی وجہ سے ان کا بیٹا اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ سوچ کی جہالت اب بھی قائم تھی مگر سدرہ کی سوچ تھی یہ سب اس کی کیے کی سزا ہے اگر وہ ثمرن کے ساتھ یہ سب نہ کرتی تو زندگی اس پر مہربان ہوتی مگر ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ کسی کو اتنی تکلیف دو اور آپ سکھ میں رہو۔ دوسری طرف پلوشہ بھی اس گھر میں تھی شروع میں تو اس کا کوئی رشتہ نہیں آیا اور وہ جو اپنی خوبصورتی پر غرور کا تاج پہنے سب کو حقارت کی نظر سے دیکھتی تھی آج تیزاب سے خراب کیے ہوئے چہرے پر وہ طلاق کا دھبہ اپنے ماتھے پہ لیے سنہری حویلی آ گئی پھر عالیہ کی بھی کبھی شادی نہیں ہوئی اور ابھی کچھ دن پہلے موسم کی تبدیلی کے باعث اچانک فالج کا اٹیک ہوا تھا۔ اسے پہلے ہی شوگر کی بیماری تھی اور وہ اپنا خیال بھی نہیں رکھتی تھی اسی وجہ سے اس کو ہو گیا اور وہ بھی اپنے کمرے کی ہو کر رہ گئی۔ مورے تو ان کا انجام دیکھ کر ہول اٹھتی تھی اور حرا بیشک اپنے کیے پر نادم تھی مگر پھر بھی اپنے عمل کے باعث وہ اپنی شادی کے چھ سال تک اولاد کی خوشی سے محروم رہی اور خانم کو ان سب کی طرح کوئی شاک نہیں لگا تھا کیونکہ وہ مکافات عمل پر یقین رکھتی تھیں۔ تائی تو اپنے بچوں کی یہ حالت دیکھ کر جیسے ٹوٹ کر رہ گئی اور تایا نے بھی اپنے آپ رب کے حوالے کر دیا اور عبادتوں میں مشغول ہو گئے۔ بہت کچھ بدل گیا تھا اب سنہری حویلی میں ویسا نہیں رہا تھا۔

تھا تو منظر بے حد اداس سا مگر آسودگی جو یہاں بہت کم پائی جاتی تھی وہ اب اس حویلی کو حصہ تھی اچانک سنہری حویلی کا گیٹ کھلا اور سیاہ جیپ اندر داخل ہوئی۔ مورے کے چہرے پہ گھبراہٹ آ گئی مگر وہ ہمت کرتی خانم کے پیچھے آئی۔ تائی بھی ساتھ تھی۔ ایک طرف سیاہ برقعے میں ملبوس ایک خوش شکل عورت اتری جبکہ دوسری دو مرد نکلے۔ ایک بائیس سالا نوجوان خوش شکل لڑکا تھا جبکہ ان کے ساتھ گندمی رنگ کے حامل اس لڑکے کے والد اترے۔

”خیر!“

مورے اور خانم نے خوشدلی سے کہتے ان سے ملیں۔ وہ بھی مسکرا کر ان سے ملی۔

"آپ کا سفر ٹھیک تو رہا نا کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا معذرت خواہ ہیں گاڑی ذرا دیر سے پہنچی ایئر پورٹ۔" خانم نے نرمی سے کہا۔

"نہیں بالکل اللہ کا شکر سفر ٹھیک رہا کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔ ویسے کیا ضرورت تھی ہم ویسے بھی گاڑی آرڈر کروا کے آجاتے۔" فرہاد صاحب نے خوشدلی سے کہا۔

"نہیں فرہاد صاحب! آپ ہمارے مہمان ہیں اور دوسرا ہمارے اپنے بھی تو اپنوں میں کیسا تکلف۔"

"اسامہ سے بات ہوئی آپ کی۔" مورے نے مسز فرہاد سے پوچھا۔

"جی جیسے ہی ہم نے لینڈ کیا سامان نکالتے وقت فوراً اس کا فون آیا ہماری آمد کے اوقات کا اسے معلوم تھا پھر فلائٹ کا پوچھنے لگا اور گاڑی کا بتایا بہت پیارا بچہ ہے۔"

مورے اور خانم مسکرائیں اور باقی سب سے مل کر وہ انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔

✿......✿......✿

اپنا سین ختم ہونے پر وہ دوبارہ آئی۔ برگر ٹھنڈا نہیں ہوا تھا شکر ہے نکال کر کھانے لگی جب ربیکا نے روکا۔

"جو تم نے اس وقت کہا تھا کیا وہ سچ ہے۔"

"کون سا سچ۔"

"مسز اسامہ تم ہو؟"

نور نے سر اٹھا کر اسے گھورا

"تمہیں لگتا ہے میں اس سڑے ہوئے کریلے کی بیوی ہوں۔"

"صبح۔"

ہیری اندر داخل ہوا۔ صبح نے اپنی کھسے اتارے وہ پیچھے ہوا۔

"ارے ارے۔"

"تم تو میری نظروں سے ابھی اوجھل ہو جاؤ تم اس چڑیل سے ملے ہوئے ہو۔"

"چڑیل؟ کون چڑیل؟"

"میرا مطلب اس کوچ سے وہ کیوں پلے میں تھا۔"

"بالکل صبح وہ پلے میں کیوں تھا کبھی وہ آرٹ ٹیچر کبھی وہ کوچ کبھی وہ پرنسپل اوراب یہ واٹ از دس تم دونوں کا ضرور کوئی چکر ہے یور جسٹ ڈیٹنگ ہم۔"

"آئیم ناٹ!! پاگل ہو جوتے کھانے ہیں میں نے آپی سے۔"

"صبح کہہ دو جب پیار کیا تو ڈرنا کیا۔"

"اُف برگر کھا کر میں نے غلطی کی تم کھالو موٹی اور ہیری ابھی نکل جاؤ ورنہ میں۔"

ایک دم اسامہ انٹر ہوا۔

"صبح اب یہ سامنے ہیں بول دو ورنہ میں ثمرن آپی کو بتا دوں گی۔"

"سر یہ پتا کیا کہہ رہی ہے کہ ہم لوگوں کا افیئر ہے۔"

ربیکا ایک دم ٹپٹا گئی پھر اپنے تاثرات پہ قابو پائے جبکہ ہیری بالکل نارمل تھا۔

"ہاں۔"

اسامہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ صبح نے سر اٹھایا اور شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی جب بول اٹھا "ظاہر ہے ہمارے کریکٹرز میں تو ایسا ہی ہے چلو صبح دوسرا منظر شروع ہونے والا ہے۔"

"سر آپ شادی شدہ ہیں اور آپ کی بیوی بھی یہاں آئی ہیں۔"

ایک دم ایک لڑکی آئی۔ اس نے خوبصورت سے اسامہ کو حسرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا صبح نے پہلے اسے گھور کر دیکھا پھر اپنے اچھے نہیں برے بدتمیز ہزبنڈ کو دیکھا۔

"ہاں بدقسمتی سے۔"

وہ مسکین سے صورت بناتے ہوئے تو صبح کو زہر لگا۔

"سر ہماری پرفارمنس کا وقت ہو گیا ہے۔" وہ دانت پیس کر کہتے ہوئے سٹیج کی طرف بڑھی۔ ہیری ہنس پڑا اسامہ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ پھر وہ اس کے سامنے آیا۔

"تمہیں پتا بھی ہے یہ کون سا سین ہے؟"

وہ ایک دم چونکی پھر اسے دیکھا وہ بالکل اس پر جھکا ہوا تھا۔

''تم نے ہیری کو کہا تھا نا۔''

''کیا کہا تھا۔''

''اسامہ میں آپ کا سر پھاڑ دوں گی پورے لوگوں کے سامنے۔''

''پھاڑ دو۔ میں بھی پھاڑ دیتا اگر مجھے پتا چلتا پورے سٹیج میں تم ہیری کی بانہوں میں مت بھولو میں ایک پٹھان ہوں۔''

''تو میں شاہ ہوں۔'' وہ غصے سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

''اتنے فضول سین میں نے بھی نہیں کروانے تھے جو تم سمجھ رہے ہو۔'' وہ اس کی سوچ پر انجانے میں ہی وضاحت دینے لگی۔

''میں تو بھرپور ڈائیلاگ اور سین پڑھ کر آیا ہوں اس میں تو سلیم اسے بانہوں میں بھرتا اور اسے چو......''

''چھی گندے۔'' اس نے زور سے اسامہ کو بازو پہ مارا۔

''اُف لڑکی میرا کیا قصور ہے میں نے جو پڑھا اس میں تو فل ڈیٹیل تھا۔''

''اگر تم نے سب کے سامنے فری ہونے کی کوشش کی میں لحاظ نہیں کروں گی چچی۔''

''تم مجھے روک کے دکھاؤ ویمپ۔''

وہ اس کی پیشانی پہ بندیا کو انگلی سے ٹھیک کرنے لگا ایک دم پردہ اوپر ہوا۔

''ابھی ابھی تم کچھ بول رہی تھیں۔ پھر اب تم چپ کیوں ہو انارکلی؟ میرا آنا تمہیں ناگوار ہوا، ہاں میں مغل ہوا۔''

''پٹھان نہیں تھے تم۔''

اس نے مائیک کو نیچے کیا اور آہستہ سے بولی۔ اسامہ نے گھورا ایک تو پہلے ہی ڈائیلاگ بھول رہے تھے اسے اوپر سے یہ لڑکی۔

''کاش تمہیں معلوم ہوتا۔ پوری طرح معلوم ہوتا۔''

"کہ تم چکی ہو۔"

اسامہ کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی اس نے دبائی۔

"تم نہیں جانتیں تم نے کیا کر دیا۔میں خود بھی نہیں جانتا۔"

صبح کو بہت زور کی ہنسی آنے لگی۔اف عاشق اسامہ بہت کیوٹ لگ رہا تھا بہت معصوم۔

"تم چپ ہوا نار کلی۔"

"نہیں بول رہی ہوں۔"

"صبح شاپ اٹ۔" وہ گھور رہا تھا۔صبح کو اپنی پرفارمنس سے زیادہ اسے تنگ کرنے میں مزا آرہا تھا۔

"میں تھک گیا ہوں انار کلی۔"

"جا کر ریسٹ کرلو۔"

اس کی تو میں۔

پھر جب اس کی باری آئی۔اسامہ نے ہاتھ بڑھا کر اسے قریب کیا وہ اسے گھورنے لگی جبکہ وہ بے نیازی سے اب اپنا ڈائیلاگ بول رہا تھا پھر نور کی باری آئی۔

"پھر میں کیا سمجھتی۔(نقلی آنسو) ہندوستان کا نیا چاند ایک چکور کو چاہتا ہے چکور؟"

صبح نے جس طریقے سے چکور کہا تھا اسامہ کی ہنسی چھوٹ گئی اور وہ خود پر قابو نہ پا سکا تو آج ثابت ہوا اسامہ ایک برا ایکٹر ہے۔

صبح نے حیرت سے اسے تکنے لگی پھر غصے سے بولی۔

"اسامہ!"

"آج سے تمہارا نام چکور۔"

وہ ہنستے ہوئے ہر چیز سے بے نیاز کھل کر ہنستے ہوئے بولا۔صبح نے پہلی بار اسے اتنا کھل کر ہنستے ہوئے دیکھا تھا وہ اپنے پلے خراب ہونے کا ڈر اور غم بھول کر مبہوت سے اسے تکنے لگی پردہ گرا دیا گیا۔

"کیا کیا سر آپ نے۔۔"

شیس تیزی سے ان کی طرف آیا۔

''آئیم سوری مجھ سے ڈائیلاگ نہیں ہو پائیں گے۔''

''اُف میری ساری محنت ضائع کر دی۔''

صبح غصے سے جانے لگی کہ اسامہ نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اس نے اپنے سر سے پگ اتاری اور ہیری کو اشارہ کیا پردہ اوپر کیا گیا سب لوگ ایک دم متوجہ ہوئے۔

''تم کبھی اظہار نہیں کرو گی صبح اس پر مجھے افسوس نہیں ہے جانتا ہوں اظہار صرف مرد کرتا ہے اور اس کو ہی سوٹ کرتا ہے۔ تمہاری حیا، تمہاری معصومیت، تمہارے بچکانہ پن نے مجھ جیسے پتھر دل شخص کو پگھلا دیا پتا نہیں صحیح کہہ رہا ہوں یا غلط بس جو دل میں ہے وہ کہہ رہا ہوں۔''

وہ گھٹنے کے بل جھک گیا۔

صبح کو پتا چل نہ سکا کہ پردہ اٹھ گیا ہے پیچھے کھڑی ربیکا نے منہ پہ ہاتھ رکھا۔

''دیکھا میں نے کہا تھا ان دونوں کا سین ہے۔''

''تم تو چپ کرو۔''

ہیری نے ڈپٹ کر سائڈ پہ کیا۔

''غصے کا تیز ہوں، جانتا ہوں، جو دل میں آتا ہے کہہ دیتا ہوں۔ تھوڑا پاگل ہوں، تھوڑا اجلا ہوں، محبت کا اظہار کرنا نہیں آتا اور آگے جا کر بھی شاید نہ کر پاؤں جیسے دین بھائی کرتے ہیں مگر تم میرے دل کے حال سے واقف ہو، مجھے جانتی ہو، میں یہ کہنا چاہتا ہوں صبح مجھے سب کے سامنے اپنی تمام خامیوں سمیت قبول کر لو تمہارا اچھے والا ہزبنڈ اسامہ دی چکی۔''

صبح نے ایک دم مڑ کر پوری آڈینس کو دیکھا جو دم بخود اس انوکھے اعتراف محبت کو دیکھنے لگے۔

''بورنگ لگ رہا ہے کوئی میوزک لگاؤں۔''

ہیری نے کہتے ہوئے تیزی سے میوزک پلیئر کے پاس گیا اور سونگ چلایا۔

''اسامہ۔''

"کہنے کو جشن بہارا ہے
عشق یہ دیکھیں حیران ہیں
پھول سے خوشبو خفا خفا ہے
گلشن میں
چھپا ہے کوئی رنج فضا کی چلمن میں
سارے سہمے نظارے ہیں
سارے وقت کے دھارے میں
اسامہ نے سامنے ہیری کو گھورا کچھ زیادہ ہی تیزی ہو گیا تھا جو اس کی شخصیت کا خاصا نہ تھا نور بھی کر بیج ہو گئی تیزی سے وہ بھاگی۔
"ارے۔"
Oh my God this so romantic Subah
ربیکا کا منہ کھل گیا تھا اور پھر تیزی سے اس کی راہ میں آتے ہوئے بولی۔
This was cheesy
وہ گھورتے ہوئے کہنے لگی۔
"تم دونوں کا واقعی سین ہے۔"
"یہ کیا سین سین لگایا ہے میاں ہے میرا۔"
"اوہو۔"
This was a bit cringy
ہیری بولا۔
"تم نے لگایا تھا میوزک۔" اسامہ نے گھور کر اسے دبوچا
"تم نے سارا پلے برباد کر دیا۔" صبح اسامہ کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

”اور ہنے دو سب کے سب بڑے ایکٹر ہو ا بی آپ سے زیادہ بڑا ایکٹر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔“

گل شیر بادشاہ کے روپ میں صبح کو دیکھتے ہوئے بولا۔

”تم خر بچے۔“ وہ غصے سے بولی۔

اسامہ اور ہیری نے قہقہہ لگایا۔

”اور تم دونوں بھی خر کا بچہ ہو۔“

اسامہ کو مزید ہنسی آئی۔ ”تمہیں یہ لفظ کس نے سکھایا؟“

”یہ آپ سب کیا بات کر رہے ہیں۔“

ربیکا نے سب کو حیرت سے دیکھا۔

”پٹھان کی بیوی ہوں تو کیا نہیں آتا۔“

”ہائے!! ویسے صبح کتنی بدتمیز ہو سری تمہارے ہز بنڈ تھے بتایا نہیں۔“ ہیری مزے سے بولا۔

”کیوں بتاؤ جب تم اس چچی سے ملے ہوئے تھے مجھے بتانے کی زحمت کی۔“

”اچھا یہ تو بتاؤ خر بچے کا لفظ کیسے آیا۔“ اسامہ ہنسی روکتے ہوئے بولا۔

”وہ جب تمہاری گاڑی خراب ہو گئی تھی تب تم نے بولا تھا۔“ اس نے اسامہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”کب۔“

”دین بھائی نے مطلب بتایا۔ مطلب اب تم گاڑی کو بھی گدھے کا بچہ کہو گے۔“

”میں تو خالی یہ کہتا ہوں جو دین بھائی کہتے ہیں نا اس سے تم کانوں کو ہاتھ لگاؤ گی۔“

”یہ دین کو برادر کیوں کہہ رہے ہیں۔“ ربیکا کو تھوڑی بہت اردو آتی تھی۔

”کزن ہے یہ۔“

”واٹ مینز ثمرن آپی نو زہم پھر کیا ڈر۔“

”اف! میں کپڑے چینج کرنے جا رہی ہوں۔“ وہ کہہ کر چل پڑی۔

❁......❁......❁

وہ اب چینج کر کے باہر جا رہا تھا کہ ایک دم کسی کی آواز سے رکا، مڑ کر دیکھا تو بولا۔

''ہاں الف بولو۔''

الف سامنے آئی۔

''سر، میں کیا آپ سے دو منٹ بات کر سکتی ہوں۔''

وہ بہت پریشان دکھ رہی تھی اسامہ بھی چونک پڑا۔

''خیریت؟''

''پلیز دو منٹ کے لیے اس طرف آ جائیں۔''

اس کی آنکھیں نم تھیں اسامہ کو عجیب لگا۔

''کچھ ہوا ہے؟'' وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولا۔

''سر کیا آپ شادی شدہ ہیں۔'' وہ بھرائی آواز میں بولی۔ اسامہ ایک منٹ کے لیے چپ ہو گیا۔

''بولیں سر؟''

''یہ کیسا سوال ہے الف؟'' وہ اب سنبھل کر بھرپور سنجیدگی سے بولا۔

''پلیز سر بتائیں نا؟''

''ابھی تم نے دیکھا یہ سوال عجیب ہے بہر حال ہاں میں نور صبح کا شوہر ہوں۔''

''یہ ایک دم کیسے اچانک۔''

آنکھیں برس پڑی تھیں۔ اسامہ نے گہرا سانس لیا۔ ہو جاتا ہے ایسے الفت دل کو کون روک سکتا ہے اس لیے ڈانٹنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

''الف آئی کین انڈرسٹینڈ پر یہ اچانک نہیں ہے میری اور صبح کی شادی کو چھ سال ہو گئے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو شروع میں چاہتے بھی نہیں تھے۔ میں تم سے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ محبت شادی سے پہلے بالکل بے معنی ہے تو زیادہ پریشان اور ڈیپریس نہ ہونا آئی نو تم نہیں ہو گی ہوتا ہے کالج یونی کرشز بٹ تم رو پڑی تو مجھے یہ کہنا پڑا۔''

''سر یہ کرش نہیں ہے یہ محبت ہے جب سے میں نے آپ کو دیکھا ہے آئی کانٹ کنٹرول مائی سلف۔'' وہ ہچکیوں سے رو پڑی۔

''بٹ یو ہیو ٹو اور وائز یو ہیو نو چوائس۔'' اسامہ اب سنجیدگی سے کہنے لگا۔

''آپ میری فیلنگز کو نہیں سمجھ سکتے پلیز آپ صبح کو چھوڑ دیں۔''

اسامہ خاموشی سے دیکھتا رہا پھر سر تاسف سے ہلاتا چل پڑا۔

''سر۔'' وہ پیچھے آئی۔

''پلیز اسامہ آئی لو یو۔''

''سٹاپ اِٹ۔ مت کیا کرو ایسے۔ تم لڑکیاں کیوں کرتی ہو ایسے کیوں اپنی عزت کی پروا نہیں کرتی اور میں تم لوگوں کی خاطر اسے کیوں چھوڑوں جو اپنے شوہر تک سے اظہار کرنے پر جھجک پڑی وہ بولڈ لڑکی صبح بھی سٹیج سے بھاگ گئی کیونکہ اس میں حیا تھی تو اس حیا سے بھرپور لڑکی کو کیوں چھوڑوں۔ دیکھو میں آپ کی عزت کرنا چاہتا ہوں اس لیے پلیز۔''

وہ کہہ کر جانے لگا جب وہ دوبارہ اس کی راہ میں حائل ہوئی اور تیزی سے اپنے بازو کو زور سے چیر کر چیخنے لگی۔ وہ تو جیسے دنگ رہ گیا اس کی چیخوں سے ساتھ ہی کچھ لوگ کھڑے ہوئے تھے، متوجہ ہوئے اس طرف بڑھے۔

''یہ کیا بکواس ہے؟'' وہ پہلے حیرت سے تکنے لگا پھر چیخا۔ اس نے اسامہ کو دھکا دیا اور مڑی کہ سب لوگ ان دونوں کو دیکھنے لگے۔

''دیکھو، کیا کیا مجھے سر نے انہوں نے ہیرس کرنے کی کوشش کی پولیس کو بلاؤں۔'' وہ روتے ہوئے چیخی

اسامہ نے اس کا رخ موڑا کہ وہ مزید چیختے ہوئے ان سب کے سامنے آئی۔

''یہ دیکھو۔''

''یہ جھوٹ بول رہی ہے بکواس کر رہی ہے۔'' وہ ان کی شاکڈ نظروں سے چیختے ہوئے۔ بولا اچانک صبح اور ربیکا آئی ساتھ میں کچھ ٹیچرز بھی۔

"میم، صبح انہوں نے، سر اسامہ نے مجھے ہیرس کرنے کی کوشش کی۔"

صبح کی آنکھیں پھٹ گئیں جبکہ ربیکا اور ٹیچرز نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا۔

"صبح! یہ جھوٹ بول رہی ہے۔"

اسامہ چلتا ہوا آیا کہ الف سہم کر ایک میم کے ساتھ لپٹ گئی۔

"آپ کو شرم آنی چاہیے مسٹر اسامہ مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی۔"

روزینہ میم نے الف کو لپٹا کر اسامہ کو حقارت سے کہا تھا جبکہ وہ صبح کو دیکھ رہا تھا جو بالکل شاکڈ انداز میں کبھی اسے اور کبھی الف کو دیکھ رہی تھی۔

"صبح میرا یقین کرو۔"

سب سے اکڑنے والا اسامہ علی خان آج اپنی محبت اور عزت کی خاطر گڑگڑا رہا تھا۔ اپنی صفائی پیش کر رہا تھا وہ سب کچھ برداشت کر سکتا تھا مگر اپنے شیشے جیسے کردار اور اپنے پاکیزہ محبت پر دھبہ ہرگز نہیں سہہ سکتا تھا۔

"صبح۔"

صبح اسے اگنور کر کے آگے بڑھی اور الف کا بازو پکڑ کر کھینچا۔

"کیا کہا تم نے دوبارہ پھر سے کہنا۔"

اس کا انداز بے پناہ سنجیدہ تھا جبکہ اسامہ کا دل ڈوب رہا تھا وہ ہار جائے گا۔

"تمہارے شوہر نے مجھے ہیرس......" وہ آگے سے کچھ کہتی کہ صبح نے کڑاکے دار تھپڑ اس کے منہ پہ دے مارا۔ سب کو جھٹکا لگا اس کی حرکت پر۔

"بولو۔ تم اسامہ کے خلاف ایک لفظ بولا، یہی زبان کاٹ کے رکھ دوں گی یہ۔ یہ کرے گا تمہیں ہیرس یہ......"

اس نے چلتے ہوئے ایک دم خاموش اسامہ کا ہاتھ پکڑا اور اس کے سامنے کیا۔

"آپ کو ایک لفظ بھی بولنے کی ضرورت نہیں ہے اسامہ۔ اپنے آپ سے بھی زیادہ یقین رکھتی ہوں آپ پر، صفائی تو جھوٹے لوگ پیش کرتے ہیں آپ سچے ہیں آپ کے لیے میں لڑوں گی۔"

وہ ایک دم جیسے اس پر پھول نچھاور کر چکی تھی اس کی صبح کو اس پر بھروسہ تھا اسے اور کچھ نہیں چاہیے تھا۔

"صبح! یہ کیا کہہ رہی ہو تم یہ بچی جھوٹ کیوں بولے گی۔" سب کو صبح کے انداز پر حیرت تھی۔

"پتا چل گیا ہوگا کہ یہ کس کا ہے تو بس آگ لگ گئی ہوگی اسامہ کو بات کرنے کو کہا ہوگا جب اسامہ نے اسے روکا ہوگا تو اس نے یہ ہتھیار استعمال کیا۔ تم سب کو دھوکا دے سکتی ہو مگر ایک کرائم سٹوڈنٹ کو ہرگز نہیں اسامہ کہ اتنے ناخن نہیں ہیں جبکہ تمہارے بازو تیز چیز یعنی کے لمبے ناخنوں سے پھاڑے گئے ہیں اور ایک بات بتادوں میرے شوہر کی پاکیزگی کا کسی سے کوئی مقابلہ نہیں ہے! ہے کوئی ایسا شخص جو اپنی بیوی کو اس کی اجازت کے بغیر نہیں چھوتا، ہے کوئی ایسا مرد جو عورت کو عزت کی نگاہ کے سوا اور کسی نظر سے نہیں دیکھتا ہے، کوئی نہیں ہے میں یقین سے کہہ سکتی ہوں اسامہ کے سوا کوئی بھی نہیں۔ میرا اسامہ ہیرا ہے ہیرا اور کوئی کہہ کے تو دکھائے کہ یہ بدکردار ہے۔ کہنے والے خود ہوں گے، دنیا بھی آکر کہہ دے میں نہیں مانوں گی۔ پتا نہیں تمہاری اس بات پر دل کر رہا ہے میں تمہارے ٹکڑے کر دوں، بس مردوں کو بدنام کیا ہوا ہے۔ خود اپنے آپ کو بدلو گی تو مرد کو بھی موقع نہیں ملے گا چلیں اسامہ میں اس یونی میں بھی نہیں پڑھوں گی جہاں آپ کو لوگ عزت کی نگاہ سے نہ دیکھیں۔"

اس نے اسامہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے ساتھ لے کر چل پڑی جبکہ پیچھے سب کے منہ کھل گئے۔ وہ بالکل خاموش تھا۔ اسے صبح کے اتنے خوبصورت اعتراف اور جواب کی توقع نہیں تھی۔ اتنا گہرا جھٹکا لگا تھا کہ زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکل پا رہا تھا۔

صبح باہر آگئی اس نے اسامہ کو دیکھا پھر کچھ کہے بغیر اس کے سینے سے لگ گئی۔

"تم بہت اچھے ہو اسامہ! تمہیں صفائی دینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ خیر اب اس یونی میں کبھی نہیں جاؤں گی۔ پاکستان چلتے ہیں میں دوہا میں بور ہوگئی ہوں مجھے اپنے گھر جانا ہے جہاں صرف میں اور تم رہتے تھے ہماری دنیا ہمارا جہاں مظفر آباد ہی میرا اصلی گھر ہے اور کوئی گھر نہیں۔"

اسامہ مسکرانا چاہتا تھا، خوشی سے چلانا چاہتا تھا، بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہا۔ سارے جذبات یک بیک اس کے اندر پھیلے پر وہ بالکل سپاٹ چہرہ لیے اسے دیکھتا رہا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟"

"تمہاری محبت بہت عجیب ہے میں اسے سمجھ نہیں سکتا۔ایک پہیلی کی طرح ہے جس میں بتا نہیں سکتا اور تم ایسی گتھی ہو کہ جسے میں سلجھا نہیں سکتا۔بڑی ہی عجیب محبت ہے تمہاری صبح بڑی عجیب اس کے علاوہ کوئی لفظ میرے ذہن میں نہیں آتا۔"

صبح مسکرائی۔

"میری محبت میں الجھے رہو اس کی پہیلی ڈھونڈتے رہو اس سے میری محبت کی قیمت میں اضافہ ہوگا۔"

"یہ بات تم نے غلط کہی ایسی محبت کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے کیونکہ ایسی پاکیزہ محبت کی کبھی قیمت لگ نہیں سکتی اور میں بے حد خوش نصیب ہوں کہ میری جھولی میں یہ پاکیزہ محبت آئی میرے ساتھ چلوگی چکور۔"

صبح نے گھورا اور پھر مکا لہرا کر ہولے سے اس کے گال پہ مارا۔اسامہ مسکرا کر اس کا ہاتھ تھام کر چل پڑا۔

✿.......✿.......✿

وہ اسی دروازے پہ پہنچا جدھر صبح پہلے جانے لگی تھی۔

"اِدھر کیا ہے تم نے کبھی پہلے یہ کمرہ نہیں دکھایا۔"

اسامہ مسکرایا کچھ کہنے لگا پھر سر جھٹک کر اس نے دروازہ کھولا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر لایا۔کمرے میں صبح کو لگا کچھ سپرائز ہوگا مگر سادے سے کمرے کو دیکھ کر اس کا چہرہ بجھ گیا۔وہ کیسے آن رومینٹک شوہر سے اُمید رکھ سکتی۔

"بہت اچھا۔ہاؤ رومینٹک۔" وہ سڑے ہوئے طنزیہ انداز میں بولی۔اسامہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"میں نے تمہیں کہا کہ میں تمہیں سپرائز دوں گا۔"

"تم کبھی گول نہیں ہو سکتے اسامہ یوٹیوبر کے بوئی فرینڈز شوہران کے لیے کیا کرتے ہیں ان کو چھوڑو تم دین بھائی کی......"

اسامہ نے تیزی سے چل کر پردہ ہٹایا اور وہ اس دیوار کو دیکھ رہی تھی دیوار تھی یا اس کی پینٹنگ یا اس کا چہرہ کیا تھا یہ۔

"ہاں جانتا ہوں گولز ہیں۔"

اسامہ بولا تھا مگر وہاں کس نے سنا تھا۔وہ تو بس منہ کھولے حیرت سے اس دیوار کو تک رہی تھی پھر یک دم

http://sohnidigest.com

اس نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا چیخوں کو دبا سکے مگر چیخیں اس میڈم کی نکل ہی پڑی تھیں۔

"او میرے خدا! یہ کیسے یہ تم نے۔او میں کہیں بے ہوش نہ ہو جاؤں۔تم نے میری خواہش پوری کر دی تمہیں یاد تھا۔"

وہ تیزی سے آئی اس کو ہگ کر چکی تھی۔

"آئی جسٹ لو یو، لو یو، لو یو او گاڈ یو ر دی بیسٹ چچی آئیم لکی ٹو ہیو یو کیسے یاد تھا۔"

"چچی۔"

"ہو۔" وہ جم میں ایکسیر سائز کر رہا تھا جب صبح اس کے پاس آئی تھی۔

"تم ایک دیوار بناؤ گے جس میں صرف میرا چہرہ ہو۔"

اسامہ جو ٹریڈ مل پہ چل رہا تھا چونک کر اس ویپ کو دیکھا جو اپنے بال کو بار بار اپنے ہاتھوں سے کھیل رہی تھی۔

"ہاں لاؤ حاضر کرو اپنی گردن لگا دوں گا دیوار پہ۔"

اس نے سر اٹھا کر گھور کے اسے دیکھا۔

"نہیں ویسا نہیں مینز میری بہت ساری پکچرز ہوں اور آپس میں جوڑ کر اسے پورٹریٹ ہو جس میں میرا چہرہ ہو۔"

"جاؤ لٹل گرل کارٹون ہی دیکھو تم یہ جو یوٹیوب ہے تمہارا دماغ خراب کر رہا ہے۔"

"پلیز اسامہ!! وہ میں نے دیکھا تھا نا وہ اتنا کیوٹ تھا۔"

"باہر جاؤ خواہ مخواہ میرا سر مت کھاؤ۔"

"تم دنیا کے گندے، پاگل اور چچی انسان ہو۔"

وہ کہہ کر چل پڑی تھی۔اس کی آنکھوں میں نمی بھی تھی جو اسامہ نے ان چھ سالوں میں ہر پل بڑی شدت سے محسوس کی تھی نور صبح نے اس کے گال چھوئے تو وہ چونکا۔

You just completed me

اسامہ کے ہونٹوں پہ تبسم پھیلا۔

No you competed me

کہتے ہی اس نے نورصبح کے ماتھے پہ پیار کیا۔

سنہری حویلی کا دروازہ کھلا اس میں سے دین، ثمرن نکلے پھر دوسرے دروازے سے نورصبح نے سفائر کو تھاما ہوا تھا اور جیسمین کو اس نے بیگ پکڑایا۔ اسامہ نہیں آیا تھا کیونکہ وہ کورٹ گیا ہوا تھا آج اس بچی کا فیصلہ ہونا تھا اسی سلسلے میں وہ کل سے ہی شہر میں تھا۔

ثمرن نے آنکھیں اٹھا کر اس حویلی کو دیکھا تھا جہاں یہ جگہ اس کے لیے کسی قیامت سے کم نہیں تھی مگر قیامت گزر چکی تھی۔ حساب ہو گیا تھا۔ انصاف مل چکا تھا اور ثمرن کو اپنے صبر کو پھل مل گیا، وہ اپنے رب کی جتنی شکر گزار ہوتی اتنا کم تھا۔ مورے باہر آئی اور انہیں دیکھ کر دین آگے بڑھا اور ان سے ملا۔

''میری مورے میرا قلب۔''

وہ ان سے مل کر انہیں پیار کرنے لگا۔ مورے کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ بے اختیار اسے چومنے لگی ثمرن مسکرا پڑی۔

''میرا اصلاح الدین! بہت یاد کیا تھا تمہیں میں نے۔''

''میں نے بھی۔ آپ کو اپنی پوتی سے نہیں ملیں گی۔ سفائر۔'' وہ مڑ کر صبح سے سفائر لینے لگا۔

''ثمر بچی۔''

وہ ثمرن کی طرف بڑھی اسے پیار کیا اور گرم جوشی سے جیسے بھینچ لیا ثمرن نے بھی انہیں خوب پیار کیا آخر ماں تھی اس کی۔

''سفائر! دادو۔''

دین نے پیار سے سفائر کو اٹھایا اور پیار کر کے مورے کے قریب کیا۔

''سفائر جان مادر بزرگ آپ کی مادر بزرگ۔''

وہ کھلکھلا کر دین کے گردن میں منہ دینے لگی اور آوازیں نکالنے لگی۔

"دادو کی جان اِدھر آؤ ماں صدقے نظر اتروائی اس کی۔"

انہوں نے اسے اٹھایا اور وہ بجائے رونے کے اپنی دادو کے سینے پہ سر رکھ دیا۔ سب یہ منظر دیکھ کر مسکرا پڑے۔

"چلیے اندر۔"

"مورے آپ مجھ سے نہیں ملیں۔" جیسمین اور صبح بولی۔

"اِدھر آؤ ماں واری میری بیٹیاں آئی ہیں۔"

وہ دوسرے بازو کو آگے کر کے ان کے ماتھے پر بوسہ دینے لگی۔

"مادر بزرگ اور باقی سب کہاں ہیں؟" دین نے پوچھا۔

"اندر آؤ! کام میں لگے ہوئے ہیں سب پیچھے والے پورشن میں ہیں اس کے ساتھ والے لان میں ہے نا مہندی آؤ۔"

وہ سب ان کو ساتھ لے کر چلنے لگی۔ ثمرن نے اچانک نور کا ہاتھ پکڑ لیا صبح چونک پڑی۔

"میرے ساتھ رہنا۔"

ثمرن کے لہجے میں اس نے خوف محسوس کیا۔

"آپی ٹھیک ہیں؟"

"ہاں بس تھوڑا سا گھبرا رہی ہوں ہاتھ پکڑے رکھنا۔"

اسے معلوم تھا تایا جان اور تائی بھی حویلی میں ہیں اس لیے تھوڑا سا گھبرا رہی تھی۔

"ٹھیک ہے آئیں میرے ساتھ۔"

وہ دونوں بات کرتے ہوئے اچانک چلنے لگیں کہ دونوں کے قدم رک گئے سامنے کھڑے دو فرد نے ان دونوں کے قدموں کو روک دیا تھا۔

"ثمر، نوری۔"

امی کی بھرائی ہوئی آواز بھی ان دونوں کے سکوت کو نہ توڑ سکی اور بابا کا چہرہ ان دونوں کے گرد اٹکا ہوا تھا۔امی بھاگتی ہوئی آئیں اور جا کر ان دونوں کو اپنے آغوش میں لے چکی تھیں۔

''میری بیٹیاں!یا اللہ تو نے میری دعا قبول کر دی میری بیٹیوں کا چہرہ دکھا دیا۔''

جبکہ ان دونوں میں ذرا سی بھی جنبش نہیں ہوئی پھر ایک دم نور صبح نے امی کے گرد بازو پھیلا کر رونا شروع کر دیا۔

''ماما!ماما آپ آ گئیں۔بابا۔''

اس نے روتی ہوئی ماں سے لپٹ کر بابا کو دیکھا جن کی تھوڑی ہلی اور وہ بھی بڑھے آ گئے۔ثمرن جبکہ ویسی ہی تھی۔وہ بس دونوں کو تکے جا رہی تھی۔نور صبح امی سے مل کر بابا کی طرف بڑھی۔

''فرہاد،ثمرن کچھ کیوں نہیں بول رہی ثمرن۔''وہ ثمرن کو دیکھتے ہوئے اپنے شوہر سے بولیں جو اپنی دوسری بیٹی کو ساتھ لپٹائے اسے پیار کر رہے تھے۔

''آپ لوگوں کو کس نے یہاں بھیجا ہے۔''نور صبح بولی۔

''ہمارے دو بیٹے ہم سب سے ملنے آئے تھے انہوں نے ہمیں بلایا۔''

''کون؟''

''اسامہ اور دین۔''

٭……٭……٭

''یہی گھر ہے؟''

صلاح الدین نے کار پارک کرتے ہوئے کہا۔اسامہ نے اپنے فون کو پھر اس گھر کو دیکھا۔

''بتایا تو یہی ہے ایڈریس سے اِدھر ہی معلوم ہو رہا ہے۔''

دین نے کار پارک کی اور پھر وہ دونوں اتر کر گیٹ کی طرف بڑھے اور ارد گرد دیکھتے ہوئے انہوں نے بیل ماری۔دس منٹ بعد آواز آئی۔

''کون؟''

دین نے جواب دیا "فرہاد صاحب سے ملنا ہے؟"

دروازہ کھلا اور فرہاد صاحب باہر نکلے۔

"السلام علیکم۔"

انہوں نے ناسمجھی سے ان دوشاندار نوجوانوں کو دیکھا۔

"السلام علیکم! انکل کیسے ہیں آپ مجھے تو شاید آپ نے نہیں پہچانا ہوگا میں صلاح الدین علی خان آپ کی بیٹی ثمرن کا ہزبنڈ۔"

ایک دم جیسے ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ بہت حیرت سے اس اونچے چوڑے شاندار مرد کو دیکھنے لگے جوان کی بیٹی کا شوہر تھا۔

"السلام علیکم انکل۔" اسامہ نے ہلکی سے مسکراہٹ سے کہا وہ پھر اس دوسرے نوجوان کو دیکھنے لگے تو وہ اسے داڑھی کے باوجود پہچان گئے۔ یہ تو اسامہ ہے نورصبح کا شوہر۔

"کیا ہوا میری بیٹیاں ٹھیک ہیں نا؟" وہ یک دم ڈرتے ہوئے بولے۔ صلاح الدین مسکرایا۔

"ارے نہیں نہیں۔ بالکل ٹھیک ہیں وہ ہم آپ سے ملنے آئے ہیں کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔ کیا آپ اپنے بیٹوں کو اندر نہیں بلائیں گے۔" وہ بے حد اپنائیت سے بولا۔ انہوں نے ان دونوں کو اندر بلایا مگر نجانے کیوں اپنے بچیوں کے مطلق بہت گھبراہٹ ہورہی تھی۔ گھر کے اندر لے کر گئے تو انہوں نے اپنی بیوی اور بیٹے کو آواز دی جو کچن میں باتیں کررہے تھے وہ باہر آئے تو رک گئے۔

"فرہاد آپ نے بتایا نہیں کوئی مہمان۔"

"آنٹی ہم مہمان نہیں ہے میں صلاح الدین اور یہ اسامہ، آپ کے داماد۔"

وہ ایک دم ساکت ہوکر ان کو دیکھنے لگیں۔ ساکت تو ارسل بھی ہوگیا تھا ان سب کو ڈر تھا کہیں یہ ارسل کو بدلہ میں مار نہ دیں ارسل جانے لگا جب دین نے اسے روکا۔

"بڈی ریلیکس ہم تمہیں مارنے نہیں آئے جب تم نے کچھ کیا نہیں ہے تو ایسے کیوں گھبرا رہے ہو۔" دین نے اس کے سفید پڑتے چہرے کو بڑی نرمی سے کہا۔

"آپ لوگ بھی نہ ڈریں۔ ہم نے بس آپ لوگوں سے گپ شپ کرنی تھی کیا یہاں آپ اپنے دامادوں کی خاطر داری نہیں کریں گے۔" اسامہ مسکرا کر ان کی گھبراہٹ دور کرتے ہوئے بولا۔

"دین پہلے بھی ڈھونڈتا رہا ہمیں مگر ہم لوگ آسٹریلیا چلے گئے ارسل کو سکالرشپ آفر ہوئی تھی۔ ہم نے بھی کہا ٹھیک ہے۔ بچیوں کی خوشیاں نہیں دیکھ سکے بیٹے کی دیکھ کے جی لیں ورنہ ہماری نیندیں جیسی اڑ گئی تھیں۔ ادھر ہی ارسل کی بھی کانوکیشن تھی اور اسامہ کے چھوٹے بھائی کی بھی ڈگری سرمنی۔ اسامہ نے ہمیں پہچان لیا تھا اور پتا کروا کر وہ فوراً ہمارے گھر پہنچ گیا پھر اس نے ہمیں سارا قصہ سنایا جہاں ثمرن کے بارے میں سنا تو دل جیسے پھٹ چکا تھا اور اپنی نورصبح کے بارے میں جانا تو دل کو کونے میں سکون ملا کہ میری دونوں بیٹیوں کے نصیب کتنے اچھے ہیں۔ ثمرن کچھ تو بولو میرا دل ڈوب رہا ہے بیشک مجھے ڈانٹ لو غصہ کرو ناراضگی کا اظہار کرو مگر ایسے مت کرو۔" امی نے سارا واقعہ بتاتے ہوئے ساکت کھڑی ثمرن کو جھنجھوڑا ثمرن نے ان کا ہاتھ نرمی سے پکڑا اور پھر انہیں لے کر چلنے لگی۔ چلتے ہوئے وہ حویلی کی لان کی طرف آئی جو اب خاصا مختلف ہوگیا تھا مگر اسے ہر ایک ایک جگہ یاد تھی اپنی اذیت کا ایک ایک پل یاد تھا۔

"یہ جگہ دیکھ رہی ہیں آپ چاروں اتنی سخت ٹھنڈ اور بارش میں رات کے وقت کھڑی رہی۔ تن تنہا اندھیری رات، کتے کی بھونکنے کی آواز، رات کی وحشت، عزت چھین جانے کا خوف، سردی اور بارش سے مرجانے کا خوف، ہر قسم کا خوف میں نے ان چار راتوں میں محسوس کیا۔" وہ بالکل ایسے بول رہی تھی جیسے وہ مشین کی بنی ہو۔ پیچھے بابا اور نور دم بخود سنے جا رہے تھے۔

"اور کھڑے رہنا تھا لیٹنا تو دور کی بات بیٹھنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ ٹانگیں شل ہوگئی تھیں میری اس وقت شدت سے اپنے مرجانے کی دعا کی تھی مگر نہیں عذاب تو باقی تھا۔ اِدھر آئیں۔"

امی کا ہاتھ دوبارہ پکڑ کر وہ حویلی کے اندرونی حصے میں گئیں اور کچن کو ڈھونڈنے لگیں۔ سب نے بھی حیرانگی سے ثمرن کو دیکھا اور اس کے پیچھے بڑھے اور جب ملا تو اس ایک بار پھر مختلف اور خوبصورت کچن کو پایا۔

"یہاں۔ یہاں تو سب کچھ ہوا پہلے تو ایک گھنٹے میں کھانا بنانے کا حکم ہوا مگر میں کھانا نہیں بنا سکی کیونکہ تین

عورتیں آئی تھیں۔ انہوں نے میری چادر کھینچی۔ پہلے بیلن مارا، پھر تھپڑ اس کے بعد بے رحم ٹھوکروں کے بعد کسی بے جان گڑیا کی طرح توڑ پھوڑ کر پھینک دیا۔"

اب نور صبح کو جھٹکا لگا یہ سب کچھ اس کو نہیں معلوم تھا۔

"کچھ دیر اپنے بے ہوش وجود پر کسی مہربان کا لمس محسوس ہوا اور وہ تھی میری ساس مورے انہوں نے مجھے اٹھایا، میری مرہم پٹی کی اس کے بعد کھانا خود بنایا تاکہ میں ڈانٹ سے بچوں لیکن ایسا کیسے ہوسکتا تھا۔ کچھ دیر بعد چائے کا حکم، یہاں چولہے کے قریب میں چائے بنا رہی تھی۔ دوپٹہ سرک گیا تایا کو یہاں عورتوں کا بغیر چادر سے چل پھرنے سے شدید نفرت تھی اور پھر میں ان کی نفرت کا نشانہ بنی تھی۔ نہ صرف بے رحم ٹھوکریں بلکہ گالیاں ایسی کہ ابھی تک میرے کانوں میں گونجتی ہیں۔"

اس کی آنکھوں میں بے تحاشا پانی نکل آیا۔ سب لوگ جو پیچھے تھے ان کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔ شرمندگی سے سر جھک گئے۔ امی ابو نور صبح تو بس ثمرن کو دیکھے جا رہے تھے۔ دین آگے بڑھا اور موشم کہہ کر اسے کمفرٹ دینے لگا اس نے روکا۔

"نہیں دین مجھے ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اِدھر آئیں ڈرائینگ روم لے کر جاتی ہوں جہاں مجھ پر پلیٹ پھینکی گئی تھی سالن سے بھری پلیٹ سب کے لیے انٹرٹینمنٹ والا دن تھا۔ یاد تو ہوگا آپ سب کو بھول گئے ہوں گے مگر میں نہیں بھولی تھی میں وہ ہنسی، دبی مسکراہٹ طنزیہ نظر نہیں بھولی تھی۔ رات کو آنکھیں بند کرتی ہوں تو یہ سب کچھ نظر آتا ہے اسے روکنے کی تمام کوشش کرتی ہوں یہ دیکھ کر اللہ نے مجھے اس کے بدلے ایک محبت کرنے والا شوہر دیا۔ اس کے بعد چاند سی بیٹی دی مگر انسان کو اپنے اوپر کی ہوئی زیادتیاں نہیں بھولتیں۔ کیا کریں انسان جب اسے اپنے خوش کن پل یاد آتے تو وہ بیشک اپنے غم بھول جاتا ہے مگر وہ غم نہیں تھا ایک قیامت تھی اور انسان کبھی قیامت بھول نہیں سکتا۔"

اس کی آواز رندھ گئی۔

"آپی۔"

نور صبح آگے بڑھ کر اپنی بہن کو گلے لگا چکی تھی۔

”پھر امتحان اور بھی باقی تھے سارا دن جانوروں کی طرح کام کروا کر ایک دن کسی کو خیال آیا کہ ایسا عذاب مناسب نہیں ہے اس کو دوسرے لیول پر لے کر جاتے ہیں۔اس کے بیکار سے جسم میں کیوں نا تیر گھسا دیں۔یونو فور فن مزا آئے گا جب وہ چیخے گی، روئے گی، تڑپے گی۔“

”آپی بس کر دیں۔“

نور سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

”یہاں بالکل نشانے پہ میری گردن پہ لگا کپڑے اتار رہی تھی بس پھر کیا گر گئی۔صبح پھر ہوش آیا تو نیچے جا کر ایک بار پھر مار پڑی مجھے مار، اپنے ذلت کا کوئی غم نہیں تھا کیونکہ نصیب میں لکھی ہوئی تھی اللہ کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اس نے انعام بھی دیا دین کی صورت میں۔میں اس کی شکر گزار ہوں مگر اچانک سے وہ تیر اچانک میرے دل کو لگا، گردن والے اور ذلت نے اتنی تکلیف نہیں دی جب مجھے معلوم ہوا ایک اور بیٹی بھینٹ چڑھا دی گئی جس کی وجہ سے میں نے اپنا آپ قربان کر دیا اور وہ خود اپنے بیٹے کو لے کر غائب جس برے خواب سے بچنے کے لیے میں نے اتنا بڑا قدم اٹھایا مگر برا خواب تو آ گیا اب آپ کو چھ سال بعد دیکھا تو کیا بولوں امی آپ لوگوں نے مجھے بولنے جوگا چھوڑا۔“

اس نے تھکے ہوئے انداز سے کہتے ہوئے صبح کے کندھے پہ سر رکھ دیا اور تقریباً سب کے آنسو نکل آئے۔ واقعی اس کے درد کو کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔خانم آگے بڑھیں اور صبح کا کندھا تھپتھپایا۔وہ چونکی، اس کا چہرہ بھیگ چکا تھا انہوں نے پیار سے اس کا چہرہ صاف کیا۔

”لاؤ میری بیٹی کو مجھے دو آؤ ثمرن بچی خانم جان کے ساتھ چلو۔“

وہ سب کو اشارہ کرتی کہ ویسے بھی سفر کی تھکن کے ساتھ ساتھ پریشان بھی ہے بعد میں بات کیجیے گا۔نور نے ثمرن کا چہرہ چوما اور اس سے الگ ہوئی۔امی کے پاس آئی۔

”آئیے امی۔ارسل کدھر ہے اب تو کافی بڑا ہو گیا ہو گا۔“ وہ لہجے کو ہشاش بشاش بناتے ہوئے بولی ورنہ اپنی بہن کا سنتے ہی اس کا دل جیسے بند ہونے کے قریب تھا۔اتنی قربانی، اتنی قربانی تو ماں نے بھی نہیں دی جتنی بہن نے دی۔ماں سے زیادہ بہن نے اس کو پالا اور اسے شرمندگی ہو رہی تھی۔چھ سال پہلے جب وہ اپنی بہن سے لڑی تھی

اسے برا بھلا کہا تھا ہم اپنے درد اپنے تڑپ میں اگلے کی قربانی اگلے کی محبت کو کیوں بھول جاتے ہیں۔ اگلے درد بھرے کانٹوں کے بستر پر لیٹے آپ کی خاطر اور اگر وہ آپ کے بھلے کے لیے اس شخص سے آپ کو دور کر رہا ہے جو وہ سمجھتا ہے آپ کے نقصان کا باعث ہے مگر ہم اندھوں کی طرح انہیں حقارت سے دیکھنے لگ گئے کہ انہیں ہماری اور ہماری خوشی کی پرواہ نہیں ہے مگر ان سے زیادہ کس کو ہوگی پھر، آج نور صبح کا ضمیر اسے ملامت کر رہا تھا اسے اپنی بہن کو یہ سب کچھ نہیں کہنا چاہیے تھا آج وہ واقعی ٹوٹ گئی تھی۔

"تھینک گاڈ بالآخر ہمیں انصاف مل گیا۔"

روہان ڈرائیو کر رہا تھا پھر گردن موڑ کر خوشی سے بھرپور اسامہ دی چکی کو دیکھتے ہوئے بولا جس کی آج خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

"کیسے نہ ملتا جیت تو ہمیشہ سچ کی ہوتی ہے اور سب سے آسان کام ندا کے بیان نے کر دیا اگر وہ گھر والوں کی حراست میں ہوتی تو اس کا بیان ان کے دباؤ سے خاصا مختلف ہوتا۔"

"چلو مسٹر! مبارک اب کیا کرنا ہے۔"

"جج سے میری میٹنگ ہے۔ ان سے اس ایشو پہ بات کرنی ہے چائلڈ میرج اور ایک تو بہت سے آبائی علاقوں میں کوشش کرنی ہے کہ بیچلر تک تعلیم لازم کریں۔ جب تک انسان کو تعلیم نہیں حاصل ہوگی وہ عقل اور شعور سے محروم رہے گا جو اس کے لیے اور معاشرے کے لیے بے حد نقصان دہ ہے اور نکاح پر لڑکی کا شناختی کارڈ دکھایا جانا بے حد ضروری ہے کیونکہ ایسے لوگ اٹھارہ سال لکھوا کر چھوٹی بچیوں کی شادی کر دیتے ہیں اور دوسرا ان کی پوری رضامندی شامل ہونی چاہیے۔ یہی اسلام میں ہے۔ ایسی شادی کو قبول نہیں کیا جاتا جہاں زبردستی ہو، یہ دو کام کرنے بے حد ضروری ہیں اور اس کے لیے ایک کمپین کرنا ہوگا۔"

"خدا تمہیں کامیاب کرے اسامہ۔ ویسے ثمرن سکول کی تعمیر مکمل ہوگئی۔"

"ابھی نہیں مگر میں نے اخبار میں انٹرویو کا اشتہار دے دیا ہے۔ دیکھو۔"

وہ کہنے لگا اچانک گاڑی کنٹرول سے باہر ہوئی کیونکہ کسی نے پیچھے والے ٹائر پہ گولی ماردی تھی جس کے پنکچر

ہونے کے باعث وہ سیدھا زور سے اونچائی کی طرف جا کر گرنے والی تھی مگر اسامہ نے پھرتی سے سٹیئرنگ پکڑ کر دوسری طرف کیا تو وہ جا کر دوسری طرف بڑی زور سے جھٹکا کھا کر گئی اور ان دونوں سر آگے جا کر سے لگے۔ روہان ائیر بیگ کے باعث بچ گیا جبکہ اسامہ کو بے حد زور سے لگا۔

✿......✿......✿

''اِدھر چھت پہ کیا کر رہی ہو۔''

صبح اوپر چاند کو دیکھ رہی تھی جو آج اس کو بالکل قریب محسوس ہو رہا تھا اس کی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی رات کی دھند بھی غالب تھی۔ اتنے ٹھنڈ میں اس نے خالی شال لپیٹی ہوئی تھی جب اچانک کسی کی آواز پہ مڑی وہ دین تھا۔

''کچھ نہیں۔ سنا تھا آپ کا یہ چھت کافی بڑا ہے دیکھنے کا اشتیاق ہوا تو چلی آئی۔''

''سدھر جاؤ لڑکی! رات کے وقت ٹھیک نہیں ہوتا وہ تمہارے چچی کو پتا چل گیا تو تمہاری خیر نہیں ہے۔''

''اسامہ کو چھوڑیں۔ خیر کچھ خبر ہوئی ایک فیصلہ ہونا تھا۔''

وہ چل کر آیا پھر کہنے لگا۔

''ہاں اللہ کے کرم سے کامیاب ہوئے اس بچی کو انصاف مل گیا۔''

''اب کیا ہوگا! کیا وہ اپنے پیرنٹس کے ساتھ نہیں رہے گی۔'' صبح نے دین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ بچی خود کہہ رہی ہے اس نے گھر جانا ہی نہیں ہے اسامہ اسے عیشا ہاؤس لے جائے گا۔''

''عیشا ہاؤس ویسے دین بھائی کل آپ مجھے اور آپی کو عیشا ہاؤس لے جائیں گے۔''

''کیوں نہیں ویسے بھی وہ آج پورا دن بالکل خاموش رہی کل شاید ان بچوں اور اسامہ کے کارنامے دیکھ کر اس کا دل نرم پڑ جائے۔''

''اسامہ نے کہا تھا وہ رات تک آجائے گا ابھی تک نہیں آیا۔''

''اوہو تو صاحب عالم کا انتظار تھا یہ تو صرف ایک بہانہ تھا کتنی میسنی ہو تم۔''

دین نے اس کے بال بگاڑے۔

"اُف دین بھائی آپ کو نا میرے بالوں سے دشمنی ہے۔"

"چلو نیچے۔ جیسے وہ آئے گا خبر دیدوں گا کل مہندی ہے بیمار پڑ جاؤ گی۔"

وہ اسے زبردستی لے کر نیچا آیا لیکن لاؤنج میں نظر پڑی جہاں خانم اور مورے اور امی پریشانی سے اسامہ کو دیکھ رہے تھے جس کے سر پہ چوٹ لگی تھی۔

"اسامہ۔"

صبح تو چوٹ دیکھ کر تڑپ اٹھی تھی۔ دین نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا کہ امیاں ہیں! اس نے دین کی تنبیہہ نظر دیکھی تو خاموشی سے اس کے ساتھ آئی۔ سدرہ آئی اور پھر اسے ہلدی والا دودھ اسامہ کو دیا۔

"کھانا لگاؤں اسامہ۔" مورے نے پوچھا۔ اسامہ نے دوائی لے کر گلاس ہونٹوں سے لگاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"زیادہ تکلیف تو نہیں ہو رہی بیٹے۔ ڈاکٹر کو بلوائیں۔" امی نے کہا۔

"آپ سب پریشان نہ ہوں میں بالکل ٹھیک ہوں۔" کہتے ہوئے نظر اس کی نور پر پڑی۔ وہ بے حد پریشانی سے دیکھ رہی تھی وہ اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔ نظروں سے تسلی دی میں ٹھیک ہوں۔

"اسے کیا ہوا ہے؟"

دین اس کے پاس چلا گیا جب ثمرن کی آواز پر صبح نے گردن موڑی ثمرن بھی پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپا اٹھ گئی۔"

"ہاں وہ سفائر رونا شروع ہو گئی اس کے سر پہ کیا ہوا ہے ٹھیک تو ہے نا۔"

صبح کو جھٹکا لگا کہاں وہ اسامہ کے نام سے دور بھاگنے والی آج اس کے لیے فکرمند ہو رہی تھی۔

"جی لگ تو ٹھیک رہے ہے آپ پوچھ لیں۔"

ثمرن نے اسے دیکھا پھر نفی میں سر ہلانے لگی۔

"نہیں ایسے کیسے جاؤں میں، تم جا کر سفائر کو دیکھو میں اس کی دودھ کی بوتل لے کر آئی۔"

http://sohnidigest.com

اچانک اسے پتا نہیں کیا ہوا کہ اس کے تاثرات بدلے اور وہ نور کو کہتے ہوئے کچن کی طرف بڑھی، پر ابھی بھی اس کی فکر مند نظر اسامہ کے پیلے اور زخمی چہرے پہ تھی۔

❁......❁......❁

"یہ کام ملک نے کیا ہے۔"

"کام تو اسی کا لگتا ہے کورٹ سے واپسی کے لیے جب نکلے۔ شروع میں مجھ لگ رہا تھا کہ کچھ گڑبڑ ضرور ہوگی مگر جیسے ہی ہم لوگ مری پہنچے تو لگا خطرہ ٹل گیا اچانک ٹائر پہ فائر ہوا۔ شکر ہے گاڑی کنٹرول میں لائے ورنہ سیدھا کھائی میں جا کر گرنی تھی بس وہ سائڈ پہ جھٹکا لگنے سے زور سے سر ڈیش بورڈ پہ لگا روہان کا تو ائیر بیگ کھل گیا تھا مگر میرا اپنا نہیں کھلا۔" اسامہ نے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے دین کو بتایا۔ صبح نے اسے گھورا وہ اب اسے دیکھ رہا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"

"پنگے لینے کو کس نے کہا تھا؟"

"کہا تو کسی نے نہیں تھا یہ عادت تم نے مجھ میں ڈالی ہے۔"

"دین بھائی! میری طرف سے آپ اس کو دو تین لگائیں اچھا خاصا یہ سڑا ہوا کریلا ہی ٹھیک تھا اچھائی اسے سوٹ نہیں کرتی دیکھ لیا نا اچھائی کا انجام سارے کام الٹے کرنے ہیں۔"

"کیا کام الٹا کیا ہے میں نے اس سر درد کو کیوں لے آئے آپ۔ پہلے ہی سر دکھ رہا ہے۔"

"کیا بچوں کی طرح لڑ رہے ہو۔ خاموش ہو جاؤ سیریس مسئلہ ہے، ملک تو جیل میں ہے تو یہ؟"

"دین بھائی مانا کہ آپ پائلٹ ہیں دنیا سے بے نیاز مگر اتنا تو پتا ہونا چاہیے کہ ایسے آدمی کے بندے بھی ہوتے ہیں اور میرا دل کر رہا ہے اس ملک کو پھانسی پہ چڑھا دوں۔"

صبح میڈم کو غصے کا دورہ پڑا۔ اسامہ اور دین نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"کوئی رحم وحم آیا ستون لیڈی کو مجھ مسکین پر۔" وہ دین کو دیکھتے ہوئے اپنے چوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ثمرن کا حوالہ دیتے ہوئے بولا۔ دین نے اسے گھورا جبکہ نور صبح نے کشن اٹھا کر زور سے اس کے اوپر پھینکا

''ارے۔''

''خبردار۔ میری بہن کو ستون لیڈی کہا۔''

''لو کبھی بہن سے میرے لیے لڑتی ہے تو کبھی مجھ سے اپنے بہن کے لیے لڑتی ہے۔''

دین ہنس پڑا۔

''میں تم سے تب تک شادی نہیں کروں گی جب تک ثمرن آپی اپروول نہ دے دیں۔''

اسامہ نے اسے گھورا جبکہ دین کو ہنسی آ گئی۔

''پھر بیٹھے رہو اسامہ علی خان!'' دین کہتا ہوا اٹھ پڑا۔

''کل ثمرن کو میں تمہارے کارنامے دکھاؤں گا۔ ہو سکتا ہے اس کا دل پگھل جائے ابھی تو اپنے ماں باپ سے بھی ناراض ہے۔''

''تھوڑا ٹائم دیں انہیں ٹھیک ہو جائیں گی۔ زخم بھی تو گہرا ہے مندمل ہونے میں کافی عرصہ لگتا ہے۔''

''بالکل ٹھیک کہا تم نے۔ چلیں میڈم! اپروول کے بعد ہی ملنے کی اجازت ہو گی۔''

اسامہ کا منہ کھل گیا۔ وہ ابھی اس سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا تھا صبح نے بھی ناک چڑھا کر اسامہ کو دیکھا۔ اسامہ نے غصے سے اسے دیکھا کہ احتجاج کیوں نہیں کیا وہ مسکراہٹ دبا کر دین کے ساتھ چلی گئی۔

''آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں۔''

''بتایا تو ہے کام پر لے کر جا رہا ہوں۔'' دین نے ثمرن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرا ایسا کون سا کام جو آپ نے سفائر کو بھی ساتھ لے کر جانے نہیں دیا۔''

''سفائر کے سب اپنے موجود ہیں اور تم مجھے اب ٹائم نہیں دیتی بس جی دین صاحب کی اہمیت کم۔'' اس کے لہجے میں شکوہ ابھر آیا۔

''دین۔'' ثمرن نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے چھوا۔

''جو اہمیت میرے دل میں الادین صاحب کی ہے وہ کسی کی نہیں۔ شکوے تو میرے بنتے ہیں۔ کھل کے خود

کبھی یہ فلائٹ کبھی وہ فلائٹ۔"

"تو کیا یہ جاب چھوڑ دوں تمہیں خوش کرنے کے لیے۔" صلاح الدین مسکرایا۔ثمرن نے گھورا اور زور سے اس کے سینے پہ ہاتھ مارا۔

"خبردار۔آپ نے ایسا کیا بہت ماروں گی سیریسلی بہت زیادہ! مجھے تو فخر ہوتا ہے کہ میرا دین پائلٹ ہے، اگر میری پرانی دوست مل جائیں بتا بتا کران کو جلاؤں۔"

وہ ہنس پڑا اور ہاتھ بڑھا کر اپنے ساتھ لگایا۔

"اب لگ رہا ہے میری موشم واپس آ گئی ہے۔"

ثمرن نے سر اس کے کندھے سے اٹھایا۔

"دین آپ سے ایک بات کہنی تھی۔"

"ثمرن پلیز! اگر رشتے کی بات ہے تو اس بارے میں بعد میں بات کریں گے۔ابھی یہ موومنٹ میں تمہارے ساتھ بتانا چاہتا ہوں۔رہی بات صبح کی وہ پھر بھی ہو سکتی ہے،یاد آیا تمہارا مہندی کا سوٹ بھی لینا ہے۔ پہلے یہ کام مکمل کرتے ہیں پھر چلتے ہیں۔"

وہ فی الحال بات کو گھما گیا تھا جبکہ ثمرن کچھ اور کہنا چاہتی تھی وہ تو اسامہ کو پوچھنے والی تھی۔

❁......❁......❁

"ٹھونسو ٹوسٹ۔" اس نے غصے سے بریڈ میں جیم لگا کر اسے دی۔اسامہ نے اس کے غصیلے انداز کو دیکھا آج اس نے روک کر رکھ دیا۔وہ دین اور ثمرن کے ساتھ عیشا فاؤنڈیشن دیکھنا چاہتی تھی مگر اسامہ نے خانم سے کہہ کر اسے کسی طریقے سے رکوا دیا۔

"کتنی بدتمیز ہو ایسے دیتے ہیں شوہر کو۔میں کتنا خیال رکھتا ہوں تمہارا تمہیں بنا کر دیتا بھی تھا اور اِدھر ڈھنگ کا ناشتہ ہی نہیں نصیب بیوی سے۔"

"یہ جتنا مل رہا ہے،کافی نہیں ہے ابھی گھر والوں نے اتنا کچھ پہلے کھلایا یہ چوٹ لگنے کے بعد زیادہ نخرے نہیں کرنے لگے۔" وہ سفائر کو گود میں بیٹھاتی فیڈر اس کے منہ میں ڈالتے ہوئے اس کو دیکھنے لگی۔

"کیا ہوگا مجھ غریب کا گزارا کیسے ہوگا میں مرجاؤں گا۔"

"چکی مرتا نہیں ہے لوگوں کو مارتا ہے کیوں سفو جانو چاچو چکی ہے نا۔" اس نے سفائر کو پیار سے دیکھتے ہوئے کہا وہ اپنے ہاتھ اوپر کر کے نور کے بال کو اپنے مٹھی میں لینے لگی۔

"اور خالا جی تو چکور ہیں کیوں سفائر۔"

اسامہ بے دلی سے ٹوسٹ کھانے لگا۔

"ویسے یہ عیشا فاؤنڈیشن یہ کس نام سے انسپائرڈ ہوئے تم۔"

اسامہ نے سر اٹھایا پھر اس کو دیکھنے کے بعد نظریں پھیر کر تھوڑی دیر سوچ کر بولا۔

"میری امی کا۔" اس نے سر اٹھایا وہ سر جھکائے جوس پینے میں مصروف تھا۔

"پر وہ جو گھر میں تمہارے ماما پاپا کی تصویر لگی ہوئی ہے اس میں تو خانم عدیلہ کا نام بتا رہی تھی ویسے ان کی شکل ارباز سے ملتی ہے آپ سے نہیں۔"

"ہوں۔ کیونکہ وہ ارباز کی امی ہے۔"

وہ آج اپنی زبان انجانے میں کھول اٹھا تھا جس نے اپنے آپ سے بھی ایسی بات نہیں کی تھی وہ صبح سے کہہ اٹھا۔

"کیا مطلب ہے؟ اسامہ ارباز تمہارا اسٹیپ برادر۔"

وہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا اس میں حیران ہونے کی کون سی بات ہے۔"

"نہیں پر یہ میرا مطلب یہ کیسے۔"

اس کے چہرے پہ تلخ اور زخمی مسکراہٹ آئی۔

"چھوڑو کوئی اور بات کرتے ہیں۔"

"نہیں اسامہ بتائیں مجھے۔"

اس نے زور دیا۔ اس نے تھکی ہوئی سانس لے کر دروازے کی طرف دیکھا پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا۔

"میرے ابو پڑھنے کے لیے پنڈی چلے گئے تھے میڈیکل کالج میں ایڈمیشن ہوگیا تھا ان کا۔" وہ بول رہا تھا اچانک رک گیا پھر گلا کھنکھار کر بولا۔

"کہانی خاصی ٹیپیکل سی ہے۔ آغا جان نے ان کو گھر لے دیا پھر تو بس موج مستی ڈیڈ کی کافی گرل فرینڈ تھی یہ بات آغا جان کو پتا تھا۔ ان کا سب سے چھوٹا اور لاڈلا بیٹا کن چکروں میں ہے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ ان کی خود کی فطرت ایسی تھی۔ ان کا فرسٹ ائیر کمپلیٹ ہوا اس کے بعد ان کا سیریس ریلیشن شپ عدیلہ جو کہ ان کی کلاس فیلو تھی بات منگنی تک پہنچنے والی تھی مگر اچانک عیشا ایک سولہ سال کی لڑکی سے ان کو عشق ہوگیا۔ ماما افریقہ سے آئی تھیں، ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھیں۔ ان سے بڑا ان کا بھائی تھا جس کی شادی ہونے والی تھی۔ ڈیڈ نے ماما کو چھت پہ دیکھا جہاں وہ پڑھ رہی تھیں۔ ماما اتنی حسین تھیں......"

"کیا میں ان کی تصویر دیکھ سکتی ہوں۔" اچانک صبح نے اس کے بولنے پر مداخلت کی۔

"تصویر۔" وہ بولا پھر کچھ سوچ کر اٹھا، پھر دراز کھولا اور اس میں سے فریم نکالا پھر بڑھ کر اس کے سامنے آیا۔ صبح نے ہاتھ بڑھایا۔ وہ سفید لمبی سی سادہ شلوار قمیض میں بہت ہی کوئی خوبصورت گوری چٹی سولہ سال کی خوبصورت دوشیزہ تھی جس کے نقش پورے اسامہ سے ملتے تھے۔ آنکھیں بھی سٹیل بلیو تو اسامہ کی ان پر گئی تھیں۔

"پتا ہے مزے کی بات ہے وہ بالکل تمہاری طرح تھیں زندہ دل انہیں مار بھی پڑتی تھی تو ہنس کر مجھے ساتھ لگا کر جوکس سنانے لگ جاتیں ان کی آنکھوں سے آنسو بھی نہیں نکلتے تھے۔" وہ کرب سے بولا تھا۔ نور صبح نے سفائر کو بیڈ پہ لٹایا اور اس کے پاس آئی پھر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنی انگلیاں گھسائیں۔

"ڈیڈ کو ان سے سو کالڈ پیار ہوگیا پھر وہ سٹاک کرنے لگے انہیں جدھر بھی وہ جاتی اُدھر وہاں پہنچے ہوتے پھر ایک دن ان کی ملاقات سپورٹس کلب میں ہوئی۔ ڈیڈ نے باتوں کا آغاز کیا وہ بھی شرمائی نہیں تھیں تمہاری طرح تھیں۔ شی واز بولڈ اینڈ کنفیڈنٹ لیڈی۔ باتوں باتوں میں اس طرح روز ان کی کلب میں ملاقات ہونے لگی۔ اسی طرح دوستی بڑھتی گئی اور ماما کو ان سے محبت ہوگئی۔ ڈیڈ کو بھی شاید ہوگئی ہوگی تو بس پھر افیئر شروع ان کا کیونکہ ابھی ماما کی عمر نہیں تھی ڈیڈ شادی پر بضد تھے مگر مام کی فیملی تعلیم مکمل ہونے سے پہلے ان فراغت میں نہیں پڑتے

تھے۔

ڈیڈ کے اصرار پر ماما نے نانو سے بات کی تو ان کو خاصی مار پڑی۔ ایک تو ڈیڈ پٹھان تھے دوسرا جو ڈیڈ کے بارے میں باتیں مشہور تھیں اس میں تو وہ اور جلاد ہو گئیں مگر مام کی آنکھوں پر محبت کی پٹی بندھی ہوئی تھی یہی وجہ ہوئی ڈیڈ کے مزید ورغلانے پر اور گھر والوں کی مار نے انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا اور پھر انہوں نے شادی کر لی۔"

وہ خاموش ہو گیا اس سے آگے کچھ کہا نہیں جا رہا تھا۔

"اسامہ آگے کیا ہوا تھا۔"

اسامہ نے سر اٹھایا پھر گہرا سانس لیا۔

"شروع میں تو محبت کا جوش دیکھنے والا تھا شادی کے ایک سال بعد میں پیدا ہو گیا۔ ڈیڈ نے آغا جان کو نہیں بتایا تھا کیونکہ آغا جان کبھی بھی دوسرے طبقے سے شادی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ دین بھائی کی مام والا حال تو ڈیڈ دیکھ چکے تھے اس لیے انہوں نے گھر چینج کرنے کا آغا جان کو کہا۔ ظاہر ہے وہاں نہیں رہ سکتے تھے پھر یہ دونوں مظفر آباد آ گئے۔"

"او مائی گاڈ۔ وہی گھر جہاں میں اور تم۔" وہ کہنے لگی اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"پرفیکٹ لائف تھی ان کی اچانک محبت کا جوش کم ہوا۔ ایک عورت سے تین سال بعد انہیں بوریت ہونے لگی۔ ویسے میں حیران ہوں تین سال بھی کیسے اچھے کاٹ لیے انہوں نے پھر ڈومیسٹک وائیلنس، پابندیاں، افیئر، پچھتاوا، ماں باپ کے دل دکھانے کی سزا پھر ڈیڈ کی دلچسپی عدیلہ میں دوبارہ ہو گئی ان کی بھی انگیجمنٹ ہوئی تھی۔ جب ڈیڈ نے انٹرسٹ لینا چھوڑ دیا پھر ٹوٹ بھی گئی اور ڈیڈ ان سے شادی کرنا چاہتے تھے آغا جان مان بھی گئے کیونکہ عدیلہ خان تھی ہونا کیا تھا بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی اور پھر پورے مہینے بعد لوٹے ہمارے پاس وہ ان سے پوچھنے لگی وہ کہاں تھے کیونکہ میں بیمار تھا لیکن انہیں کیا پرواہ تھی، کون اسامہ، کون عیشا بس غصے میں مار کر چلے گئے اور میں دو سال کا اپنی ماں کے بے ہوش وجود کو دیکھ کر رو رہا تھا کیونکہ مجھے بھوک لگ رہی تھی۔

"یہ سب آپ کو کیسے پتا۔" صبح نے اس سے پوچھا۔

"گل شیر کی امی نے میری ماما نے سب بتایا۔ ایک ایک واقعہ، ایک ایک لفظ۔ ایسا لگتا جیسا سب کچھ سامنے

گذرا ہو۔اس کے بعد ارباز ہو گیا عدیلہ کو ڈیڈ کی شادی کا پتا چلا تو انہوں نے ہنگامہ کیا۔غصہ تو آغا جان کو بھی آیا تھا مگر ڈیڈ نے انہیں منا لیا تھا کسی طریقے سے اور جب انہیں پتا چلا کہ ان سے پہلے بھی پوتا ہے یعنی میں تو وہ نرم پڑ گئے مگر ماما کے لیے ان کی نفرت بھار پڑ گئی، ڈیڈ نے کسی طریقے سے عدیلہ کو سمجھایا تو وہ شہر میں رہنے کا ڈیسائڈ کر چکی تھی اور کہا تھا وہ لڑکی کو نوکر کی طرح ٹریٹ کریں گے ارباز کو بھی وہ سنبھالے گی تا کہ وہ اپنی نوکری آرام سے کر سکے اگر وہ نہیں مانتے !یا تو وہ انہیں چنیں یا پھر ماما کو۔اور ڈیڈ کو معلوم تھا کہ وہ اب بھی عیشا سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔مرد کی کمینگی دیکھی تم نے بیشک دل بیزار ہو گیا ہو مگر رکھنا ضروری ہے ورنہ بے غیرتی کا دھبہ نہ لگ جائے خان کو......اور کبھی کبھی اپنی ضرورت کا سامان بھی پورا کر لینے میں کوئی حرج نہیں یہ ہے ان کی سوچ۔“

”اسامہ پلیز لینگوئج۔“

صبح نے گھورا۔

”میں اس بارے میں مزید بات نہیں کرنا چاہتا صبح ورنہ میں وائلنٹ ہو جاؤں گا۔“

”انہیں کیا ہوا تھا اسامہ یہ سب کیسے؟ آگے بھی تو بولیں۔“

”صاف لفظوں میں یہ سب دس سال تک چلتا رہا۔ماما کو کینسر ہو گیا جب میں بارہ سال کا تھا اور آخری دنوں میں انہوں نے نصیحتیں ہی کی تھیں۔عورت کی عزت اور ان کا محافظ بننا ہے نا کہ وہ اس دنیا میں دوسرا عیشا لائے اور پھر دوسری عیشا کا مطلب دوسرا اسامہ لانا تھا جو میں کبھی نہیں چاہتا تھا پھر مجھے ارباز سے کوئی محبت نہیں تھی مگر ماما جو اسے پالتی تھیں انہوں اس سے اتنا پیار تھا کہ انہوں نے کہا مرتے دم تک اس کا بھائی بنے رہنا اسے تکلیف نہ دینا۔“

”تو پھر آپ ایسے اپنے سٹیپ مدر کے ساتھ رہے۔“

”کوئی چارا بھی نہیں تھا ورنہ دل تو کر رہا تھا ماں کے پاس چلا جاؤں۔“ وہ دکھ سے بولا۔نور اسے دیکھتی رہی پھر اس نے اسامہ کے کندھے پہ پیار کیا۔

”آپ بہت ہیرو ہیں اسامہ، مجھے آپ سے محبت نہیں عشق ہو گیا ہے آپ کی ماما نے آپ کی اتنی اچھی ٹریننگ کی ہے تبھی تو آج ہر لڑکی آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔“

اسامہ مسکرایا۔

"سوائے الف کے۔"

اس کا منہ بگڑ گیا۔

"نام بھی مت لیں اس کا میٹر گھوم جاتا ہے میرا۔"

"ویسے ایک بات تو بتاؤ۔" وہ کچھ سوچ کر بولا۔

"ہاں۔"

"یہ تمہارے ارشد بھائی کدھر ہے۔" وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی پھر مسکرا پڑی۔

"اپنے گھر ہوں گے۔"

"نہیں اتنا شور ڈالا کرتی ایک بار بھی ان سے نہیں ملی نہ ذکر کیا۔"

"وہ خالہ نایو کے چلی گئی ہیں جبکہ ارشد بھائی پولیس کی نوکری کو ٹاٹا بائی بائی کر کے چلے گئے۔" اسامہ کے چہرے پر شرارتی مسکان آئی ثام کا موڈ آن ہو چکا تھا۔

"اب تو مسئلہ ہی نہیں ارشد بھائی کی دھمکی نہیں چلنے والی۔"

"کیوں؟"

اس نے ایک دم پیچھے ہو کر اسے گھورا۔

"کیونکہ میرا خود دوست پولیس والا ہے اب تو مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے خوب تمہیں تنگ کروں گا چکور۔"

"میں خود پولیس میں بھرتی ہونے والی ہوں بتا رہی ہوں۔"

"ہوتی رہو!! مجھ سے کیسے بچو گی۔"

ثام نے جیری کو دیکھا اور جیری اس کو مکا سینے پہ مار کر تیزی سے بھاگی۔

"اُف صبح!۔"

وہ غصے سے اٹھا اور پکڑنے کو دوڑا۔

وہ ایک ہاؤسنگ سوسائٹی کے اندر داخل ہوئے جس کا نام نور صبح تھا وہ حیرت سے اس خوبصورت لوکیشن پہ بنی جگہ کو دیکھ رہی تھی اور بورڈ پہ نام بھی تو جھٹکا دینے والا تھا۔

"یہ کس کا ہے؟"

وہ حیران کن انداز میں لب وا کرتے ہوئے بولی۔

"اسامہ کا۔"

اس نے جھٹکے سے گردن موڑ کر دین کو دیکھا جو اس کو دیکھے بنا ڈرائیو کر رہا تھا پھر وہ اردگرد اس خوبصورت سے ٹاؤن کو دیکھنے لگی۔

"یہ لاچار، بے بس، معذور، یتیم، مسکین کے گھر ہیں مفت میں رہتے ہیں۔"

اب ثمرن ایک جھٹکے سے نہیں سنبھل سکی تھی کہ مزید جھٹکا لگا۔

"اس طرف مسجد بن رہی ہے وہ دیکھو اور اس کے ساتھ ہی سکول ہے، ابھی یونی ورسٹی بھی بنی تھی مگر عیشا ہاؤس بن رہا تھا۔ وہ جل گیا پھر اس کے ساتھ ایک اور ہاؤس ہے جہاں یہاں کام کرنے والے اور پڑھنے والے رہتے ہیں۔"

"ان کی تعلیم اور میڈیکل مفت ہے۔"

ثمرن نے کھلی آنکھوں سے اتنے بڑے خوبصورت ہوسپٹل اور عمارتوں کو دیکھا۔

"ہاں! جو جاب کرتی ہیں یہاں ان کو تو پے بھی ملتی ہے اور ساتھ میں جو لوگ کما نہیں سکتے ان کا خرچہ ادارہ اٹھاتا ہے فنڈز کے تھرو اور ساتھ میں جتنا اسامہ کو پرافٹ ہوتا ففٹی پرسنٹ اِدھر ہی جاتا اور جتنا میں کماتا ہوں میرا ففٹی پرسنٹ اِدھر دیا جاتا ہے اور سب سے بڑی بات پرنس کو جب اسامہ کا کام پتا چلا تو وہ امپریس ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انہوں نے بھی ہر مہینے فنڈز دینا شروع کر دیئے ہیں ان کا ماننا ہے کہ اس سے نیکیاں بڑھیں گی۔"

"اتنا سب کچھ ہو گیا اور آپ مجھے اب بتا رہے ہیں۔" اس کا لہجہ کسی شاک سے کم نہیں تھا۔

"اس میں بتانے والی کون سی بات ہے کیا تم نے بھی دینا ہے۔"

وہ مسکرایا۔

"اور اس کا ایک اور مقصد ہے یہ ریپ کیسز، چائلڈ میرج، اور بہت سے پرابلم ہو یہ ادارہ آپ کی بھرپور مدد کرتا ہے اور سپورٹ فراہم کرتا ہے کل ایک کیس تھا جس کی وجہ سے اسامہ کو چوٹ لگی......"

اور وہ پھر سارے کیس کے متعلق بتانے لگا۔ ثمرن کو تو جھٹکے پہ جھٹکے لگ رہے تھے۔ مطلب اسامہ نے کہا کہ وہ اس پر غور کریں تو اس کو اس کی اچھائی کے سوا کچھ نہیں نظر آیا اتنا بھی کوئی اچھا ہو سکتا ہے۔ اتنا نرم اتنا خوبصورت دل بھی کسی کا ہو سکتا ہے شرمندگی جیسے اس کے اردگرد پھیل رہی تھی کیا سمجھتی رہی اس کو اور وہ کیا نکلا۔ پتھروں سے نکلا ایک ہیرا، ایک انمول ہیرا جو بہت کم پایا جاتا ہے اس دنیا میں اور ویسا ہی ہیرا اس کے بہن کے نصیب میں لکھا اور اب دین اسے پورے ٹور کروانے لگا ایسی لڑکیوں کے مسکراتے ہوئے معصوم چہرے کے خوشی دیکھ کر وہ مزید شرمندہ ہو رہی تھی کیونکہ اس کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتی تھی پھر وہ چل کر آفس کی طرف بڑھے جہاں بڑی سی تصویر دو لڑکیوں کی لگی ہوئی تھی ایک صبح کی تھی دوسرے کو وہ نہیں جانتی تھی۔

"بیٹھو۔"

اس کی آنکھیں نم ہو گئیں وہ کیسے اس شخص کے پاس جا کر اپنے کیے کی معافی مانگے گی۔

"کیا ہوا؟"

دین بیٹھنے لگا کہ اس کو دیکھا جو تصویر کو دیکھ رہی تھی اس کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔

"موشم۔"

وہ آگے بڑھا اور اس کا چہرہ اٹھایا۔

"اُف تم مار ڈالو گی خود پہ اختیار نہیں رہے گا ابھی کوئی آجائے گا۔"

وہ سرخ ہو گئی۔

"اسامہ مجھے معاف کر دیجئے گا۔"

وہ ایک دم حیرت سے دیکھنے لگا پھر ہنس پڑا۔

"شکر ہے محترمہ مان گئی ویسے یقین تو تھا اتنا پیارا دل ہے میری بیوی کا یہ دیکھ کر مان جائے گی۔"

وہ نم آنکھوں سے مسکرا پڑی۔

''میں نے مارا بھی بڑا زور سے تھا وہ معاف نہیں کرے گا۔''

وہ معصوم موشم اس کی موشم پشیمان لگ رہی تھی۔

''ہاں مارا تو تھا مگر اچھا کیا تمہارے مارنے سے ہی اس کا ہلا ہوا دماغ ٹھیک ہوا ہے اتنے کام کم سے کم اسامہ کبھی نہ کرتا اگر تم اسے نور سے دور نہ کرتی۔''

''آپ عجیب ہیں پہلے میرے غصے ہونے پر ڈانٹتے ہیں پھر جب روتی ہوں تو کہتے ہیں تمہارا رونا جائز تھا۔''

وہ کھل کر ہنسنے لگا اور اپنے ساتھ لگایا۔

''مگر مجھے وقت دیں میں نے واقعی اس کے ساتھ زیادتی کی۔''

''زیادہ مت لینا جتنا اسے نے مانگا تھا اتنے میں یہ فیصلہ سنا دینا۔''

اس نے اس کے گال تھپتھپائے۔

مہندی کا فنکشن اپنے عروج پر تھا۔نور صبح کے جو جھگڑے تھے سب کے منہ کھل گئے ثمرن نے بھی اسے نہیں روکا امی چل کر اس کے پاس آئی جو مہمانوں کو جوس سرو کر رہی تھیں۔

''ثمر! یہ نوری کو دیکھو کتنا برا لگ رہا ہے۔میں کہوں گی تو برا نہ لگ جائے تمہاری سن لے ایسے ڈانس کرنا اچھا نہیں لگتا۔''

ثمرن نے سر اٹھایا وہ جیسے بہت سے دنوں میں ان سے بات کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ثمرن انہیں کوئی موقع نہیں دیں رہی تھی۔

''اپنی مرضی کی مالک ہے ویسے بھی کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو رہا۔آپ پریشان نہ ہوں اس کا اپنا گھر ہے۔''

امی کی آنکھیں اس کی بات پر نم ہو گئیں۔

''اب تو معاف کر دوں ثمر میں بے حد مجبور تھی۔'' وہ ہاتھ جوڑ کر بھرائی آواز میں بولیں۔ایک دم ثمرن تڑپ

گئی۔ وہ سائڈ پہ تھے ورنہ کوئی دیکھ لیتا تو کتنا برا لگتا اس نے ٹرے جلدی سے ٹیبل پہ رکھی اور ان کے ہاتھ تھام لیے۔

''امی یہ کیا کر رہی ہیں میری کوئی اوقات ہے آپ مجھ سے معافی مت مانگیں۔ شرمندہ کر رہی ہیں بس بہت مشکل تھا میرے لیے لیکن میرے دل میں کوئی شکوہ نہیں ہے اب۔'' اس نے کہتے ہوئے ان کو گلے لگا دیا وہ پرسکون ہو گئیں۔

''آپ مجبور تھیں۔ جانتی ہوں مجبور ہو جاتا ہے پر اگر یہ سب نہ ہوتا تو مجھے رمیض جیسا بدتمیز عزت نہ کرنے والا شخص ملتا تو جو ہوا اچھے کے لیے ہوا مجھے میرا اصلاح الدین مل گیا اور بڑی منزل کو حاصل کرنے کے لیے مشکلات تو آتی ہیں بس تھوڑا سمجھنے میں وقت لگ گیا آپ تو جانتے ہیں کتنی سادی ہوں نور کی طرح اتنا تیز دماغ نہیں ہے۔'' وہ مسکرا کر بولی۔

''اُف آپی! جلدی سے ٹھنڈا جوس پلائیں، گرمی لگنے لگی ہے۔''

پرپل لہنگے میں ملبوس صبح چلتے ہوئے آئی۔ وہ کوئی اپسرا لگ رہی تھی جہاں دور کالی شلوار قمیض میں ملبوس اسامہ دی چکی کی نظریں اسی پر فوکس تھیں جو ہر ارد گرد سے نیاز بس نور تھیں۔ اپنے آپ میں مست اپنے آپ سے محبت کرنے والی نور صبح۔

''کدھر محترم ابھی آپ کو ثمرن نے حق نہیں دیا کہ اُدھر دیکھیں۔'' وائٹ شلوار قمیض میں صلاح الدین بھی چھپایا ہوا اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

''آپ کہ یہ ستون لیڈی عرف موشم کب ٹھیک ہوں گی۔''

وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

''تم اپنی چکور انارکلی کو پہلے ٹھیک کرو میں اپنی موشم کو ٹھیک کر دوں گا ویسے کوئی چانس نہیں لگ رہا اس کے پرنس کے بانجھے۔''

''دین بھائی اگر آپ نے ایسا کہا نا میں ابھی صبح کو لے کر بھاگ جاؤں گا میری شرافت اور خاموشی کا بہت فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔''

اسامہ دی چکی کو غصے نے اپنے لپیٹ لیا اور اپنے سرخ سفید رنگ پہ گہری سرخی لیے وہ دین کو گھورنے لگا۔

"اُف تمہارا غصہ سب سے زیادہ خطرناک ہے مگر موشم سے زیادہ نہیں۔"

وہ غصے سے چل پڑا۔

اب انہوں نے ہال کی طرف بڑھنا تھا جو پچھلے بڑے والے لان کی طرف تھا۔ جب تک دلہن نہیں آجاتی تب تک وہ مہانوں کو یہاں بٹھائیں گے اور کچھ رسم کریں گے اس کی آمد کے بعد وہاں اس طرف بڑھیں گے۔ اسامہ سیڑھیوں چڑھتا اوپر لان کے طرف بڑھ رہا تھا وہاں سے دھواں نظر آیا وہ حیران ہو گیا۔ کئی بندے نیچے چیختے ہوئے اور بھاگتے ہوئے آئے۔

"کیا ہوا۔"

"سر سٹیج پہ آگ لگ گئی۔"

اسامہ کا منہ کھل گیا۔

"کیسے؟"

"وہ ہیٹنگ سسٹم سیٹ کروا رہے تھے اچانک وہ ٹکراؤ کی وجہ سے گر گیا اب سٹیج پہ آگ لگ گئی۔"

"شٹ۔ جلدی سے پانی کا انتظام کرو۔ کوئی ہے تو نہیں۔"

"نہیں ہم سب بھاگ آئے تھے بس ایک ثمرن بی بی۔"

آگے اسامہ نے سنا نہیں تیزی سے بھاگتا ہوا پہنچا سٹیج کے بجائے اب پورے ہال نے آگ کو لپیٹ میں لے لیا تھا۔

"پانی لاؤ۔" وہ چیخا۔

کئی لوگ بھاگتے ہوئے آئے اور پانی کے بڑی بڑی بالٹیاں اٹھا اٹھا کر پھینکنا شروع کیا۔ خبر فرنٹ والوں کی طرف پھیل گئی اور جب صبح کو پتا چلا تو اس کی جان نکل گئی کیونکہ ثمرن پھولوں کی ٹوکری رکھنے گئی تھی۔

"آپی۔"

وہ تیزی سے اس طرف بڑھی۔ سب بھی پیچھے بھاگے۔

"نور صبح۔"

دین بھی آیا۔

وہ اپنا لہنگا سنبھالتی پاگلوں کی طرح سیڑھیاں چلتے دوسری طرف مڑ کر بھاگی جہاں اسامہ آگ سے لپیٹے ہال میں اندر گھسنے لگا۔

"اسامہ!" وہ چیخی۔

اسامہ مڑا تو صبح تیزی سے بھاگتے ہوئے آئی۔

"نہیں تم اندر نہیں جاؤ گے۔"

"صبح دماغ خراب ہے بھابی اندر ہیں۔" وہ غصے سے اپنا ہاتھ چھڑواتے بولا جبکہ اس نے دوبارہ پکڑ لیا۔

"پھر میں بھی چلوں گی تمہیں نہیں جانے دوں گی۔"

"صبح پاگل مت بنو چھوڑو میرا ہاتھ۔" وہ دھاڑتے ہوئے بولا۔

"نہیں میں تمہیں اور آپی کو کھو دوں گی۔"

"موشم!"

دین دیوانہ دار ہال کی طرف بڑھنے لگا جب اسامہ نے بولا۔

"کچھ نہیں ہوگا۔"

"اسامہ آپی مر جائے گی۔"

"نہیں ہوگا چھوڑو۔" وہ اسے دھکا دیتے ہوئے تیزی سے بھاگا جبکہ وہ چیخنے لگی کیونکہ وہ دین سے پہلے ہی جمپ لگا کر اندر گھس گیا۔

"دین بھائی!" اس نے جا کر دین کو بازو پکڑا۔

"چھوڑو صبح ثمرن اندر ہے چھوڑو مجھے۔"

"مت جائیں اندر ورنہ میں خود کو روک نہیں پاؤں گی۔"

وہ رونے لگی جبکہ دین اسے سنبھالنے لگا اور وہ بے بسی سے آگ کو دیکھنے لگا پھر اس کو کم کرنے کا سوچتے

ہوئے تیزی سے اسے چھوڑتے ہوئے بھاگا۔ ہر طرف آگ پھیل چکی تھی وہ بچتا ہوا بڑی مشکلوں سے کبھی اِدھر کبھی اُدھر ہو رہا تھا۔

''بھابی!''

''ثمرن بھابی۔''

اس کا پیر کسی چیز سے زور سے لگا اس نے دیکھا ثمرن کا بازو ہے وہ بوفے کے سٹال کے اندر چھپی ہوئی تھی تاکہ آگ سے بچ سکے۔ اس نے جلدی سے کپڑا اٹھایا، دیکھا تو وہ گھبرا کر بے ہوش ہو چکی تھی۔

''بھابی۔''

آگ کا شعلہ اس طرف بھڑکا تو وہ ایک دم پیچھے ہوا اس نے تیزی سے ایک ہی ٹھوکر سے ٹیبل کو گرایا اور جلدی سے ثمرن کو اٹھایا۔

''بھابی۔'' وہ اونچی آواز میں بولا کہ وہ ہوش میں آئے۔

وہ بچتا ہوا چلنے لگا مگر آگ اس کے کپڑے کا ساتھ چمٹ چکی تھی۔ وہ جلدی سے تکلیف کی پرواہ کیے بنا تیزی سے راستہ تلاش کرنے لگا جب ٹینٹ کا کپڑا اکھاڑا گیا، دین کا چہرہ نظر آیا انہیں دیکھ کر وہ چلایا۔

''اس طرف سے اسامہ!'' اس کے ہاتھ میں بلو اوٹ تھا۔ اس سے اس نے آگ کو کم کیا اسامہ تیزی سے بھاگتے ہوئے آیا اور باقی باہر پریشانی سے کھڑے ہوئے تھے ان کی طرف آئے اسامہ نے ثمرن کو گھاس پہ لٹایا۔

''بھائی۔'' اسامہ چیخا۔

دین نے دیکھا تو آگ اس کے پیچھے کپڑوں پہ لگ چکی تھی اس نے جلدی سے بلو آوٹ سے آگ کو روکا اسامہ نے پھر تیزی سے قمیض اتاری اور نڈھال سا گر پڑا۔ نور تیزی سے بھاگی۔

''آپی آپی۔'' اس نے ثمرن کو جھنجھوڑا۔

''اسامہ اٹھو تمہاری پشت جل اٹھی ہے۔''

سب اسامہ کی طرف بڑھے جہاں وہ درد سے کراہا اٹھا تھا۔ دین نے اسے اٹھایا۔

''میرے بچوں کو بہت زیادہ نظر لگ گئی ہے خاص کر اسامہ تمہیں۔'' خانم نے اس کے بستر پر اوندھے منہ لیٹے ہوئے زور سے سر پہ مارتے ہوئے کہا۔

''اُف بڑی جان ایک تو مدد کرتا ہوں اوپر سے آپ مجھے مار رہی ہیں۔'' اسامہ نے منہ دوسری طرف کرتے ہوئے کہا۔

''دو لگانی چاہیے عقل کے پیدل ہی اکٹھے ہوئے یہاں سب اندر جانا تھا تو خود پر پانی گرا کر جاتے مگر نہیں بیوقوفی میں ماسٹر کیا ہے سب نے۔'' وہ غصے سے تیزی سے بولنے لگیں۔ اسامہ مسکرا پڑا۔ اچانک دروازہ کھلا ثمرن اندر داخل ہوئی۔

''جاگ رہے ہیں تا یہ۔'' اس نے اشارہ اسامہ کی طرف کیا۔

''جاگا ہوا ہے۔ تمہاری بھابی آئی ہیں میں چلتی ہوں۔''

وہ گھٹنوں پہ زور ڈالتے ہوئے اٹھیں اور کہہ کر چل پڑیں۔ انہوں نے ثمرن کا پریشان چہرہ تھپتھپایا کہ بے فکر رہو وہ بامشکل مسکرا کر سر ہلانے لگی۔ وہ چلی گئیں جب اسامہ بمشکل اٹھا۔

''لیٹے رہے بھائی۔''

ثمرن نے نرمی سے کہا وہ چلتے ہوئے صوفے کی طرف آئی اور بیٹھی۔ وہ بھی ویسے ہی لیٹ گیا اور ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

''میں نے سچ میں آپ کو امپریس کرنے کے لیے یہ سب نہیں کیا۔ بلیومی میرے لیے آپ بہت قابل احترام ہیں۔''

اس کے کہنے پر وہ ہنس پڑی۔

''میں جانتی ہوں آپ کو ایکسپلینیشن دینے کی ضرورت نہیں ہے بھائی۔''

وہ حیرت سے ثمرن کو دیکھنے لگا۔

''میں بس تھوڑی سی جذباتی ہوں ایک منٹ پتا چلتا ہے یہ ہونے والا مجھے لگتا ہے بس پوری دنیا ختم! بعد میں جب احساس ہوتا ہے کہ بات اتنی بڑی نہیں تھی جتنی میں نے بنا لی تھی۔ کیا کروں جو میرے ساتھ ہوا تھا مجھے لگا

وہی چیز میری بہن کے ساتھ ہوگی اور اوپر سے جو اس کے بازو میں چوٹ لگی تھی اس نے میرا دماغ مزید......"

"بھابی آپ کو بھی اکسپلینیشن دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے آپ کی فیلنگز معلوم تھی مجھے پتا تھا آپ کی حالت ورنہ آپ جانتی ہیں میں کسی سے تھپڑ کیا کسی کی اونچی آواز بھی برداشت نہیں کر سکتا چاہے وہ کوئی بھی وجہ ہو مگر آپ بیشک مجھ سے چھوٹی ہیں لیکن میری اگر کوئی بڑی بہن ہوتی تو وہ بالکل آپ جیسی ہوتی تو بہنیں اپنے بھائیوں کو صفائی نہیں دیتیں آپ بس مطمئن ہو جائیں اور اتنا بتادیں کیا میں نے ٹیسٹ پاس کر لیا۔"

اسامہ دی چکی بستر پر لاچار لیٹا مسکین سی صورت بنا رہا تھا ثمرن کو ہنسی آئی۔

"آپ تو کب کے پاس کر چکے ہیں بس جلدی سے ٹھیک ہو جائیں تاکہ میں محترمہ کے ہاتھ پیلے کروں۔"

ایک دم اسامہ کا منہ کھلا۔ وہ یقین نہیں کر سکتا تھا کہ اتنی جلدی وہ مان جائے گی۔

"آپ سچ کہہ رہی ناں۔"

"جی بالکل! آپ کو کوئی شک ہے اس لیے جلدی سے میرے بھائی ٹھیک ہو جائیں تاکہ اس ویمپ کو کنٹرول میں لاسکیں۔"

"وہ تو بہت مشکل ہے آپ کی طرح تھوڑی ہے سادگی سے بھرپور ویسے اگر مجھے پہلے پتا ہوتا کہ آگ سے بچانے میں آپ نے پگھل جانا ہے تو میں پہلے یہ کام کر لیتا۔"

وہ پاگلوں کی طرح ہنسنے لگی۔

"دین سے زیادہ تو آپ کا سینس آف یورہیومر اچھا ہے۔"

"صلح ہوگئی۔" دروازہ کھلا دین اور صبح اندر آتے ہوئے بولے۔

"آپ لوگ ہماری باتیں سن رہے تھے۔"

"بس جج بہت خطرناک تھی اس لیے ڈر بہت زیادہ لگ رہا تھا تجسس بھی ہوا میں پھر دین بھائی کو لائی کہ دیکھیں فیصلہ کیا ہوا ہے۔" سب ہنس پڑے ثمرن نے مسکراہٹ دبائی اور اسے گھورا۔

"تم تو چلو میرے ساتھ۔" ثمرن اٹھی تو وہ تیزی سے بھاگی۔

”اپنے بچوں کو تعلیم پہ زیادہ توجہ دلوائیں، آپ چاہے غریب ہوں یا امیر۔ تعلیم کو اپنی اولیت سمجھیں اس سے آپ کا اگر کوئی فائدہ نہ بھی ہوا تو نقصان بھی نہ ہوگا کیونکہ نسل سنواری جائے گی۔ شادی اور بچے پیدا کر کے آپ مزید مصیبت کھڑی کر رہے ہیں اس سے آبادی کے سوا کچھ نہیں بڑھے گا جبکہ جہالت کی اکثریت ہوگی۔ تعلیم انسان کو عقل، شعور دیتی ہے، بڑے چھوٹے میں فرق بتاتی ہے، بات کرنے کی تمیز سے سکھاتی ہے، صحیح غلط کے درمیان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔

یہ کیا دس سے بارہ سال کی لڑکیوں کی شادی کروادی جاتی ہے ان کی خواہش، ان کے خواب کا خون کر کے ان کے ہاتھ میں چھوٹا سا بچہ پکڑا دیا جاتا ہے جو ابھی خود کو سنبھال نہیں سکتی وہ اگلی نسل کو کیسے سنبھالے گی، جن ہاتھوں میں قلم ہونا چاہیے ہم اس کی جگہ جھاڑو یا بچہ پکڑا دیتے ہیں، جب ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہ وحی نازل ہوئی تھی تو پہلا لفظ ہی فرشتے نے ان سے یہی کہا ”پڑھیے۔“

پہلی سورہ آئی کون سی جس میں ہمارے رب نے کہا کہ ”پڑھو (اے نبی) نام لے کر اپنے رب کا جس نے پیدا کیا، پیدا کیا انسان کو خون کی پھٹکی سے، پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم کے ذریعے سے سکھایا انسان کو جو نہیں جانتا تھا وہ)

اس پوری سورۃ میں بات ہی تعلیم کی ہوئی ہے۔ پڑھو، اس لیے میرے بہن بھائیو! اپنے بچوں کو پڑھائیں بیشک قسمت تو خدا نے لکھی ہے لیکن کوشش سے ہم کہاں سے کہاں پہنچ سکتے ہیں اور جوڑ اس نے بنایا ہے تو شادی کی بھی جلدی نہ کریں۔ اس کے کام ہے اسی رب کو کرنے دیں۔ امید کرتا ہوں میری بات سے آپ سب متفق ہوں گے۔ اپنی سوچ بدل کر دیکھیں آپ بہت مختلف محسوس کریں گے اپنے آپ کو اور معاشرے کو بھی اس لیے سٹاپ چائلڈ میرج اینڈ چائلڈ لیبر برائٹ کریں ان کے فیوچر کو۔ تھینک یو۔“

اسامہ نے گہرا سانس لے کر لوگوں کو دیکھا جو تالیاں بجانے لگ گئے تھے۔ آج اس کے سکول کا افتتاح تھا جس میں ڈیز ایبل بچے بھی پڑھیں گے اور یہ سپیشل سکول کی تعمیر کا سنتے ہی سب اسامہ کو سیلوٹ کر رہے تھے جس کے اس قدم نے بہت کچھ بدل دیا تھا۔

آج اسامہ اور نور صبح کا مہندی کا فنکشن تھا۔ اسامہ کے صحت کے باعث ارباز کی شادی پوسٹپون کردی گئی تھی اور خانم نے بھی فیصلہ کیا کہ اسامہ اور نور کی بھی کردی جائے اسامہ کو تو اس پل کا بے صبری سے انتظار تھا وہ پل آ گیا۔ ثمرن سفائر کو اٹھائے دوسرے ہاتھ میں گجرا پہن رہی تھی مگر بے حد مشکل ہو رہا تھا ایک دم کسی نے اس کو پہنانے میں مدد کی۔

من می خواہم چیزی الماس درخشان زیبائی بگویم

(میں کچھ کہنا چاہتا ہوں میری پیاری چمکتا ہوا ہیرا)

ثمرن مسکرائی۔

"جی کہیں۔"

اس نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔ اس کو پیار کیا جبکہ ان کے بیچ میں سفائر تھی۔

"من در عشق با شما ہستم۔"

(مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے)

"روز ہوتی ہے آپ کو۔"

"ہاں ہر روز، ہر لمحہ، ہر سیکنڈ! کیوں سفائر۔"

وہ کھلکھلا پڑی۔

"بھئی یہ دوسرا جوڑا کدھر غائب ہے۔"

مورے نے جب ارباز اور نشا کو آتے ہوئے دیکھا تو پھر اسامہ اور نور کو غائب پایا جبکہ وہ دونوں چھت پہ تھے ایک دوسرے کے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسامہ نے اس کے گرد بازو جبکہ نور نے اپنی بانہیں اس کی گردن پر وہ کوئی اس وقت ٹام اینڈ جیری نہیں کوئی لو برڈ معلوم ہو رہے تھے۔

"پانچ منٹ سے زیادہ ایک دوسرے کو دیکھ لیا ہے اب تو اپنی آنکھیں بلنک کر لیں۔" وہ گھورتے ہوئے بولی۔

"میں نے کہا تھا میں جب تمہیں دیکھوں گا تو میری آنکھیں کبھی بند نہیں ں ہوگی ہار جاؤں گی صبح۔"

"صبح کبھی نہیں ہارتی۔" وہ تیزی سے بولی۔ اچانک اسامہ نے اس گدگدانے کی کوشش کی وہ ہنس بھی پڑی اور آنکھیں بھی بلنک کر دی۔

"یو ریچ آچیٹر۔" وہ تیزی سے اس کو مارتے ہوئے بولی۔

"چلو بھئی بہت کھیل لیا گیم اب نیچے سب انتظار کر رہے ہوں گے۔"

"نہیں اسامہ یہ ہماری شادی کتنی بورنگ ہے کچھ ایڈونچر ہونا چاہیے۔"

"اب کیا دیکھ لیا تم نے فضول سوچ ہی آنی ہے تمہارے دماغ میں۔ چلو۔"

"نہیں نہیں میرے دماغ میں آئیڈیا ہے ہم بھاگ جاتے ہیں بھاگ کے شادی کریں گے بڑا مزہ آئے گا۔"

اسامہ نے اس کی بات سنتے ہی اسے گھورا۔

"پتا تھا مجھے! اب چلو۔"

"نہیں بالکل نہیں مجھے بھاگ کے شادی کرنی ہے اور ساتھ میں ایک اور چیز گھوڑے پہ بھاگیں گے مگر گھوڑا میں رائڈ کروں گی۔"

"صبح چلو وہ دیکھو آوازیں آرہی ہیں۔"

"میں چھت سے کود جاؤں گی اگر میری بات نہ مانی آپ نے۔"

وہ اپنا اورنج اور پنک لہنگا اٹھانے لگی جب اسامہ نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"پاگل ہو۔"

"نہیں میری بات مانو ورنہ بیٹھے رہنا رنڈوا۔"

"صبح۔"

وہ تیزی سے جانے لگی جب اس نے اس کو پکڑا۔

"ایک شرط پہ۔" اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ معصومیت سے اسے دیکھنے لگی پھر بولی۔

''بولو؟''

وہ جھکا صبح نے تیزی سے ہاتھ اس کے منہ پہ رکھا۔

''واہ مسٹر ابھی بھاگے نہیں آپ پہلے فری ہو رہے ہیں۔''

وہ سرخ چہرہ لیے اسے گھورے جا رہی تھی۔ اس کے بدلتے رنگ پہ اسامہ مبہوت سا ہو گیا تھا۔ اپنی گرفت اس کے گرد مضبوط کرتا آنکھوں میں شوخی مزید بڑھی۔

''تمہیں پتا ہے میں نے فارسی کا ایک لفظ سیکھا ہے سنو گی؟''

''تم نے جو کہنا ہے جلدی کہو ورنہ وہ لوگ آ جائیں گے پھر ہم بھاگ نہیں سکیں گے۔''

اس کی بات سے اسامہ کا منہ بگڑ گیا۔

''صبح بچی نہیں ہو گروا پ۔''

صبح نے اس کا جبڑا پکڑا۔

''جلدی بولو۔ غصے والے ہزبنڈ۔''

انداز ایسا دلربا تھا کہ اسامہ خود پر اختیار نہ رکھ سکا اور جھک کر آنکھوں میں ایک بار پھر اجازت مانگتا ہوا نور کو بے حد پیارا لگا تھا۔ پھر نظریں بھی ایسی طاقت ور تھیں کہ وہ ان کی تاب نہ لا سکی اور اسامہ نے اجازت نامہ حاصل کرتے ہی اس کے چہرے پر پیار کی مہر چھوڑ دی۔

''من در عشق با شما ہستم۔''

اسامہ کے خوبصورت لہجے میں فارسی سنتے ہی نور صبح کے چہرے کا رنگ مزید سرخ ہو گیا۔

''آپی، بھائی۔''

جیسمین کی آواز پر وہ تیزی سے اسے دھکا دے کر سائیڈ پہ ہوئی۔

وہ پہلے پیچھے جیسمین کی آواز کو گھورنے لگا پھر اسے دیکھا پھر کچھ سوچ کر مسکرا پڑا۔ ہاتھ آگے کرتا وہ خوبصورت سی ونک نوازتا بولا۔

''آؤ میرے خیال ہے ہم بھاگ ہی جاتے ہیں تنہائی تو ملنے سے رہی۔''

نورِ صبح کا چہرہ فوراً چمک اٹھا اس نے تیزی سے اس کا ہاتھ تھاما۔

''چلو۔''

✿......✿......✿

وہ اور اسامہ چلتے ہوئے مہندی کے سٹیج پر آئے۔ سب اس خوبصورت جوڑی کو رشک سے دیکھ رہے تھے جو ایک دوسرے کے ساتھ جچ رہے تھے۔ خانم آئیں اور صبح کو ایک طرف بٹھانے لگیں جبکہ اسامہ دوسری طرف دین کے ساتھ آیا۔ صبح نے جلدی سے خانم کا بازو پکڑا وہ چونکیں۔ اس نے ان کے کانوں میں کچھ کہا وہ ایک دم دنگ رہ گئیں پھر مڑ کر اسامہ کو دیکھا جو شرارت سے انہیں دیکھ رہا تھا پھر ان کے چہرے پہ سنجیدگی کے بجائے گہری مسکان آئی اور انہیں اجازت نامہ دیا۔ صبح تیزی سے مسکراتے ہوئے چلی اور اسامہ کا ہاتھ تھاما اور تیزی سے بھاگی۔ باقی سب کا منہ ان کی اس حرکت پہ کھل گیا۔

''کدھر جا رہے ہو تم لوگ۔''

''ہم لوگ بھاگ کے شادی کر رہے ہیں اور خانم سب سے بڑی گواہ ہیں کیوں خانم۔''

سب ان کو چھوڑ کر خانم کو دیکھنے لگے وہ انہیں گھورنے لگیں پھر سب کو بولیں'' پکڑو ان شیطانوں کو۔''

''بھاگو چلی!''

وہ سامنے سفید گھوڑے کو دیکھنے لگی۔ اسامہ کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا وہ گھوڑے کے قریب آئے وہ چڑھنے کی کوشش کرنے لگی مگر بھاری لہنگے کے باعث مشکل تھا۔

''ہنستے رہو گے میری مدد کو'' اس نے تیزی سے کہا۔ اسامہ خود گھوڑے پہ چڑھا پھر اس کا ہاتھ تھام کر زور سے اوپر کھینچا۔

''اُف آرام سے بازو توڑنا ہے میرا۔''

''اب کیسے اٹھاتا۔''

''اب چلو میں گھوڑا چلاؤں گی مجھے چلانا آتا بس تم بیٹھے رہو اچھے ہز بنڈ بن کر۔''

''یس میم۔''

اور وہ گھوڑے پہ بیٹھ کر اس خوبصورت سے منزل میں روانہ ہو گئے۔ ثمرن نے دین کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

''ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟''

''سوچ رہا ہوں ہم بھی بھاگ کہ شادی نہ کر لیں۔'' وہ دین کی شرارت بھری مسکان دیکھ کر سمجھ گئی اس کے کیا ارادے ہیں۔

''نہیں۔'' دین نے اس کا ہاتھ پکڑا

''الادین صاحب نہیں۔''

''جی بالکل میری موشم۔''

''خانم ہم لوگ بھی بھاگ رہے ہیں۔''

صلاح الدین کی بات پر حیرت میں ڈوبے لوگوں نے ان کو بھی دیکھا تو خوشیوں سے بھرے قہقہے سنہری حویلی میں گونج اٹھے۔

☆......☆......☆

ختم شد

☆......☆......☆